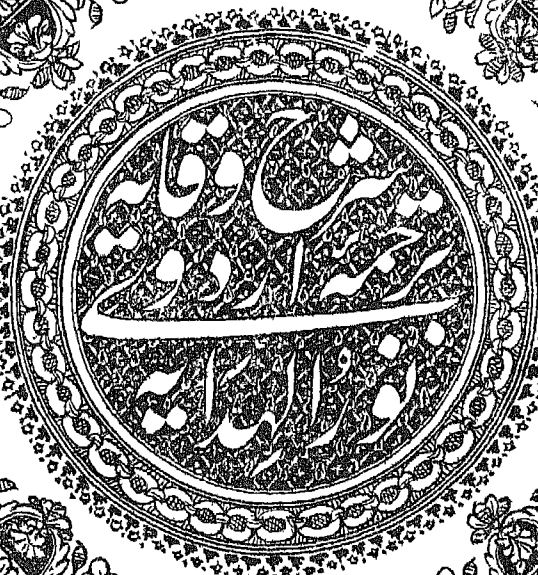


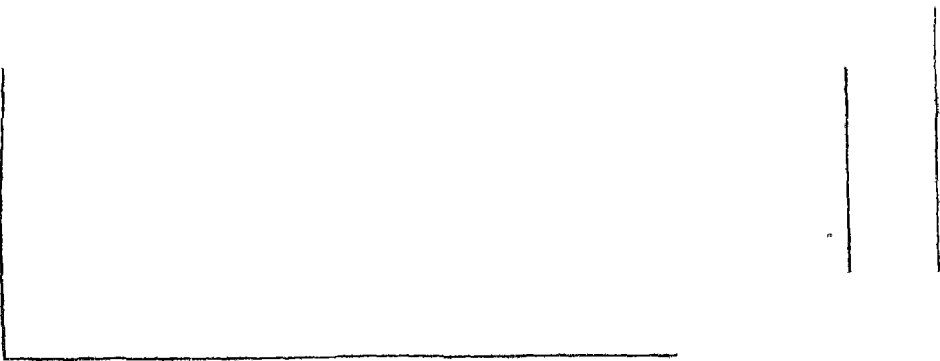
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَنْ شَاءَ اللَّهُ لَأَفِيضَ الْأَكْبَابِ

از آن تالیفات بی نظیر و در آن کلماتی همان ولادت حاجی و حیدر از زمان او در این کتاب آمده است



این کتاب در سال ۱۲۹۳ هجری قمری در شهر تبریز در مطبعه مطبوعه چاپ شده است

مطبعه مطبوعه
دری نظار و اکابو مطبوعه



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب البیع

لعلیٰ اللہ
اور شیخین علیہ السلام
کو اور شیخین اور
شیخین کو جو شیخین
سے

بیع کہتے ہیں مال میں لینے کو اور وہ منقذ ہوتی ہو یا بجا اور قبول سے جب نفع منی کے صیغے سے ہوں ف جاننا چاہئے
کہ حالت اور جو از بیع کا کلام اللہ سے ثابت ہو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا یعنی اللہ نے بیع کو حلال
کیا اور بیع کو حرام کیا اور روایت کی امام احمد نے مسند میں بزار نے رفاعہ بن رافع سے کہ پوچھے گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہ کوئی کسے بیع ہو فرمایا آپ نے کہا نامہ کا اپنے ہاتھ اور حسب بیع فروخت ہو چھلی ہو و صحیح کیا اس حدیث کو حاکم نے اور ترمذی
کی ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کہ وہ سودا گروں کے تحقیق کہ خرید اور فروخت میں نفع
اوشم ہوتی ہو تو ملا دو و سکوت صدقے سے یعنی بیع میں اکثر بیکار یا تین چھوٹی قسمیں صا اور ہو جاتی ہیں تو اس گناہ کے اٹھانے کے لیے
بیع ہو کر اور سموت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حال آنکہ لوگ خرید و فروخت کیا کرتے تھے تو اجاع ہو گیا اور سپا
عقل بھی سمجھا جاتی ہو کہ بیع جائز ہو و کیونکہ آدمی محتاج ہو کھانے پینے کے کھانے کا تو اگر کھانے کے لیے عینت کا جو تنا پھر او سین بیع بونا
پھر او سکا سپنا اور حفاظت کرنا پھر کھیت کا کاٹنا اور نایج کا صاف کرنا پھر سپنا اور خیر کرنا اور روٹی کا پکانا سب سب کی
ذات سے متعلق ہو و تو اس سے ہرگز نہوسکے گا اور اس طرح کپڑے میں روٹی کے درخت بونا اور او سین سرگرمی نکالنا اور
کاٹنا اور بننا یہ سب کام اس سے بذات خاص ممکن نہیں اس واسطے ضرور ہو کہ اپنی حاجت روائی کے لیے کچھ خرید کرے اور کچھ پ
کرے کیونکہ اگر خرید نہوتی تو یا دو سہ کی چیز کو زبردستی سے چھین لیتا یا جھیکٹ لگتا یا حصہ کر کے بیچتا اور ہر طرح خرابی
ہو کہ انی الفتح اور دونوں طرف مال کی قید اس واسطے لگائی کہ جو چیز مال نہیں ہو مثلاً شخص زاد یا مٹی تو اس کی بیع جائز نہیں
اور ایسا کہتے ہیں اور نہایت کہ چھپنے کی جاف اور قبول جو اس کے جواب میں دسارے کے مثلاً اگر پہلے بائع نے کہا میں نے
بیچا بعد اس کے مشتری نے کہا میں نے خریدا تو بائع کا قول بجا ہے اور مشتری کا قول قبول اور جو پہلے مشتری نے کہا میں نے
خرید لیا بعد اس کے بائع نے کہا میں نے بیچا تو مشتری کا قول بجا ہے اور بائع کا قول قبول اور یہ بھی شرط ہو کہ دونوں

لفظ ماضی کے صیغے ہوں یعنی بیع کے ثبوت پر دلالت کریں تو اگر مشتری نے نصیغہ امر کہا یعنی بیچ میرے ہاتھ اور بائع نے کہا بیجا تو اب بیع صحیح نہ ہوگی جب تک کہ مشتری نے خرید اقصیٰ اور رضامندی کی قید بیع میں لے لی ہو اور بائع نے لگائی کہ بیع مگرہ کی ہے یعنی جس پر زبردستی کیجاوے مال بیچنے پر مستعد ہو اور اسکا بیان کتاب الاکراہ میں آویگا خاص اور بھی بیع جائز ہو جاتی ہے اسطرح کہ بائع اپنی چیز مشتری کو اٹھا کر دیدے اور مشتری دام او سکے حوالہ کرے اور زبان سے کچھ نہ کہیں اور اسکو بیع تعاطی کہتے ہیں اور جائز ہی یہ عمدہ نفیس چیزوں میں اور ذلیل چیزوں میں بھی اور کرنی کے نزدیک چیزیں یعنی ذلیل چیزوں میں جائز ہو اور عمدہ نفیس چیزوں میں جائز نہیں بلکہ ذلیل چیزوں میں بھی قیمت کی جیسے ترکاری گھاس وغیرہ اور نفیس جو بھاری چیزیں جیسے کپڑا گھوڑا وغیرہ خاص اور بیع تعاطی میں شرط یہ ہے کہ دونوں جانب سے ہووے اور بعضوں کے نزدیک ایک جانب سے بھی اگر ہووے تو بھی جائز ہی جیسے گھوڑا کا بیع کیا اور ناپ کر لے لیے اور اس کے پاس کوئی ظرف نہ تھا کہ اس میں گھوڑا ہو سکے اور بعد اس کے طرف لایا اور قیمت حوالے کی اور گھوڑا لیکھا تو اس میں تعاطی صرف مشتری کی جانب سے ہوئی خاص اور بیع تعاطی کہتے ہیں کہ گھوڑا کو بیچنا تھا تو اس نے کہا ایک پیمانہ ایک ہم کو اور وہ بیچنے پیمانے پر ناپ کر لے گیا تو بیع ہوگی اور مشتری پر بیع لازم ہوگی تو اس میں تعاطی صرف بائع کی طرف سے ہوئی لیکن بیع تعاطی میں بہر حال شرط یہ ہے کہ کسی جانب سے نا رضامندی ظاہر نہ ہو وگرنہ اگر مشتری نے روپیہ دیدیا اور خریدنے سے اٹھا لے لیتا ہے اور بائع کہتا ہے کہ میں اس قیمت پر نہ دوں گا تو بیع صحیح نہ ہوگی دھنکار خاص ہے جبکہ ایک نے بیجا کیا تو دوسرا قبول کرے اور اسکو اسی مجلس میں بیع یعنی مجلس بیجا میں بیع کرے بعد مجلس بیجا کے قبول کرنے سے بیع ثابت نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر بائع بیجا کے بعد دوسرے آدمی سے اپنی کسی چیز کا بیع کرے تو بیجا باطل ہوگا لہذا فی الجرح طحاوی نے لکھا ہے کہ مجلس سے وہ مراد ہے جس میں وہ قول اور فعل پایا جاوے جو اعراس پر دلالت کرے اور وہ مشغولی نہ رہیں ہووے جو بیجا کو فوت کر دیوے اگرچہ اعراس کے واسطے نہ ہو وگرنہ فی الجرح طحاوی نے مشغولی مذکور پائی جاوے گی تو بیجا باطل ہو جاوے گا اگرچہ بائع اور مشتری کا مکان نشست متحرک ہے نہ بیع یعنی کل بیع کو ساتھ کل قیمت کے چھوڑ دیوے مگر جب کئی چیزیں ہوں اور ہر ایک کی بائع الگ الگ قیمت بیان کرے تو بعض ہاتھ لے لیتا مشتری کو جا بوجہ اور جب تک کہ نہ قبول نہیں کیا ہو تو بیجا کرنا ہوا اگرچہ کیا کوئی اور مجلس سے لکھا ہو گیا تو بیجا باطل ہو جاوے گا اس واسطے کہ بیع ہو جانا دلیل یہ نہ لینے کی خاص اور جب بیجا قبول و نون پر لگے تو بیع لازم ہوگی اس لیے کہ اختیار زمین کو بیجا عین بیجا رویت یعنی بیجا بیجا قبول لینے شرط کے ساتھ حاصل ہوا تو بیع لازم ہوئی اس لیے کہ اختیار مشتری کو نہیں رہا اور شرط کا بائع کو اختیار نہ ہوا اختیار عین بیجا رویت کے اور نون کا بیان آگے آویگا اور امام شافعی کے نزدیک بیجا و قبول کے اختیار مجلس ہر ایک کے رہتا ہے جب تک مجلس میں بیع نہ ہو شافعی کی وہ حدیث ہے جو حکم روایت کیا بخاری مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے جب سیر و فرخت کر رہے تھے تو ہر ایک اختیار کرتے ہیں جب تک کہ جدا نہ ہوں اور تاویل کی اسکی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ بیجا فی احوال کے اور دلیل ہماری قول ہے ان شاء اللہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنْتُمْ بِالْعُقُوبِ** اسی بیان والوہوہ اور عقودوں کو اور بیع عقدہ ہو قبول اختیار کے اور قول اللہ تعالیٰ **وَأَشْهَدُوا إِذْ أَنْتُمْ عَلَىٰ أَيْدِيكُمْ وَأَنْتُمْ بِالْعُقُوبِ** اور بیع صادق آتی ہے بعد بیجا اور قبول کے تو اگر اختیار ثابت ہو اور بیع لازم نہ ہو تو ان آیتوں کا ابطال ہوا ہے فقہاء دوسری دلیل امام حنبل

کی یہ جو کہ جائز روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار دیا ایک اہل عربی کو بعد بیج کے اخراج کیا اور سکا ترمذی نے کیونکہ اس وقت سے معلوم ہوا کہ بعد بیج خیار دم ثابت نہیں ہوتا **ص** اور دم اگر سانسے ہوں کہ مشتری و سکی طرف اشارہ کر دیے تو ضرورتاً بیان شمار اور وصف شمار نہیں اور اگر اشارہ کرے تو کھلی تعداد اور وصف بیان کرنا چھوٹا یعنی اگر قیمت کی رقم سے موجود ہو تو مشتری اشارہ کرنے کہ میں ان دنوں کے عیوض چیز لیتا ہوں تو ضرورتاً بیان دیکھتا ہوں اور اوصاف کی نہیں اور اگر اشارہ کرے تو اوکلی تعداد کہ دس روپے اور اوصاف یعنی سکہ شاہی عالمگیری بیان کرنا ضرور ہوا **ص** اور درست ہونے پر چنا اور اوہ صیاری سچا البتہ سچا اور دھار کی مدت معلوم ہو **ص** مثلاً کہ تیسے کہ ایک دین اسکے روپے دس دن کا سو اسطے کہ مدت اگر معلوم نہ ہو تو مشتری اور بائع میں جھگڑا ہو گا بائع دم جلد ہی طلب کرے گا اور مشتری دیر میں دیکھا اور دلیل اسکے جواز کی یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا **وَاحْتَلَّ اللَّهُ الْمَبِيعَ وَحْتَمَلَهُ الرَّبْحَ** مطلق ہی اور میں یہ قید نہیں کہ دم نقد دیوے اور رویت کی بخاری مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلہ خریدنا ایک یہودی سے میعاد پر اور کر دکر دی اس کے پاس نہ اپنی **ص** اور اگر بیج میں دم کے اوصاف ذکر نہ کیجئے **ص** مثلاً دس درہم کا نام لیا اور یہ نہ لکھا کہ مصری ہی یا دمشق **ص** تو اگر اس نام کی سب قیمت میں برابر ہوں تو جو کسی قسم چاہے دینے اور اگر قیمت ہر ایک کی مختلف ہو تو جو کج رواج زیادہ ہو وہ دنیا بڑھکا اور اگر رواج میں بھی برابر ہوں تو بیج فاسد ہو جاوے گی **ص** سو اسطے کہ اس صورت میں بائع اور مشتری میں فرغ ہوگی بائع اس قسم کا درہم مانگیگا جو قیمت میں زیادہ ہو اور مشتری کم قیمت دیکھا **ص** اور جائز ہی بیج کھانے کی چیز تو کئی جیسے گیہوں وغیرہ پیمانے میں ناپ کر **ص** سو اسطے کہ روایت کی جماعت نے عباد بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ سو ناپ لے سکے اور چاندی بٹے چاندی کے اور گیہوں بد لے میں گیہوں کے اور جو بد لے میں جو کے اور کھجور بد لے میں کھجور کے اور نمک بد لے میں نمک کے برابر برابر اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے **ص** اور ڈھیر لگا کر اگر غیر جنس سے ہو **ص** مثلاً غلہ عوصن میں روپی یا اشرفی یا پیسوں کے بیچے یا گیہوں بے میں چاندی کے یا جو کے اور اگر ایک جنس سے ہو مثلاً گیہوں بے میں گیہوں کے تو ڈھیر لگا کر چاندی درست نہیں سو اسطے کہ اس میں جنس ہوں زیادتی کا اور زیادتی میں بیج ہو اور جنس میں اسکا شمال نہیں کیونکہ اسی حد میں عباد میں ہے کہ جب میں ان دنوں تو جس طرح چاہوں جو بکر دست بدست **ص** اور ایک برتن خاص یا عین بانٹ سے ناپ تو لکر دینا درست ہے اگر چاہو اسکا اندازہ معلوم نہ ہو اور اگر اناج کا ڈھیر صاع پیچھے ایک درہم ٹھہرا کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیج ہوگی کل ڈھیر کی منوگی لکر جب جتنے صاع ہیں سب کا ذکر کر دیجئے مثلاً یون کے کہ یہ ڈھیر اناج کا دس صاع ہی ہر صاع بد لے میں لکر درہم کے **ص** اور صاحبین کے نزدیک تو جو صورتوں میں کل ڈھیر میں بیج جائز ہو جاوے گی اور صاع ایک پیمانہ کا نام ہے جو قیمت میں چار سیر اناج سماتا ہے اسی روپے کے سیر سے **ص** اور اگر بکر پونٹا کا یا کپڑے کا تنکان ہر بکری یا گوز پیچھے درہم ٹھہرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی **ص** یعنی ایک بکری اور ایک گوز کی صحیح نہوگی سو اسطے کہ یہاں افراد بکری کے مختلف ہیں کیونکہ مشتری موٹی بکری لیکھا اور بائع ڈبلی دیکھا بخلاف اناج کے کہ وہاں سب نے برابر ہوں اور صاحبین کے نزدیک سب میں بھی جائز ہو اور یہ مسالہ اس کی طے میں ہے جو سب میں ایک گزہد کرنا موجب نقصان کا ہوگا اور جو نہ ہوگا تو امام صاحب کے نزدیک بھی جائز ہوگی **ص** اور یہی حکم ہے ہر معدودہ وغیرہ میں **ص** یعنی جو چیز میں شمار کر کے بیجی جاتی ہیں اور افراد ان کے بڑائی چھوٹائی میں مختلف ہیں جیسے خرگوزہ انار وغیرہ **ص** اور

اگر بائع نے ایک ڈھیر نارج کا بیچا کہ ہر گز نہ سوا صاع بہن متو درہم کے اور وہ بڑا نونے نکلا تو مشتری چاہے چنانہ سدرہم دیکھنے لے
یا راضی نہ ہو تو واپس کر دے اور جو سو سے زیادہ کلین توبہ بائع کا ہو اس واسطے کہ اسے صرف سوا صاع بیچے تھے اور اگر ایک کپڑے
کے تھان کو اس طرح بیچا یعنی مثلاً کہا کہ یہ دن گز ہو دس روپی کا ص اوم وہ ایک گز کم نکلا تو مشتری چاہے اس کا ساتھ
دس روپی کو لے لیوے خواہ سارا پھیر لے لے اور جو زیادہ نکلا تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہیں کہ چاہے لے اور چاہے نہ
ف اور مشتری کو یہ نہیں پوچھتا کہ نو کو لے لیوے اور دلیل اسکی اصل کتاب میں مذکور ہو **ص** اور اگر تھان کی قیمت میں بائع نے
یون کہد یا کہ یہ دن گز ہو دس روپی کوئی گز ایک روپی کو تو اب اگر ایک گز کم نکلا تو مشتری کو پوچھنا کہ جسے رسد و تھان لینا یاد ہے
کر دیکھو اور ایسا ہی ہو اگر زیادہ نکلا **ف** مثلاً ایک گز کم نکلا تو نو روپی کو لے سکتا ہے اور اگر ایک گز زیادہ نکلا تو گیارہ کو
لیسکتا ہے اور دو تون تون میں مشتری کو اختیار ہے منج سے **ف** کا اور اگر سوا صاع سے نو گز نکلا یا سوا صاع سے دس گز تو اس کا حکم آگے
آتا ہے **ص** اور اگر ایک گھر سو گز کا ہو اور میں سے دس گز زمین بھی چلی جگہ معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہے اور اگر مکان کے سوتھے
ہوں اور میں سے دس حصے بیچے تو جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک و تون صورت میں **ف** اور دلیل سب کی یہ ہے کہ میں طوری
ص اور اگر ایک گھڑی اس شرط پر بیچے کہ اس میں دس تھان ہیں اور اس میں کم زیادہ نکلے تو وہ نون صورت میں بیع فاسد ہے اور
اسی صورت میں اگر ہر تھان کے ہم کہدے تو جب سب سے کم کلین بیع صحیح ہوگی اور مشتری کو اختیار ہے چاہے حصہ رسد
دیکھ لے لیوے یا پھیر لے اور اگر دس سے زیادہ کلین بیع فاسد ہوگی اس لیے کہ اصح رت میں معلوم نہیں کہ دس تھان جو کچھ ہیں
کو نسی ہیں اور اگر ایک تھان کو بیچا اس شرط پر کہ دس گز ہو ہر گز ایک رتم کو اور وہ سوا صاع سے دس گز نکلا تو مشتری دس رتم کو
لیلیوے بغیر اختیار کے **ف** یعنی اس کو پھیرنے کا اختیار نہیں ہے اس واسطے کہ اس میں مشتری کا نفع ہے کچھ نقصان نیز
ص اور اگر سوا صاع سے نو گز نکلا تو نو روپی کو لے لیوے اگر چاہے اور چاہے کل پھیر دیکھے اور یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور ابویوسف کے
نزدیک اگر مشتری چاہے تو اول صورت میں گیارہ روپی کو لیوے اور دوسری صورت میں سوا صاع کو اور امام محمد کے نزدیک اگر مشتری
چاہے تو اول صورت میں سوا صاع سے دس روپی کو اور دوسری صورت میں سوا صاع سے نو کو لے لیوے **ف** اور مختار میں لکھا ہے کہ فتویٰ امام صاحب
کے قول پہلو لیکن بہت علماء نے بلحاظ عرف کے قول امام محمد کا اختیار کیا ہے اس واسطے قاضی کو اختیار ہے کہ اس پر فتویٰ دے
ہو سکتا ہے **ص** اور صحیح ہے چنانہ یون کا بالی میں **ف** اور امام شافعی کے نزدیک یا قتل میں ناجائز ہے اور دلیل ہمارے یہ ہے کہ
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچنے سے گھبرائے کہ بالی میں یہاں تک کہ سفید ہو جاوے اور محفوظ ہو جاوے آفت کر دین کیا
اسکو جماعت نے سوامی بخاری کے **ص** اور اس طرح باقلے کا اور جانول کا اور تل کا چھلکون میں اور اس طرح اخروٹ اور بادام
اور پستے کا پہلے چھلکون میں یعنی اوپر والے پست میں اور امام شافعی کے نزدیک مست نہیں اور دوسرے چھلکون میں یعنی نیچے
پست میں بالاتفاق جائز ہے اور پھیل کا بیچنا دخت پر خواہ وہ کارآمد ہو گیا ہو یعنی کھانے کے قابل ہو گیا ہو یا نہ ہو درست ہے
اور مشتری کیا اس وقت اس کا توڑ لینا واجب ہے **ف** اور دلیل اسکی فتح القدر میں مذکور ہے **ص** اور اگر مشتری نے شرط لگائی
کہ میں ان چھلکون کو دخت پر نہ دوں گا تو بیع فاسد ہوگی جیسے پھل دخت پر بیچے اور کچھ رطل اور میں سے نکال لے **ف** مثلاً
یہ کہ کہا کہ میں پھل ان دخت کے بیچتا ہوں مگر چار سیر ان میں سے لے لوں گا اور نہ بیچوں گا تو بیع ناجائز ہے اور یہاں اور مختار میں بیع

کہ باعتبار ظاہر روایتی جائز ہو اور یہی صحیح ہو اس واسطے کہ حدیث جاہلین میں ہے کہ منہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع میں کچھ نکال لینے سے گریہ کہ معلوم ہو کہ بیع میں معین کر دے کہ اس میں سے اس قدر نہیں جو نیکاروایت کیا اسکو تہذیبی نص اور بیع میں مزدوری ناپنے والے اور تولنے والے اور گنے والے اسباب کی بائع پر ہو اور مزدوری قیمت تولنے والے اور پرکھنے والے کی مشتری پر ہے اور ایک روایت میں روپیہ پر کھنے والے کی اجرت بائع پر ہے لیکن صحیح اول ہو خلاصہ میں اس کو اسباب کو بدلے روپیہ اشرفی کے خیرا تہذیبی مشتری کو حکم ہو گا کہ قیمت جو اسے بجا دے سکے بائع کو اور اگر اسباب کو بدلے میں اسباب کے پار روپیہ اشرفی کو بدلے میں پار اشرفی کے خیرا تو دونوں کو حکم ہو گا کہ معاً ایک دوسرے کو دیویں ۔

باب اختیار

ف یعنی جا کر بیچنے کے بیان میں خواہ بائع کو اختیار ہو یا مشتری کو یا دونوں کو نص البیع اور مشتری دونوں کو خواہ ایک کو تین کا یا اس کم کا اختیار درست ہو اور اس سے زیادہ کا درست نہیں اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو ایک سے معلومہ تک اگر ہو کثیر دن کا ہو و خواہ ایک عینے کا یا ایک سر کا اور اس اختیار کو خیار الاشرط کہتے ہیں دلیل امام صاحب کی وہ ہمیشہ جو بکسور و بیت کیا دارقطنی اور بیہقی نے کہ جان بن مقصد بن عمر و انصاری دھوکا دینے سے تھے خرید و فروخت میں توفر مایا واسطے اور تک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب دگرے تو تو کہ نہیں فریب ہو اور مجھے اختیار ہے تو دن تک اور روایت کی عبد الرزاق نے ابان بن ابی عیاش سے اور بخونج انس سے کہ ایک شخص خیرا ایک دن ط اور شرط کی اختیار کی چار دن تک باطل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع کو اور فرمایا کہ اختیار تین دن تک ہو لیکن ابان بن ابی عیاش نے ضعیف ہو کر وصحاح ہو آورے روایت کی دارقطنی نے نافع سے انھوں نے بن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار تین دن تک ہو اور اس کی اسناد میں احمد بن میسرہ متروک الیہ پر ہے اور صاحبین کی دلیل صاحب ہر ایسے یہ بیان کی ہو کہ ابن عمر نے جائز رکھا اختیار کو دو عینے تک و اس پر کہ کتاب حدیث میں نشان نہیں ملتا صحیح تو اگر بیع ہوئی اور تین دن سے زیادہ کا اختیار شرط ہو انو امام صاحب و زفر کے نزدیک بیع فاسد ہے اور کثیر کے نزدیک جائز ہے جو پھر اگر تین دن کے اندر انھوں نے اجازت دیدی ف یعنی بیع کو نافذ اور لازم کر دیا صحیح تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہو جاوگی اور امام زفر کے نزدیک جائز نہوگی ف اور فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے صحیح اور جو اس شرط پر خیرا کہ اگر تین دن تک ام نہ ہو گا تو بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہو اور چار دن کی اگر قید لگا دیا تو درست نہوگی نزدیک نہیں ہے اور امام حنفی کے نزدیک بیع صحیح ہے لیکن چار دن کی قید لگا کر اگر تین دن کے اندر قیمت ادا کر دیا تو سب کے نزدیک بیع درست ہو جاوگی مستثنیہ کہ بائع کا اختیار بیع کو ملک بائع سے نہیں نکالتا بلکہ وہ شؤ مدت خیار تک بائع کی ملک میں رہتی ہو تو اگر بائع کے اختیار کی صورت میں وہ شؤ مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو مشتری پر قیمت اس شؤ کی لازم آوگی نہ شؤ ف اس کو کہتے ہیں جو بائع اور مشتری کے درمیان ٹھہری ہو اور قیمت ہو اسکا نرخ بازار ہو مثلا ایک کپڑا زیرے عمر سے چار روپیہ کو خیرا تو چار روپیہ میں ہو یا بازار میں اسکی قیمت تین حال سے خالی نہیں یا چار روپیہ میں یا کم و بیش اول صورت میں شؤ قیمت مقدار میں سادھی ہیں اور دوسری صورت میں تین زیادہ اور قیمت کم ہو اور تیسری صورت میں تین کم اور قیمت زیادہ ہو تو اس مسئلے کی مثال یہ ہو کہ زید نے عمر کے ہاتھ ایک کپڑا چار روپیہ کو بیچا اس شرط پر کہ زید نے اپنے واسطے تین دن کا اختیار

بائع یا مشتری کا اختیار

یعنی ایسا دیکھو نہیں سکتا اور اہم صاحب کے نزدیک اختیار باقی ہی یعنی اسکو بھیج سکتا ہو **ف** ان آٹھوں میں سے پہلے
 اختلاف وہی ہو جو اور بیان ہو چکا **ص** اور جس شخص کو اختیار ہو وہ اجازت دے سکتا ہو معاملے کی اگر طرف ثانی اور وقت صحیح
 نہ ہو اور بیع نہیں کر سکتا جب تک طرف ثانی حاضر نہ ہو اور امام ابی یوسف اور ثانی کے نزدیک منسوخ بھی کر سکتا ہے اور اس کے
 حضور کے اور اگر جس شخص کو اختیار تھا اسے منسوخ کیا پیٹھے بھیجے طرف ثانی کے اور مدت خیار میں طرف ثانی کو خبر منسوخ کی پونجی
 تو معاملہ منسوخ ہو جاوے گا اور اگر مدت خیار میں اسکو خبر منسوخ کی نہیں پونجی تو معاملہ تمام ہو جاوے گا اور جس شخص کو اختیار ہے
 یا خیار تعیین ہووے اور وہ مر جائے تو اس کے وارث کو بھی خیار رہیگا اور اگر اسکو خیار بشرط یا خیار لارویہ تھا اور وہ
 مر گیا تو اس کے وارث کو نہ ہوگا **ف** خیار بشرط تو معلوم ہوا اور خیار لارویہ اسے کہتے ہیں کہ بن دیکھے ایک چیز خریدی
 اور دیکھنے کے بعد وہ پسند نہ آئی تو اس صورت میں مشتری کو اختیار بھیج دینے کا اور خیار العیض ہو کہ بعد خریدنے اور
 قبضہ کرنے کے بیچ میں کوئی عیب نکلا تو اس میں بھی پھیرنے کا اختیار ہوتا ہے اور خیار تعیین کہ مثلا دو غلاموں میں سے ایک کو خیار
 اس شرط پر کہ جو پسند آوے گا ہزارہ کو لے لیوے گا اور پھر وہ شخص مر گیا تو اس کے وارث کو بھی اختیار معین کر کے لے لینے کا باقی
 رہیگا **ص** اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے **ف** مثلاً کہ نہ بیگ لہندہ کر لیا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہ ہوگی
ص تو درست ہو اور اس صورت میں جو بیع کو جائز یا منسوخ کرے گا درست ہوگا اور اگر ایک شرط دے اور دوسرے منسوخ کرے تو پہلے شرط کی
 بات معتبر ہوگی اور اگر دونوں کی باتیں معاہدہ میں تو بیع منسوخ ہو جاوے گی اور اگر دو غلاموں کو بیچا اس شرط پر کہ ایک غلام میں
 مجھے اختیار ہو تو اگر ہر ایک کی قیمت جدا گانہ بیان کر دی ہو اور جس غلام میں اختیار ہو اسکو معین کر دیا تو بیع جائز ہو ورنہ
 فاسد ہے **ف** مثلاً قیمت جدا گانہ بیان کی اور نہ عمل خیار معین کیا یا قیمت جدا گانہ بیان کی لیکن عمل خیار معین نہ کیا یا عمل خیار
 معین کیا لیکن قیمت جدا گانہ بیان نہیں کی **ص** اور اگر دو بیاتین کے پڑوں میں سے ایک کو خریدنا اس شرط پر کہ جسکو چاہیگا معین
 کر لیا گیا میں دن کے عرصہ میں صحیح ہو اور چار کپڑوں میں جائز نہیں **ف** یعنی اگر چار کپڑوں میں سے ایک کو خریدنا اس شرط پر کہ
 میں دن میں ایک کپڑا کر کے لے لوں گا تو جائز نہیں کہ بیع خلاف قیاس استحساناً جائز ہوئی ہو نہ بظہر حاجت کے طرف نہ
 نہیں کے اور میں کہ پڑوں حاجت مندفع ہو جاتی ہو اس واسطے کہ غالباً ایک عمدہ ہوگا ایک وسط ایک حق تو چار کی ضرورت
 نہیں ہلا **ص** اور اگر ایک گھر خریدنا بشرط خیار بعد اس کے مدت کے اندر ایک رکھ قریب اس گھر کے بکا اور اس
 شفعہ کی راہ سے اسکو لیا تو دوسرے گھر کا لینا بطریق شفعہ رضامندی شمار کیا وے گی پہلے گھر کی خرید میں **ف** اس
 کہ اگر پہلے گھر کی خرید کو تمام مکین تو دوسرے گھر میں شفعہ کا دعویٰ کب ہو سکتا ہے **ص** اور اگر وہ شخص بیع ملک ایک چیز نزل
 لی بشرط خیار اور ایک اونید سے رضی ہو گیا تو دوسرا بھی واپس نہیں کر سکتا یعنی اسکا بھی اختیار جاتا رہا اور اس بیع خیار
 ایسا ہے خیار لارویہ میں **ف** یعنی وہ شخص بیع ملک خریدنا بعد اس کے عیب نکلا ایسا رضی ہو گیا تو دوسرا اگر بیع ناراض ہی بھیج نہیں سکتا
 یا نہیں دیکھے دونوں خرید بعد دیکھنے کے ایک رضی ہوا تو بھی دوسرا جو ناراض ہو نہیں بھیج سکتا اور صاحبین کے نزدیک یہ
 صورتوں میں جو ناراض ہو رہے بیع کر سکتا ہے **ص** اور اگر ایک غلام کو خریدنا اس شرط پر کہ یہ نان پہنچو یا عیب نہ ہو اور اس
 خلاف نکلا تو مشتری سچا کل من کو لے لیوے یا پھر پوکو اس لیے کہ یہ موراد صاف ہیں لیکے عوصت میں من میں نقصان نہ ہوگا

بیع خیار تعیین

ہو جاوے گا اور ہر ایسے بین جو کہ پورا جمع ہو امام صاحب کے صاحبین کا البتہ وکیل بالقبض میں اختلاف ہو اور غایتہ الاوطار میں جو ختلان
 وکیل خرید میں اور اتفاق وکیل بالقبض میں لکھا ہوا بالکل سہو ہے اس میں اس زمانے میں نخل والی یعنی گھٹ کا صحیح دیکھنا اندر سے ضرور
 کیونکہ زمانہ سابق میں جب یو این گھر کی یاد دہشت باغ کے باہر سے دیکھ لیتا تھا کافی ہوتا تھا اس واسطے کہ گھر اور باغ اون کے ایک ہی
 تھے اور اب بہت فرق ہونے لگا اس لیے امام نے فریقے کے نزدیک فقط صحیح دیکھنا کافی نہیں بلکہ اسکے والا ان کو ٹھہران کرے بھی کیے
 اور یہی صحیح ہے اور ایسی پر قوی اس میں اور سطح حکم ہو باغ کا ڈھنٹا (اص) اندھا اگر بیچے یا خریدے تو درست ہے اور چھتے
 تو اسکو اختیار سے گا اور اگر اسکو ٹھول لیگا یا سونگھ لیگا یا چھ لیکے تو خیار ساقط ہوگا اور خیرون میں جو ٹھولے یا سونگھے یا چھ لے لے لے
 حال معلوم ہو جاتا ہے وہ جیسے بکری سے قطعاً (اص) اور زمین یا کان اگر اندھا خرید کرے تو اسکا خیار ساقط نہ ہوگا جب تک کہ اس کے
 اوصاف بیان نہ کیے جاویں اور امام اپنی یہ سفت ہے مروی ہے کہ اگر ایسی جگہ میں بکھر ا ہو جائے کہ در صورت بیانی اسکو دیکھ لینا تو
 خیار اسکا ساقط ہوگا وہ جیسے بکری کہ میں اضنی ہو گیا اور کما حسن بن زیاد نے کہ اپنا ایک کیل بالقبض کر دیوے اور وہ دیکھ
 لیسے اور یہ شاید زیادہ ہے قول امام صاحب کے کیونکہ اون کے نزدیکین کیلنا وکیل بالقبض کا ہنر لہر مومل کے ہو ہدایہ ص ۱۲۰ پر
 میں سے ایک کو دیکھ کے دونوں کو لیدیا اور پھر دوسرے کو دیکھا تو اب دونوں کو پھیر سکتا ہوا ایک کو جس کو نہیں دیکھا تھا اور اگر مشتری نے اپنی دیکھی
 ہوئی چیز کو مول لیا پس لگا دے سکا حال بدل گیا تو اسکو اختیار ہوگا ورنہ نہ ہوگا پھر اگر مشتری کے بیع کا حال بدل گیا ہو اور باغ کے ہنر
 بلا ہو تو قول بائع کا معتبر ہے اور اگر دیکھنے میں منتان ہو یعنی باغ کے کسے کسے دیکھے کے خریدے اور مشتری کی کہ میں بن دیکھ خریدتا ہوں تو قول مشتری
 ساتھ قسم کے معتبر ہے اور اگر ایک گھر میں تھا تو ان کی ہول لی اور اون میں سے ایک تھا ان بیچ ڈالا یا لیا سیکو کہ اس کے حوالے کر دیا
 تو خیار الرویہ اور خیار الشرط ساقط ہو گیا البتہ اگر وہ سین عین کے ہو جو باقی رہا ہو اسکو پھیر سکتا ہے وہ ایسے میں اصل کتاب میں
 اسکی وجہ یہی لکھی ہے کہ خیار الشرط اور خیار الرویہ بائع میں تمامی صفحہ کے بخلاف خیار العیوب بعض بیچ پھیرنے میں تفریق صفحہ ہوتی
 ہے اور تفریق صفحہ جائز ہے بعد تمام عقد کے نہ قبل اسکے اور یہی ہر ایسے میں لکھا ہے کہ اگر وہ تھا ان پھر مشتری پاس لے آیا مثلاً بیچ
 فرج ہو گئی یا ہبہ مرد و دو ہو گیا تو خیار الرویہ پھر عود کر چکا اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ بعد سقوط کے پھر عود کر چکا مثل خیال لفظ
 کے اور اسی پر اعتماد کیا قدری نے اور در مختار میں ہے کہ صحیح کہا اسکو قاضی خان نے اور اگر کوئی چیز خریدے بدون دیکھنے تو بائع
 مشتری سے قبل دیکھنے کے قیمت نہیں طلب کر سکتا ہے اور اگر عاقدین نے یا ہم خرید و فروخت کی عین کی عیوب میں سے مثلا گنا کی
 سدا لگنا یا کپڑے یا گھوڑے سے کیا تو دونوں کے واسطے خیار الرویہ ثابت ہوگا اس واسطے کہ ہر واحد مشتری ہی اور عیوب ضابطہ اسکو حاصل ہوگا اور خیار

بیع مشتری
 لفظ استعمال کرتے
 اور اس میں
 عیب کی بیع
 عیب قابل
 ہو اسلئے

فصل خیاری عیب کے بیان میں

یعنی عیب نہ کھانے کے سبب جو اختیار ہوتا ہے اس کے بیان میں صحیح مشتری اگر بیچ میں ایسا عیب ہے جس سے اسکی قیمت تاہر و
 نزدیک کم ہو جاتی ہو تو اسکو اختیار ہے چاہے بیچے اور چاہے پورے مومن سے ایسے ف اور دلیل اس خیار کے ثبوت کی وہی ہے جو خیار
 کی بخاری نے تخلیقاً عدل بن خالد سے کہ بیچ مسلمان کی ساتھ مسلمان کے نہیں عیب ہے اور عیب اور نہ خباثت اور نہ فریب اور نہ
 ابن شاپرین میں ہو بیع المسلم بالمسلمہ ما کان سلباً بیع مسلمان کی ساتھ مسلمان کے وہ ہو جو سالم ہو عیب استون
 الی داؤد میں ہے حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدیا اور وہ اس کے پاس پہنچا تو عیب پایا تو پھر وادیا ان حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بانی پر **ص** اور مشتری کو یہ نہیں پہنچتا کہ بیع کو اپنے پاس رکھے اور عیب کے سبب سے جو اسکا نقصان ہو اسکا
 بانی سے پھیر لیں اور بھانگا اگرچہ مدت سفر سے کم ہو تو اسکو چھوٹے میں موت دینا اور چوری کرنا غلام کو توڑی میں پھینچنے میں
 جب عقل رکھتے ہوں عیب ہو اور بڑے پن میں دوسرا عیب ہو **ف** حاصل حکایہ ہو کہ جو عیب بانی کے پاس ہو اور وہی مشتری
 کے پاس اگر ہو گا تو اسکو خیار ثابت ہو گا اور اگر بدل جاویگا تو اس صورت میں خیار نہیں مثلاً **ص** بانی کے پاس چھوٹے پن میں
 چورا یا اور پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن میں تو ایک ہی عیب کا بدلہ جو بانی کے پاس ہے اسکو بانی کا دونوں جگہ ایک ہو وہ بانی
 پر والی جو عمدہ طغولیت میں ہوتی ہو **ص** اور مشتری کو اختیار پھیر دینے کا ہو گا اور اگر بانی کے پاس چھوٹے پن میں چوری کی گئی
 اور مشتری کے پاس بڑے پن میں کی دوسرا عیب گنا جاویگا اس صورت میں مشتری کو اختیار پھیر دینے کا نہو گا **ف** اسواسطے کہ
 چھوٹے پن کی چوری کا سبب نہ ہو اور بڑے پن کی چوری کا سبب نہ ہو اور بانی عیب ہو **ص** عاقل ہونے کی قید اسواسطے لگائی
 کہ اگر تہایت صغیر میں ہو تو عقل نہ رکھتا ہو تو اسکی چوری عیب نہیں ہو **ف** اور اسطرح بھانگا اور کاشا میں نہیں بلکہ اگر
 ہو ہل ایہ **ص** اور جن خواہ چھوٹے پن میں ہو تو یا بڑے پن میں ہر طرح ایک عیب ہو تو اگر بانی کے پاس چھوٹے پن میں
 جنون ہوا تھا اور پھر مشتری کے پاس اگر خواہ چھوٹے پن میں مجنون ہو یا بڑے پن میں ہر صورت میں اسکو اختیار واپسی کا ہو اور نہ
 اور عقل کی بددلی اور زنا کاری اور حرام کی اولاد ہونی تو توڑی میں عیب ہو غلام میں نہیں **ف** اسواسطے کہ زنی کی صحیحیت اسطلب
 و لکہ کچھ منظور ہو گا اور یہ باتیں اور سین محل میں برخلاف غلام کے کہ خدمت میں یہ باتیں قانع نہیں لاد صورتیکہ غلام کو عاقل
 زنا کی ہو کہ کیونکہ اس صورت میں خدمت میں سچ ہو گا ہل ایہ **ص** اور کافر ہونا و دونوں میں عیب ہو **ف** اسواسطے
 کہ طبیعت مسلمان کی متنفر ہوتی ہو کافر کی صحیح دوسرے یہ کہ اسکی آزادی کفارہ قتل میں صحیح نہیں ہو تو اگر خرید یا شرط
 پر کہ وہ کافر ہو اور مسلمان نکلا تو رد نہ کیا اسواسطے کہ یہ زوال عیب ہو اور امام شافعی سے کہ نزدیک رد کر سکتا ہو ہل ایہ
ص اور ہل نشہ خون جاری رہنا اور حیض نہ آنا شترہ برس کی لڑکی کو عیب ہو **ف** شترہ برس کی قید اسواسطے لگائی کہ یہ نیتا
 مدت ہو بلوغ کی نزدیک امام ابوحنیفہ کے عورت میں لوران دونوں کی پیمان عورت کے قول سے ہوگی تو پھیر دیا جائیگا بانی
 انکار کرے شترہ سے خواہ قبل قبض کے ہو یا بعد قبض کے ہل ایہ **ص** اور شترہ برس سے کم سن کو عیب نہیں **ف** کیونکہ بانی کا مال
 ہی بانی نہو نہو **ص** اگر مشتری کے پاس انکار ایک عیب ہو گیا تو جو عیب بانی کے پاس سے تھا اسکو موافق نقصان کے دم پھیر دیا
 اور سچ کو رد نہیں کر سکتا مگر جب بانی راضی ہو پھیر لینے پر اور جس نے ایک کپڑا خریدا اور اسکو قطع کیا اسکو اسے اسے عیب پھیر دیا
 ہوا تو جس قدر عیب سے نقصان ہوا اسکو موافق دام پھیر لیا اور کپڑے کو نہیں پھیر سکتا مگر جب بانی راضی ہو جاو اس قطع
 کیے ہوئے کپڑے کے لینے پر اور اگر مشتری نے اس کپڑے کو بعد قطع کے بیچ ڈالا تو اب نقصان کا عوض بانی سے نہیں لیا سکتا
 اور اگر قطع کر کے اسکو سیلیا یا سرخ رنگ **ف** اسواسطے کہ اگر سیاہ رنگ کا تو بانی اگر راضی ہو جاویگا تو پھیر سکتا ہو **ص** اسواسطے
 خرید کے اسکو طغی میں ملا یا بعد اس کے عیب معلوم ہوا تو نقصان کے دم پھیر لیا اور بیع کو رد نہیں کر سکتا **ف** اگرچہ بانی
 راضی ہو جاو پھیر لینے پر کیونکہ اس میں زیادتی ہوگئی ہو اور وہ جدا نہیں ہو سکتی **ص** اور اگر عیب معلوم ہو کہ ان چیزوں
 کو بیچ ڈالا تب بھی نقصان کے دم پھیر سکتا ہو **ف** یہاں یہ ہو کہ اگر کسی نے کپڑا خریدا اور اسکو قطع کر کے اپنے

بانی سے
 اس صورت میں
 جن کو چھوٹے پن میں
 عیب ہو تو بانی
 اسکو پھیر دینا
 چاہیے اور اگر
 بانی راضی ہو
 تو اسکو پھیر
 لینے پر اور
 جس نے ایک
 کپڑا خریدا
 اور اسکو
 قطع کیا
 اسکو اسے
 اسے عیب
 پھیر دیا
 ہوا تو
 جس قدر
 عیب سے
 نقصان
 ہوا اسکو
 موافق
 دام
 پھیر
 لینا
 اور
 کپڑے
 کو
 نہیں
 پھیر
 سکتا
 مگر
 جب
 بانی
 راضی
 ہو
 جاو
 اس
 قطع
 کیے
 ہوئے
 کپڑے
 کے
 لینے
 پر
 اور
 اگر
 مشتری
 نے
 اس
 کپڑے
 کو
 بعد
 قطع
 کے
 بیچ
 ڈالا
 تو
 اب
 نقصان
 کا
 عوض
 بانی
 سے
 نہیں
 لیا
 سکتا
 اور
 اگر
 قطع
 کر
 کے
 اسکو
 سیلیا
 یا
 سرخ
 رنگ
 ف
 اسواسطے
 کہ
 اگر
 سیاہ
 رنگ
 کا
 تو
 بانی
 اگر
 راضی
 ہو
 جاویگا
 تو
 پھیر
 سکتا
 ہو
 ص
 اسواسطے
 کہ
 اگر
 عیب
 معلوم
 ہوا
 تو
 نقصان
 کے
 دم
 پھیر
 لیا
 اور
 بیع
 کو
 رد
 نہیں
 کر
 سکتا
 ف
 اگرچہ
 بانی
 راضی
 ہو
 جاو
 پھیر
 لینے
 پر
 کیونکہ
 اس
 میں
 زیادتی
 ہوگئی
 ہو
 اور
 وہ
 جدا
 نہیں
 ہو
 سکتی
 ص
 اور
 اگر
 عیب
 معلوم
 ہو
 کہ
 ان
 چیزوں
 کو
 بیچ
 ڈالا
 تب
 بھی
 نقصان
 کے
 دم
 پھیر
 سکتا
 ہو
 ف
 یہاں
 یہ
 ہو
 کہ
 اگر
 کسی
 نے
 کپڑا
 خریدا
 اور
 اسکو
 قطع
 کر
 کے
 اپنے

نابالغ لڑکے کا کپڑا یا سیاہ لہو اسکے عیب معلوم ہوا تو اب نقصان کے دم نہیں بیچ سکتا اور اگر بالغ لڑکے کا سیاہ تو نقصان کا
 عوض بیچ سکتا ہے **ص** اگر ایک غلام خریدا اور اسکو آزاد کر دیا مفت یا مدبر کر دیا تو بیسی خرید کی اسکو اتم ولد بنا یا نام کیا
 بعد اسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا بدلہ بائع سے بیچ سکتا ہے اور اگر مال کے عوض میں اسکو آزاد کیا یا اسکو قتل کر ڈالا یا کھانا
 خریدا اور کھل یا بعض اور چیز سے کھالیا یا کپڑا خرید کے اسقدر پہنا کہ بچھٹ گیا بعد اسکے عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عوض نہیں بیچ سکتا
ص اگر ناپا یا خربوزہ یا گڑھی یا کھیر یا ایا خروٹ خریدا اور توڑنے کے وقت ایسا خراب نکلا کہ کچھ کارآمد نہ ہو تو کل قیمت بائع
 سے بیچ لیجئے اور اگر کچھ کارآمد ہو تو موافق نقصان کے دم بیچ لیجئے **ف** اور اگر بہت ہی کم خراب نکلا تو بیچ جائز ہو جاوے گی
 جیسے سوا خروٹوں میں ایک یا دو جڑے نکلے ہد ایہ **ص** اگر مشتری نے بیچ کو بیچ ڈالا اور مشتری ثانی کو اس میں عیب
 معلوم ہوا اور اسے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ مشتری اول نے اقرار کیا تھا اس میں عیب کا یا انھوں نے دیکھا تھا اس عیب کو بیچ
 مشتری اول کے پاس تھی یا مشتری اول سے قسم طلب کی اس بات پر کہ میرے پاس عیب تھا اور اس نے انکار کیا قسم سے اور قاضی
 نے بیچ کو مشتری ثانی سے مشتری اول کو بچھرا دیا تو اب مشتری اول اپنے بائع پر اس شے کو بیچ سکتا ہے اور اگر مشتری اول نے
 اپنی رضامندی سے مشتری ثانی سے وہ شے بھیلی تو اب اپنے بائع پر نہیں بیچ سکتا **ف** اور دلیل سبکی اصل میں مذکور ہو
ص اور جس شخص نے بیچ پر قبضہ کیا بعد اسکے اس میں عیب کا دعویٰ کیا تو قاضی مشتری واسطے ادوی قیمت کے جبر نہ کرے گی
 تک کہ بائع حلف کر لیوے اس بات پر کہ میرے پاس بیچ عیب نہ تھی یا مشتری گواہ قائم کر دیوے کہ بیچ بائع کے پاس عیب نہ تھی **ف**
 اس واسطے کہ اول صورت میں قاضی ثمن بائع کو مشتری سے دلا دیوے اور دوسری صورت میں وہ شے بائع کو بچھرا دیا تو بیچ
 ان دونوں صورتوں میں بیچ کوئی امر نہ پایا جائے قاضی مشتری سے ثمن نہیں دلا سکتا کیونکہ احتمال ہو کہ بائع قسم سے گنہگار ہے اور مشتری گواہ
 عیب نہ رہنے پر قائم کر دے تو اب قضای قاضی باطل ہو جاوے گی **ص** اور اگر مشتری نے کہا کہ میرے گواہ غائب ہیں تو ثمن
 بائع کے حوالے کرے بشرطیکہ بائع قسم کھائے عیب نہ ہو پر اور اگر بائع نے قسم سے گنہگار کیا تو عیب ثابت ہو جاوے گا اور وہ مشتری کے
 پاس سے بائع کو بچھرا دیا و بیچ **ف** تو اگر بائع نے بیچ نے پر قسم کھالی اور مشتری کے گواہ غائب تھے اس صورت میں ثمن مشتری
 دلا دیا و بیچ اب اگر بچھرا اسکے گواہ آگئے اور انھوں نے گواہی دی اس شے کے عیب نہ ہونے پر بائع پاس تو ثمن بچھرا بائع سے لیکر
 مشتری کو دلاوی جاوے گی اور بیچ بائع کو کھایا **ص** اگر مشتری نے بعد غلام خریدنے کے اور قبضہ کر لینے کے دعویٰ کیا
 اس بات کا کہ یہ بچھرا ہوا تو بائع سے قسم نہ لیجاوے گی جب تک مشتری گواہ نہ لائے اس بات پر کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا
 اور جب وہ گواہ پیش کر دیوے تو قاضی بائع کو اس طرح سے حلف دیوے قسم اللہ کی بیشک بیچا اس نے اس غلام کو اور پر دیا
 اسکو مشتری کے اور بیچ کبھی نہ بھاگا تھا یا اس طرح سے کہ قسم اللہ کی مشتری کو دعویٰ اس کے نہ کا نہیں ہونچتا اور پر تیسے جس طور سے وہ دعویٰ
 کرتا ہو یا اس طرح سے کہ کبھی نہ بھاگا تھا تیسے پاس **ف** کیونکہ ان تینوں صورتوں میں بائع کو گناہیں تاویل و زبانت بنانے کی نہیں ہو کر اور بیچ
 قسم سے بیچے **ص** اور اس طرح سے قسم نہ لیوے کہ جو وقت میں بیچا تھا اس وقت غلام میں عیب تھا یا جو وقت بیچا اور تسلیم کیا تھا
 اس وقت یہ عیب نہ تھا **ف** اس واسطے کہ دونوں صورتوں میں بائع کو گناہیں بات بنانے کی ہوگی اور اول صورت میں
 ممکن ہو کہ بھاگنے کا عیب بیچ کے قبل بیچ کے حادث ہو گیا ہو اس صورت میں اس کا کلام سچا ہو سکتا ہے اور دوسری صورت میں

ہو سکتا ہے کہ مراد اس بائع کی اس کلام سے یہ ہو کہ بھانگے کا عیب بیخ اور سلم دونوں کے وقت میں نہ تھا بلکہ ایک کے ساتھ تھا
 صل اور اگر مشتری کے پاس گواہ نہ ہو تو بیخ بھانگے پر در بائع سے قسم طلب کرے تو صاحبین کے نزدیک اول قاضی بائع سے
 قسم لے لے اس بات کی کہ رائد میں نہیں جانتا اس بات کو کہ پر غلام مشتری کے پاس سے بھانگا ہو تو اگر اس نے قسم کھالی تو دعویٰ مشتری
 کا لغو ہو گیا اور اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا تو چھ دوسری قسم دیا جائیگی جو بعد گواہوں کے پیش ہونے کے دیجاتی تھی **ف** یعنی اس وقت
 طرح سے صل اور امام صاحب کے نزدیک ایک قول میں جب مشتری پاس گواہ نہ ہوں تو بائع کو قسم بالکل نہ دیا جائیگی **ف** اس واسطے
 کہ قسم مرتب ہوتی ہے دعویٰ صحیح پر اور دعویٰ صحیح نہیں ہوتا بغیر خصم کے اور مشتری خصم نہیں ہوتا بائع کا جب ایک ثابت کرے کہ قسم
 میں گواہ ہوں اور اگر دعویٰ بائع غلام کے بھانگے میں ہو تو قاضی بائع کو اس طور سے قسم دے گا کہ رائد نہیں بھانگا ہے
 پانچویں یہ مردوں میں شریک نہ ہوا یعنی بائع ہوا ہو اس واسطے کہ چھوٹے پن میں بھانگنا سبب نہیں دکانہ بلوغ کے ہذا ایہ صل اور امام
 قول میں قسم دیا جائیگی موافق مذہب صاحبین کے **ف** اور یہی مختار جو صل اگر ایک شخص نے ایک نئی خریدی اور مشتری نے دیکھا
 پر قبضہ کیا اور بائع نے اس کے ثمن پر اور قبضہ کر لینے کے مشتری کو اس میں عیب معلوم ہوا اور بائع اس پر پھر سے گولیا اور بائع نے
 کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ سے اسے دیا ہوں **ف** لہذا بیخ نہیں بھانگا اور اگر بائع اور مشتری نے کہا کہ نہیں تو نے یہی کہا اس
 دامن میں چچی تھی تو قول مشتری کا ساتھ قسم کے مستحب ہوگا اور اگر بائع اور مشتری کا اتفاق ہوا اس بات پر کہ دونوں بیخ نہیں
 تھیں لیکن مشتری یہ کہتا ہے کہ یہ قبضہ میں ایک ہی آئی تھی اور بائع کہتا ہے کہ تو دونوں لے گیا تھا تب بھی قول مشتری کا
 قسم سے مستحب ہوگا اور اگر دونوں کو ایک ہی مرتبہ میں خریدا اور دونوں سے ایک پر قبضہ کیا اور کسی میں عیب معلوم ہوا تو چھ
 دونوں کو رکھے اور پانچے دونوں کو پھر سے **ف** اور یہ نہیں کر سکتا کہ ایک پھر دے دے ایک کو رکھے اس واسطے کہ اسی صفت قبضہ
 تمام نہیں ہوا ہے بسبب عدم قبضہ مشتری کے دونوں غلاموں پر تو ایک پھر سے میں تفریق صفتہ لازم آتی ہو قبل تمام کے اور وہ
 جائز نہیں ہذا ایہ صل اور اگر دونوں پر قبضہ کر لیا تھا تو صرف عیب کو پھر سکتا ہے **ف** اس واسطے کہ یہاں صفتہ بسبب قبضہ
 کے تمام ہو گیا ہے تو تفریق میں چھپے قباح نہیں صل چھ پر پانچ لگتی ہے **ف** جیسے نلکہ وغیرہ صل اگر اس میں کسی قدر عیب
 پایا تو خواہ سارے کو پھر دیوے خواہ سب کو رکھ لیوے **ف** مثلاً اگر بھگتوں خریدے اور سیر بھر میں او بیسے کچھ عیب معلوم
 ہوا تو چھپے کل کو واپس کرے چاہے کل کو رکھے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ بیخ عیب ہوا ہو اس کو واپس کرے اور باقی کو رکھے لیوے
 صل اور یہ عیب ہو کہ وہ سارے چھ ایک ہی طرف میں ہو اور جو دو طرفوں میں علیحدہ علیحدہ ہو **ف** جیسے دو بوسے
 گیسوں ہو دین میں بھر کے صل جب عیب نکلا اور طرف کو پھر سکتا ہو اور اگر بیخ میں کسی قدر دوسرے کا حق کھل آئے
 اور مشتری بیخ پر قبضہ کر چکا ہو تو اس کو یہ اختیار نہیں کہ قبضہ استحقاق استحقاق سے باقی رہے بائع کو پھر دیوے اور اگر قبضہ قبضہ کے
 استحقاق ثابت ہو تو مشتری باقی کو واپس کر سکتا ہے مان بیخ اگر کھڑا ہوئے اور آدھین تھوڑا کھڑا دوسرے کا نکالے تو مشتری
 کو اختیار ہوگا کہ باقی کو بائع پر واپس کرے **ف** اس واسطے کہ بیخ اگر کھڑا نہیں ہی بلکہ اناج وغیرہ ہو تو آدھین تھوڑا کھل جانا
 مشتری کو ضرر نہیں کرتا اس واسطے کہ اس کے دامن بائع سے پھر لگیا اور کھڑا بیخ میں بعض اوقات اگر تھوڑا سا کھلے تو ضرر نہ رہتا ہی
 اس واسطے کہ مشتری نے جس چیز کے بنانے کے لیے لیا تھا وہ اب بن سکے گی صل اگر ایک گھوڑا خرید کر اس میں عیب پایا اور پھر

راستہ شاک
 جو کوئی چیز
 حکم ہو اور نہ

اوسکا علاج کیا یا اپنی حاجت کے واسطے اوسپر سوار ہوا تو جبار ناقط ہو جاوے گا اور اگر سوار ہوا اوسکے پھرنے کے لیے یا پانی پانے کے لیے یا چارہ خریدنے کے لیے جب بغیر حڑے چارہ خریدتا اور پانی پلانا ناممکن نہوت مسئلہ گھوڑا نہ رہے بغیر سوار ہوئے نہ چلے یا مشتری چال سے عاجز ہو صحت بیمار ساقا تہو دیگا اگر غنہ مسلم نے بائع کے پاس سرجی کی تھی یا خون کہا تھا اور مشتری کپاس کرنا اوسکا ہاتھ کاٹا گیا یا خون کے عوض میں گردن مارا گیا تو اول صورت میں مشتری غلام کو پھیر دیے اور دونوں صورتوں میں بائع سے ثمن پھیر لیا وہ امام صاحب کے نزدیک رساجتین کے نزدیک اسکی قیمت دونوں حالتوں میں لگا کر جو بڑھے وہ پھیر لیا وہ یعنی اسی غلام کی اگر سارق نہو تو کیا قیمت ہو اور اگر سارق ہو تو کیا قیمت ہو لگا کر اول ہونا پربڑھے اوسقدر بائع سے پھیر لیا وہ اور اسبطرح غیر قابل معصوم الدم کے ساتھ قابل مباح الدم کے صلح سے ایک لڑکا حاصلہ خریدی اور مشتری کے پاس لکر بیڈ پٹنگی کے مرگنی ہوتا تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کل ثمن پھیر لیا اور صاحب کے نزدیک حاصلہ اور غیر حاصلہ کی قیمت لگا کر اول کی قیمت جتنی بڑھے اوسقدر پھیر لیا وہ ہذا ایضاً صلح اور اگر بائع نے وقت بیع کے کہ دیا کہ میں بیع کے سبب بیچوں سے بری ہوں اور مشتری اوسکو منظور کیا تو یہ کہتا درست ہوگا کسی بیچ کی قیمت پھیرنے کے لگا کر بائع نے ہر بیچ کا نام نہ لیا ہو اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں تو بائع صلح سے بری ہو گیا خواہ وہ بیع قبل بیع ہو قبل قبض کے بعد بیع کے حادث ہو انہو نزدیک امام ابو یوسف نے کہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جو بیع بعد بیع کے قبل قبض کے حادث ہو ہو اوس بائع بری ہوگا اور یہی قول ابو زفر کا اور مختار قول امام ابو یوسف کا ہو

باب بیج باطل اور فاسد کے بیان میں

شرح بیع میں ہو کہ رکن بیع یعنی ایجاب اور قبول اور محل بیع یعنی بیع اگر ہر ایک محل سے سالم ہو تو بیع صحیح ہو اور اگر سالم نہو اس طرح ہو کہ ایجاب اور قبول میں خلل پڑے عدم اہلیت متصرف سے سبب ہونے کا کہ جسبی غیر میز یا مجنون یا بیع میں خلل پڑے سبب مجنبا یا خون یا شراب ہونے کے تو بیع باطل ہو سبب بیعت ارکان بیع کے اور اگر ایجاب قبول بیع میں خلل پڑے لیکن اوسکے ثمن میں خلل واقع ہو تو اس طرح پر کہ ثمن شراب ہو یا سورا یا یہ خلل ہو کہ بیع مقدر تسلیم نہو یا اوسمیں ایسی شرط ہو جو مستحکم عقد کے خلاف ہو تو وہ بیع فاسد ہونہ باطل کیونکہ رکن اور محل بیع خلل سے محفوظ ہو اور اصل کتاب میں ہو کہ مال وہ چیز جو نہیں آدمیوں کی رغبت ہو اور اوسکو لوگ خرچ کرین تو مٹی اور خون اور جو جانور آپسے مر جاوے اور شخص آزاد وہ مال نہیں ہو لیکن وہ جانور جو گالگوٹھا جاوے یا اور کسی جگہ زخمی کر کے قتل کیا جاوے جیسا کہ بعض کفار کی عادت ہو اور ذبیحہ جو کسی کے مال میں لیکن شرع میں یہ چیز بن مقوم نہیں ہیں جیسے شراب اور سورا اور جو مال شرع میں غیر مقوم ہو یعنی بے قیمت اسکی امانت اور ذلیل کرنے کا ہلکے حکم ہو اہی لیکن وہ اور دینوں میں مال مقوم ہو تو جو چیز میں بالکل مال نہیں ہیں جیسے مٹی خون شخص آزاد اور آپسے جانور اور اوسمیں بیع بالکل باطل ہو برابر ہو کہ اوسکو بیع بناوین یا ثمن اور جو مال غیر مقوم ہو ہمارے شرع میں جیسے شراب یا سورا یا ذبیحہ ہو تو اوسکو اگر بدلے میں روپیہ یا شرفی کیے پھین تو بیع باطل ہو اور اگر اسباب کے بدلے میں پھین یا اسباب کو ان چیزوں کے بدلے میں پھین تو اسباب میں بیع فاسد ہو اور ان چیزوں میں باطل تو باطل وہ بیع ہو کہ جسکی اصل اور وصف دونوں فاسد ہوں اور فاسد وہ ہو جسکی اصل صحیح ہو اور وصف فاسد ہو اور امام شافعی کے نزدیک باطل باور فاسد میں کچھ

فرق نہیں ہوا اور تیسری اسکی اصول فقہ میں ہوا انتہی اور برابرے میں ہی کہیں بطل میں وہ شوشتری کے ملک میں کسی طرح نہیں آتی تو اگر وہ شوشتری کے پاس ہفت نو جاؤ اور کاتاوان شوشتری پر نو گاکا اور بیچ فاسد میں جب مشتری اور اس شیخی کو پوچھتا کہ کیا بوجہ تو مالک ہو جاتا ہے اور اس شیخی قیمت شوشتری کو دینا لازم آتی ہے اسکی مثال یہ کہ زمین سے مثلاً ایک گھوڑا مانگے اس میں سے یا خون کے خرید اور وہ گھوڑا زید کے پاس آنکر ملاک ہو گیا تو اسکی قیمت زید پر لازم نہ آوے گی کیونکہ یہ بیچ بطل ہے اور اگر زید نے ایک گھوڑا بدست لیکھ اب یا سوڑے کے خرید تو زید پر اسکی قیمت لازم آوے گی اور جب زید اس پر قبضہ کر لیکھا تو وہ گھوڑا زید کی ملک میں آجائوگا اسوقت کہ یہ بیچ فاسد ہی ہوا غلطی سے ہوا اور کھنا ضرور ہو کہ اسباب میں مستیائل مذکورہ میں کام آوے گا حسن باطل ہے بیچ اور چیز کی جو مال نہیں ہو جیسے خون یا مردہ **ف** اسوقت کہ بیچ میں مال نہیں ہونے سے کہ حرام کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لَا تَحِلُّ لَكُم مَّا كَلَّمْتُمْ بِذَلِكُمْ فَاثْمَرَ وَلَا حُلَّتْ لَكُم فَاثْمَرًا** یعنی حرام ہے تم پر مردہ جانور اور خون اور گوشت سوز کا اور جس جانور پر وقت و بیع کے نام کسی شخص کا سو اسی خدا کے پکارا جاؤ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ جو شخص کو کرایا کسی قوم پر کھانا یا کھیر کا تو حرام کرنا ہوا اور نہ قیمت اسکی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے ابن عباس سے اور روایت کی بخاری اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال فسخ مکہ کے اور آپ نے بیچ کے لاش اور رسول نے اسکے حرام کی بیچ شراب اور مردہ اور سوز اور بتوں کی سو کسی نے کہا یا رسول اللہ فرمائیے چہرے کی کو مہرہ کی کہ روغن کرتے ہیں اور ستیاؤن کو اور چرب کھاتی ہیں اور اسکے لین اور روشنی کرتے ہیں اور سنا لوگ سو فرمایا نہیں وہ حرام ہے لنت سے کہ اللہ میوہ کو لکہ اللہ تعالیٰ نے جب حرام کی اور پھر چربی جانور و ن کی کھلایا اسکو پھر چربی اسکو پھر کھلے دم اسکے صل اور آزاد شخص کی بیچ ہو اسکا کہ آزاد شخص مال نہیں ہوا اور صحیح بخاری میں مروی ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین آدمی ہیں کہ روز ہون گا میں انکا دن قیامت کے ایک وہ شخص کہ اسنے مہر کیا اور پھر فریب سے توڑ ڈالا اور ایک وہ شخص جس نے بیچا آنا کو اور کھانی قیمت اسکی اور ایک وہ شخص جس کا کام لیا مردہ سے اور نسی اسکو مردہ دوسری اسکی صل اور بیس طح الچہرہ ن کے عوض میں بیچا بھی باطل ہے اور بھی باطل ہے بیچ ام ولد کی **ف** اسوقت کہ روایت کی ابن ماجہ نے ستمین میں کہ ذکر آیا ماریہ قبیلہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیچ فرمایا آپ نے کہ آزاد کر دیا اسکو لڑکے نے اسکے یعنی ابراہیم نے اور روایت کی بیہقی اور مالک نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت عمر نے بیچ سے ام ولد کے تو کہا کہ بیچ کیجئے اور نہ بیچاؤ اور نہ میراث میں اسے حدیث اس مالک سے کہ بیچ چاہے چاہے مر گیا تو وہ آزاد ہو **صل** اور ہر ایک یعنی ہر بطل کی اور ہر بیعت کی بیچ جائز ہے ہر بطل اسکو کہتے ہیں جس مالک نے کہا ہو کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہو اور ہر بیعت وہ ہے جسے مالک نے کہ لگے کہ اگر میں اس سفر سے آؤں تو تو آزاد ہو یا اس بیماری میں اگر مر جاؤں تو تو آزاد ہو اور امام شافعی نے کہ نزدیک بیچ ہر بطل کی بھی جائز ہے اور دلیل بخاری وہ حدیث ہے جو گذری کتابا لفتاح میں کہ بیچ کیا جاوے گا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاوے گا اور آزاد ہو جاوے گا لنت مال سے روایت کیا اسکو اور قطنی نے **صل** اور مکاتب کی **ف** اور یہی صحیح مذہب ہے شافعی کا اور بعض مالکینہ کا اور امام احمد کے نزدیک بیچ مکاتب کی جائز ہے اور ہر بطل میں ہو کہ اگر مکاتب رضی ہو چاہے بیچ پر تو او میں نے مردہ امین میں اصح اور اظہر یہ ہے کہ جائز ہے ہر بطل کی روایت کی ابو داؤد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے مکاتب غلام ہی جہنگ کہ باقی سے اسکی ایک رہم اور نقل کیا اسکو بخاری نے حضرت

عائشہ اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر سے اور بھی روایت کی بخاری نے کہ انہی تینوں نے حضرت عائشہ سے اپنے بل کبابت میں سوکھا حضرت عائشہ نے لگا کر تیرے مالک رضی ہو جاوین اس بات پر کہ سب سے پہلی میں انکو ایک فصد دیدوں اور بچکو آزاد کروں تو میں ایسے کرونگی تو ذکر کیا بریر نے اس بات کا اپنے مالک کو لکھا اور حضور نے نہیں رضی امین ہم اس پر لگے کہ ترک تیرا ہر سوا اسطے ہو تو ذکر کیا حضرت عائشہ نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تب فرمایا اپنے کہ خرید کر لو تم او سکو اور آزاد کرو اور ترکہ او کو بیو لگا جو آزاد کر گیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب کی بیچ جیسا رضی ہو جیسا بیچ پر درست ہے اور یہی موافق قرآن ہے جس کا اصل باطل ہے بیچ اور اس مال کی جو شرح میں ہے قیمت ہو جیسے شراب یا سونے روپیہ اشرفی کے بدلے میں بیچ یعنی اون چیزوں کے بدلے میں جو شرح میں ہے روپیہ اشرفی اور پیسے جکا چلن ہو سوا اسطے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ چھوٹا کر اگر مال کوئی شئی حرام کرے تو اس کی روایت کیا او سکو ابو داؤد نے اور گز چکی اور حدیث جاہلیہ کی کہ حرام کی اللہ تعالیٰ نے بیچ شراب اور سونہ اور مٹھو اور تھوکی صلح اگر مال نے آزاد اور غلام کو ملا کر بیچا یا بیچ کی ہوئی بکری اور مردار کو ف جرح قصدا لہذا کا نام ترک کیا گیا ہو گیا اور کسی کے نام پر بیچ کیا جاوے صلح و بیچ کی بیچ باطل ہوگی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیہا ہے کہ مٹی جو مثلاً یون کے کہ بیچا بیچ ان دونوں کو بدلے میں جو روپیہ کے لیکر وہ بیچ قیمت ہی نہ ہو جس کی اور ایک روپیہ مرد کی صلح اور اگر غلام کو بدلے کے ساتھ خواہ بیگانے غلام کے ساتھ ملا کر بیچے یا اپنے ملک کو شئی واقعی کے ساتھ ملا کر فروخت کرے تو غلام اور اپنی ملک کی بیچ درست ہو جاوگی اور مردار و دوسرے غلام کی اور وقت کی بیچ جائز نہ ہوگی اگرچہ ہر ایک کی قیمت علیہا ہے علیحدہ علیحدہ بیان نہ کی ہو کہ ہذا ایہ صلح اسباب کا بیچا بدلے میں شراب کے یا شراب کے بدلے میں اسباب کے فاسد ہو ف یعنی بیچ فاسد ہے اسباب میں تو اگر شترسی اسباب پر قبضہ کر لیا اس صورت میں اس کی قیمت او سپہ لازم آوگی اور اسکا مالک ہو جاوے گا لیکر شترسی باطل ہو میمان تک کہ میں شراب کا مالک نہیں ہو سکتا تو جسکی طرف سے شراب ٹھہری ہو وہ اس کی قیمت بیچا صلح باطل ہو بیچ مچھلی کی دریا میں قبل فنکار کے اگر روپیہ اشرفی کے بدلے میں ہو و اور فاسد ہی سہا کے بدلے میں صلح اسطے کہ رویت ہے ابن سعید و رضی اللہ عنہما سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ خرید و مچھلی کو پانی میں بیشک و میں خطہ ہونی دھوکا ہو روایت کیا اسکو امام احمد نے اور اشارہ کیا اس طرف کہ موثوف ہونا او سکا صواب ہے اور روایت کی امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں عمر بن خطاب سے کہ فرمایا انھوں نے نہ بیچو تم مچھلی کو پانی میں بیشک و دھوکا ہو اور انکا لاشل او سکا بیچ خود صلح اور اگر مچھلی کو نکال کر کے ایسے گڑھے میں ڈال دیا کہ بغیر حال وغیرہ کے او سکو پکڑ سکتے ہیں تو اس کی بیچ جائز ہے اور اگر بغیر حال یا شترسی کے نہیں پکڑ سکتے ہیں تو فاسد ہے اور اگر مچھلیاں ریاسے ایک طرف گڑھے میں آکر جمع ہو رہیں اور انکی راہ دریائی بند کر دی تو بیچ انکی جائز ہے ورنہ باطل ہے اور بھی باطل ہے بیچ ہوا میں اوڑھے جانور کی صلح اسطے کہ قبل پکڑنے کے ملک میں نہیں آیا اور بعد پکڑنے کے اگر چھوڑ دیا ہی تو بھی جائز نہیں اسطے کہ اسکی تسلیم پر قارہ نہیں جو آرمخ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دھوکے کی بیچ سے روایت کیا او سکو سلم نے ابو ہریرہ سے اور اگر وہ بند جانور ایسا ہو کہ بائع سے بھاہو اور اس کے بلوائے سے چلا آتا ہو کو بغیر تکلف کے تو جائز ہے بیچ اسکی ورنہ نہیں فتح صلح اور باطل ہے بیچ بچے کی بیچ بیچنا اسطے کہ حدیث ابی سعید میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے سے اس چیز کے بیچ میں ہے جو پالوے کے میمان تک کہ جنین روایت کیا

اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کی ہزار نے ابو ہریرہؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے بیچ کیا بیچ اور بیچ کے جو ٹکڑے پشت میں ہو گا اور
 ماہ کے شکم میں **صل** بیچ کے بیچ کی **ف** یعنی جیسے بیچ کے بیچ کی بیچ باطل ہو ویسے ہی اوس بیچ کے بیچ کی جبکہ عربی میں تاج اور
 جبل الجبلہ کہتے ہیں وہیت کی بخاری اور سلم نے ابن عمرؓ کہ بیچ کیا حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے بیچ سے جبل الجبلہ کے یعنی دلہ لولہ کے
 اور ابن عمرؓ سے جبل الجبلہ کے یہی معنی مصنف عبد الرزاق میں بسند صحیح منقول ہیں اور یہی موافق ہر بیچ کے اور قریب ہیں از روی لفظ
 اور اسید طرف کے ہیں امام احمد اور امام شافعی اور مالک اس حدیث کے معنی بیان کیے ہیں کہ کسی چیز کو خریدے اس سے کچھ کر کے جیسا اس کو بیچ کا
 بیچ ہو گا اور کچھ بچ گیا کچھ اچھ اوس وقت میں ام دو ٹکا تو یہ بیچ بسبب جمالت میں اس کے فاسد ہو قسط لانی **صل** اور جائز نہیں
 بیچ و دودہ کی تحن میں جانور کے **ف** اس واسطے کہ حدیث ابی سعید میں ہے کہ بیچ کیا حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے بیچ سے اور بیچ کے
 جو تھنوں میں جانور کے ہو اور وہیت ہو ابن عباسؓ کہ بیچ کیا حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے اس بات سے کہ یہی جانور جو جانور ہو کہ
 کھانے کے قابل ہو اور پھی جاؤ اور بھڑکی بیچ پر اور دودہ تحن میں اس بات کیا اسکو طہرانے معجم اوسط میں اور در قطنی نے اور
 نکالا اسکو ابو دودہ نے فرمایا میں نے حکم سے اور یہی راجح ہے اور بھی نکالا اسکو موقوف ابن عباسؓ اسناد قوی اور صحیح ہے اور کوفی نے
 اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حکم سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم سے کہ بیچ کیا اپنے اس بات سے کہ یہی جانور دودہ
 تحن میں اور گوشت بکری میں یا چرملی اسکی یا شہین اسکی یا پائے اسکی یا کھال میں اسکی جب زندہ ہو جائے یا اسکی ہونے یا کھی
 دودہ میں فتنے **صل** جانے چاہیے کہ دودہ کی تحن میں بیچ جائز نہ ہونے کی وجہ میں یہ ایک ہے کہ معلوم نہیں ہے ہوا جانور ہوا بیچ تو اس
 صورت میں بیچ باطل ہونی چاہیے اس واسطے کہ اس کے وجود میں شک ہو گیا دوسری وجہ یہ ہے کہ دودہ تھوڑا تھوڑا بڑھتا جاوے
 تو بیچ بیچ ہونے کے پہلے اگر ہر شے کا تو نکلنے کی مشتری کی ملک سے مخلوط ہو جاوے گی اور یہ وجہ چاہتی ہے کہ بیچ فاسد ہو **ف**
 ایسے ہم نے اسکو جائز نہیں کہا تا دوتوں صورتوں کو شامل ہو جاوے **صل** اور فاسد ہے بیچ اور ان کی بھڑکی بیچ سے **ف** سبب
 حدیث ابن عباسؓ کے جو اوپر گذری **صل** ایک کبھی کی کھت میں اور ایک گڑ کی کپڑے میں اگر چہ اس کے کھٹنے کی جگہ بیان کی
 ہو و کیا نہ بیان کی ہو اور صحیح ہو جاوے گی یہ بیچ اگر بائع نے قبل فسخ کرے مشتری کے کپڑے کو اور کھڑا یا ایک گڑ کی کپڑا کاٹ
 دیا اور باطل ہو بیچ اوس چیز کی جو شکاری کے ایک بار جا ل لگانے میں بھٹنے **ف** اس واسطے کہ اسپین جو کھا ہو اور منہ کیا ہو
 حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے اوس سے اور اسی طرح باطل ہے بیچ غوطہ بازی کی ایک بار کے غوطے کی کیونکہ منع کیا اوس سے
 حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے حدیث ابی سعید میں روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے **صل** اور فاسد ہے بیچ مزار بنہ اور وہ بیچ
 کہ درخت پر کی کھجور کو ساتھ ٹوٹی ہوئی کھجور کے بیچے اٹکل سے **ف** اور اسی طرح سے محافلہ یعنی گھون کو بالی میں بیچے اور گھون کے
 بدلے میں جو کٹے ہوئے آگ رکھے ہیں اٹکل سے اور یہ حکم ہر بیچ کو شامل ہے اس واسطے کہ اسپین گان بیچ کا ہوا بیچ سے زیادتی
 کے اور اس واسطے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے بیچ مزار بنہ اور محافلہ سے روایت کیا اوسکو سلم نے ابو ہریرہؓ سے
 اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نسائی نے جاہر سے اور صحیح کہا اوسکو ترمذی نے **صل** اور فاسد ہے بیچ ملا مسہ
 اور بیچ حصاۃ اور مٹا بنہ **ف** یہ تینوں بیچ مروج تھیں نہ مانہ جاہلیت میں بیچ ملا مسہ سے کہتے ہیں کہ بائع اور مشتری نے بیچ
 کر میں ایک چیز کا اس شرط پر کہ جب اوسکو شہی چھو لیوے تو بیچ لازم ہو جاوے اور بیچ حصاۃ سے کہتے ہیں کہ مشتری نے بیچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ترجمہ عربی
چوکاہ کباب
حال توحید گاہ
کتابت ہونے پر
جان گھاس
گئی ہوا اور کباب
پیدا ہوتا ہے

عربی میں
علیہ السلام
بدروردہ ہو گیا
اگر بک ہو گیا
چو جائے تو
نہیں ہو گا

لنگر رکھ دیوے تو بیج لازم ہو جاوے اور بیج سنا بدہ یہ کہ بائع جب بیج کو مشتری کے پاس بھیجے تو بیج لازم ہو جاوے اور بیج
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بیج سے روایت کی بخاری سے حدیث انس بن کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
نما سئلہ ورمنا بدہ سے اور روایت کی مسلم اور چارون اصحاب بن نے ابو ہریرہ سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیج کو
صاحب باطل ہی بیچا لکھا اللہ تعالیٰ زمین میں اور اسکو ٹھیکہ دینا **فاسطے** کہ روایت کی ابو داؤد سے انس بن عمار نے انھوں نے
ابی خراش بن جہان بن زید سے انھوں نے ایک مروی ہے بی سے کہا کہ جو ادا کیا بی بیچنے سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیج کو
سنا تھا میں آپ سے کہ فرماتے تھے مسلمان شریک میں نہیں بیچوں میں پانی اور گھاس لہن راگ میں لے کر روایت کیا ابو سکوانام احمد
مسند میں ابن ابی شیبہ نے تصنیف میں رہنا دو کی ابن عدی نے کامل میں بیچا اور ابن سعید نے کہ جریر راوی اس حدیث کا تھا اور
مجموع ہونا صحابی کا مضر نہیں **فاسطے** میں باطل ہو بیچ شہد کی لکھیوں کی مگر جب ایک تن میں شہد اور لکھیوں میں نون ہوں
تو بیچ لکھیوں کی بھی جو بیعت شہد کے جائز ہو جاوے گی اور امام محمد پر اور شافعی کے نزدیک بیچ شہد کی لکھیوں کی جب محفوظ اسقدر
السلیم ہوں جائز ہو **فاسطے** پر فتویٰ ہے **درہختار** میں **فاسطے** کے بیچوں کی اور اس کے تخم کی **ف** یعنی جس کے اندر تخم کا لگا
پیدا ہوتا ہو **فاسطے** امام صاحب کے نزدیک امام ابو یوسف کے نزدیک جب ان کی بیچوں میں پشم تکل آیا ہو تو بیچ کی بیچوں کی پشم کی
بیعت میں درست ہو اور امام محمد کے نزدیک ہر صورت میں درست ہو **فاسطے** ہی قول جو ایسے لکھتے اور ایسے پر فتویٰ ہے **درہختار**
فاسطے کے بیچ تمام کی بیچ **فاسطے** کے حدیث ابی سعید میں ہو کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچنے کو
غلام کی بیچ روایت کیا ابو سکوانام باہر نے **فاسطے** مگر اس شخص سے جس کے پاس گن ہو اس غلام کے ہو **فاسطے** کہ وہ مشتری کے
حق میں بیچا گیا ہو انہیں ہو بلکہ اس کے قبضے میں ہو **فاسطے** میں بیچ عورت کے دو دھکی اگر چہ بتن میں ہو یا نوٹھی کا دو جو
ہو اور امام ابی یوسف کے نزدیک نوٹھی کے دو دھکی بیچ جائز ہو اور امام شافعی کے نزدیک بیچا جائز ہو **فاسطے** اور ہمارے
مذہب کی طرف سے ہیں امام احمد اور مالک فتح القدر میں ہو کہ نفع اور ٹھانا بھی عورت کے دو دھ سے حرام ہی بیان تک کہ بعض مشایخ
نے لکھ میں ڈالے کہ یہ بھی منع کیا ہو اور بعض نے جائز رکھا ہو دو دھ کے **فاسطے** میں باطل ہو بیچ سوز کے بالوں کی **ف**
فاسطے کہ وہ جس العین ہو اور سوزہ سینے کے لیے اس سے استنجا جائز ہو اور اگر کہیں بدون خرید سے نکلے تو نہیں بیچتے نہ
اوسکی جائز ہو اور بائع کو اسکی بیچ کر وہ ہو تو اسکی قیمت حلال نہیں بائع کے لیے اور مال و سکا پانی کو قبول صحیح ہے پتا ہو امام ابی یوسف
کے نزدیک بخدان امام محمد کے **درہختار** میں حرام ہو نفع اور ٹھانا اس سے اور بھی باطل ہو بیچ جانور مرے کے کھال کی
قبل **فاسطے** کہ روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن حکیم سے کہ انی ہمارے پاس
کتاب سوال اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مضمون کی کہ نفع نہ اور ٹھانا مرے کی کھال سے قبل **فاسطے** کے اور نہ اس کے چھوٹے
فاسطے بعد **فاسطے** کے اسکو چھوٹا اور کام میں لانا درست ہو **فاسطے** روایلیں اسکی کتاب **فاسطے** میں گزیرن اور قومی دلیل
یہ ہو کہ روایت کی بخاری مسلم نے عبداللہ بن عباس سے کہ حضرت سمونہ کی ایک نوٹھی کو ایک بکری ملی صدقہ میں اور وہ کئی
تو گزے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا آپ نے کیوں نہیں لی تم نے کھال اسکی اور **فاسطے** کے نفع نہ اور ٹھانا
کہا صحابہ نے کہ وہ مرده ہو فرمایا آپ نے کہ مرده بیچا صرف کھانا حرام ہو **فاسطے** مرده جانور کی نوٹھی اور ویان ورنے اور

عقد ہو اور تیل کی قند واسطے مثال کے ہوا اور ہر روزی میں ہی حکم ہو اصل اگر گہی کہتے ہیں خریدار اور مشتری جب گپنا چھینے گیا تو وہ پانچ سیر کا نکلاتا بائع نے کہا کہ میرا گپنا اور تھا اور وہ گھوٹا تھا اور مشتری نے کہا کہ یہی گپنا تھا تو قول مشتری کا ساتھ قسم کے معتبر ہو گا ف اس واسطے کہ کہتے پر قاضی مشتری تھا اور قول قاضی کا معتبر ہو گا ہمد ایسا اور یہاں بھی قیہ لکھی کی اتفاق ہو بلکہ جو روزی ہو او میں یہی حکم ہو اصل باطل ہو یعنی پانی بہنے کی جگہ کی بیع اور یہہ اور سکا اور صحیح ہو بیع اور یہہ راہ کا ف یعنی ایک شخص کی زمین سے دوسری زمین پر پانی بہ سکے جانا تو جس شخص کی زمین پر پانی بہ سکے جانا ہو اور اتنی زمین بیع کی تو باطل ہو اور اگر ایک شخص کے مکان کا راستہ دوسری زمین سے ہو کر ہو اور اسے راستہ چھو تو صحیح ہو ص بعض علما نے کہا جو کہ سیل سے یا رقبہ سیل مراد ہو یعنی وہ مکان جس میں پانی بہتا ہو ف جیسے نہر یا نالی یا چھت ص اور راہ سے بھی رقبہ راہ یعنی اتنی جگہ جس میں سے گزرتا ہو تو پانی بہنے کی مقدار جمبول ہو لہذا او کی بیع اور یہہ جائز نہیں ف یہ جب ہو کہ اس کا طول و عرض معین معلوم ہو دے اور جب اس کا طول و عرض بیان کر دیوے اس طرح کہ وہ ایک زمین کا ٹکڑا ہو جاوے تو جائز ہو بیع اس کی جیسا کہ ذکر کیا سرخسی نے یا پانی بہنے کی جگہ کے لیکر اس کی حدود اور جگہ بیان کر دیوے تب بھی جائز ہو ذکر کیا اسکو قاضی خان نے چلیبی ص اور رقبہ راہ معلوم ہو اگر ہو کہ حد دو میان کرے اور اگر نہیں بیان کیے جب بھی وہ بقدر ہو و وارے کے عرض سے جیسے تقسیم زمین میں تو جائز ہو او میں بیع اور یہہ اور پانی سے حق تقسیم یعنی پانی بہنے کا حق مراد ہو تو اگر زمین پر ہو تو جمبول ہو اور اگر چھت پر ہو تو وہ حق تعلق ہو یعنی ایسا حق ہو کہ متعلق ہو ایسی چیز سے جو باقی نہیں رہتا ف جب چھت گر جاوے ص اور راہ سے بھی حق گزرنے کا مراد ہو تو او میں دور و اثین ہیں ف ایک روایت میں بیع اس کی صحیح ہو اور دوسری روایت میں باطل ہو فقہنا میں ہو کہ اکثر فقہانے روایت اول سے اخذ کیا ہو اور روایت ثانی کو فقہ ابو الیث نے صحیح کیا ہو ص بطلان یہ ہو کہ وہ صرف حق ہو اور مال نہیں ہو اور وجہ صحت یہ ہو کہ اس کی طرف احتیاج ہو اور وہ ایک حق معلوم ہو متعلق ہو او اس چیز سے جو باقی ہو ف جب ہو کہ حق گزرنے کا زمین پر ہو اور جو چھت پر ہو تو باقی باطل ہو ص اور صحیح ہو وکیل کر دینا مسلمان کا ذمی کو وسط بیچنے یا خریدنے شراب اور سوکر کے اور احرام باندھے ہونے کا غیر محرم کو وسط بیچنے فسکار نے کے نزدیک امام صاحبک ف لیکن مکر وہ ہو کہ بابت شدیدہ تو مسلم کو وہ چاہے کہ در صورت خرید نہ شراب کو کر کے بناوے یا اسکو بہا دیوے اور سوکر کو چھوڑ دیوے اور در صورت بیع اس کے ثمن کو تصدق کرے طحاوی ص اور حلیز کے نزدیک صحیح نہیں ف مختار میں ہو کہ یہی ظاہر تر ہو ص بلن پر بیع بالشرط کے قواعد کلید ذکر ہوئے ہیں ف جانا چاہیے کہ حدیث اور آثار شرط بیع میں مختلف وارد ہوئے ہیں ظہرانی نے اوسط میں ایت کی عمر و شعب علیہ صیح ہے کہ بیع کیا حضرت علی اللہ علیہ آکہ وسلم نے بیع سے اور شرط سے اور اس حدیث سے ظاہر ہوا بیع اور شرط دونوں کا معلوم ہوتا ہے اور حدیث اور گز چکی کہ حضرت علی اللہ علیہ آکہ وسلم نے کہا حضرت عائشہ سے کہ خرید لو میرے کو اور شرط کر لو اس کے مال کو بیع کے لئے دلائی اور دلا دیوے بیگنی جو آزاد کرے اس معلوم ہوتا ہے کہ بیع جائز ہو اور شرط باطل اور بیوی اور گزری بیع اختیار الشرط کی اور اس معلوم ہوتا ہے کہ بیع اور شرط دونوں جائز ہیں بیع شرط نے شرط کی تقسیم کردی ص اور بیع ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد معتقنی ہووے جیسے شرط مالک

بیع شرط

و اسے مشترکی کے یا اسکو عقد مقتضی نہ ہو لیکن او میں نفع کسیکو نہ ہو و اسے یعنی نفع بان کو ہی نہ مشترکی کو ہی نہ ہو
 علیہ کوئی چیز کی بیع ہو رہی ہو اسکی مثال یہ ہے کہ بان ایک جانور کو اس شرط پر بیچے کہ مشترکی بچاؤ اسکو بیچ کر
صل جائز ہو اور وہ شرط لغو ہو مثلاً اس صورت میں مشترکی کو اختیار ہو گیا کہ جانور کو بیچ ڈالے صل بیع
 ایسی شرط کے ساتھ جسکو عقد مقتضی نہ ہو اور او میں بان کو نفع ہو یا مشترکی کو یا معتقد علیہ کو فاسد ہو اول کی
 مثال یہ ہے کہ بان ایک غلام اس شرط پر بیچے کہ ایک عینے تک میری خدمت کرے کیونکہ اس صورت میں بان کو نفع ہی دوسرا
 کی مثال یہ ہے کہ مشترکی ایک کپڑا اس شرط پر خریدے کہ بان اسکو قطع کر دیوے یا اسکی قبایلی دیوے یا چھڑا خریدے اس شرط پر
 کہ اسکی جوئی بنا دیوے یا اسکا شہہ لگا دیوے کیونکہ ان صورتوں میں مشترکی کا نفع ہی کسیکی مثال یہ ہے کہ بان ایک غلام
 اس شرط پر بیچے کہ مشترکی اسکو آزاد کرے یا دیر یا کتاب کرے کیونکہ ان صورتوں میں معتقد علیہ کو نفع ہو اور فاسد ہی
 بیع لوٹتی کی بدون حل کے **ف** یعنی ایک لوٹتی حالہ کو بیچا بغیر حل کے یعنی بان نے کہا کہ حل میرا ہی اور لوٹتی تیری
 ہی تو بیع فاسد ہی اسواسطے کہ صورت حل کا بیچا درست نہیں تو اسکا استثناء بھی درست نہ ہو گا صل اور اگر مشترکی نے قیمت
 ادا کی ہے کہ یہ کہہ کر نہ روز تک یا ہر گان تک یا نصابی کے روزوں تک یا میوہ دیوں کی عید تک دونوں کا
 اور بان اور مشترکی کو یہ دن معلوم نہ ہوں تو یہ بیع فاسد ہو **ف** اسواسطے کہ اس صورت میں بان اور مشترکی میں بیع
 ہوگی بان قیمت جلدی نہ لے گا اور مشترکی دیر میں دیکھا اور اگر ان دنوں کو وہ نون چھتے ہوں تو جائز ہی ددھتاد اور روزوں
 دن کو کہتے ہیں جب جائز نہ ہو کہ دن رات برابر ہوتا ہو اور ہر گان وہ دن ہو جب گرمی تمام ہو کہ وہ دنات برابر ہوتا ہو صل بان کہا
 کہ حاجیوں کے آنے تک رکھیتی لکھنے تک راتین چلنے تک میوہ توڑنے تک رجائزوں کی پیٹھ پر سے اون کاٹتے تک دنگا تو بھی
 بیع فاسد ہو **ف** اسواسطے کہ اگر کو بھی جلدی کبھی نہیں ہوتی تو بان اور مشترکی میں بیع ہوگی صل اگر ان دنوں تک بیع
 او قبل ان دنوں کے آئیگی مدت کو ساقط کر دیا تو بیع صحیح ہو جاوے گی اور اگر ان دنوں تک کسی کی ضمانت کی تو صحیح ہو

بطلان اور فاسد کے بیان
 بیع فاسد کے بیان
 بیع باطل کے بیان
 بیع صحیح کے بیان

فصل احکام بیع باطل اور بیع فاسد کے بیان میں

بیع باطل میں بیع مشترکی کے پائلت ہوتی ہو بعضوں کے نزدیک اس کے تلف ہو جانے سے مشترکی پر ضمانت نہ واجب ہو گا اور
 بیعتوں کے نزدیک مشترکی پر ضمانت اسکی قیمت کا لازم ہو گا **ف** ان ہی مختار ہو اور اس پر فتویٰ ہو قسیدہ صل بیع باطل
 میں اگر مشترکی نے بیع پر قبضہ کر لیا بان کی رضا سے خواہ رضا اسکی صل اچھا ہو **ف** مثلاً بان کہے کہ تو اب پر قبضہ کرے صل
 یا ولالت حال سے **ف** مثلاً بان کے سامنے مجلس میں قبضہ کیا صل بیع اور تین دنوں مال ہوں تو مشترکی بیع کا
 مالک ہو جاوے گا اور مشترکی پر بیع کا مثل لازم ہو گا خواہ وہ مثل حقیقہ ہو یا معنی **ف** مثل حقیقہ اون چیزوں میں جو مثل میں
 جیسے گیون چانول اور تاج وغیرہ اور مثل معنی اون چیزوں میں جو غیر مثل ہیں جیسے جانور کبیرا و غیرہ ان چیزوں کا مثل
 حقیقہ نہیں ہوتا کیونکہ جانور جانور کا سبب و صاف میں ایک ہونا دشوار ہو سو اسے قیمت کو انکا مثل معنوی قرار دیا گیا ہو
 صل ان وجہ ہو کہ ایک بان اور مشترکی بیع کر بان فاسد کا قبل قبضہ بیع تک بیع مشترکی کی ملک میں ہو اور اس طرح بیعتیں تم
 کے اگر فاسد و ضمانت میں ہو یعنی ان دونوں میں بیع وہم کی بیعتیں ہم کے **ف** از اسکا بیعت میں تم قاضی شرط ہیں اور اگر کوئی

فسخ میں انکار کرے تو جاضی جبراً فتح کر دیوسے دس مختار صلواں اگر نسا و کسی شرط کے سبب سے ہو و مثلاً بائع نے یہ شرط لگا لی ہو کہ مشتری مجھ کو ایک یہ دیوگا تو جسے شرط لگائی ہو وہ اسکو فسخ و حبس ہو اما مگر جسے نزدیک و شیعین کے نزدیک ہر ایک کو جب ہو تو اگر مشتری نے بیع فاسد میں بیع کو بیچا الا یا ہبہ کر دیا اور تسلیم کر دیا سو مہوب کہ کو بیع غلام تھا اسکو آزاد کر دیا تو یہ تصرفات مشتری سے صحیح ہو جائینگے اور اسپس قیمت لازم آویگی اور حق فسخ کا ساقط ہو جاویگا اسول سے کہ بیع سے حق غیر کا تعلق ہو گیا اور بیع تھا بسبب حق اللہ کے اور حق العباد مقدم ہو حق اللہ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی ہوا اور بندہ محتاج ہو صلواں بیع کا اگر فسخ کی گئی تو بائع بیع کو مشتری سے نہیں بیچ سکتا جب تک اسکی شے نہ پھیر دیوے تو اگر بائع بعد فسخ کے مرجاوے تو پہلے اس شے کو بیچ کر مشتری کی شے میں ادا کرینگے بعد اسکے اور فرض خواہوں کو جو بیچے گا دیا جاویگا جیسے رہن میں گراہن جاوے تو مشتری رہون کو بیچ کر اور و سپہ مرتبہ کا ادا کرینگے بعد اسکے جو بیچے گا بعد تجزیہ و تکفین کے اور فرض خواہوں کو ملے گا ہدایہ صلواں بیع فاسد میں اگر مشتری نے بیع کو بیچا اور اس میں نفع کیا یا تو مشتری کو بیع حلال نہیں تو اسکو صدقہ دیدیوے اور بائع نے جو نفع کیا تھا اسکو حلال ہو گیا اور دلیل اسکی یہ ایسا اور اصل کتاب میں مذکور ہو صلواں اسی طرح ہر اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کچھ روپیوں کا ہونے والا ہو کہ پر اور مدعا علیہ مدعی کو وہ روپیہ مشتری نے ادا کر دیا بعد اسکے مدعی نے اقرار کیا کہ میرا کچھ مدعا علیہ پر نہ تھا اور مدعی ان روپیوں میں نفع کیا چکا تو وہ نفع مدعی کو حلال ہو جاویگا اور مدعا علیہ سے جس قدر روپیہ لیے تھے وہ پھیرنا پڑینگے صلواں اور اگر بائع نے بیع فاسد سے ایک میں بھی اور مشتری نے اس میں پرہکان بنا یا تو مشتری پر اسکی قیمت لازم ہوگی اور حق فسخ کا ساقط ہو جاویگا اور صاحب کے نزدیک کان گرا یا جاویگا اور زمین بائع کو واپس کی جاویگی اور مشتری اپنا عملہ لیا و یگا فاسد یا اگر مشتری نے اس میں زمین و خشت بوسے تو امام صاحب کے نزدیک قیمت زمین کی لازم آویگی اور بائع فسخ نہیں کر سکتا اور صاحبین کے نزدیک مشتری کو حکم ہوگا کہ خشت و کھارٹیوں سے اور زمین خالی کرے لکن الین ابن الہمام نے مذہب صاحبین کو ترجیح دی ہے اور نہ الفائق میں مذہب امام صاحب کو اور وہی مختار ہے اس زمانے میں صلواں

فصل مکروہات بیع میں

مکروہ ہو لاڑ جیسا پہن یعنی مال کی قیمت زیادہ کم دینی اس عرض سے کہ دوسرا شخص اسکی خرید میں رغبت کیے اور اپنے کو خریدنا منظور نہ ہو اسکو عربی میں نجس کہتے ہیں روایت کی بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ نجس کرو صلواں رسول کرنا اس چیز پر جسکا کوئی اور مولیٰ کہ چکا ہو یعنی اس قیمت پر بائع راضی ہو چکا ہو اور اگر اس نے ابھی مول نہیں چکا یا تو جائز ہو صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مول نہ چکائے کوئی اپنے بھائی کے مول چکائے پر اور بیع کرے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ پیام نکاح کا کہ اپنے بھائی کے پیام پر اور قید بھائی کی التفاتی جو واسطے زیادتی قیمت اور قباحت کے ورنہ یہی حکم ہے اگر غیر ذمی ہو یا مستامن ج جھٹکا صلواں اور مکروہ ہی اتناج کی بھرتی کو آگے پڑھکر لینا جب شہر والوں کو ضرر کرے صلواں یعنی اتناج لیکر بنجارسے چلے آتے ہیں تو شہر کے باہر جا کر اون سے خرید لینا مکروہ ہے اسکی کراہت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شہر میں قحط ہو اور یہ شخص قافلے میں جا کر ملا اور اون سے سب غلہ خرید کر لیا اور شہر میں

لاکر خاطر خواہ بیچا اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ تجارتیوں کا شہر میں آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا اور وہ کہتے ہیں کہ شہرین
 قحط اور تنگی نہ ہو مگر یہ کہ قافلے والوں کو نرخ شہر کا معلوم نہ ہو وے اور یہ شخص اون سے جا کر کے تاخر پیکر کے
 قریب پیکر اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو کر وہ نہیں ہدایہ صحیحین میں بھی ہے اور ابن عباس کے منہ کیا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے تلقی جلب سے اور اسکے ہی معنی میں جو اوپر گذرے صواب کروہ بیع حاضر کی واسطے
 بادی کے زمانہ قحط میں منگے داموں کی طرح سے حاضر وہ شخص ہی جو شہر میں رہتا ہو بادی وہ جو بیرون
 شہر دیہات کا رہنے والا ہو مخالفت اس بیع کی حدیث سے ثابت ہو وایت کی بخاری نے ابن عمر سے کہ منہ کیا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع حاضر سے واسطے بادی کے اور اس حدیث کے دوسری میں آیت کہ شہر کا بنیا
 بقال شہر کے لوگوں کے ہاتھ نہ بیچے بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہیں اون کے ہاتھ بیچے تاکہ دم زیادہ ملین اور اسکے ختم
 کیا ہو ہلے میں دوسرے یہ کہ باہر کا شخص غلہ لاوے اور اسکے طرف شہر ہی دلال ہو گا اور کہے کہ تو جلدی نہ کریں جو
 گر ان بیع دون کا تو بانی بادی ہو اور حاضر دلال اور یہی معنی اختیار کیے ہیں مجتہدین اور مختار اور اصل کتاب میں اور منقول
 ہو یہ تفسیر ابن عباس سے اور مناسب خواہ اسکے آخر حدیث کہ چھوڑو لوگوں کو تا اللہ تعالیٰ روزی ہے بعض آدمیوں کو جو بیع
 روایت کیا اور کو سلم نے جائز سے صواب کروہ بیع وقت آذان جمعے کے تحریف ہو سکے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا بَعَدْتُمُ مِنَ الصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ أُولَٰئِكَ
 جو وقت پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعے کے پہن و جزو واسطے یاد خدا کے اور چھوڑو سودا کرنا اور اس واسطے کہ بیع کرنے میں ظلم
 آتا ہو سعی میں اور وہ واجب ہو یہاں تک کہ اگر سعی میں خلل نہ آوے بلکہ سعی بھی ہوئی جاوے اور بیع بھی جیسے بلع اور شریک
 ایک کشتی میں سوار ہیں اور وہ کشتی چلی جاتی ہو مسجد جاوے کہ تو مضایقہ نہیں دہر مختار صحن دو پر دون میں
 قرابت قریب محرم ہوا یعنی ہر ایک دوسرے کا قریب محرم ہو تو محرم غیر قریب جیسے باپ کی جوڑ یا قریب غیر محرم جیسے چچا
 کی اولاد دونوں نکل گئے ہدایہ صواب دونوں صغیر سن ہوں یا ایک صغیر سن تو او میں جدالی والنا کر وہ جو کسی حق کے
 سبب نہ ہو و نزدیک طرفین کے اور امام ابی یوسف کے نزدیک جب دن و نون میں ناما ولادت کا ہو تو ایک کی بیع بڑے
 دوسرے کے جائز نہیں اور بعضوں نے کہا کہ مطلق امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز نہیں ہے ناما ولادت کا ہو
 یا اور طرح کا اور یہی قول جوزف اور لایہ ثلثہ کا اور اصل سن ب میں قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو روایت کی ترمذی نے
 ابی ایوب انصاری سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جس شخص نے جدالی والی درمیان میں والدہ اور اسکے والد کے
 جدالی والی کا اللہ تعالیٰ درمیان اسکے اور درمیان دستوں اسکے کے نہ قیامت کے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے غیر مستحکم اور حکم نے
 شرط مسلم پر اور نظر کی اوس میں بھی شیخ نے کہ اسکے ہنادین بھی ہیں اللہ جو نہیں راج کیا اوست صحیح میں اختلاف کیا گیا اور بیع حاضر
 کے صحیح ہے کیا اور ترمذی اور روایت کیا اور کو امام احمد نے ایات کے ساتھ اور روایت کی حاکم نے مستدرک میں عن ابن عمر سے کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملعون ہو شخص جس نے جدالی والی درمیان میں والدہ اور اسکے والد کے ہنادی والی صحیح ہو
 اور روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے و غلام کہ آپس میں بیعانی تھے تو بیچا

میں نے ایک کو سپر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا علی کیا ہوا ایک غلام تیرا کہا میں نے بیچارا اسکو تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر لے اوکو پھر لے اوکو کما ترندی نے یہ حدیث حسن غریب ہو اور روایت کی حاکم اور درقطنی نے دو سطر اربع سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی تو حکم کیا ہوگا ساتھ بیچ دو بھائیوں کے تو ہجرت میں آؤں دو نون کو الگ الگ رکھا بیچ آکر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو فرمایا اپنے کو پھر لے اوکو اور بیچ اوکو ایک ساتھی اور تہ جدائی کرو میان اونکے صحیح کیا اوکو حاکم نے اوپر شرط بخاری اور مسلم کے اور قسری کی ابن قطان نے غریب کو اس حدیث سے اور کہا کہ یہ اولیٰ ہو اور ان حدیثوں میں جہرا اعتماد ہی اس باب میں اور روایت کیا اوکو احمد اور زہری نے دو سطر اربع سے لیکن ابوسہیل انقطاع ہو اور وہ مضر نہیں ہمارے نزدیک اصل اور اگر جدائی اون دونوں کی کسی حق کے سبب ہو تو جیسے ایک نے کوئی جہالت کی او میں دیا گیا یا عیب کے سبب روکا گیا تو مکروہ نہیں اور جائز ہو بیچ تیرے یعنی یعنی نیلام جسکو ہر راج کہتے ہیں اس واسطے کہ روایت کی اصحاب بن ابی نعیم اس بن مالک سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک انصاری سوال کرنے کو آیا تو حضرت نے فرمایا کیا تیرے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے کہ میں نے ایک نکل ہی جسکو چھہ میں اور لٹھتا ہوں اور کچھ بچھاتا ہوں اور ایک سٹیل جو سینہ میں پائی بیٹھا ہوں فرمایا کہ اوکو میرا پاس آسو دو نون خریدنے آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوکو لیا اور فرمایا کہ کون شخص ان دونوں کو خرید کر تا ہو سو ایک مرنے کے کہ میں اوکو جو میں ایک دوہم کے خرید کر تا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو بار یا تین بار میں تیرے فعلی اور تم کون ہی جو ایک ہم سے زیادہ تو ایک مرنے کے کہ میں تون کو دوہم کو لینا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو نون خریدنے اوکو دینے دو نوہم ہوں انصاری کو دے او فرمایا کہ ایک سلوا م خرید کر کے اپنے اہل و عیال کو دے اور دوسرے سے کھڑا مری سپر پاس خرید کر لا سو وہ لایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے او میں لٹھی لگائی اور فرمایا کہ جا لکڑیاں لایا کر اور بیچ کر اور میں تمکو سپندرہ دن نہ دیکھوں اسے ایسا ہی کیا پھر وہ آیا اور اوکو دس درہم حاصل ہوئے سو اس نے کچھ درہم جو کچھ پڑا خرید کیا اور کچھ سے کھانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے حق میں بہتر ہے تیرے آنے سے دن قیامت کے اور داغ سیاہی کا تیرے منہ پر ہوگا سبب سے ال کے

باب اقالہ کے بیان میں

اقالہ کا جواز ثابت ہو حدیث سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو پھر سے مسلمان کی بیعت ہو کر گیا اللہ تعالیٰ لعنہ اسکی قیامت کے دن روایت کیا اوکو ابو داؤد اور ابن ماجہ ابو ہریرہ سے اور صحیح کہا اوکو ابن حبان اور حاکم نے صحیح جانا چاہیے کہ اقالہ یعنی پہلی بیعت کا توڑنا بائع اور مشتری کے حق میں تو بیعت ہو اور ہوا اونکے اور شخصوں کے حق میں مانع جدید کے ہو تو اگر بیعت بائع اور مشتری کے حق میں نہ ہو تو اقالہ باطل ہوگا ان مسائل میں لکھے آتی ہیں اور یہ جو معلوم ہوا کہ اقالہ غیر بائع اور مشتری کے نزدیک مانع جدید کے ہو تو اسکا فائدہ یہ ہے کہ وقت اقالہ کے شفیع کو دعویٰ پہنچا ہو ف مثلًا زین نے ایک مکان اپنا عمر کے اتھریج کیا اور شفیع نے اپنی رضامندی سے اسوقت حق شفیع ساتھ لکھا بعد اس کے اقالہ بیعت ہو تو زین اور عمر کے حق میں تو یہ اقالہ بیعت شمار کیا جاوے اور شفیع کے حق میں بیعت چھوڑا تو پھر اوکو دعویٰ شفیع پہنچ سکتا ہے درختار ص اور اگر ایک لوٹھی کی بیعت ہوئی اور بعد اس کے

اقالہ بیع ہوا تو اب پھر لوٹنے پر آمیز ادب ہو گا کہ یہ بیع اسٹائن اول کو وسطی او سکی جائے نہ ولی بغیرا متبرک کے صلح ابولونے کے
 نزدیک اقالہ بیع جو اولاً گزیر نہ ہو سکے کی تو بیع شمار کیا جاوے گا اور امام محمد کے نزدیک بیع نہ ہو اور الفیض ممکن ہوگی تو بیع
 شمار کی جاوے گی صلح تو باطل ہی اقالہ بیع اوس کو پڑی میں جو بعد بیع کے مشتری کے پاس آتا ہے بیع مثلاً ایک کٹہری
 خریدی اور وہ مشتری کے پاس آکر بعد قبضہ کے جسے تو اس اقالہ کو بیع نہیں بنا سکتے ہوا سب سے کہ بیع میں زیادتی ہوگئی اور
 مانع بیع ہی تو اقالہ باطل ہوگا کھائیہ صلح امام صاحب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک باطل نہیں ہی کیونکہ اس اقالہ
 کو بیع بنا سکتے ہیں اور اقالہ لاؤسی ہی قیمت کو درست ہی جواول مقرر ہوئی تھی تو اگر روپے کے بدلے میں بیع ہوئی تھی اور اقالہ
 میں مشتری ٹھہری یعنی جنس اور قسم قیمت کی بدل گئی یا قیمت کم و بیش پہلی قیمت ٹھہری تو یہ شرط باطل ہوگی اور باغ پر
 قیمت کا صرف پھیرنا لازم آوے گا امام صاحب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک شرط صحیح ہی ہوا سب سے کہ امام صاحب کے نزدیک
 اقالہ بیع اول ہی اور بیع نہیں ہوتا مگر پہلی قیمت پر اور صاحبین کے نزدیک بیع جدید ہی تو کم و بیش پہلی قیمت کو درست ہوگی
 الا انگی قیمت کی اس صورت میں درست ہی جب بیع میں مشتری کے پاس آنکر کوئی عیب ہو گیا ہو اور صحت اقالہ کا ہلاک نہیں مانع
 نہیں ہی البتہ ہلاک ہو جاوے مابیع کا مانع صحت اقالہ ہی ف یعنی اگر قرن اول بائع کے پاس نہ ہو جاوے تو یہ اقالہ مانع نہیں ہوگا
 کہ قرن تابع ہی بیع میں اور اصل بیع ہی اور وہ موجود ہی اسی سب سے اگر بیع تلف ہو جاوے گی مشتری پاس نہ پھر اقالہ او کا نہ ہو سکتا
 مثلاً زینے ٹھوڑا خریدا اور وہ زینے کے پاس آکر مر گیا تو اقالہ او کا نہ ہو سکتا یا غلام خریدا اور وہ بھاگ گیا اور اگر اقالہ کے بیع
 ہلاک ہوگئی تو اقالہ باطل ہو کر اصل بیع قائم ہو جاوے گی بجز صلح ان کے بیع سے کسی قدر تلف ہو جاوے تو او بقدر کا اقالہ نہ ہو سکتا تھا
 درست ہو گا مثلاً زین کو خرید کیا کہ بیع کے ساتھ اور قیمت کاٹ لیا پھر اقالہ کیا تو زمین میں بقدر اس کے حصے کے اقالہ صحیح ہی
 مسائل کا حاقیمہ اقالہ میں مناسبت ہی بائع اور مشتری کی شرط ہی اور اقالہ نکاح اور طلاق اور عتاق کا نہیں ہو سکتا اور وہ جب
 اقالہ عقد فاسد کر وہ لاگ اقالہ ہو اور پھر وہ چیز موجود ہے کہ اس کی تو واپس کو حق رجوع ثابت نہ ہو کا صلح ان کو خرید اور پھر
 وہ سوکھ گیا تو اقالہ جائز ہی ہوا سب سے کہ کل بیع باقی ہی اچھ ہوا اقالہ کا اقالہ پھر بیع اول نہ ہوگی مگر اقالہ سلم کا اچھ نہیں ہی انور کا
 باغ بیچا اور تسلیم کیا سو مشتری نے اس کا پھل کھا یا سال بچھڑا پھر دنوں سے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح نہیں ہی ۲۷ھ لہ

اس سے کہا گیا ہے کہ بیع اقالہ
 صلح امام محمد کے نزدیک بیع
 کی صورت ہوتی ہے اور اگر
 قیمت کو درست ہی اور
 ضروری ہی اور بیع
 زیادتی ہوگئی اور
 بیع باطل ہی اور
 صلح امام صاحب کے نزدیک
 صاحبین کے نزدیک بیع
 جدید ہی تو کم و بیش
 پہلی قیمت کو درست ہی
 اور بیع میں مشتری کے پاس
 آکر کوئی عیب ہو گیا ہو
 اور صحت اقالہ کا ہلاک
 نہیں ہی البتہ ہلاک ہو جاوے
 مابیع کا مانع صحت اقالہ
 ہی یعنی اگر قرن اول بائع
 کے پاس نہ ہو جاوے تو یہ
 اقالہ مانع نہیں ہوگا کہ
 قرن تابع ہی بیع میں اور
 اصل بیع ہی اور وہ موجود
 ہی اسی سب سے اگر بیع
 تلف ہو جاوے گی مشتری
 پاس نہ پھر اقالہ او کا
 نہ ہو سکتا مثلاً زینے
 ٹھوڑا خریدا اور وہ زینے
 کے پاس آکر مر گیا تو
 اقالہ او کا نہ ہو سکتا
 یا غلام خریدا اور وہ
 بھاگ گیا اور اگر اقالہ
 کے بیع ہلاک ہوگئی تو
 اقالہ باطل ہو کر اصل
 بیع قائم ہو جاوے گی
 بجز صلح ان کے بیع سے
 کسی قدر تلف ہو جاوے
 تو او بقدر کا اقالہ نہ
 ہو سکتا تھا درست ہو
 گا مثلاً زین کو خرید
 کیا کہ بیع کے ساتھ اور
 قیمت کاٹ لیا پھر اقالہ
 کیا تو زمین میں بقدر
 اس کے حصے کے اقالہ
 صحیح ہی مسائل کا
 حاقیمہ اقالہ میں
 مناسبت ہی بائع اور
 مشتری کی شرط ہی اور
 اقالہ نکاح اور طلاق
 اور عتاق کا نہیں ہو
 سکتا اور وہ جب اقالہ
 عقد فاسد کر وہ لاگ
 اقالہ ہو اور پھر وہ
 چیز موجود ہے کہ اس
 کی تو واپس کو حق
 رجوع ثابت نہ ہو کا
 صلح ان کو خرید اور
 پھر وہ سوکھ گیا تو
 اقالہ جائز ہی ہوا
 سب سے کہ کل بیع باقی
 ہی اچھ ہوا اقالہ کا
 اقالہ پھر بیع اول نہ
 ہوگی مگر اقالہ سلم
 کا اچھ نہیں ہی انور
 کا باغ بیچا اور تسلیم
 کیا سو مشتری نے اس
 کا پھل کھا یا سال
 بچھڑا پھر دنوں سے
 اقالہ کیا تو اقالہ
 صحیح نہیں ہی ۲۷ھ
 لہ

باب مزاجہ اور تولیہ کے بیان میں

مزاجہ کہتے ہیں چیز کے بیچے کو صل لاگت پر ایک نفع میں کہے اور تولیہ کہتے ہیں صرف لاگت پر بیچنے کو بلا نفع کے
 ف جانا چاہیے کہ بیع چار طرح پر ہوتی ہی مزاجہ اور تولیہ اور مسامحہ اور ضمیمہ مزاجہ اور تولیہ تو معلوم ہو چکا ہی اور مسامحہ
 کہتے ہیں اس بیع کو جس میں بیع اور مشتری راضی ہو جاوے بدن کاٹ پہلی قیمت کی اور ضمیمہ کہتے ہیں اصل لاگت سے نقصان
 پہنچے تو اور مزاجہ اور تولیہ کا جواز عقلاً ثابت ہی اور فقہاء بھی دلیل اور حدیث کے جس کو ذکر کیا ابن اسحاق نے سیرت میں کہ حضرت
 ابو بکر نے دو اونٹ خریدے اور اون بیچے جو افضل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساسے سے اولیٰ سوار ہی کے پیش
 کیا اور کہا آپ سوار ہوئیے صدقے ہوں آپ پر مان باب میرے تب فرمایا آپ نے میں نہیں سوار ہوں گا
 اوس اونٹ پر جو میری ملک میں نہیں ہی تو کہا ابو بکر نے کہ وہ اونٹ آپ کا ہو گیا فرمایا آپ نے نہیں مگر اوس

قیمت پر جتنے کو تم نے خریدا تو قبول کیا اور سوار ہو کر حضرت ابو بکر نے اور سوار ہو کر حضرت علیؓ علیہ السلام اور سوار ہو کر حضرت
 کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے فرمایا حضرت صالحیؓ علیہ السلام نے تولیہ اور اقالہ اور شرکت منبأ برین نہیں ہے
 حج ان بن اور رسالت سے کچھ مقبول ہیں فتح ص شرطان و نون کی یہ ہے کہ پہلی قیمت جو بائع نے دی تھی مثلی ہوت
 یا غیر مثلی لیکن وہ چیز وقت مرابحہ کے مشتری کی ملک ہو جاوے تو مثلی جیسے روپی اشرفی اور کیل سوزن یعنی جو چیزیں
 مثل کر بکتی ہیں اور چون کر بکتی ہیں لیکن مقدار میں یکساں اور قریب ہوتے ہیں اور مثلی اس واسطے شرط ہونی کہ اگر ش
 غیر مثلی ہو چنانچہ کپڑا بوض غلام کے خرید کیا تو یہاں مرابحہ اور تولیہ قیمت غلام پر ہو گا اور حال آنکہ قیمت قبول ہی ہاں اگر شریک
 ثانی اور سی چیز کا مالک ہو جاوے جسکو بائع ثانی نے قیمت میں دیا تھا تو غیر مثلی سے بھی مرابحہ جائز ہو صورت اسکی یہ ہے کہ گھر خرید
 کیا عوض کپڑے کے اور اسکو تسلیم کر دیا پھر گھر کے بائع نے وہی کپڑا مثلاً زید کو بطریق بیع یا ہبہ کے دیا پھر گھر کے مشتری کپڑے
 زید کے ہاتھ بوض اسی کپڑے کے اور کچھ منفعت کے تو جائز ہو گا کیونکہ زید میں اول کے ذمہ پر قادر ہو نہ صرف اصل مرابحہ اور تولیہ
 کی طرف احتیاج اس واسطے ہی کہ جو شخص ناواقف اور نادان ہو خرید و فروخت میں وہ شخص واقف کے ایمان پر خواہ نفع دیکر یا اصل
 لاگت پر خرید کر سکتا ہو اور اس سے اپنے سب کو خوش کر تا ہو اس واسطے ان و نون ہجرت اور دیانت پر ہوا ضرور
 ہو ایمان حرازت خیانت اور شبہ خیانت سے مسأ لہ اور اصل لاگت میں شریک ہوگی مزدوری تو صلواتی اور رنگائی اور چھپائی
 کے کپڑے میں اور ہر طرح ڈور میں بٹوائی کی مزدوری اور غلمین بابر برداری کی ف اور پھر بکریوں کے کٹانے کی مزدوری
 اور شوق اور دخت کی مزدوری اور پوشاک اور طعام بیع کا بڑن اسراف کے اور سچوائی پانی کی کھیت میں اور رزقوں کی
 صفائی کی اور باغ میں دخت لگانے کی اور گھر کے چونہ کاری کی ان سب میں کی مزدوری ان اصل لاگت میں گنی جاوے گی
 اس طرح موتی میں سوراخ کرینگی مزدوری اور لکڑی میں روزہ بنانے کی درختدار و نھس ہائے میں اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے
 ہو کہ جن مصارف کی لاگت میں ملانے کا دستور ہو شکار میں اور اسکے سب سے بیع میں یا قیمت میں زیادتی ہو تو وہ لاگت میں
 ملانے جاوے گی کس لیکن ان چیزوں کی اجرت اور مزدوری جب لاگت میں ملائی جاوے تو بائع یوں کہے کہ اتنے دہون کو
 مجھے پچھریسی ہی اور یوں نہ کہے کہ اتنے کو میں نے خریدا ہوں کہ جھوٹ نہو جاوے اور جس مکان میں اسباب کھا جو و اس کا
 گرایہ یا چرواہے کی مزدوری یا تسلیم غلام اور نوٹھی کی مزدوری اصل لاگت میں داخل نہوگی ہدایہ صل تواق شری
 دوم کو معلوم ہو کہ مشتری اول نے مرابحہ میں خیانت کی تو اسکو اختیار ہی چلے اور دامن پر جو مشتری اول نے
 بیان کیے ہیں خرید لیوے اور چاہے پچھریوے اور تولیہ میں اگر خیانت معلوم ہوئی تو جعفر مشتری اول نے خیانت کی رو سے
 اصل لاگت پر دام بڑھائے ہو گا کٹ کر باقی دام دیدیوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مرابحہ اور تولیہ میں دو نون صورتوں میں
 کا ٹالیوے اور امام محمد کے نزدیک نون صورتوں میں چاہے مشتری اول کے بتائے دامن پر سے لیوے یا پچھریوے
 ف اور فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہو صل اور جس شخص نے ایک چیز خرید کر نفع پہنچا اور پھر اسکو کھینچا تو اس سے
 کم خرید یا تو اب اگر اسکو پھر مرابحہ یا تولیہ سے بیچے گا تو مقدار نفع کو اصل لاگت سے مجرا کرے اور اگر نفع پوری لاگت کو گھر
 پہوے یعنی وہ شہد محض پڑھاوے تو اب اسکو بطریق مرابحہ نہ بیچے ف مثلاً ایک گھوڑا دس روپے

بیع مرابحہ اور تولیہ کی بیانیہ
 بیع مرابحہ اور تولیہ کی بیانیہ
 بیع مرابحہ اور تولیہ کی بیانیہ
 بیع مرابحہ اور تولیہ کی بیانیہ

کو خریدنا اور پھر پندرہ کو بیچنا اور پھر دس کو خریدنا یا تواب اگر اسکو مرابحہ سے بیچے گا تو یہ کہنے کہ مجھ کو بیچ روپے کو پڑا ہی اور اگر دس
 روپے کو خرید اور بیس کو بیچنا اور پھر دس کو خریدنا تواب اسکو مرابحہ کے طور پر بالکل نہیں بیچے بلکہ مساومتہ یا اوپر چھ بیچا لے
 بر خلاف صاحبین کے کہ ان کے نزدیک نون صورتوں میں خرید پر مرابحہ بیچنا جائز ہے اور صاحبین کا قول خلق پر اس
 ہی اور امام کا قول مضبوط تر ہے تو جس قول پر چاہے عمل کرے **صل** اگر اس غلام نے جسکو مٹولی نے اذن تجارت کا
 دیا ہے اگرچہ وہ قرضدار ہو یا ایک کپڑا خرید اس دن روپے کو اور مٹولی نے اس سے پندرہ کو خرید تو مٹولی اگر اس کپڑے کو
 مرابحہ سے بیچے تو چاہیے کہ اصل جمع دس پڑے تہا دس اور ایسا ہی اسکا اولٹا یعنی اگر مٹولی دس روپے کو کپڑا لیکر اسی غلام کے
 ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام مرابحہ سے بیچنا چاہے تو دس روپے لاکھ تہا دس اور پندرہ نہ کہے **ف** اور دلیل اسکی اصل
 کتاب اور روایے میں مذکور ہے اور قرضدار غلام میں جب صورت ہوئی تو اگر قرضدار نہ ہوگا تو بطریق اولیٰ مٹولی کو یا غلام
 کو وہی دس تہا دس پڑے کہ جس دن مٹولی یا غلام نے اس شے کو لیا ہے یعنی دس پڑے ان دونوں صورتوں میں **صل**
 اور اگر مضارب کے پاس دس پڑے تھے مثلاً آدھے نفع کے قرار دیا اور دس میں دس پڑے کے بدلے میں مضارب نے ایک کپڑا خرید اور پندرہ
 روپے کو مالک مال کے ہاتھ بیچا تو اگر مالک مال اسکو مرابحہ سے بیچے تو ساڑھے بارہ قیمت کپڑے کی **ف**
 اس واسطے کہ نصف نفع یعنی اڑھائی روپیہ مالک ہی صاحب مال کی اور سیلحہ اسکے اولٹے میں حکم ہی نہیں جبکہ صاحب مال
 ہو اور مضارب مشتری چنانچہ ذکر اسکا کتاب مضاربہ میں آویگا **صل** اگر کوئی خریدیے صحیح و سالم اور مشتری پاس
 آنکر کانی ہو گئی **ف** کسی آفت سماوی سے **صل** یا وہ کوئی شے تھی اور مشتری نے اس سے جمع کیا اور بیچنا بیچتا
 ہی اسکو مرابحہ سے تو اپنی اصل لاکھ بیان کرے اور اسکا بیان ضرور نہیں کہ یہ کوئی شے تھی اور مشتری نے اس سے جمع کیا اور بیچنا
 یا اس سے بیچنا جمع کیا ہے **ف** اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک بیان اسکا ضرور ہے اور یہی مذہب ہے باقی ایہ کا فتویہ
 ابو الیثم نے کہا ہم اسی سے اخذ کرتے ہیں اور اسی کو ترجیح دیا کہ مال الدین ابن الہمام نے **صل** اور اگر مشتری نے خود اٹھ
 اسکی پھوڑی یا کسی اور نے اسکی اٹھ پھوڑی اور مشتری نے اس شخص سے دین لے لی یا وہ کوئی شے باکرہ تھی اور مشتری نے اسکا
 ازالہ بکارت کا کیا جماع سے تو ان صورتوں میں جو وقت مرابحہ سے بیچے تو یہ کیفیت بیان کر دے اگر ایک کپڑا خرید اور جو
 اسکو چھ ماہ بیچ کاٹ گیا یا گ سے جل گیا تواب اگر اسکو مرابحہ سے بیچے تو بیان کرنا اسکا ضرور نہیں اور اگر اسکے بیٹے اور کھونے
 سے کپڑے تہ ٹوٹ گئی تو مشتری ثانی سے بیان دے کا ضرور ہے اگر ایک غلام خرید ہزار روپے کو اور دھار ایک تہ پھر تھو کے نفع
 پر اسے فروخت کیا بیچان **ف** یعنی مشتری ثانی سے یہ نہ کہہ کہ میں نے ہزار روپے دھار کو لیا ہے **صل** تو مشتری ثانی کو اختیار
 ہے جب معلوم ہو کہ اسکو یہ بات چاہے اس غلام کو بیچ دے چاہے رکھے لیوے **ف** لیکن اگر رکھ لیکر اتوار اسکو گیارہ سو روپے نقد دے
 پڑے نہ موصول تو اگر مشتری ثانی نے وہ غلام تلف کر دیا تو اسکو گیارہ سو روپے چھوڑ دینا لازم آوے گا نقد اور یہی حال توابیجہ
ف مگر اگر بیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب اختیار ہوگا چاہے اس چیز کو رکھ لے
 اور چاہے واپس کر دے اور اگر بعد بیع کے تلف کرنے کے خیانت مشتری اول پہ اطلاع ہوگی تو جتنے دم ٹھہرے تھے پورے
 دینا پڑے گا **صل** اگر بیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم کو بیچ کر چھوڑ دیا ہو تو بیع ہاتھ بیچنا ہوں اور عمر کو معلوم نہیں

کہ زیادہ کو لیتے کو یہ چیز بڑی ہی تو بیع فاسد ہو اور اگر عمر کو اور کسی مجلس بیع میں معلوم ہو جاوے کہ اتنے کو یہ چیز زیادہ بڑی ہی تو اسکو اختیار ہو گا چاہے بے چاہے پھر ذیل کے فتوے تو اگر مجلس میں بھی حال میں معلوم نہ ہو تو بیع باطل ہو جائے گی
دھندل اصل جن چیز کو خریدے تو تکلیف اور پھر قبضہ نہ کر لیا بیع اسکی جائز نہیں مگر عقار میں **فت** جاننا چاہیے
کہ بیع و قسم ہی ایک منقول جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیا جاسکے جیسے چاندی سونہ یا برتن گھوڑا اسباب غیرہ اور ایک غیر منقول جسکی نقل و تحویل مکانی متعذر ہو جیسے زمین مکان باغ وغیرہ اور اسکو عقار کہتے ہیں ذیل اسباب میں وہ روایت
ہو جو اخراج کیا اور کا شیخین اور مالک نے ابن عمر سے کہ نہ سبچے کو فی غلہ کو یہاں تک کہ قبضہ کرے اور بیع اور طعام وغیرہ منقولات
بیع ہو اور جو چیز کے نزدیک خواہ منقول ہو یا عقار کسی کی بیع قبل قبضہ کے جائز نہیں لیکن ابن عمر سے کہ جب کو روایت کی نسائی
نے عثمان کبریٰ میں حکیم بن خرازمی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خرید و فروخت کیا کرتا ہوں تو بتا دیجیے
کہ کون سی خرید و فروخت حلال ہو اور کون سی حرام ہی تب فرمایا اپنے کہ نہ بیچ تو کسی شے کو یہاں تک کہ قبضہ کرے تو اس پر اور بھی
روایت کیا اسکو اچھے نے سند میں اور ابن عباس اور کما کہ یہ حدیث مشہور ہو پھر سفیان بن عیینہ نے اسکو صحیح حکیم بن خرازمی سے
اور انکے بیع میں ابن عساکر نے نہیں ہی آور حاصل ہے کہ بخیر حدیث اس حدیث کے بعض ابن عساکر کو داخل کرتے ہیں مسلمان ابن ہز
اور حکیم کے اور بعض نے نہیں ابن عباس نے صحیح حدیث تو نہایت رجب کا اسکا ابن حزم نے عبداللہ بن عساکر نے اسکو صحیح کہا اور نصوص حدیث
کو روایت یوسف بن یونس و حکیم سے اس واسطے کہ اس نے تصحیح کر دی اپنے سماع کی حکیم سے روایت قاسم بن اصحاب میں اسکو صحیح ہے
کہ عبداللہ بن عساکر دو نون کی بیع میں ہی ذکر کیا اسکو ابن حبان نے ثقات میں اور عبداللہ اور ابن قحطان نے اسکو ضعیف
کہا اور دو نون نے خطا کی اس واسطے کہ یہ عبداللہ بن عساکر نے شعیب بن عساکر سے روایت کیا ہے اور وہ جو ضعیف ہے عبداللہ بن عساکر نے ہی روایت کی
ہو تو حق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنی تصحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں نقل کی زید بن ثابت سے کہ شیخ کیا حضرت علیؑ
علیہ السلام نے بیچنے سے اسباب یہاں تک کہ لیا جائے اور اسکو بیچا جائے اسکو بیچا جائے اسکو بیچا جائے اسکو بیچا جائے اسکو بیچا جائے
ہو اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ مراد اسباب یہاں منقول ہی کیونکہ منقولات کا لیا جانا اپنی منزلوں تک ممکن ہونہ
غیر منقول کا البتہ حدیث نسائی کی عام ہی تو اسکا جواب امام صاحب نے دیا ہے کہ مراد اس سے بھی شے منقول ہی سببے کہتے
اس سے بھی ہو کہ بیع پر قبضہ نہیں کیا احتمال ہے اس کے تلف اور ہلاک ہو جائے اور تلف و ہلاک عقار میں نہایت نادر ہے ہی
واسطے اگر عقار بالا خانہ ہو یا زمین ہو دریا کے کنارے پر چٹیل لہو تھو اور مانند اسکے چنانچہ خوف ہو زمین یا گھر کے چھ جانے کا ریسے
تو ہوتے میں غیر منقول بھی مانند منقول کے ہو گا عدم صحت بیع میں قبل قبضہ کے فتنے و دھندل اس میں جس شخص نے کوئی
اچھی چیز خریدی جو نہ کر یا لیں کر بکتی خوف جیسے غلہ کہ پ کر عرب میں اور حوالی مدارس میں بکتا ہے اور سونا چاندی
نقل کر بکتا ہے اور اخراجات وغیرہ کن کر صلح تو بیچے اسکو اور نہ کھائے یہاں تک کہ لپے اسکو یا تو بیاگنے **فت** اور اگر بیاگنے
کھاوے گا یا بیع کر لیا تو کہ وہ تحریر ہی ہو دھندل اصل اور مطلب اسکا یہ ہے کہ بائع مشتری کے سامنے اسکو تاپ
یا تول یا لگن دیے اور صحیح یہ ہے کہ بائع کا اس صورت میں ناپنا اور تولنا اور گنا کا ناپ یا پھر مشتری کو ضرور نہیں **فت**
یہاں تک کہ اگر بائع نے قبل بیع کے اسکو تاپ یا تول یا لگن رکھا ہو تو یہ کافی نہیں اگرچہ مشتری کے سامنے ہو یا

ابن عساکر نے تصحیح میں

اصل میں سمجھا جاوے گا خاص اور امام شافعی اور زفر کے نزدیک زیادتی اصل عقد سے نہ ملے گی بلکہ ایک علیحدہ احسان ہوگا تو اب بعد زیادتی میں یا بیع کے اگر عقد مراہجہ کرے تو کل پر کرے اور بعد کی بیع یا بیع کے مابقی پر عقد مراہجہ کرے اور شفیع جہت میں کم قیمت سے بیگناہ یعنی مثلاً زمین نے عمر سے ایک مکان خریدیا سو روپے پر بیچا وہ اسکے زمینے پر بیچا سو روپے پر بیچا اور بیچنے پر لگٹھا دیے اور بیکر کا شفقہ اس مکان پر ثابت ہوا تو بیکر صورت اول میں صرف تنوہی و بیکر اور صورت ثانی میں بیچنے پر لگٹھا ہی

ص اگر ایک شخص کو بیچ تو غلام اپنے کوزید کے ہاتھ بیسے میں ہزار روپے کا شرط پر بیکر میں بیسے ہون میں سے سو ہزار کے سو روپے کا مثلاً اور اسے بیچے والا تو مالک غلام کا ہزار روپے پر بیچے وصول کرے اور سو روپے بیسے اور اگر اس نے بیسے لگا کر بیسے میں سے سو ہزار کے سو کا ضامن ہوں یعنی میں نے قید اسے نہیں لگا لی اصل بلکہ اتنا ہی لگا کہ میں سو ہزار کے سو کا ضامن ہوں تو مالک غلام کا ہزار روپے پر زید سے وصول کرے اور ضامن کو کچھ نہیں لازم آتا سو اسی قرض کے قرض سے عقد مخصوص ہو جو وارو ہو مال مثلی کے ذمے پر دوسرے شخص کو تادہ شخص لیا ہی مانجھیرے جیسے روپے اشرفی غلہ وغیرہ اصل او طرح کے ذمے کے ف مثلاً میں بیع اصل اسکی مدت اگر دائن مقرر کروں گا تو وہ موصول ہو جاوے گا یعنی بھانڈروں کے اور سکو مطالبہ نہیں ہو سکتا اور قرض کی مدت اگر مقرض یعنی قرض دینے والا مقرر کرے تو صحیح نہیں یعنی او سکو لادہ نہیں کہ بھر مدت اندر مطالبہ نہ کر سکے بلکہ باوجود تقرر مدت کے جب چاہا اپنا قرض طلب کر سکتا ہو وجہ او اسکی یہ ہو کہ قرض باعتبار اہتیک کے محض تبرع ہو تو جیسے بھیر کو مدت ہتھیاسی غاربت کی لازم نہیں اسی طرح مقرض کو اور باعتبار اہتیک کے معاوضہ ہی کیونکہ او میں و مشل وجب ہو تو اس اعتبار سے تاخیر صحیح نہیں کیونکہ لازم آتا ہو کہ در اہم کی بیع در اہم سے او دھار ہو اور مقتضی فساد قرض ہو حال نیکہ یہ خلاف اجماع ہو لہذا اعلیٰ حنفیہ قائل ہونے کے تاخیر قرض صحیح غیر لازم ہو و بیلیغ ہنہا مسائل الحاقیہ ایک لڑکے صغیر حجور کو قرض دیا اور اسے ہلاک کر دیا تو ضامن نہوگا اور مشل او سکے مرد بالغ بیہوش ہو شرط ظنر آمدہ قرض میں ہاں ہوں اور اس قرض باطل نہیں ہوتا روٹی کا قرض لینا اور گونجے ہو آئے کا تو لکر جائز ہو کتر چیر کا خرید کر نامتن گران سے بسبب حاجت قرض کے جائز ہو اور لکر وہ ہو در مختار

۱۷
 جکولینے
 اذن نہیا ہو
 تصرفات کا

باب رجو یعنی سوو کے بیان میں

ف سو لینا باتفاق است حرام ہو اور گناہ کہ یہ وہی فرمایا اللہ سبحانہ نے **بَاکْفَالِ الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ** ای ایمان والوں بیچ نکلوا اس آیت میں مراد رجو ہے مال آمد جو خواہ قرض میں ہو یا اموال بویہ کی بیع میں اور گناہ رجو نفس زیادت کو بھی کہتے ہیں یعنی معنی مصدری فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَأَخْلَ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا** اور حلال کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو اور حرام کیا رجو کو یعنی اموال رجو یہ کے قرض یا بیع میں زیادہ و رجو یعنی کو قرض صحیح مسلم میں جا بر سے روایت ہے کہ حضرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے بیچ کھانے والے پر اور کھلانے والے پر اور اسکے لگنے والے پر اور اسکے گواہوں پر اور فرمایا آپ نے کہ بیچ میں اور روایت کی امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے اللہ کے ایک نانو کو بچ کر نہ باقی ہو گیا کوئی لکر کھانے والا بیچ کا تو اگر نکلھا و گیا او سکو بیچ جاوے گی او سکو بیچاں وکی اور ایک آیت میں گردا و ۱۷ حفظا سے مراد ہے کہ فرما حضرت صلی اللہ علیہ آکہ وسلم نے ایک صہ سوو کا لکھا ہے اور سکو آدمی جان لکھ کر سخت یاد ہے

چھتیس روز سے انخرج کیا اور دارقطنی نے اور روایت کی یہی تھی نے شعبہ الایمان بن عباس سے کہ جس شخص کا گوشت بڑھا ہو
مال حرام سے تو جہنم قریب ہو اسکے اور روایت کی ابن ماجہ یہی تھی نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیاج کے کشتہ کھڑے ہیں سب کے کم ایسا ہو جیسے کوئی اپنی تانج جمع کرے اور ابن مسعود سے کہ بیاج اگر چہ بت ہوتا ہو مال
اوس کے لیکن انجام او کا نقصان ہو اور احمد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شب بچ
کو یا مین ایک قوم پر پٹ اڑنے کے مثل کھڑے ہیں اور مین پناہ کھائی دیتے ہیں تو پوچھا میں نے جو بول علیہ السلام کون ہیں یہ لوگ کہا
اچھو نچے یہ سو خواریں فرمایا حضرت عمر نے کہ اخیر آیت کلام اللہ کی آیت بیاج کی ہو اور تحقیق حضرت نے وفات کی اور خوب
حکول کر بیان فرمایا بیاج کو تو چھوڑ دو تم بیاج کو اور پیش ہر بیچ کا ہو وے ص ربا ایک نئی دتی ہو ایک جنس کی دو
چیزوں میں تو اٹل تاپے جو خالی ہو عوص سے اور شرط کی گئی ہو واسطے احد المتعاقبین کے ف یعنی واسطے مانع کے یا
مشترکی کے یا مقرر عوص کے مستقرض کے ص معاوضہ میں ف تو ایک جنس کی دو چیزوں کے کہنے سے نکل گیا سادہ
ایک دوسرے جو کا ساتھ ایک سیگرہوں کے بسبب نہ ہونے جنس کے اور تول ناپ کی قید سے نکل گیا دس گز پر طرہ بے مین بیاج کے لڑے
خالی ہو عوص سے اس سے وہ صورت نکل گئی کہ سیگرہوں میں دو سیگرہوں میں دو سیگرہوں کے بدلے مین تپا اسو سے کہ بیان
اگر چہ ثانی زائد ہو لیکن زیادتی بے عوض کے نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ بھر جو کے مقابلے میں دو سیگرہوں میں دو سیگرہوں کے
عوض میں دو سیگرہوں اور یہ جو کہما کہ شرط کی گئی ہو احد المتعاقبین کے واسطے اس سے وہ صورت خارج ہو گئی کہ زیادتی کی شرط مختصر
خالص کے لیے ہو وے تو وہ ربا نہیں شمار کیا دیکھی اور معاوضہ کی قید اسو سے لگائی کہ زیادتی اور عوص میں خالی ہوتا ہو عوص سے جیسے
بہ بیاج نہیں ہو ص علت اور شرط ربا کی دو چیزوں میں ایک کہ دونوں چیزیں قدری ہوں یعنی پانے میں نپ کر یا نل کر دیتی ہوں
دوسرے یہ کہ اون دونوں چیزوں کی جنس ایک ہو وے ف مثلاً دونوں طرف گیون ہوں یا چائول یا جوار اور اگر وہ چیز
نل کرنے بکتی ہو بلکہ شمار کر کے جیسے خربوزے آم وغیرہ تو اس میں ایک ہلے دلو یا بدست ہو یا تم اور جنس ایک ہو جیسے جو کے پے گیون
یا چائول کے بدلے جو تو اس صورت میں بھی زیادہ لینا بیاج نہ کہلا و بیجا ص اور شامی کے نزدیک شرط بیاج کی یہ ہے کہ وہ دونوں
چیزیں یا کھانے کی قسم سے ہو وین قیمت جیسے سونا چاندی اور امام مالک کے نزدیک شرط یہ ہو کہ کھانے کی قسم سے ہو ویا قابل رکھنے جو
کے اور جمع کرنے کے ہو وے ف اصل اس باب میں وہ حدیث ہے جسکو روایت کیا صحیح ستہ والون نسوا می بخاری کے عجا
بن صامت سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی سونے کو بدلے مین گنے کے اور چاندی کو بدلے مین چاندی کو اور جو
کو بدلے مین گیون کے اور جو کو بدلے مین جو کے اور کھجور کو بدلے مین کھجور کے اور نمک کو بدلے مین نمک کے مثل کو عوص من مثل کے دست
بدست برابر ہو اور بر توجیہ قسمیں مختلف ہو وین یعنی گیون بدلے مین جو کے یا جو بدلے مین نمک کے مثلاً تو بیچو جسطرح چاہتم
لیکن دست بدست اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علت سو کل تھا و ضل قدری اور اس کی تفسیر کیا امام اعظم نے اور دلیل
اسکی کتاب اصول میں تفصیل مذکور ہے ص تو جو چیز نپ یا نل کر بکتی ہو جیسے مین اپنی جنس سے بھی جاوے گی تو اس میں نپ یا نل
لینا حرام ہی اگر چہ وہ چیز کھانے کی نہ ہو جیسے چونا اور لوہا ف کہ یہ دونوں چیزیں کھانے کی نہیں ہیں
لیکن چونکہ دست در اور جنس متحد ہی اس واسطے زیادتی حرام ہو گی اور شامی رحمہ کے نزدیک حرام نہیں

ص اور برابر پانچ پانچ درست ہو اور جو قدر شرعی میں داخل نہیں ہوتے نصف صلح سے کم اور نہیں بھی زیادتی حرام نہیں
 جیسے بیع ایک گھون کی بے میں دو گھون گھون کے یا ایک اٹھاسے کی بدلے میں دو اندھون کے یا ایک
 گھور کی بدلے میں دو گھور کے **ف** اس واسطے کہ مقادیر میں شرف نصف صلح سے کم کا اعتبار نہیں البتہ نصف
 صلح تک کا اعتبار ہو صدقہ فطر وغیرہ میں تو جو اس سے کم ہو اور میں زیادتی حرام نہوگی بوجہ معدوم ہونے قدر کے
ص تو جہان پر قدر و جنس و نون موجود ہیں وہاں زیادہ لینا اور ادھار بیچنا دونوں حرام ہیں جیسے ایک بیع
 گھون کو بدلے میں دو صلح گھون کے بیچے یا ایک صلح گھون کو بدلے میں ایک صلح گھون کے بیچے ایک
 طرف اور ادھار کا دو نون طرف اور ادھار سے اور جہان پر قدر و جنس نون باقی رہے ہیں **ف** مثلاً چار آٹھون کو بدلے میں
 دو خربوزوں کے بیچے یا دو آٹھوں کے بدلے میں دو خربوزوں کی ایک طرف اور ادھار کر کے یا دونوں طرف اور ادھار کر کے **ص**
 اور جہان پر فقط قدر ہی یا فقط جنس تو وہاں زیادتی درست ہو لیکن اور ادھار بیچنا درست ہو جیسے ایک صلح
 گھون کی بیع ساتھ دو صلح جو کے یا بیچ گز ہراتی کپڑے کی بیع چھ گز ہراتی کپڑے کے بدلے میں تو یہ بیع نقد
 درست ہو اور ادھار درست نہیں **ف** پہلی صورت میں صرف قدر ہو اور دوسری صورت میں صرف اتنا ذکر
ص اور جو اور گھون اور گھور اور نمک ہمیشہ کیلئے بیچ اور چاندی سونا و زنی اگرچہ لوگ انکا کیل یا زنی چھوڑ دیں
ف اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو گھون کھجور تک کو کیل قرار دیا اور چاندی سونکو و زنی تو لوگوں
 اگر گھون کو تول کو بیچنا اختیار کیا یا چاندی سونکو ناپ کر جب بھی وہ کیل قرار دیا جائے اور چاندی سونا و زنی جیسا حضرت
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا **ص** اور سوال ان چھ چیزوں کے باقی چیزوں کو کوئی عادت کے موافق رکھی جاوے گی **ف** یعنی اگر
 لوگ و سکو ناپ کہتے ہیں کیل گنی جاوے گی ورنہ و زنی **ص** تو بیع گھون کی گھون کے ساتھ برابر تول کر جائز نہیں **ف** اس
 کہ اصل میں کیل ہی تو تھا حال ہو کہ باوجود برابر ہونے کیل میں فرق ہو اس مرتبہ بوجا ہوا جو ایک **ص** اور سونے کی سونیکے
 ساتھ برابر ناپ کر جائز نہیں **ف** اس واسطے کہ وہ اصل میں زنی ہی تو تھا حال ہو کہ باوجود برابر ہونے کے ناپ میں نون یا نون
 نکلے تو برابر ہو جاوے گا **ص** جیسے جائز نہیں بیع ان چیزوں کی دھیر لگا کر **ف** اس واسطے کہ اس میں احتمال زیادتی کا ہوا
 اور ان چیزوں میں وقت عقد کے میں کر دینا بیع کا ضروری ضروری نہیں کہ بائع اور مشتری میں بیع اور نون پر قبضہ بھی کر لین
 یعنی اگر گھون کے بدلے میں گھون بیچے جاوے تو دونوں کو معین کر دینا مجلس عقد میں ضروری ہے لازم نہیں کہ وہی وقت ہر ایک
 شخص اپنی اپنی عوض پر قبضہ بھی کر لین **ص** البتہ عقد صرف میں قبض کرنا بدلین کا مجلس عقد میں ضروری
ف یعنی اگر بیع اور نون دونوں میں کی چیزیں ہوں مثلاً روپو اشرفی ہوں یا چاندی سونا تو اس صورت میں مجلس
 عقد میں بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا معتبر ہو **ف** اور بیان اسکا باب الیٰ صرف میں آوے گا **ص** اور شافعی کے نزدیک
 جب طعام کی بیع ہو تو قبضہ کرنا دونوں طرف سے عین پر مجلس عقد میں ضروری ہو **ف** شافعی کی دلیل یہی
 حدیث عبادہ بن صامت ہو جس میں دست بدست مذکور ہے یعنی یہ کہ یہ حدیث امام عظیم کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ تھا کہ میں نے
 جیسا کہ روایت مسلم اور شافعی میں ہو باقی تفصیل ہر ایسے اور فتح القدر میں ہے **ص**

بیع کا
 بیع کا
 بیع کا

ایک پیسے حسین کے بدلے میں دو پیسے سعید بن کے جائز ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اس واسطے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پیسے چلن دارن میں داخل ہیں اور بیماری دلیل اصل میں مذکور ہے لیکن محتاطاً قول امام محمد کا جو اصل اور درست ہے بیچ گوشت کی ساتھ حیوان زندہ کے اگرچہ وہ گوشت اسی جانور کی جنس سے ہو وہ **ف** مسئلہ کا گوشت کاے یاہیل سے بیچ کے تو جائز ہے کیونکہ بیچ وزنی چیز کی ہے وغیر ذی سے تو جائز ہے جس طرح سے کہ ہر کم و بیش شرط تیس کے کے البتہ اور دھار درست نہیں ہے مگر محتاطاً اصل امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے جس جانور کا گوشت اسی جانور کے بدلے میں بیچ تو ضروری ہے کہ گوشت زندہ ہو اور سقندر گوشت سے جتنا اوس حیوان میں نکلے تاکہ گوشت مقابل گوشت کے ہو جاوے اور باقی بقا بے او جھڑی پھوٹی وغیرہ کے **ف** اور امام شافعی اور مالک کے نزدیک بیچ مطلقاً جائز نہیں ہے دلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا مالک نے وہ خطا میں اور ابو داؤد نے فراسیل میں سعید بن السیب سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے گوشت کی بدلے میں حیوان کے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بیچ سے زندہ کی بدلے میں بے جان کے اور فراسیل سعید کے بالاتفاق مقبول میں اور روایت کی ابن خزیمہ نے اس سے ماخذ اس کے روایت حسن عن عمر کہ کہا یہ ہتی ہے اسناد اوسکی صحیح ہے اور جس شخص نے بیچ حسن کا سمرہ سے ثابت کیا ہے اس کے نزدیک یہ حدیث موصول ہے اور جس نے نہیں ثابت کیا اوس کے نزدیک مرسل ہے جو جید تو بلحاظ ان احادیث کے احتیاط اسی میں ہے کہ بیچ گوشت کی ساتھ حیوان کے کرے واللہ اعلم اصل اور جائز ہے بیچ آٹے کی اپنی جنس کے ساتھ پاپ اور بیچ رطب کی ساتھ رطب کے اور ساتھ تمر کے **ف** رطب کہتے ہیں تازی کھجور کو اور تمر سوکھی کھجور کو تو رطب کی بیچ بدلے میں رطب کے اور اسید طرح رطب کی بدلے میں تمر کے برابر درست ہے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک رطب کی بیچ ساتھ تمر کے درست نہیں ہے اس واسطے کہ رطب جو کچھ ہے کھجور کا وہ کھجور کی دلیل ہے جو کہ وہی ہے سعید بن وقاص رضی اللہ عنہما کہ اوس خون نے نما میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ سوا ال اجا آپ سے خریدنے رطب کا بدلے میں تمر کے تو فرمایا آپ نے کیا کہ ہر جو جائز ہے خریدنا سو کھد کہ اوس خون نے مان تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اوس کو یا چون ان اور صحیح کہا اوس کو ابن المدینی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی دلیل ہے کہ رطب بھی تمر میں داخل ہے دلیل اوس حدیث کے جو بدلے میں ہے کہ بدینہ بھجے گئے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رطب خیر کے تو فرمایا آپ نے کیا اکل تمر خیر کے اسید طرح ہیں اور بیچ تمر کی اپنی جنس سے برابر جائز ہے اور یہ حدیث بخاری مسلم میں بروایت ابو سعید خدری موجود ہے لیکن اوس میں رطب کا لفظ نہیں البتہ روایت کی حاکم اور بیہقی اور طی اوی نے سعید سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ سے تمر کی ساتھ رطب کے اور دھار اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق بیچ رطب کی ساتھ تمر کے ممانعت نہیں ہے صرف اور دھار ممنوع ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک بھی ثابت ہے حکایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ جب بغداد میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگ اس مسئلے میں امام صاحب پر طعن کرتے تھے بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے تو اہل حدیث نے سوال کیا اوان سے کہ رطب کی بیچ تمر سے کس طرح جائز ہے تو امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہیں ہے یا رطب تمر جو یا تمر نہیں ہے اگر تمر جو تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث السنن بالشمس کے اور اگر تمر نہیں ہے تو بھی عقد جائز ہے بدلیل آخر حدیث کے اذا اختلفت النوعان فبیعوا کیف تشاء پھر اہل حدیث نے وہ حدیث سعید کی وارد کی امام اعظم رحمہ نے جواب دیا کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہے اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہیں ہے حیران ہو گئے سب علماء اور زید کے کچھ حجت کو

اور صحیح ہے
نہا کا بیان ہے
اور صحیح ہے
حدیث صحیحہ
مذکورہ

امام کی **وتماماً فی فتنۃ القدر** اور درست بیع انگور تری بدلس میں انگور خشک کے جیسے جائز بیع تری یا بھگوئے ہوئے گیہوں کی یا بی بی منسل سے اور خشک سے اور اسید طرح جائز بیع بھگوئی ہوئی خشک کھجور کی یا انگور کی بھگوئی ہوئی خشک کھجور یا انگور سے **ف** اور کھجور خشک اور انگور خشک سے بھی برخلاف امام محمد رحمہ اللہ کے **دس مختار ص** اور جائز بیع ایک حیوان کے گوشت کی ساتھ دوسرے حیوان کے گوشت کے کم زیادہ بھی **ف** یعنی گائے کا گوشت بکری کے گوشت کے عوض اور اونٹ کا گائے بکری کے عوض لیکن گائے بھینس ایک جنس ہیں اور اسید طرح بھٹی بکری تو انہیں زیادتی کمی درست نہیں **ہدایہ ص** اور اس طرح ایک جانور کے دودھ کو دوسرے جانور کے دودھ کے عوض میں کم بیش چھوٹا درست ہے **ف** بخلاف بکری اور بھٹی کے دودھ کے کہ انہیں تقاضا جائز نہیں کیونکہ دونوں ایک جنس ہیں **طحاوی ص** اور اس طرح ناقص کھجور کے سکر کی بیع عوض سے کہ انگور سے اور پیٹ کی چربی کی عوض سے کی جاتی ہے یا گوشت کی کمی بیشی کے ساتھ درست ہے **ف** ناقص کھجور کی قید اتفاقی ہے چونکہ اکثر کھجور ناقص ہی کھجور کا ہوتا ہے اس واسطے لفظ **کما ص** اور اسید طرح درست ہے روٹی کی بیع **ف** اگر کھجور کی ہو **دس مختار ص** عوض میں گیہوں کے اور آٹے کے کمی بیشی سے اگرچہ ایک جانب دودھار ہووے اسی پختوی **ہو ف** اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بہتر نہیں ہے اور بی مختار **ص** اور نہیں جائز ہے بیع جید کی ساتھ ردی کے احوال ربو میں سے مگر ساوی اور اسید طرح بیع کھجور کی یعنی بکری کے عوض رطب یعنی پختہ کھجور کے برابر برابر **ف** جتنا کہتے ہیں عمدہ اور بہتر کو اور ردی کہتے ہیں خراب کو جیسے گیہوں بعض عمدہ ہوتے ہیں اور بعض خراب یا کھجور کچھ زیادہ ردی سب قسم کی ہوتی ہے تو نہیں جائز ہے جب جنس ایک ہو کچھ زیادہ لیو سے یا ردی والا زیادہ دیو سے اس واسطے کہ حد ہلکے میں ہے جیسا کہ اس واسطے کہ بی بی جید اور ردی ان چیزوں میں سے سب برابر ہیں کہنا زلیعی نے غریب ہوا اس لفظ سے لیکن معنی اس حدیث کے اور احادیث صحیح سے ثابت ہوتے ہیں **ص** اور اسید طرح جائز نہیں بیع گیہوں کی ساتھ ستو کے یا گیہوں کے آٹے کی یا آٹے اور ستو کی برابر برابر کم زیادہ **ف** اس واسطے کہ یہ چیزیں پکڑتی ہیں اور ناپ میں انکی زیادتی کمی کا احتمال ہے چونکہ یہ گیہوں کم ہونے کے نسبت آٹے کے **ص** اور جائز نہیں بیع زیتون کی ساتھ روغن زیتون کے اور تیل کی ساتھ تیل کے تیل کے یہاں تک کہ روغن زیتون یا تیل زیادہ ہووے اوس روغن سے کہ زیتون اور تیل سے نکلے تاکہ تھوڑا تیل جو زیادہ ہے عوض میں لکھی کے ہو جائے اور روٹی کا قرض لینا اور کھجور کھجور کن کر جائز نہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اور اس پختوی ہے اور امام صاحب کے نزدیک بالکل جائز نہیں اور محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں طرح درست ہے مالک اور غلام میں سود نہیں تحقق ہوتا اس واسطے کہ غلام صحت اور سکے مال کے مالک ہونے والا کی **ف** یہ صورت جب ہو کہ عبد مازون ہو اور او سپہ زمین ہووے اور اگر او سپہ زمین ہے تو زیادتی کمی سود گنی جاوگی **ہدایہ ص** اور مسلمان اور حربی میں دار الحرب میں سود ثابت نہیں ہوتا **ف** نہ دارالاسلام میں اس واسطے کہ مال حربی کا بیع ہے تو لینا اور اس کا بیع ممکن ہے جائز ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت جب درست ہے کہ زیادتی مسلمان کے لیے ہووے لیکن جو با مسألہ عام ہے اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کے اور ائمہ باقیہ کے نزدیک درست نہیں کیونکہ انھیں خصوصاً حریت ربو اسطرح میں اور امام صاحب کی دلیل ہے جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں بیچیں درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں اور یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کیا اور کونوں شامی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہیں بیچیں درمیان میں اہل حرب کے اور گمان کرتا ہوں کہ کہا آپ نے اور درمیان میں اہل اسلام کے کہا شافعی رحمہ اللہ نے

کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور نہیں حجت ہے اسناد کی اس حدیث کی بہیقی نے معرقہ میں بتسوطین کی کہ یہ حدیث عمل کی اور کجول فقہ اور رسول ثقہ کی قبول ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ قبل ہجرت جب سورہ روم نازل ہوئی تو صدیق اکبر نے غلابیہ سوم کی خاص بشرط کی تھی مشرکین مکہ سے اور بکرم صاحب شرح مال شرط کا زیادہ کر دیا تھا پھر جب اہل روم فارس پر غالب ہوئے تو صدیق اکبر نے مال مشروط مشرکین مکہ سے لے لیا اور یہ بعینہ ہمارا ہے اور کہ اس وقت دار الحرب تھا تیسری دلیل یہ ہے کہ مال اہل حرب بباح بشرط منو نے عمدہ شکنی کے اور اطلاق انصوح کا مال مخطورین جو نہ مال مباح میں اور علمائے مذہب نے درس میں لازم کیا ہے کہ حالت ربوا اور قمار سے فقہا کی مراد وہ ہے کہ زیادت مسلم کو حاصل ہو اگرچہ اطلاق جواب اسکے مخالف ہے انتہی ما قال الشیخ ابن الہمام ملخصاً +

باب اون حقوق کے بیان میں جو بیع میں داخل ہو جاتے ہیں اور جو داخل نہیں ہوتے
 حقوق جمع ہی حق کی اور اصطلاح فقہ میں وہ ہے جو بیع کا تابع ہووے اور بیع کے واسطے ضروری ہو اور مقصود منو مکہ بیع کے سبب سے جیسے پانی لینے کا حق اور رازہ زمین میں داخل ہو جاتی ہے دار کی بیع میں عملہ اور عمارت اسکی اور سفاتیج مراد سفاتیج سے وہ ہیں جو اخلاق سے متصل رہیں کبھی جدا منو وہ ہیں جیسے خضہ اور کینڈون اگرچہ چاندی کے ہوں نہ فعل یعنی فعل اور اسکی کبھی داخل بیع نہیں اس واسطے کہ وہ گھر سے متصل نہیں اور اخلاق جمع ہی غلق کی اور غلق کو فارسی میں کلیدانہ اور بزرگ کہتے ہیں یعنی لوسہ کا آکہ جو دونوں کو لڑوں میں کیلون سے بڑا ہوتا ہے دروازہ کھولنے اور بند کرنے کے واسطے بعض اہل ہند اسکو کھٹکا کہتے ہیں اور بعض پلین اور عرب اسکو خضہ اور کینڈون بولتے ہیں غایۃ الاوطار ص اور بالا خانہ اور پاخانہ اور نہیں داخل ہوتا ہے دار کی بیع میں غلگہ ف بضم طے ہے اور تشدید لام کے اس وقت تک کہ کہتے ہیں جو دروازہ پر ہوتا ہے اور صاحب فقہ کے بقول ہے کہ غلگہ وہ ہے کہ ایک طرف اسکی کڑیوں کا اس دار پر ہووے اور دوسرا کنارہ ہمسایہ گھر کی دیوار پر ہووے درخت زمین ہے کہ غلگہ اگر ایسا ہو کہ اسکا دروازہ اندر سے مکان کے ہووے تو دار کی بیع میں داخل ہوگا بالا خانے کے مانند فائدہ فتح القدر حاشیہ پر یہ ہیں کہ یہاں تین چیزیں ہیں اولیٰ شناخت ضروری + دار بیت مثل بیت وہ ہے جسکی ایک چھت ہووے اور شب باشی کے واسطے بنا ہووے اور بیوضوں کے نزدیک بیت میں ڈیوڑھی کا ہونا بھی شرط ہے اور منزل بیت سے زیادہ اور دار سے کم ہے یعنی وہ مکان جو دو تین بیوت پر مشتمل ہے جو بیوت دن آدمی زمین اور اوسمین باور چھانہ اور پاخانہ بھی ہو مگر اوسمین بے چھت منو اور اوسمین اصطبل منو اور دراز نام ہے اوس اصطبل کا جسکے گرد و دیوں اور وہ مکان بیوت متعددہ اور اصطبل اور بے چھت کے آنگن پر مشتمل ہووے مگر اوس صورت میں جب بیع بکل حق ہو لیا یا بکلیا یا بکلیا یا بکلیا قلیل و کثیر ہو منھا او فیہا ہووے ف یعنی اگر مال نے عقوبت میں یہ الفاظ بڑھا دیے تو غلگہ بھی داخل ہو جاوے گا حتیٰ اسکے یہ ہیں کہ بیع کیا میں نے دار کو ساتھ ہر حق کے کہ وہ واسطے دار کے ہو یا ساتھ منافع اور حقوق اسکے کے یا ساتھ ہر قلیل اور کثیر کے کہ وہ اوس دار سے ہو یا زمین ہے ص اور زمین کی بیع میں اشجار یعنی درخت اسکے داخل ہووین گے اور کھیت داخل نہوگا ف وجہ اسکی یہ ہے کہ اشجار متصل ہیں زمین سے بانصال قرار یعنی اسواسطے نہیں بولے گئے کہ پھروہ اوکھا

کے اس وقت میں
 اس کے لئے
 اور اس کے لئے
 اور اس کے لئے
 اور اس کے لئے

جاہلین یا جاہل کیے جاہلین بر خلاف کھیتی کے اور ضابطہ اس بات کا یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ بیع کا اسم و سکو شامل ہو عرف میں یا متصل ہو بیع سے با اتصال قرار دینے جدا کرنے کے لیے نہ ہو تو وہ بیع میں داخل ہو جاوے گا ورنہ نہیں جیسے زمینہ اینٹ جو کا اور لکڑی کا جو گڑا ہوا ہو وہ یا زنجیر اور قنادیل جو چھت میں پکلیوں سے جڑی ہو زمین اور کی بیع میں داخل ہوں گی اور جو لکڑی کا زمینہ الگ گھڑن رکھا ہو تو وہ داخل نہوگا دستر مختار و قنادیل خانہ ہم اس قاعدہ کی راہ سے جو اوکھلی گھڑن پتھر کی گڑی ہوئی ہو گھڑی بیع میں داخل ہوگی اور اسید طرح ڈنڈا و سکا از روی استحسان کے جیسے چکی گڑی ہوئی کا بیچے کا پاٹ از روئے قیاس کے اور اوپر کا بطریق استحسان کے داخل ہوتا ہے اور زمین داخل ہوتے پہلے گے ہوئے درخت کے درخت کی بیع میں اگر خریدار شرط کر لے کہ اس واسطے کہ روایت کی ایمرہ ستہ نے عبداللہ بن عمر رض سے کہ جو شخص بیچے ایک غلام مالدار کو تو مال اس کا واسطے بائع کے ہے مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اور جو بیچے ایک کھجور پوند کی ہوئی کو تو پھل اور واسطے بائع کے ہے مگر یہ کہ شرط کرے خریدار اور نام محمد نے روایت کی اصل میں کہ جو ایسی زمین خرید کرے جس میں کھجور کے درخت ہیں تو پھل بائع کا ہے مگر یہ کہ شرط کرے خریدار جس پر خرید کرے زمین کی یا درخت کی بیع میں بائع یہ کہہ کرے کہ بیعت بحقہ او بصرفقہ یا بکل قلیل و کثیر ہولہ فیہا و منها من حقوقہا یا من صرفقہا ہلایہ ص جب بھی کھیت اور پھل داخل نہوں گے اس واسطے کہ یہ چیزیں حقوق اور نافع نہیں ہیں البتہ اگر یہ کہے گا کہ بیعتہ بکل قلیل و کثیر ہولہ فیہا و فیہا تو یہ چیزیں داخل ہو جاویں گی اس واسطے کہ اس صورت میں بائع نے تصریح مرفوق اور نافع کی نہیں کی ہلایہ ص اور بیعت کی بیع میں بالاختار داخل نہوگا اگرچہ بکل حق ہولہ کہے اور نہ منزل کی بیع میں مگر جب کہ منزل کی بیع میں بکل حق ہولہ کہے گا تو بالاخانہ داخل ہو جاوے گا اس واسطے کہ بالاخانہ ایک جدیدیت ہے اور شری نے ہمسکو نہیں شامل ہوئی بخلاف منزل کے کہ وہ در صورت ذکر حقوق و مرفوق شامل ہے بالاخانہ کو جیسا انہی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے جیسے داخل نہیں راہ اور شرب اور سیل بیع میں البتہ اگر حقوق و مرفوق کو ذکر کر دے گا تو یہ چیزیں داخل ہو جاویں گی اور جاہلین میں ہر طرح خواہ ذکر کرے یا نہ کرے داخل ہوں گی اس واسطے کہ وہ راہ مراد ہے جو طریق خاص انسان کی ملک میں ہے لیکن وہ راہ جو کوچہ غیر نافذہ کی طرف ہے یا شارع عام کی طرف ہے وہ داخل بیع کے ہے چنانچہ بحر الرائق میں ہراج سے منقول ہے اور گھر کی راہ کا عرض اس گھر کے دروازے کے عرض کے برابر ہے اور طول اس کا شارع عام تک ہے چنانچہ قستانانی میں ہے اور سیل وہ مکان ہے جسے پارٹس وغیرہ کا پانی بہتا ہے اور شرب کے سوا اور سکون ثانی عبارت ہے پانی لینے کے حصے کے ذاتی الطحاوی ص اور اسکی یہ ہے کہ اجارہ منعقد ہوتا ہے منفعت پر اور بدو ان چیزوں کے منفعت مقصود نہیں اور بیع سے ملک مقصود ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ عرض شری کی بیع بیع ہوسا نفع کے اور یہ بدو ان حقوق کے مقصود ہے اس لیے کہ ملک قبہ میں کچھ قدرت عملی الانتفاع ضرور نہیں ہوسا ل حال حاقیہ گھر کی بیع میں کنواں جو اس گھر میں ہو اور اسکی گھرنی اور جو تخت زمین میں گڑا ہو سکے اور خانہ باغ جو گھر کے اندر ہو وہ داخل ہے اور ڈول رسی کو زمین کی داخل نہیں اور حمام کی بیع میں یہ زمین داخل نہیں نہ کافے یعنی بڑے پائے اور دھو بیوں اور زنگریوں کی دیکھیں اور خستالوں کے تنہا اور تیلکون کی ٹھوڑا اور ٹھکانے اور دھو بیوں کا بیٹا سپرہ کہ شے کوٹ کر صاف کرے زمین میں بیع میں داخل نہیں اور گھر کی بیع میں اس کا بالان داخل ہے اگر گھر کو ہفتاوں یا مہینوں

خرید ہوا اور جو تاجرون سے خرید گیا تو داخل نہوگا البتہ کسی جو اس کے گلے میں بندھی ہوئی ہو داخل ہوگی اور جانور کی لگام اور جو
 رسی کہ پرل کے سینکوں پر بندھی ہو اور جھول غیر شرط کے داخل نہیں اور گھوڑے کی بیچ میں لگام اور اونٹ کی بیچ میں فقط تکمیل
 داخل ہوگا اور گائے کا شیرخوار بچہ گائے کی بیچ میں داخل ہوگا اور گدھی کی بیچ میں اسکا بچہ داخل نہیں اگرچہ شیرخوار ہووے اور اگر گلو
 کے درختوں کو خرید کیا تو وہ رسیاں جو زمین کی کڑی ہوئی لیخون میں بندھی ہیں داخل بیچ میں اور اسید طرح وہ تھوئیاں جو
 ایک طرف سے زمین میں گڑی ہیں اور صحتی چیزیں تبعاً داخل ہیں ان کے مقابل کچھ نمس نہوگا تو اگر وہ تلف ہو جاوے گا قبل اس
 نمس کے اس صورت میں نمس کچھ ساقط نہوگا جیسے بیچ میں اشیاء داخل ہوتی ہیں بالتبع اسید طرح سے چند چیزیں بے نکالے ہوئے
 نکل چکی جاتی ہیں جیسے قرے کیج سے راہیں اور ساجا اور شہ پناہ انتظی ملتقطاً من الدار الحتراف الفتر والعالہ لکیر بدیۃ

باب استحقاق کے بیان میں یعنی بیچ دوسرے کسی کی نکلنے کے بیان میں +

یعنی بعد بیچ کے یہ بات ثابت ہونی کہ بیچ بائع کی ملک تھی بلکہ ایک شخص ثالث کی ملک نکلی جس اگر ایک شخص نے ایک
 لونڈی خریدی بعد خرید کے مشتری پاس آنکر وہ تخی جب وہ تخی نکلی تو مشتری نے اقرار کیا کہ یہ لونڈی زید کی ہے تو زید
 لونڈی کو لے لیگا ورنہ کہ نہیں لے سکتا اور اگر تیردے نسبت لونڈی مذکورہ کے ملک اپنی گواہوں سے ثابت کردی تو اس صورت
 میں زید لونڈی اور لڑو لون لے سکتا ہر فرق کی وجہ سے اس کتاب در پر ایہ اور درختار میں مذکور ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ
 حجت بر طلق ہے اور اقرار حجت قاصہ تو بصورت اقرار ضرورت دفع ہو جاتی ہے ساتھ شہوت ملک تفرقہ کے بعد انفصال لہ کے
 برخلاف صورت اول کے جس ایک شخص نے دوسرے سے اسکا کہہ چکا خرید لے لیا تو میں غلام ہوں اور اسے خرید بعد خرید
 کے وہ غلام آزاد نکلا اور اس کے بائع کا پتہ نہیں اس صورت میں مشتری ضمان نمس اوس شخص سے جس نے اپنے تیمان غلام کا تھا
 لے لیا **گاف** اور امام ابو یوسف نے کہا کہ تزدیک و سپہنجان نہیں اور اگر بائع کا نشان دہی ہو جو دہو مشتری رجوع نمس اوس
 بائع پر کرے گا نہ غلام پر نہ مشتری **حصر** اور وہ شخص بائع سے لیکر جب اسکو باو یگا بخلاف رہن کے اس طرح پر کہ ایک شخص نے
 کہا نمس سے کہ جگو نمس رکھ لے کہ میں غلام ہوں پھر ظاہر ہو کہ وہ آزاد ہو تو ضامن نہوگا بلکہ رہن کا نشان معلوم ہو یا نہو
 اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک حق مجہول کا ایک نامین اور مدعی علیہ نے کچھ روپیہ دیکر اوس سے صلح کر لی بعد اس کے اس زمین سے
 کچھ حصہ کسی شخص غیر کا ملک نکلا تو اس صورت میں مدعی علیہ مدعی پر کچھ بیچ کر گیا اس واسطے کہ مدعی یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا حق اس حصے کے
 سوا نہیں تھا اور اگر کل دار کسی اور کا نکلا تو اس صورت میں البتہ مدعی علیہ نے جو روپیہ صلحاً مدعی کو دیا ہے سب پھیر لیا اس واسطے
 یہاں سمجھا گیا کہ صلح دعویٰ مجہول سے جائز ہے اور یہاں معلوم کے اس واسطے کہ جمالت اوس چیز میں ہے جو ساقط ہو جاوے گی اور یہ جمالت
 نشاناعت نہیں ہے اور بعض فتاویٰ نے منقول ذکر کہ صلح نہیں صحیح ہے کہ جب دعویٰ صحیح ہووے تو اس واسطے سے اس روایت
 کی عدم صحت معلوم ہوگی اس واسطے کہ دعویٰ حق مجہول کا غیر صحیح ہے اور باوجود اسکے صلح ایسے دعویٰ سے درست ہے اور بہت
 مسائل ذویہ کے وراثت کرتے ہیں اس روایت کی عدم صحت پر مسالہ اگر مدعی نے دعویٰ کل دار کا کیا اور مدعی علیہ نے
 کچھ روپیہ دیکر اوس سے صلح کر لی بعد اس کے آوھا گھریا پاؤ گھر کسی شخص ثالث کا نکلا تو مدعی علیہ اسی قدر حصہ اپنے
 زر صلح سے مدعی سے پھیر لے سکتا اگر آدھے دار کی صورت میں آوھا روپیہ اور پاؤ دار کی صورت میں

روایت کیا اور حکم نے مستدرک میں اور صحیح کہا اور بشرط بخاری سلم کے کہ کہا ابن عباس نے شہادت دیتا ہوں میں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا سلم کو ایک میعاد میں تک اور اذان دیا اور اسکا اسی آیت سے اور بھی اخراج کیا اور کاشافعی رحم نے مستدرک میں اور بطرانی اور ابن ابی شیبہ نے اور روایت کی بخاری اور سلم نے عبدالقادر بن عباس رض سے کہا کہ کہنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں اور وہ لوگ سلف کرتے تھے یعنی بیچ سلم کرتے تھے میمون بن بصر کا اور بصر کا تو فرمایا آپ نے جو شخص سلف کرتے ہیں کسی سے میں تو چاہتا ہوں کہ سلف کرے ایک ناپ میں اور ایک تول میں ایک مدت میں تک اور بہت سے آثار و احادیث اسکی اباحت پر دلالت کرتے ہیں ص سلم کہتے ہیں بیچ کو ایک شوگی اس میں بیچ دین ہو جاوے بائع پر اور قیمت نقد دیا جاوے ساتھ شہادت مستوجبہ کے اور سلف بھی اسی کو کہتے ہیں جس کو بیچ کو سلم کہتے ہیں اور اس المال اور بائع کو سلم کہتے ہیں اور شہادت رب سلم کہتے ہیں اور صحیح ہے سلم اس چیز میں جسکی قدر اور صفت معلوم ہو سکے بیان کر دینے سے **ف** اور جن چیزوں کی صفت اور مقدار بیان سے معلوم نہ ہو سکے تو ان میں سلم جائز نہیں جیسے وہ چیزیں کہ عدوی میں متفاوت جیسے خرزدہ گوشت مولیٰ انار **ص** جیسے جو چیزیں کہ کئی ہیں پیمانے میں **ف** مثلاً میون چانول آناغله وغیرہ **ص** یا نل کر سوا سے شمن کے **ف** یعنی شمن بہون شمن نہ ہون شمن اور بیچ کہتے ہیں جو عومض میں شمن کے آہے اور شمن کی قیمت سے پیدا شرفی و راہم و نائیر نخل کے کہ بیچ بھی اگر چہ نخل کے بیچے ہیں شمن ہیں اسوا سے **ص** عالم انہیں جائز نہیں **ص** یا گز گزئی سے ناپ کر جیسے پڑا جب کہ اسکا طول اور عرض اور سنگینی اور صفت بیان کر لیا جاوے یا شہادت اول چیزوں میں جو قریب قریب ایک سی ہوتی ہیں **ف** یعنی چھٹائی اور بطرانی میں انکے بہت فرق نہیں ہوا جس جیسے اخروٹ انڈے پیسے کچی ملی اینٹ ایک سانپے میں سے **ف** زرد آلو انجیر بھی انہیں میں داخل ہیں **ص** اور صحیح ہے سلم سوکھی مچھلی نمک لگی ہوئی میں اور تانی مچھلی میں بھی جب اسکا موسم بہ **ف** بے وقت تانی مچھلی میں سلم درست نہیں مگر اس شہ میں جہاں ہمیشہ کچی مچھلی تول سے اور قسم معلوم سے **ف** جیسے روہو وغیرہ **ص** اور جائز ہے سلم طشت اور کانس اور روزوں میں اگر انکی پیمان بیان ہو سکے ورنہ نہیں جائز ہے **ف** اور اسی طرح ٹوٹی اور جوئے وغیرہ **ص** اور نہیں جائز ہے سلم کسی جائز زندہ میں **ف** اور امام شافعی رحم کے نزدیک جائز ہے کیونکہ وہ معلوم ہو سکتا ہے بیان سے قسم اور من اور نوح اور صفت کے اور ہم کہتے ہیں کہ بعد بیان ان سب باتوں کے بھی دو میں تفاوت فاحش رہتا ہے دو قسم سے کہ نہ سب شافعی رحم کا صبر ہے **ف** یہاں تک کہ روایت کی حاکم نے مستدرک میں اور **ف** قطع ہے نہ سنن میں ابن عباس رض سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا سلم سے حیوان میں کہا حاکم نے حدیث صحیحہ الا سنداً و لو غیر حواء اور تفصیل فقہ القدر میں **ص** اور یہ سہی گئے پاؤں میں اور نہ کھالوں میں شمار کی رو سے اور نہ لکڑی کے گٹھوں میں اور نہ تر کار پونگی گٹھوں میں اور نہ جو اہرات اور پرہ سے کی چیزوں میں **ف** جیسے ہوتی پوت وغیرہ **ص** اور نہ ساتھ ایک صاع معین یا گز معین سکے کہ اسکا اندازہ معلوم نہ ہو سے **ف** اسوا سے کہ احتمال ہے کہ وہ صاع یا گز تلف ہو جاوے

وقت تسلیم مسلم فیه تک تو پھر نماز عت ہوگی **ح** اور کسی خاص کا نون کے یہوں پر ایسی خاص درخت کی کھجور پر **ف**
 اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس سال میں اس قریب میں کچھ پیدا نہو یا اس نخت میں کچھ نہکلے تو مسلم فیه کی تسلیم پر تازہ ہوگا
ح اور نہیں جائز ہوگی مسلم بیان تک کہ مسلم فیه موجود ہووے بازار میں وقت عقد سے لیکر مدت معین تک تو اگر عدم
 ہوگا مسلم فیه وقت عقد کے اور موجود ہوگا مدت گذرنے پر یا موجود ہو عقد کے وقت اور عدم ہووے مدت کے
 گذرنے پر یا پھر میں دونوں وقتوں کے عدم ہو جاوے تو مسلم جائز نہیں اور شافعی کے نزدیک اگر مسلم فیه مدت گذرنے
 کے وقت موجود ہوگا تو مسلم جائز ہوگی **ف** اگرچہ وقت انقدر فقوہ ہو اور دلیل ہماری اصل اور طریقے میں مذکور ہو **ح**
 اور نہیں جائز ہوگی جو مسلم گوشت میں امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہو اگر صفت اور جنس اور
 نوع اور سن اور مقام اور مقدار اور سکی بیان کر دیوے جیسے کہدیا کہ گوشت بکرے غرضی دوسرے کاموں یا پسلی کا تسلیف
 اور ایسے تلامذہ بھی صاحبین کے متفق ہیں اور اسی پر فتویٰ دے کر سختی **ح** مسلم کے جائز ہونے کی چند شرطیں
 ہیں اونکو معلوم کرنا چاہیے آبیان کرنا جس مسلم فیه کا مثلاً گھوٹن ہی یا جو تم بیان کرنا اور سکی نوع کا کہ آج کی کسی ہوتی
 یا بارانی مسلم بیان کرنا اور سکی صفت کا کہ عمرہ ہون یا ناقص ہم بیان کرنا مقدار معلوم کا ایک کیل معروف سے جس کا تھا
 معلوم ہووے **ف** اور وہ کیل سکتا اور پھلتا نہوے جیسے زنبیل وغیرہ **ح** یا بابت معلوم ہونے سے جب کا
 وزن معلوم ہووے مدت مسلم فیه کے ادا کرنے کی **ف** ہمارے نزدیک مسلم غیر مدت کے جائز نہیں اور شافعی ہم کے
 نزدیک درست ہے اور ہماری دلیل صاف وہ حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا بخاری مسلم نے اور اوسمیں
 الی اجل متعلقہ موجود ہو **ح** اور اقل مدت ایک مہینا ہی صحیح قول میں اس واسطے کہ بعضوں کے نزدیک اقل مدت تین دن
 ہیں اور بعضوں کے نزدیک آدھے دن سے زیادہ **ف** اور مختار میں ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے کہ اقل مدت ایک مہینا ہو **ح**
ح راس المال کی شناخت جب عقد متعلق ہو مقدار سے جیسے راس المال کیسلی ہو یا زنی یا عدوی اس واسطے کہ عقد
 ان چیزوں میں متعلق ہوتا ہے مقدار سے تو ضرور یہ بیان مقدار اسکا **ف** کہ یہ روٹی استہ میں یا یہ نلہ اتنا ہو **ح** اور
 یہ امام صاحب کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک جب راس المال معین ہو تو اس کے بیان مقدار کی ضرورت نہیں
 اس واسطے کہ مقصود حاصل ہو گیا اور سکی طرف اشارہ کر دینے سے جیسے تم بیع میں یا اجرت اجارے میں **ف** کہ تم بیع
 یا اجرت کی طرف اگر اشارہ کر دیا تو اس میں بیان مقدار ضرور نہیں **ح** امام ابو حنیفہ رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ راس
 کے روٹی یا شرفی کھوٹی ہوتی ہیں اور مجلس عقد مسلم میں مسلم لیاہ او سکون میں بدلتا ہے تو اگر اندازہ اور مقدار روٹی وغیرہ کا معلوم
 نہوگا تو تحقیق نہوگا کہ کتنے روٹی میں مسلم فی رہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسلم لیاہ مسلم فیه کی تسلیم وقت مدت گذر جانے کے تا ذم میں ہوتا ہو
 اور کو رو کرنا راس المال کا لازم آتا ہے اور جب راس المال کا مقدار معلوم نہو تو نماز عت واقع ہوگی ہاں اگر راس المال کوئی کپڑا
 معین ہووے تو اسکا مقدار بیان کرنا ضرور نہیں کیونکہ کپڑے میں عقد متعلق اور سکی ذات سے ہوتا ہے نہ اس کے مقدار سے **ف**
 اب دو سالوں کی تفریح کرتا ہے چھٹی شہری **ح** تو جائز نہوگی سلو و جنسوں میں بغیر بیان راس المال ہر ایک جنس کے
ف مثلاً اس دوسرے اور مسلم کی ایک کریم گھوٹن کے اور ایک کریم جو کے اور یہ نہ بیان کیا گیا کہ یہوں کے حصے کے

گفتہ روایہ میں اور جو کہ حصے کے گنتے تو یہ مسلم جائز نہ ہوگی بوجہ معلوم ہونے راس المال کے حصے یا دو نقدوں میں بغیر بیان
 حصے ہر ایک کے مسلم فیہ سے ہے جیسے مسلم کیا دراہم و دنانیر و دیگر ایک کہ میں کہ بیون کے اور ایک کا حصہ معاوضہ ہی اور دوسرے کا
 معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہو مسلم فیہ سے چہرہ ص کے بیان مکان جہاں پر مسلم فیہ بیا مسلم کہ اوا کیا جاوے گا اگر مسلم فیہ
 ایسی چیز ہو جسکی بار برداری اور مزدوری چاہیے امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جہاں پر عقد مسلم واقع ہوا
 اسی جگہ مسلم فیہ کا وینا لازم آویگا اور اسی خلاف پر جو ثمن اور اجرت اور قسمت و فائن کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے
 غلام کو عوض بکلیل یا موزون کے او دھا خریدا کیا مدت معین کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفا شرطی اور اجرت کی صورت
 ہے کہ ایک شخص نے گھیا جانور کر لے کو لیا عوض بکلیل یا موزون کے مدت مقرر کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفا سے اجرت
 شرطی اور قسمت کی صورت یہ ہے کہ دو مضمون نے ایک گھر تقسیم کیا اور ایک شخص نے اپنے حصے سے زیادہ لیا اور بقا باہر لاند
 کے یکیل یا موزون کے دیتے کا وعدہ کیا مدت معین کر کے تو امام کے نزدیک بیان مکان ایفا شرطی پر خلاف صاحبین کے
کذا قال الطحاوی ص اور جو مسلم فیہ ایسی چیز ہووے کہ وہ زمین بار برداری وغیرہ کی حاجت نہ ہووے تو جہاں چاہے
 مسلم فیہ بیا مسلم کہو لے کرے اور یہی قول اصح ہے اور جامع صغیر کی روایت میں جہاں پر عقد مسلم ہوا ہو جان محلہ کرے اور مسلم
 باقی رہتی شرطی ہے کہ راس المال مسلم فیہ قبل ایک دوسرے کے جاہوں کے لیے ہووے تو اگر مسلم کیا کسی نے بوضوئہ سے
 تنو نقد اور تنو فرض تھے مسلم فیہ پر ایک کہ میں کہ بیون کے تو باطل ہوگی مسلم سورہ پو قرضے میں اور تنو نقد میں صحیح ہو جاوے گی
ف اگر ہوا ہر ساٹھ فیغہ کا اور فیغہ ہوا ہر آٹھ مکول کا اور مکول ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے تو فیغہ بارہ صاع کا ہوا اور کرسات سو میں
 صاع کا **ص** اور مسلم نہیں صحیح ہونی اگر وہ میں خیار الشرط ہو یا خیار الرویہ کیونکہ یہ دونوں مانع ہیں تمام مسلم کے البتہ خیار الشرط
 مانع نہیں ہے تمام مسلم کا تو اگر ساقط کیا خیار الشرط کو قبل جدا ہونے متعاقبین کے صحیح ہو جاوے گی اور زفر رحمہ کے نزدیک صحیح نہ ہوگی
ف اور لیل او سکی ہر میں مذکور ہو **ص** راس المال اور مسلم فیہ میں قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا درست نہیں جیسے
 شرکت اور تولیہ صورت شرکت کی یہ ہے کہ رب المسلم کسی شخص سے کہے تو جگہ نصف راس المال دیدے تا نصف مسلم فیہ تیری
 ہو جاوے اور صورت تولیہ کی یہ ہے کہ کہے تو کل راس المال مجھے دیدے تا مسلم فیہ کل تیری ہو جاوے اور تصرف کی یہ صورت
 بھی ہے کہ رب المسلم راس المال کے بدلے میں کوئی اور چیز دیوے یا مسلم فیہ مسلم فیہ کے بدلے میں کوئی اور چیز ادا کرے اگر یہ
 عمر و بیع مسلم کی پھر اوسکو اقالہ کیا تو زید عمر و سے اپنے راس المال کے بدلے میں کوئی دوسری چیز نہ لیوے بلکہ جو مال عمر و کو
 دیا ہے پھر لیوے فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ لے تو مگر مسلم فیہ یا راس المال **ف** یہ حدیث اس نقطہ سے روایت کیا آوے گی
 وار قطنی نے سنن میں ابو سعید خدری رضی عنہ سے عن ابی اہلین سید الجھری عن ابن مسعود قال یاخذ الامان
 اسلمو فیہ او ساس مالہ اور ضعیف کیا اوسکو وار قطنی نے بسبب عطیہ عوفی کے لیکن روایت کیا اوسکو ابو داؤد و
 ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مسلم کہے کسی شوہن تو نہ پھیرے اوسکو غیر میں مسلم فیہ کے
 اور یہ مقتضی ہے اس بات کو کہ نہ لے مگر اسی چیز کو اور حسن کہا اوسکو تبریدی نے اور کہا کہ نہیں چھانے ہم فرج اوسکو مگر
 اسی طریقے سے اور عطیہ عوفی ضعیف کہا اوسکو احمد وغیرہ نے اور حسن کہا تبریدی نے اوسکی حدیث کو تو حدیث حسن ہے

عاطیہ عوفی

اور روایت کیا اور مسکو عبد الرزاق نے سو قوالہ فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو وقت کہ جسے تو کسی شیخ نے تو نہ لے مگر اس مال اپنا یا وہ چیز کہ سلم کی ہو تو نے اوہیں اور روایت کیا ابو الشعثار سے مثل اسکے کہ ذاقی القدر باللشعہ ابن الہمام اور زفرہ کا اسمین خواتین اور حجت اون پر یہی حدیث ہے جس نے عورت سے ایک گرمیں گیہون کے سلم کی جب وہ عورت گذر تو عورت نے ایک گرمیں کا بکر سے خریدنے کے قبل قبضے کے اور ناپ تول لینے کے زید کو حکم کیا کہ بکر سے جا کر وہ گیہون کو بخرض اول سے سلم فیہ کے تو جائز نہ ہو گا **ف** اس واسطے کہ یہاں دو عقد میں تو ضرور یہ کہ وہ عورت صیغہ بائع اور مشتری سکونوں جاری ہو وہیں بدلیل اس حدیث کے جو اوپر گذری **ص** اور قرض میں یہ صورت درست ہے مثلاً زید نے عورت سے کچھ گیہون قرض لیے بعد اسکے اتنے گیہون زید نے بکر سے خرید کر کے عورت کو حکم کیا کہ وہ گیہون بکر سے اپنے قبضے کی اور اس میں گیہون جو صحیح ہوتے دلیل اسکی اصل کتاب اور بیانیہ میں مذکور ہے **ص** البتہ سلم میں بھی درست ہے اس طرح سے کہ عورت زید سے کہے کہ تو گیہون اپنی سلم کے بکر سے لیکر اول میری طرف سے وکالت اور سپر قبضہ کر کے ناپ تول لے اور پھر اپنے واسطے قبضہ کر کے ناپ تول لے اس واسطے کہ اس صورت میں دونوں کے صیغہ جاری ہو گئے **ف** اور یہ صورت اوپر گذری ہے **ص** اگر سلم الیہ نے رب السلم کے حکم سے اسکی غیبت میں اس کے برتن سے سلم فیہ کو ناپ یا بائع نے اپنے طرف میں مشتری کی غیبت میں اس کے حکم سے یا اپنے مکان میں ایک کو نے میں بیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ رب السلم اور مشتری کا نہ شمار کیا جاوے گا البتہ اگر بیع کی صورت میں بائع نے مشتری کے حکم سے مشتری کی طرف سے اسکی غیبت میں بیع کو ناپ دیا تو یہ قبضہ مشتری کا شمار کیا جاوے گا اگر ایک شخص نے حکم کیا بائع کو کہ ایک گرمیے کا سلم کی بابت اور ایک گرمیے کا دونوں میرے برتن میں ڈال دو تو اگر بائع نے پہلے خریدا کا غلہ ڈالنا شروع کیا بعد اسکے سلم کا بھی ڈال دیا تو یہ مشتری کا قبضہ شمار کیا جاوے گا اور اگر پہلے سلم کا غلہ ڈالنا شروع کیا تو امام صاحب کے نزدیک مشتری کسی کا قبضہ قرار نہ دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک مشتری مختار ہو چاہے بیع کو توڑ ڈالے چاہے اتنے مال میں بائع کا شریک ہو جاوے اگر رب السلم نے ایک لونڈی اس مال میں دیکر سلم کیا اور سلم الیہ نے اس لونڈی پر قبضہ کر لیا بعد اسکے دونوں نے اقالہ سلم کیا اب وہ لونڈی عمر گئی تو اقالہ باقی رہے گا اور اس لونڈی کی قیمت جو وہ قبضے کے تھی سلم الیہ کو واپس کرنا پڑے گی اور اگر بیعت کے اقالہ ہوا تو بھی یہی حکم ہوتا ہے یعنی اقالہ صحیح ہو جائے گا اور سلم الیہ کو قیمت اس لونڈی کی جو بیعت قبض تھی دینا پڑے گی **ص** یہی حکم ہے اگر لونڈی کو کسی اسباب کے بدلے میں بیچا اور لونڈی یا وہ بنا تلف ہونے کے اول اقالہ کیا بعد اسکے تلف ہو گیا یا بعد تلف ہو جانے کے اقالہ کیا برخلاف خریدنے لونڈی کے جو میں نہیں کے کہ اگر وہ لونڈی بعد اقالہ کے عمری تو اقالہ باطل ہو گیا اور اگر قبل اسکے عمری بعد اقالہ ہوا تو اقالہ صحیح ہو گا اور اگر سلم الیہ کہا کہ میں نے شرط کر لی تھی خراب گیہون کی اور رب السلم نے کہا تو نے کچھ شرط نہیں لگائی تھی یا اسکا اولٹا ہوا یا ایک کہے کہ مدت کی شرط ہوئی تھی اور دوسرے کہے کہ مدت کی شرط نہیں ہوئی تھی تو قول اوس کا مستحب ہو گا جو مدعی خراب گیہون ٹھہرنے کا یا مدت قرار پانے کا ہو گا اور جو لگانا منکر ہو گا اسکا قول مستحب نہ ہو گا اس لیے کہ مدعی کے قول سے صحت سلم ہوتی ہے کیونکہ سلم میں بیان صفت اور مدت ضرور ہے اور استصناع یہ ہے کہ کوئی شخص کارگیر سے کہے کہ تجھ کو یہ چیز بنا دے جیسے

جوتے والے سے کچھ جو تاتا تیار کر دے لپٹنے پاس سے استفادہ قیاساً ناجائز تھا کیونکہ بیع ہی مدوم کی
 لیکن بسبب تعالیٰ بیعتی آدمیوں کے رواج کے جائز ہو گیا ہے تو اگر استفادہ ایک مدت میں کے ساتھ
 ہو تو مسلم ہو جائیگا خواہ اس کا رواج ہو یا نہ ہو اور اگر مدت نہ ہو تو جس چیز میں رواج ہو جائے جیسے سوزہ طشت کا سہ تو بیع
 ہی نہ ہو ورنہ حاکم شہر کے نزدیک استفادہ ایک وعدہ ہو تو بائع جب بنا کر وہ شہر لاتا ہے تو بیع ہو جاتا ہے بسبب تعالیٰ کے
 لیکن اکثر کے نزدیک ابتداء سے وہ بیع و رخص اور جب بیع ہو تو کارگیر اور اسکے بنانے پر چیز کیا جاوے گا اور جسے بنانے کا حکم
 کیا ہے وہ اپنے قول سے پھر نہیں سکتا اور بیع خود دو چیز ہی نہ کام و محنت اور اسکی تو اگر کارگیر اپنے غیر کی بنائی چیز لایا ہے یا بیانی
 لیکن قبل عقد کے بنائی تھی اور بنانے والے نے اسکو لے لیا صحیح ہو گا اور بیع متعین نہ ہوگی قبل اختیار کرنے بنانے والے کے تو اگر
 قبل کھانے کے بنانے والے کے متین کارگیر نے اسکو کسی اور کے ہاتھ سپرد الاصحیح ہو اور جب بناوے والے نے اس چیز کو
 دیکھا تو اسکو اختیار نہ چاہے لے چاہے نہ لے اس واسطے کہ اسے خریدی ایسی چیز جسکو نہیں دیکھا تھا اور اسکو
 اختیار ہوتا ہے جیسا کہ راجحاً لڑتے ہیں **ص** انہیں صحیح ہے استفادہ بیع میں مدت کے اس چیز میں جس کا رواج نہیں ہے جیسے کپڑا وغیرہ

باب مسائل متفرق بیع کے بیان میں

بیل یا گھوڑا طبعی کا خریدار طے کے بجی لگنے کے واسطے تو بیع صحیح نہیں اور اسکی قیمت نہیں اور اسکو ٹھف کر نوا لے کر
 تاوان نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ بیع صحیح ہو اور تلف کرنے والے پر اسکا ضمان ہو اور نجیبی کی کتاب الحظ کے آخر میں ابو یوسف
 سے روایت ہے کہ کھلونے کی بیع اور لوگوں کا اوس سے کھیلنا جائز ہے **د** مختار **ص** صحیح بیع گتے کی اور بیعتی کی
 اور درندوں کی برابر ہے کہ سکھائے ہوئے ہوں یا بے سکھائے ہوئے **ف** جس درندے کو شکار کی تدبیر اور آداب
 سکھائیے ہیں تو اسکو مستعمل کہتے ہیں ورنہ غیر مستعمل تو مطلب صنف رحم کا ہے کہ گناخواہ چیتا جو درندہ ہو خواہ مستعمل ہو یا نہ ہو
 بیع اسکی درست ہے اور یہ ہمارا مذہب ہے اور امام ابو یوسف رحم کے نزدیک بیع اوس گتے کی درست نہیں ہے جو گناہی اور نزدیک
 شافعی رحم کے کسی گتے کی بیع درست نہیں اس واسطے کہ روایت کی ابن جبان نے صحیح میں ابو ہریرہ رحم سے کہ **ف** ریا یا
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم آگہم ہر ذائقہ کی خریدی اور قیمت گتے کی اور کمانی کھینے لگانے والے کی اور روایت
 کی شخصین نے ابو سعید و انصاری رض سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گتے کی قیمت لینے سے اور خریدی
 فاحشہ کی اور کمانی سے فال نکالنے والے کی اور روایت ابو ابی الزبیر رحم سے کہ پوچھا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے قیمت
 لینے سے تالی اور گتے کی پس کہا کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے اور اسوا
 کہ گنا نجس العین ہے اور نجاست سے ذلت اسکی لازم ہوتی اور بیع سے اعزاز اسکا لازم ہے تو ناجائز ہوگی تو لیل جاری ہے وہ حدیث ہے جسکو
 روایت کیا ترمذی نے ابو ہریرہ رض سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے گتے کی مگر گتے شکاری کی اور ضعیف
 کہا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث جابر رض سے بھی مرفوعاً مروی ہے اور اسناد اسکی صحیح نہیں اور احادیث صحیحہ میں
 اسکا استناد مذکور نہیں تم کہتے ہیں کہ روایت کی ابو حنیفہ رحم نے مسند میں بیعتی سے انھوں نے عکرہ سے انھوں نے
 ابن عساکر سے کہ رخصت دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت میں گتے شکاری کی اور یہ مسند صحیحہ ہے اس واسطے

صحیح بیع گتے کی اور بیعتی کی

کہ بیٹہ ذکر کیا اور سکو ابن حبان نے ثقات میں اور روایت کی یہ تھی نے مثل اسکے جابر بن عبد اللہ سے اسکی اسناد میں بھی
 بہت کم ہیں لیکن بہت با اتفاق محققین فقہیہ تو ہیں کی اسکی ابن سعد اور دارقطنی نے اور اخراج کیا اس سے ابن حبان نے
 صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور روایت کی دارقطنی نے ابو الزبیر رضی اللہ عنہما نے جابر بن عبد اللہ سے منع کیا حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیمت سے بلی کی اور گتے کی مگر شکاری گتے کی اور روایت کی طحاوی نے عمرو بن شعیب عن ابنہ
 عن جلد ۱۰ سے کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے حکم کیا ایک شکاری گتے کے قاتل پر چالیس روپیہ کا اور کھیت کے گتے پر
 ایک بیڑھے کا اور روایت کی طحاوی نے عبد اللہ بن معمر سے کہا کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ساتھ قتل گتوں کے پھر فرمایا کیا کرتے ہیں میرا گتے اور رخصت دی شکاری گتے میں اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے
 اسلام میں تھی پھر فرمایا ہو گئی کیونکہ خود مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھنے لگانے اور دی حجام کو اجرت اور اگر یہ
 حرام ہوتا تو آپ بھی اجرت نہ دیتے روایت کیا اسکو شیخین نے ابن سعد رضی اللہ عنہما سے اور نجاست عین ہونا گتے کا مسلم نہیں
 اس واسطے کہ اس سے نفع لیا جاتا ہے بطور حرمت کے اور شکار کے حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث بھی عن ثن کلب پہلے
 عام تھی اور پھر کلب صید اور زراعت اوس سے مخصوص ہوا تو اب عام ظنی ہو گیا اور عام ظنی کی دوبارہ تخصیص جائز تو
 قیاس سے مگر اس صورت میں لازم آتا ہے کہ گتے کاٹنے والے یا ضرر پہنچانے والے کی بیع بالکل جائز نہ ہوے جیسا کہ
 ابو یوسف کا ہے تاکہ اس حدیث عام کے نیچے کوئی فرد باقی رہے نہ یہ کہ مطلقاً بیع گتے کی درست ہو جاوے جیسا کہ مروی
 ہے امام سے والہ اعلم ہکذا فی الفتح القدیر و شرح المسند الامام رحمہ ص اور ذمی بیع میں مثل سلمان کے کہ
 الا شراب اور سوڑنی بیع کہ ذمی کو درست ہے اور سلمان کو نادرست ہے صحیح مسلم میں مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے ہر ایک شراب کے پینے کو اوس نے حرام کیا اوسکی بیع کو اور ایسا ہی مروی ہے امام محمد کے
 آثار میں ص اور شراب ایسی ذمی کے حق میں جیسے ہر کما ہمارے نزدیک اور سوڑنی کے حق میں جیسے بکری ہمارے
 نزدیک تو خرمن مثل ہے اور سوڑنی ذوات القیم سے ذمی یعنی اگر ذمی نے ذمی کی خرمن تلف کر ڈالی تو اوسکی عوض میں خرمن لانی جاوے گی
 کیونکہ خرمن مثل ہے یعنی اون چیزوں میں سے ہے ذمیوں کے حکم میں کہ اونکے تلف کر دینے سے مثل اوسکا لازم آتا ہے اور سوڑ
 ذوات القیم سے یعنی اون چیزوں میں سے ہے جنکے تلف کر دینے سے قیمت لازم آتی ہے تو اگر ذمی نے سوڑ دوسرے ذمی کا ہار
 کیا اس صورت میں اونکے ہار جو اوس سوڑنی قیمت ہوگی دلالی جاوے گی نہ دوسرا سوڑ جیسا ہمارے یہاں ہر کما مثل ہے اور
 بکری ذوات القیم سے ص زید نے ایک اونٹنی خریدی اور قبل قبضہ کے اوسکا نخاع جو دوسرے کے دیاتو نخاع صحیح ہے اب اگر عمر کے
 اوس سے وطی کی تو قبضہ زید کا شمار کیا جاوے گا نہ فقط نخاع کہ ذیات تو اگر بیع ٹوٹ گئی قبضہ سے پہلے تو نخاع باطل
 ہو گیا ابو یوسف رحمہ کے قول میں اور یہی مختار ہے حضرت مختار ص اگر زید نے عمر سے ایک غلام خریدا اور زید قبل ادا
 ثمن کے اور قبل قبضہ کرنے کے غلام پر غائب ہو گیا اور بائع نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ یہ غلام میں نے زید کے
 ہاتھ پہنچا ہے تو اگر اوسکا ٹھکانا معلوم ہو تو وہ غلام واسطے ادا سے ثمن کے نہ بیجا جاوے گا بلکہ ثمن مشتری جہاں ہوگا اوس سے
 طلب کیجاوے گی اور اگر مشتری ایسا غائب ہے کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہیں اس صورت میں وہ غلام بیجا جاوے گا اور اوسکی قبضہ

مسائل فقہیہ کے بیان میں
 جلد سوم شرح وقایہ
 ابن حبان نے
 دارقطنی نے
 شیخین نے
 ابن سعد نے
 ابو یوسف نے
 امام محمد نے
 ابو یوسف نے
 امام محمد نے
 ابو یوسف نے
 امام محمد نے

ثمن بائع اور کچا ہوگی تو اگر قیمت ثمن سے بڑھ جاوے تو زیادتی کو رکھ چھوڑین گے جب مشتری حاضر ہوگا
 اوسکو جو کچا کچا ہوگی اور اگر قیمت ثمن سے کم نکلی تو بائع اوسکا پچھا کرے جب اوسکو پاوے تو اوس سے لے لیوے اور اگر
 مشتری غائب ہو ابد قبضے کے تو قاضی بائع کی نالش کو نہ سمئے کیونکہ بائع کا حق بیع سے متعلق نہ اور بیع کے مانت
 مرہون ہی یعنی اگر مین ایسا غائب ہو کہ اوسکا ٹھکانا معلوم نہیں اور مین نے اپنے دین کے واسطے بیع مرہون کی نالش
 کی قاضی کے پاس تو سزاوار ہے کہ بیع اوسکی جائز ہو کذا فی اللہ الملتزم الطحاوی ص اور اگر وہ شخصوں نے ایک
 چیز خریدی اور ان میں سے ایک شخص غائب ہو افت یعنی اس طرح کہ اوسکا مکان معلوم نہیں پھر صحت شخص
 حاضر کو کل ثمن کا دیننا اور کل بیع قبضہ کرنا اور اوسکو روک رکھنا یہاں تک کہ شخص غائب اپنے حصے کی ثمن ادا کرے ورنہ ہر
 طرفین کے نزدیک لانا ابو یوسف کے نزدیک سکھنا کل بیع کا جب شخص غائب حاضر ہوئے رست نہیں افت طرفین کا دلیل ہے جو کہ
 شخص حاضر لاچار ہو اوسکو نفع اٹھانا بیع سے ممکن نہیں جب تک کل ثمن ادا کرے تو جس وقت اوسنے کل ثمن ادا کر دی
 تو متبرع نہوگا تو جب غائب حاضر ہو تو نہ لیا حصہ اپنا جب تک ثمن اپنے حصے کی ادا کرے اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ شخص
 حاضر متبرع ہو اپنے شریک کے حصے کی ثمن کے ادا کرنے میں توجب وہ حاضر ہوگا تو اوس سے حصہ ثمن کو پھیر نہیں سکتا
 اور نہ بیع کو روک سکتا ہے اور فتویٰ طرفین کے قول پر یہ ہدایہ ص کوئی چیز بیچے سوئے اور چاندی کی ہزار مثقال سے
 تو سوئے اور چاندی نصف نصف ہوئے تو پانسو مثقال ہر ایک کی واجب ہوگی افت اسواسطے کہ مثقال چاندی اور سوئے
 دونوں کی ہوتی ہو توجب مثقال کی اضافت دونوں کی طرف برابر ہوتی تو پانسو مثقال سوئے اور پانسو مثقال چاندی واجب ہوتی
 مشتری پر سبب عدم تہجج کے ص کوئی چیز بیچے ابو یوسف ہزار کے سوئے اور چاندی سے تو سوئے چاندی نصف نصف ہوتی
 تو سوئے کے نصف سے مثقال مرہون کے اور چاندی کے نصف سے درہم وزن سبب واسطے افت یعنی وہ درہم
 جو دس سات مثقال کے ہوتے ہیں اور ذکر اسکا کتاب الزکوٰۃ میں گذرا اسواسطے کہ یہی متعارف ہو تو پانسو مثقال سوئے اور
 پانسو درہم اس صورت میں لازم آوین گے ص اگر ایک شخص کے کچھ روپے کھرے دوسرے پر آتے تھے اور مدیون نے
 دائن کو زیور ادا کیے اور دائن کو معلوم نہوا اوسنے خرچ کر ڈلے یا اوسکے پاس سے تلف ہو گئے تو اوسکا حق ادا ہو گیا
 طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کہنے نزدیک اوس قسم کے زیور مدیون کو پھیر کر کھرے لے لیوے افت زیور جمع
 زیور کی تزیوت وہ روپے جسکو تاجر لے لیوے اور نہ زائہ اسلام میں نہ لیا جاوے اور اگر وہ روپے ستوقہ یا نہرہ ہوں تو
 بالاتفاق ویسے پھیر کر کھرے لیوے اور اسی پر فتویٰ ہے ستوقہ درہم چاندی کا پتر ہو اور نہ ہر وہ درہم جو دارالقدر
 سلطان میں نہ بنا ہووے یا جسکو تاجر بھی نہ لیوے نہ ہر دھتاکر ص اگر پندرہ انڈے پانچے دیے ایک شخص
 کی زمین پر یا بہر کا بانوں اوسکی زمین میں جا کر خود بخود ڈوٹ گیا تو جو اوسکو یا وگیا اوسکی ملک ہو جاوگی البتہ اگر صاحب زمین
 نے زمین کو اپنی اسی کے واسطے تیار کیا ہو تو وہ صاحب زمین کی ہوگی جیسے کھجے نے چھتہ لگا یا کسی کی زمین میں تو
 وہ اوسکا مالک ہوگا خواہ اپنی زمین شہد کے چھتہ لگانے والی کے واسطے تیار کی ہو یا نہوا اور اگر شکار چھنس گیا
 اوس جال میں جو پھیلایا گیا تھا خشک کرنے کے واسطے یا درہم اور ٹھانی اوچھالی گئی لینے کے واسطے اور کسی کے

کپڑے پر جاپڑی تو وہ اوسکا مالک نہوگا بلکہ چوپا و چکا اوسیکو ملیگا البتہ اگر کپڑے والے نے پہلے سے اپنا کپڑا اسی کے واسطے پھیلا رکھا تھا تو اوسکو ملے گا یا اوسنے اسلیے پھیلا نہیں رکھا تھا لیکن اوسکا ماتھہ پڑ گیا اون در اہم یا سٹھائی بہت بھی اوسکی ہو جاوے گی +

مسائل الحاقیہ بدر سے سخن کرنا اگرچہ پر اہم ہو لیکن وہ مانع مع نہیں بلکہ اوسکی بیع مکروہ ہے چنانچہ اگر کوئی کپڑا پانی اوس شخص کے ماتھہ چننا پو شراب بنانا پو اور گتے کا پالنا اور کھنا درست نہیں کہ چور وغیرہ کے خون سے تو کچھ ضابطہ نہیں اور گتے کے مانند باقی درمے بہن اور گتے کا پالنا شکار اور بھیر بکری اور کھیت کی حفاظت کے واسطے بالاتفاق درست ہو اقل قیمت بیع ایک پیسہ ہو تو جو جو حیرو حیثیت میں ایک پیسے سے بھی کم ہوگی چنانچہ ایک ٹکڑا روٹی کا اوسکے عوض میں بیع جائز نہیں چنانچہ اون پرند جانوروں کی بیٹ کا جٹکا گوشت حلال ہو درست ہو مگر اسقدر بیٹ ہو کہ اوسکی قیمت ایک پیسہ ہو جاوے اور جائز نہیں بیع زمین کے کپڑوں کی جیسے پھپھلی پھو کوھا اور گبر یا البتہ چونک کی بیع درست ہو اوسواسطے کہ لوگ اوسکو مال جانتے ہن اور خون کالنے کے علاج میں اوسکی حاجت ہو اور دریا کے جانوروں میں سے بھی سوائے مچھلی کے اور کسی بیج جیسے کیکڑا وغیرہ درست نہیں البتہ قماہائی قہنیہ میں لکھا ہے کہ جو جانور قیمت دار ہن جیسے سقور اور کھال تتر کی اور پانی کا اونٹ بشرطیکہ زندہ ہو تو بیع انکی درست ہو اور سانپوں کی بیع اگر اون سے فائدہ حاصل ہو دو اون میں تو نفیاً پو البتہ رہنے اوسکو جائز رکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر نفع اور صحت مرض منحصر ہو جاوے اون میں تو جائز ہی اور نہایہ اور تمذیب میں ہے کہ بہار کو دینا پیشاب اور خون اور کھانا مرے کا واسطے و اس کے درست ہے جبکہ کئی طبیب مسلمان اوس سے کہتے ہیں کہ اس چیز میں تیری شفا ہو اور او ویسباج میں کوئی چیز قائم مقام اوسکے نہیے اور اگر طبیب یہ کہے کہ اس چیز میں جلدی شفا ہوگی تو اوس میں دو قول ہن اسی طرح شراب کے پینے میں بھی بعد مرض لاعلاج و وضو کہنے طبیب حافظ کے اختلاف ہو لیکن حدیث صحیح میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری شفا نہیں کی اوس چیز میں جو تمپر حرام کی اور نجس تیل کی بیع درست ہو اور اوسکو جلانا جائز ہے سوائے مسی کے اور کافرون میں کافر کو خریدتے ہن غلام یا مصحف مجید کی درست ہے لیکن جبر کیا جاوے گا پھر اوسکی بیع پر اسی طرح اگر کافر کا غلام مسلمان ہو جاوے تب بھی اوس غلام کی بیع پر کافر کو جبر کریں گے ایک درخت خرید کیا جو طمسیت اور جڑ سے اوسکے اوکھاڑنے میں مانع کا ضرر ہو تو اوسکو کاٹ لے زمین کا پوسہ جہاں سے مانع کو ضرر نہوے اور اگر اوسکے سا قبط ہونے سے کوئی دیوار گریے تو درخت کا اوکھاڑنے والا اوسکا تاوان دے جاوے اوسکے اوکھاڑنے سے پیدا ہوئے مسخر و ستر و ستر و ستر

مسائل الحاقیہ بدر سے سخن کرنا اگرچہ پر اہم ہو لیکن وہ مانع مع نہیں بلکہ اوسکی بیع مکروہ ہے چنانچہ اگر کوئی کپڑا پانی اوس شخص کے ماتھہ چننا پو شراب بنانا پو اور گتے کا پالنا اور کھنا درست نہیں کہ چور وغیرہ کے خون سے تو کچھ ضابطہ نہیں اور گتے کے مانند باقی درمے بہن اور گتے کا پالنا شکار اور بھیر بکری اور کھیت کی حفاظت کے واسطے بالاتفاق درست ہو اقل قیمت بیع ایک پیسہ ہو تو جو جو حیرو حیثیت میں ایک پیسے سے بھی کم ہوگی چنانچہ ایک ٹکڑا روٹی کا اوسکے عوض میں بیع جائز نہیں چنانچہ اون پرند جانوروں کی بیٹ کا جٹکا گوشت حلال ہو درست ہو مگر اسقدر بیٹ ہو کہ اوسکی قیمت ایک پیسہ ہو جاوے اور جائز نہیں بیع زمین کے کپڑوں کی جیسے پھپھلی پھو کوھا اور گبر یا البتہ چونک کی بیع درست ہو اوسواسطے کہ لوگ اوسکو مال جانتے ہن اور خون کالنے کے علاج میں اوسکی حاجت ہو اور دریا کے جانوروں میں سے بھی سوائے مچھلی کے اور کسی بیج جیسے کیکڑا وغیرہ درست نہیں البتہ قماہائی قہنیہ میں لکھا ہے کہ جو جانور قیمت دار ہن جیسے سقور اور کھال تتر کی اور پانی کا اونٹ بشرطیکہ زندہ ہو تو بیع انکی درست ہو اور سانپوں کی بیع اگر اون سے فائدہ حاصل ہو دو اون میں تو نفیاً پو البتہ رہنے اوسکو جائز رکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر نفع اور صحت مرض منحصر ہو جاوے اون میں تو جائز ہی اور نہایہ اور تمذیب میں ہے کہ بہار کو دینا پیشاب اور خون اور کھانا مرے کا واسطے و اس کے درست ہے جبکہ کئی طبیب مسلمان اوس سے کہتے ہیں کہ اس چیز میں تیری شفا ہو اور او ویسباج میں کوئی چیز قائم مقام اوسکے نہیے اور اگر طبیب یہ کہے کہ اس چیز میں جلدی شفا ہوگی تو اوس میں دو قول ہن اسی طرح شراب کے پینے میں بھی بعد مرض لاعلاج و وضو کہنے طبیب حافظ کے اختلاف ہو لیکن حدیث صحیح میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری شفا نہیں کی اوس چیز میں جو تمپر حرام کی اور نجس تیل کی بیع درست ہو اور اوسکو جلانا جائز ہے سوائے مسی کے اور کافرون میں کافر کو خریدتے ہن غلام یا مصحف مجید کی درست ہے لیکن جبر کیا جاوے گا پھر اوسکی بیع پر اسی طرح اگر کافر کا غلام مسلمان ہو جاوے تب بھی اوس غلام کی بیع پر کافر کو جبر کریں گے ایک درخت خرید کیا جو طمسیت اور جڑ سے اوسکے اوکھاڑنے میں مانع کا ضرر ہو تو اوسکو کاٹ لے زمین کا پوسہ جہاں سے مانع کو ضرر نہوے اور اگر اوسکے سا قبط ہونے سے کوئی دیوار گریے تو درخت کا اوکھاڑنے والا اوسکا تاوان دے جاوے اوسکے اوکھاڑنے سے پیدا ہوئے مسخر و ستر و ستر و ستر

باب بیع صرف کے بیان میں :-

بیع صرف کہتے ہن جن کے بیچنے کو بدلے میں جن کے خواہ اپنی جنس کے ساتھ ہو وے مثلاً سونے کو بدلے میں سونے کے یا چاندی کو بدلے میں چاندی کے یا غیر جنس کے ساتھ جیسے سونے کو بدلے میں چاندی کے فروخت کرے شرط بیع صرف میں کہ مانع اور شتری کا قبضہ نہ لیں پرنجس عقد میں ہو جاوے ف یعنی دونوں بدلوں پر ہر ایک قبضہ کر ليوے جنس عقد میں ماتھہ سے فقط تخلص سے دسترخشاں بدل لیں اوس حدیث کے جو گزری باب الریون میں کہ بیچو سونے کو بدلے میں

سونے کے برابر یا اس کا حصہ سے اوس ہاتھ لے اور زیادتی سود پر اور روایت کی مالک رہنے تو طابین حضرت عمرؓ سے کہ بیع چھ سو سے کو
 برے میں سونے کے برابر برابر اور بیچ سونے کو بدلے میں چاندی کے اسطرح کہ ایک حاضر ہو اور دوسرا غائب اور اگر دوسرا غائب
 مانگے اتنی کہ داخل ہو گھر اپنے میں تو نہ دے مہلت اوسکو گزرت بدست اوہرے اور دوسرے اور میں خوف کتابوں پر بیع کا
 اور بدلیل اس بات کے کہ دونوں میں سے ایک کا قبضہ پہلے ضروری تو نہ ہو جاوے بیع او دھار کی بدیل میں او دھار کے اسواسطے کہ
 بیع کیا حضرت صلی اللہ علیہ واکر وسلم نے اس سے روایت کیا اوسکو ابن عمرؓ سے اسطرح نے اور نیز اس نے بیع جب ایک نے
 قبضہ کیا تو دوسرے کا بھی قبضہ ضروری تاکہ مساوات اور برابری حاصل ہووے اور مراد اس سے یہ ہے کہ قبضہ کے ہر ایک کا
 بدن دوسرے کے بدن سے جدا ہووے تو اگر دونوں ساتھ چلے جاتے ہیں ایک ہی طرف یا دونوں اسی مجلس میں سووے
 یا بیہوش ہو گئے تو بیع صرف باطل نہ ہوگی بدلیل اثر ابن عمرؓ کے کہ اگر کوئی کو دوسرے چھت سے تو کو دوسرے کے گمان الہما وہ
 نے کہ یہ حدیث غریب ہی نہایت درجے کی کتب حدیث سے ہیں کتابوں روایت کیا اوسکو محمدؓ نے اتنا میں اور امام نے
 اپنی سند میں **ص** اور سونے کو چاندی کے عوض باوتی کے اور اشکل اور تخمین کے ساتھ بھی درست ہے **ف** اسواسطے کہ بیع
 بدل کی لیکن قبضہ کرنا مجلس عقد میں بدلیں پر بیان بھی ضروری **ص** اور سونے کی بیع سونے کے ساتھ یا چاندی کی
 چاندی کے ساتھ کی بیع کے ساتھ درست نہیں بلکہ برابر پانچ گنا اگرچہ عمدگی اور صنعت زرگری میں مختلف ہوں **ف** اسواسطے
 کہ باب ربو میں یہ بات گذر چکی کہ جید اور روی سب برابر ہیں **ص** بیع صرف میں قبضہ کرنے سے پیشتر ثمن میں تصرف کنارت
 نہیں مثلاً ایک دینار ثمن رہم کے بدلے میں بیچا اور بھی اوس دنل درم قبضہ نہیں کیا تھا کہ اوسکے عوض میں ایک کپڑا خرید لیا تو اس
 تھان کی بیع فاسد ہوگی سالہ زید نے ایک ٹونڈی جسکی قیمت ہزار روپیہ تھی اور اوسکے گلے میں ہزار روپیہ کا طوق تھا اور ہزار
 روپیہ کو عمر کے ہاتھ پہنچا اور ہزار روپیہ نقد وصول کیے یا دوسرا کو بیچ ہزار نقد اور ہزار روپیہ اور ہزار نقد وصول کیے
 اور بعد اوسکے بائع اور مشتری جدا ہو گئے تو یہ ہزار روپیہ قیمت اوس طوق کی ہوں گے **ف** یعنی ہزار روپیہ نقد وصول
 ہوئے ہیں وہ طوق کی قیمت میں شمار کیے جاویں گے اسواسطے کہ طوق میں یہ بیع صرف ہو اور اوس میں تقابض بدلیں
 شرط ہے **ص** برابر ہے کہ مشتری ہزار روپیہ دینے کے وقت چھپ رہا ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ اس ہزار روپیہ کو تو دونوں کی ثمن میں
 سے لے **ف** اسواسطے کہ اس کلام کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک کی ثمن لے لیتا اگر مشتری صاف
 کہہ دیا کہ یہ ہزار روپیہ ٹونڈی کی ثمن میں خاص تو بیع طوق میں فاسد ہو جاوگی **ص** اسطرح اگر ایک تلوار بیچیں جس میں
 روپیہ کا زیور ہو سو روپیہ کو اور بیچ اس نقد وصول کیے تو یہ زیور کے تمام سمجھے جاویں گے تو اگر بائع اور مشتری جدا ہو گئے بیع بیع ثمن کے
 تو بیع زیور میں فقط باطل ہوگی اگر وہ زیور تلوار سے بدون خبر کے علیحدہ ہو سکتا ہو ورنہ دونوں میں باطل ہو جاوگی
 جانتا چاہیے کہ بیع اوس تلوار کی جس میں زیور ہو اوس ثمن کے عوض میں درست ہو زیور سے زیادہ ہوتا بعض ثمن بقابلہ زیور
 اور بعض بقابلہ تلوار ہووے اور اگر ثمن برابر ہووے زیور کے یا کم ہو زیور سے یا کچھ معلوم نہ تو بیع جائز نہ ہوگی **ف**
 اسواسطے کہ اگر کم یا برابر ہو تو سود ہو گیا کیونکہ مشتری کو تلوار مفت پڑی اور اگر معلوم نہیں کہ زیادہ یا کم یا برابر ہو تو بھی
 شبہ سود کا ہے **ص** اگر ایک شخص نے ایک برتن چاندی **ف** خواہ سونے کا **ص** چا اور کچھ قیمت اوسکا

مشتری سے وصول کی گواہی کے جدا ہونے کو جائز ہو جاوے گی بیع اوس مقدار میں برتن کے جتنے کی ثمن پر بائع نے قبضہ کر لیا اور باطل ہو جائے باقی میں اور شریک ہو جاوے بائع اور مشتری اوس برتن میں اب اگر برتن کا نصف یا ثلث کسی اور کا خلاف یعنی گواہوں سے اوسکا استحقاق ثابت ہو اخص تو مشتری باقی کو بقدر اوسکے حصے کے خرید کرے یا کل کو بیچے۔ **ف** اس واسطے کہ شرکت طرف میں عیب ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا چاہے باقی کو حصہ رسد دام دیکر لے لیوے چاہے اپنا بھی حصہ جو خرید چکا ہو بائع کو واپس دے مثال اسکی یہ ہے کہ برتن نو روپی بھر تھا مشتری نے اول کل برتن خرید لیا لیکن دام کے کل تین روپی دیے بعد اوسکے دونوں جدا ہو گئے تو ثلث طرف میں بیع جائز ہوئی اور دو ثلث میں غیر صحیح اب ثلث اوس برتن کا کسی شخص ثالث کا نکلا تو مشتری کو اب اختیار ہی چاہے وہ ثلث جو باقی ہی بائع کو تین روپی اور دیکر خرید لیوے یا اپنا بھی ثلث واپس کر دیوے اور اگر مستحق نے بھی اپنے حصے کی اجازت دیدی بیع کی تو بائع دو ثلث کے دام مشتری سے لیکر ثلث آپ لے لیوے اور ثلث مستحق کو دیدیوے اس صورت میں بائع وکیل ہو جاوے گا مستحق کا اوسکے حصے میں انصاف ہے کہ بائع اور مشتری جدا نہ ہوے ہوں بعد اجازت مستحق کے ص اور قبل ظہور استحقاق کے مشتری اپنے حصے کو بائع پر واپس نہیں کر سکتا سبب عیب شرکت کے کیونکہ یہ شرکت خود مشتری کے فعل سے ہوئی تو وہ گویا رضی ہو چکا ہے اس عیب سے مسئلہ آرا اگر ایک ٹکڑا چاندی کا بیچا اور اوس میں سے کسی قدر دوسری کا خلاف یعنی وہی صورت برتن کی بیان واقع ہوئی مثلاً وہ ٹکڑا نو روپی بھر کا تھا مشتری نے نو روپی کو خرید کر صرف تین روپی دیے اب ثلث اوسکا کسی اور کا نکلا اخص تو مشتری باقی کو حصہ رسد دام یعنی تین روپی دیکر خرید لیوے ص اور یہ اختیار نہیں کہ اپنے ثلث حصے کو بھی واپس کر دیوے **ف** کیونکہ یہ شرکت عیب نہیں چاندی کے ڈلے میں اس واسطے کہ بقدر حصہ بائع کاٹ لینا ممکن ہے بلا ضرر خلاف طرف کے کہ اوس میں قطع کرنا ضروری ص اور صحیح بیع دو درہم اور ایک دینار کی عوض میں ایک درہم اور دو دینار کے اور ایک گرجہ گریون اور گرجہ جو کے بدلے میں دو گرجہ گریون اور دو گرجہ جو کے ہمارے نزدیک اور زفر اور شافعی رحم کے نزدیک جائز نہیں ہم کہتے ہیں کہ یہاں ہر جنس کو اوسکے خلاف کی طرف بھیج سکتے ہیں کیونکہ صورت اول میں دو درہم کے عوض میں دو دینار اور ایک دینار کے عوض میں ایک درہم ہو سکتا ہے اور صورت ثانی میں گرجہ گریون کے عوض میں دو گرجہ جو اور گرجہ جو کے عوض میں دو گرجہ گریون ہو سکتے ہیں ص اور گیارہ درہم کے بدلے میں دس درہم اور ایک دینار کے **ف** اس واسطے کہ دس درہم کے بدلے میں دس درہم ہو گئے اور ایک درہم کے مقابلے میں دینار رہ گیا اسی طرح دس روپی اور آٹھ پیسے کی بیع بقابلے گیارہ روپی کے جائز ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دس روپی بقابلے میں دس روپی کے اور ایک روپی بقابلے میں آٹھ پیسے کے ہو جاوے اور بھی حیلہ ہے جہاں روپی کا بدلہ لٹا روپی سے منظور ہووے اور وزن کی برابری نہوے **ص** اور دو زیف اور ایک گرجہ درہم کے عوض میں ایک زیف اور دو گرجہ درہم کے **ف** زیف اور غلہ اوسی درہم کو کہتے ہیں جو بیٹ لال میں نہ لیا جاوے مگر سوداگر لے لیوے جیسے ٹھوسے روپی **ص** زیف کے دس درہم گرجہ پر آتے تھے

حساب میں برابر ہو جائیگی تو بیچ صحیح ہو جائیگی اگر غرض دینار دیا تو اب بیچوں کو دوسرے پر دس دس درم ہونے کے
لیکن عور پر تو سوا سوا سولہ روپے کیوں نہ ہو اور لیکن زید پر تو دینار کی قیمت کو دس درم واجب ہو جس
اب اگر دونوں نے اتفاق کیا تو بیچ اول نسخ ہو جائیگی اور اتفاق صحیح ہو جائیگا اور بیچ اتفاق صحیح ثانی ہو گا اور دینار
کی بقایا دس دس درم کے جو ہر درم پر بیچ تھے **فصل** اگر چاندنی راہم میں غالب ہو تو وہ چاندنی کو شمار کیے جائیگی اس طرح سونا اگر دینار میں غالب ہو تو وہ
سونا کا دینار ہو جائیگا یعنی جو ہر درم میں چاندنی کے ہر درم کے برابر چاندنی کے ہر درم کے برابر سونا کا دینار ہو جائیگا اور بیچ چاندنی اور
اور تین ماشے تا نیا یا اشرفی میں نو ماشے سونا ہر او تین ماشے پتل تو وہ روپیہ شمار میں چاندنی سونا کا شمار کیا جائیگا اور بیچ تو آٹھ
درہم دنانیر کی بیچ درہم دنانیر خالص یا انکی بیچ آپس میں نہیں درست ہر گھر برابر برابر تو لکرو اور قرض لینا اٹکانہ درست ہوگا
مگر وزن کے خالص کا نہ یعنی جیسے درہم خالص چاندنی کے بغیر وزن کیے قرض نہیں لے سکتا اسی طرح یہ درہم بھی اس
معلوم ہو گا اگر دینار میں جو روپیہ اشرفیان مروج ہیں انکا قرض لینا بھی بدون وزن کیے صرف شمار سے جائز نہیں اگرچہ
عادت ہو کہ یون ہی جاری ہو البتہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر درہم یا دنانیر ایسے مضبوط اور وزن ہوں کہ ہر درم درہم درہم سے اور
دینار دو سکر دینار سے کم و بیش نہ ہو تو اس صورت میں عدد کا ذکر کرنا بمنزلہ ذکر وزن کے ہے تو قرض لینا ایسے درہم دنانیر
کا عدد منظور ہویت ابو یوسف کے درست ہوگا لیکن آخر میں شامی نے یہ لکھا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ صورت ابو یوسف کی روایت
پر بھی جائز نہیں کیونکہ اوکا نہ سب سے بڑا کہ اگر کیس کی تقدیر متعارف ہو جائے وزن سے یا وزن کی گیل سے تو وزن معتبر ہوگا
نہیہ کہ بالکل وزن لکھو کر دیا جائیگا جیسا ہر زمانہ میں ہے کہ سب لوگ تھم کرتے ہیں شمار پر بلا لحاظ وزن کے تو یہ جائز ہوگا نہ روایات
مشہورہ اور نہ غیر مشہورہ ہر اس واسطے کہ اس تقدیر پر لازم آتا ہے ابطال اون قصور کا جو دلالت کرتے ہیں مساحت گیل
اور وزنی پرچین پر اتفاق کیا ایمرہ و تبدل انہی باختصاص اور اگر ملوئی غالب ہو اور چاندنی سونا کے ہر قیو وہ درہم و دنانیر بمنزلہ
اسبالیس اجناس کے ہیں تو اگر ایسے درہم کی بیچ خالص چاندنی سے ہوئی تو اسکا حکم بعینہ تیار کے زیور کی بیچ کا حکم ہے جو گنڈرا
ف یعنی اگر خالص چاندنی برابر ہوگی اور قدر چاندنی کے جتنی درہم میں ہے یا کم یا بچھو وہ نہ تو جائز نہ ہوگی اور اگر زیاد ہوگی
تو جائز ہوگی اس واسطے کہ چاندنی چاندنی مقابل ہوگی کا عوض ہو جائیگی **فصل** اگر ایسے درہم کی بیچ ایسے ہی درہم کے عوض میں
ہوگی تو برابر برابر اور کم زیادہ بھی تو لکرو درست ہے لیکن ضرور ہے کہ قبضہ متعاقبین یا بدین پرچس میں ہو جائے **ف** کسی بیسی سے سوا سولہ
درہم کے ایسے درہم دنانیر حکم میں نہیں کے نہیں ہے تو اب جنس کو طرف خلاف جنس کا پھیر کر یا دتی گئی جائز کر کے اس طرح ایسے درہم
و دنانیر کا گن کر اور شمار کر کے بلا وزن کے قرض لینا بھی درست ہے و اللہ اعلم بالقیل و الجب سے صورت و صحاب کتاب ذکر نہیں کی کہ ملوئی
برابر ہو چاندنی یا سونے یا معلوم نہ ہو کہ کتنی ہے تو اسکا حکم او بیخبر درہم دنانیر کا ہے جن میں ملوئی زیادہ ہے درہم یا سونے یا سونے
نے ایسے درہم کے عوض میں **ف** یعنی جن میں ملوئی غالب ہو یا برابر ہو جس ایان و بیوں کے جو نہیں جو چلتے تھے بااثر
ایک چیز خریدی اور اچھی شے خریدی نہیں دانی تھی کہ جن میں اون درہم یا سونے کا جانا یا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیچ باطل
ہو جائیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک شری پر خریدی اور درہم یا بیوں کی جو دن بیچ کے تھے لازم آویگی اور امام محمد کے نزدیک
اون درہم یا بیوں کی جو آخری دن میں رواج کے دونوں میں سے قیمت تھی مشتری پر لازم آویگی **ف** فتویٰ امام محمد کے

فصل بیچ میں درہم دنانیر کی
بیچ اگر درہم دنانیر میں
درہم یا سونے کا جانا یا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیچ باطل

قول ہے کہ زانی الوعیط اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جب بیع باطل ہوگی اس وقت مشتری اگر بیع بعینہ قائم ہو تو نفس بیع باطل کو بھیرا کر
والا ہوا اور سکا منخ بازار ہو کر دیکھ کر ایک شخص نے پیسے تلے بیوے کے بازار میں قرض لیے بعد اسکے قبل قرض ادا کر نیکی ادا کیا چلن
جاتا رہا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قرض برہمی پیسے لازم کو دیکھ کر اور جب وہ پیسے چھانک کر دیکھا تو قرض ادا ہو جاوے گا اور امام ابوحنیفہ
نزدیک قرض لینے کے دن جو قیمت ادا نہیں کی گئی دینا پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک آخر روز میں چلن کے دنوں میں جو اونکی قیمت ہوگی دینا
پڑیگی **ف** اسی پر فتویٰ ہے کہ دوسرا ہذا ایک شخص نے ایک چیز خریدی نصف درہم کے پیسوں کے بدلے میں یا ایک لائق کے پیسوں
کے بدلے میں یا ایک لائق کے پیسوں کے بدلے میں تو صحیح ہے اور مشتری پر جتنے پیسے نصف درہم کے یا ایک دانق کے یا ایک لائق کے بازار میں آئے ہیں
لازم آئینگے **ف** دانق چھٹا حصہ درہم کا ہوتا ہے اور قیرا نصف دانق کا ہوتا ہے اور زعفران کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں اور سبیل حکم
درہم کے یا دو درہم کے پیسوں کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو جائز ہے نزدیک ابو یوسف کے اس واسطے کہ ایک درہم کے یا دو درہم
کے پیسے جتنے بازار میں آئے ہیں معلوم ہیں وہ مشتری دیکھا اور محمد کو ناجائز مشتری میں کیونکہ عادت یہ ہے کہ پیسوں کے خرید و فروخت
جب ہوتی ہے کہ ایک درہم سے کہ چون اور قول ابو یوسف کا صحیح ہے خاص کے ہمارے شریعت میں ہدایۃ **ص** اگر ایک شخص نے
صرف کو ایک درہم دیا اور کہا کہ آدھے درہم کے پیسے **ف** اور آدھے درہم کے بدلے میں چاندی کی اور چھ چھ نصف درہم ایک تہی
بھر کر ہوتی ہے تو بیع فاسد ہوگی **ف** پیسوں میں بھی اور تو بھی میں بھی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بیع
میں جائز ہو جاوے گی **ص** اور اگر یون کہا کہ دے تو آدھے درہم کے پیسے اور ایک ڈھائی چاندی کی تو بیع صحیح ہو جاوے گی کل میں **ف**
ایسے نکلے صورت میں اڑھی جو ایک رتی کم نصف درہم سے اسی تو چاندی کے درہم میں سے مقابل ہوگی اور نصف درہم
ایک رتی زیادہ کے مقابل پیسے ہو جائینگے **ص** اور اگر دے کا لفظ مکرر کہا یعنی یون کہا ایک درہم دیا آدھے درہم کے پیسے
اور آدھے درہم کی اڑھی ایک رتی کم دے تو اس صورت میں پیسوں میں بیع جائز ہوگی اور دھمی میں فاسد **ف** امام
صاحب کے نزدیک بھی جیسا صاحبین کہتے ہیں جہاں اقسام بیع کے ایک بیع الوفا ہے یعنی باطل مشتری کے ہاتھ ایک چیز بیچے اس
شرط پر کہ جب باطل مشتری کو شمن پھیر دیوے تو مشتری اسکو بیع پھیر دیوے اس صورت میں مشتری کو روز فسخ تک نفع اڑھانا
بیع سے درست ہے اور یہی صحیح ہے اور یہی پر فتویٰ ہے اور جو بولگہ سکو بہن قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک مشتری کو نفع اڑھانا اس سے
درست نہیں آئیں اگر میعاد کوئی مقرر ہو جاوے گی تو وقت میعاد جب باطل شمن دیکھا مشتری کو فسخ کرنا پڑیگا گو کہ یہ وعدہ تھا مشتری
اور وعدوں کی وفا قضا لازم نہیں لیکن وعدوں کی وفا کبھی لازم ہو جاتی ہے بسبب تضییح نامس کے ہر بخندار جیسے کوئی شخص
کفالت منحلہ کرے یعنی تھے کہ اگر شخصیں نہ دیکھا تو نہیں دوگا تو کفالت صحیح ہو جاوے گی اگرچہ وعدہ ہرگز نہ وعدہ معلوم الوفا ہوتا ہے اگر
رد اللھنا اور اگر اوس میعاد میں تک باطل شمن نہیں ادا کی تو مشتری کو مطالعہ میں یا بیعت بیع باطل سے پہنچتا ہے اور
اگر مشتری امر جاوے گا تو اوس کے وارثوں کو اختیار ہو جائے گا بیع کو فسخ کرین یا اگر باطل شمن نے اپنا لھن بیع وفا کر کے پھر مشتری سے
اسکو ایک مدت معین پر کر لیا اور قبضہ کیا تو باوجود شرائط صحت اجارہ باطل پر کر لیا یہ لازم نہ آوے گا اور لوگوں کے نزدیک
جو اسکو بہن قرار دیتے ہیں اور بیع فاسد ہے تو اس سے بہن ادا کرنے کے نزدیک ضرر کر لیا یہ لازم ہو گا **ف**

بیت الوفا

کتاب الکفالت

تو اگر صریحاً ہی

یعنی ضمان کے بیان میں کفالت کے معنی لغت میں ملانے کے ہیں یعنی ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا اور صریحاً
 شرح معین عبارت پر ملانے کے کفیل سے طرف و ضمیر کے مطابق ہے یعنی جو مواخذہ اور مطالبہ پہلے ہی یعنی اصل
 دیوں سے متعلق تھا وہ سبب ضمانت کے کفیل سے بھی متعلق ہو گیا جتنا چاہیے کہ شخص ضمانت ہوا ہے اور کفیل کہتے ہیں
 اور جب کا ضمان ہوا ہے اور کفیل کو قبول عند اور جب کے واسطے ضمانت ہوا ہے یعنی جس کے نفع کے لیے ضمان ہوا ہے یعنی وہ امن اور سکون
 کفول کہتے ہیں اور مال یا نفس کو کفول ہے کفالت دو قسم کی ایک کفالت بالفنس یعنی حاضر ضمانت دوسرے کفالت بالمال یعنی
 مال ضمانت اور تمام اولیٰ یعنی حاضر ضمانت سے ان الفاظ سے **ف** شامخی کے نزدیک حاضر ضمانت درست نہیں ہے
 اور ہاری لیل وہ حدیث جو سکور وایت کیا ابو اور ترمذی نے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے کہ کفیل ضمانت ہے اور یہ لفظ
 ہوشال ہوا مال ضمانت اور حاضر ضمانت دونوں کو صریحاً کفیل یوں کہ کفیل ہوا میں اس کے نفس کا اور ماخذہ اور ماخذہ
 اور سکے وہ لفظ نہیں ہے تعیر کیا جاتا ہے بدن انسان **ف** مثلاً اگر دن روح سر بدن کو یعنی منہ لو کہ کفیل ہوا میں اس کے ہاتھ پاؤں کا
 تو کفالت درست ہوگی کیونکہ ہاتھ پاؤں تعیر بدن کی نہیں ہوتی یہاں تک کہ اضافت ظالم کی بھی ہاتھ پاؤں کی طرف درست نہیں
 کفالت الفاظ کو کہہ بالاکے ہدایہ صریحاً ہے جیسے نصف یا کثرت **ف** تو اگر یوں کہ کفیل ہوا میں اس کے
 نصف کا یا کثرت کا تو بھی کفالت منعقد ہو جائیگی **ص** یا یوں کہ ضمانت ہوا میں اس کا یا وہ میرے ہاتھ پر ہے یا میری طرف
 یا میں اس کا زعم ہوں یا تمہیں ہوں یعنی کفیل ہوں تو بھی ان صورتوں میں کفالت منعقد ہو جاتی ہے اور لازم ہے حاضر ضمانت پر حاضر
 کرنا یا کفول ہے گا اگر کفول کے طلب کرے تو اگر حاضر نہ کرے حاکم اور سکون تہدیر کرے اور یہی صورت ہے اگر کفیل نے کہہ دیا تھا کہ کفول
 کو فلاں وقت حاضر ہوگا **ف** تو جب وہ وقت آئے اور کفول درجہ است کرے تو اس کا حاضر نہ ہونا یا پھر اگر حاضر نہ کرے
 تو حاکم اور سکون تہدیر کرے لیکن نہ تہدیر کرے اس کو فی الفور ملے کہ اس کے کفیل کو معلوم نہیں ہوا کہ اس کے قاضی نے بلوایا ہے
 اس لیے پھر اسے اطلاع کرے اگر حاضر نہ دیا کفول عنہ کو تو قہماً ورنہ مقید کرے اور اگر کفول عنہ غائب ہو یا پھر حیرت نشان ہو
 معلوم ہو تو حاکم ضمانت کو اتنی حملت لے لے کہ ضامن کے پاس جاؤ اور چلا آئے پس اگر اس قدر بھی نہ لگے جاؤ اور حاضر نہ کرے تو حاکم
 ضمانت کو تہدیر کرے اور اگر کفول عنہ ایسا غائب ہوگا اور سکون تہدیر کرے یا پھر معلوم نہیں رہا تو حاضر ضمانت سے مواخذہ ہوگا اور وہ
 قید ہوگا کیونکہ وہ معذور ہے ہدایہ **ص** اور اگر کفول عنہ مر گیا اگرچہ غلام ہو تو حاضر ضمانت بری ہے ہوا جیگا مواخذہ **ف**
 اس واسطے کہ وہ کفول عنہ کے حاضر کرنے سے عاجز ہے اور اس لیے کہ اصل یعنی کفول عنہ کو صلاحیت حضور کی جاتی رہی تو کفیل سے
 احتضار جانا رہا اور اس طرح اگر کفیل ہر جاو جب بھی وہ مواخذہ سے بری ہوا کیونکہ وہ حاضر ضمانت تھا اور یہ قادر نہ رہا یا کفول
 پر سبب موت کے اور اس سے اس کے جوت اور نہیں کر سکتے ہاں اگر وہ کفیل بالمال تھا اور مر گیا تو اس کی جائداد سے دین و مسائل کیا
 جاوے گا اور اگر کفول کہہ گیا تو وہی کفول کہہ ہو چکا ہے کہ مطالبہ کرے کفیل سے اگر وہی نہ ہو تو وارث اس کے قائم مقام ہے ہدایہ
ص اس طرح اگر کفیل نے کفول عنہ کو ایسی چیز حاضر نہ دیا کفول وہاں اس سے خدمت کر سکتا ہے تو بھی کفیل ہی ہوا **ف** جیسے
 شہرہ ایسی ہی ہے وہاں قاضی موجود ہو تو واسطے سماعت مقدمات کے **ص** اگر کفیل نے وقت کفالت نہ کیا ہو تو جب کفول
 کوین تیرے جو اگر دون توین بری ہوں **ف** کیونکہ مقصود کفالت کا حاصل ہو گیا اور وہ تسلیم ہو کفول سے اس

اس تہیٰ اپنے حق کو پہنچ جائے اور اگر کفیل نے شرط کی تھی اس بات کی کہ میں مکتول عنہ کو قاضی کے ٹھکانے میں پہر کر دوں گا پھر اس نے تسلیم کیا باز اس میں کفیل نے مکتول عنہ کو تسلیم کیا جنگل میں یا دہات میں یا مکتول عنہ قید تھا کسی اور مقدمہ میں اس واسطے کہ اگر مکتول نے قید کر لیا تھا اور کفیل نے وہیں تسلیم کر دیا تو بڑی ہو جاوے گا اور کفیل نے قید خانہ میں کفیل نے سپرد کیا مکتول عنہ کو مکتول لہ کے تو کفیل بری ہو گا کفالت اور بعضوں کو کہ کما جب کفیل نے شرط کر لی تسلیم مکتول عنہ کی مجلس قضی میں تو اپنے ہی ہو گا باز اس میں تسلیم کرنے سے پہلے زمانے میں وقت و مختار میں ہو کہ اسی قول پر فتویٰ ہو سبب بتی کرنے لوگوں کے امر حق کی ہر گز میں صحت اس روایت کے سوا حق اگر کفیل نے تسلیم کیا مکتول عنہ کو دوسرے مقدمہ میں توجیب بری ہو گا کہ اس مقام میں مکتول قادر ہوگا اس کے حاضر کرنے پر مجلس قضی میں یہاں تک کہ اگر تسلیم کیا دوسرے مقدمہ کے باز اس میں توجیب بری ہو گا اس زمانہ میں اور قید خانہ میں ہی تسلیم کرنے سے اس صورت میں ہی ہو گا جنہ قید خانہ دوسرے قاضی کا ہو گا اور اگر وہی قاضی کا قید خانہ ہو جس کے پاس مکتول لہ کا مقدمہ ہے تو بڑی ہو جاوے گا اگرچہ وہ مکتول عنہ کی طرف سے مقدمہ میں قید ہو گیا اور بھی بری ہو جاوے گا کفیل اگر خود مکتول عنہ کے اپنے نفس کو مکتول کے سپرد کیا یا کفیل کے کپڑے یا فرسٹاؤ چھوڑ دیا اور مکتول لہ کے اگر مکتول لہ مر گیا تو اس کے جی اور وارث کو طالبہ پہنچتا تو کفیل سے اگر حاضر نہ ہونے کی سطح ضمانت کی کہ اگر کل میں اس کو حاضر نہ کر دے تو جتنا مال و سچ ہو اس کا ضمانت میں ہوں اور پھر کل اسے حاضر نہ کیا تو مال و سپر لہم آجاوے گا اور شاہی کے نزدیک طرح کی کفالت نہیں ہے دلیل ہماری یہ ہے کہ کفالت ایک وجہ مشابہت ہے کہ ہو اور ایک جہ سے تذر کے تو دونوں کی مشابہت ہے حکم ہو اگر کفالت ایسے شرط پر ملحق ہو جو مناسب ہو عقد کے تو جائز ہو گا اگر ایسے شرط پر ہو جو جو ملازم نہیں ہے جیسے ہو ا کا چلنا دریا میں موج آتا تو صحیح نہ ہوگی ہدایہ میں اس پر باوجود اسکے کفالت بالفقہ بھی بری ہو گا البتہ جب مال داکر دیکھا تو بری ہو جاوے گا اور اگر صورت مذکورہ میں مکتول عنہ کل مر گیا جب بھی کفیل مال کا ضمانت ہو گا اس واسطے کہ شرط اور وہ حاضر نہ کرنا پائی گئی ایک شخص نے دعویٰ کیا سو دینار کا مدعی علیہ پر برابر ہو کہ وہ کسی صفت بیان کی ہو یا نہ ہو یعنی کھبے کھوٹے وغیرہ کھایا صواب مدعی علیہ کی کفالت کی ایک شخص نے صرف یہ کہہ کر کہ اگر کل میں اس کو حاضر نہ کر دے تو میرا پر وہ سب کو ہر لہ اسے حاضر نہ کیا تو اس پر سو دینار لازم ہونگے شیخ نے نزدیک خلاف نام صحیح کے وجہ سے مذہب کی ہے کہ جب کفیل نے یہ کہہ دیا کہ وہ سو میرے اوپر ہیں تو وہی فقط سے مراد ہی سو دینار میں جبکہ دعویٰ مدعی نے کیا ہو اور مجھ کہتے ہیں کہ کفیل نے کفالت میں نہیں کہا کہ حق سو دینار کا مدعی دعویٰ کیا ہو وہ میرے اوپر ہیں تو کفالت صحیح نہ ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ محمد کے خلاف کی وجہ سے کہ مدعی نے دعویٰ نہیں کیا تو خود اس کا دعویٰ صحیح نہ ہو اور مدعی علیہ پر حاضر ہونا واجب نہ ہو ان کفالت صحیح نہ ہوئی صورت میں کہ مخصوص میں جاوے گا اور ہی صورت کے جب مدعی نے کفالت کی صفت وارث نامہ کی بیان نہیں کی ہر اور ہماری اہلیت ہوگی کہ مدعی نے کفالت کی صفت دیکھا لیکن کفالت کے بیان و کمال اس میں ہی ہو جاوے گا اس واسطے کہ عادت ہر حال کی مدعی میں ہذا حاصل ہوا فی الہدایۃ و شرح الوقایہ ص ۱۸۱ میں مدعی علیہ دعویٰ کی قصاص کا بیان ہے مثلاً کفالت یا حد سرقہ ص ۱۸۱ مدعی علیہ قرار نہیں کہ تا اور نہ مدعی نے یہی گواہی پیش کیے تو مدعی علیہ جبر نہ لیا جاوے گا واسطے داخل کرنے حاضر ضمانت کے امام صاحب کے نزدیک و صاحبین کے نزدیک حد قذف اور قصاص میں جبر کیا جاوے گا کفالت مراد جبر سے بقول صاحبین ملازم تہ یعنی ساتھ چھوڑنا نہ قید کرنا در حد قذف اس واسطے کہ حد قذف میں حق بندہ کا غالب ہو اور قصاص خاص حق العبد ہو اور ابو عیضہ کی دلیل ہے کہ یعنی قصاص اور حد کا دفع کرنے پر ہی تو اولین مضبوطی جب نہ ہوگی یعنی قصاص اور حد دونوں ہی سے نہ

بیان مکتول
صحت بیان
دعویٰ قذف
حد و عوار
گروہی دعویٰ
مدعی علیہ
تو اس کا بیان
اور کفالت
از مدعی علیہ
حاضر نہ ہوگی
مدعی علیہ سے
تین دن کے
لیجھا نہ ہوگی
لی جاوے گا
یعنی
میں نہ لیا جاوے گا
تا احوال قذف
باید ازت کا حکم
نہو گا کفالت
نزدان احوال را در حد و قذف

ہو جائیں تو ان کی منصبی واجب نہ ہوگی اور کفالت منصبی ہی ہوگی اور اس کا اصل صاحب کی ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے کفالت حدیث میں روایت کیا اور اسکو بھی میں نے اور کہا کہ متفرق دو اساتذہ اسکے عمر بن ابی عمرو کلدی عمر بن محمد بن عمر بن ابی عمر بن جده و سید و شایخ جمہولین میں سے ہے یہی ہے کہ روایت کیا اور اسکو ابن عدی نے کمال میں ذکر کیا ہے اور معلول کیا حدیث بسبب اسی عمر کا اور کہا جمہول بہین اسکا حال نہیں جانتا اصل البتہ اگر خود مدعی علیہ نے حد یا قصاص میں کفیل داخل کر دیا تو صحیح ہے اور حد قصاص کے دعویٰ میں قید کیا جاوے گا بلکہ مدعی کو حکم کیا جاوے گا مدعی علیہ کے ساتھ سے نہ کا تو مدعی اگر وقت برضا قاضی تک گواہ لایا تو بہتر ہے اور اگر مدعی نے دو گواہ مستور و گواہ بہین جنکا حال قاضی کو معلوم نہیں کہ عادل بہین یا فاسق **ص** یا ایک گواہ عادل قائم کر دیا تو قاضی مدعی علیہ سے حاضر ضمانت نہ لے بلکہ اسکو قید کرے بسبب تمت کے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو **و** یعنی مدعی دوسرا گواہ عدل بھی لے کرے یا اون دو گواہوں کی حاکم کی عدالت ثابت ہو جائے **ص** اور اگر مدعی نے نہ گواہ عادل قائم کیے نہ مستور نہ ایک گواہ عادل لایا اور وقت برضا مست ہو گیا تو مدعی کو چھوڑ دیوے **و** جس سبب تمت کے جائز ہے تو جب مدعی دو گواہ عدل بحال قائم کیے یا ایک گواہ عادل تو اگر نہ ضمانت پور ہو تو اسکا کہ شہادت میں دو یا تین ضروریں ایک عدد اور دوسری عدالت اور ایمان یا عدد یا ایک عدالت تو مدعی علیہ تمہم ہو گیا اور جس تمہم کا جائز ہے ہر شرط حدیث کے جسکو روایت کیا بہین حکم نے عن ابیہ عن جد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قید کیا ایک شخص کو بسبب تمت کے پھر چھوڑ دیا اور اسکو روایت کیا اور اسکو اصحاب میں نے **ص** خراج کار و سپہ گار کسی شخص پر واجب ہے اور کوئی اور کسی طرف سے کفالت بالمال کرے یا وہ کوئی چیز اس روپے کے عوض میں بہین کرنے سے تو درست ہے اگر دائن نے مدیون کا ایک کفیل لیا اور پھر دوسرا کفیل تو دونوں مدیون کے کفیل ہو جائیں گے یعنی کفالت ثانی یعنی سے کفالت اولیٰ باطل ہوگی کفالت بالمال صحیح ہے اگر کفیل بوجہ جمہول ہوگا لیکن یہ شرط ہے کہ کفیل وین صحیح ہو **و** دین صحیح اور اسکو کہتے ہیں کہ افسیر اور مدیون یا سعاد کہ دینے والے مدیون کا دینہ ساقط ہو اور اس سے کفیل کیا بدل کتابت یعنی مکاتب پر جو مال مقرر کر دیتا ہو مدیون میں اسکا آزادی کے تو دین صحیح نہیں کیونکہ وہ ساقط ہو جاتا ہے نہ کتابت کے عاجز ہو جاتا ہے **ص** جیسے کفیل کہ دائن سے جو کچھ تیرا آتا ہے مدیون پر اسکا میں ضمان ہوں تو کفالت صحیح ہو جاوے گی اگر کفیل بوجہ جمہول ہے یعنی مقدار او مسل معلوم نہیں یا کفیل کہ مشتری سے جو کچھ دینا پڑے اس سے میں اسکا میں ضمان ہوں **و** یضمانک تحقیق کہلاتا ہے بصورت میں اگر بیع کسی اور کہ وہ سوائے کے نیکی تو مشتری کی کفالت دینی ہوگی **ص** اگر معلق کرے کفالت کو شرط مناسب پر جیسے یوں کہے اگر تو فلاں سے معاملہ بیع کرے تو اسکا میں ضمان ہوں **و** یعنی اسکا میں ضمان کا اسو اسطے کہ کفالت نفس صحیح کی درست نہیں جیسا کہ آگے آتا ہے **ص** یا اگر تیرا دوسرا کچھ بچے یا وہ تیرا کچھ چھین لے تو اسکا میں ضمان ہوں تو کفالت صحیح ہو جاوے گی اور اگر وہ شرط مناسب نہ ہو تو کفالت صحیح نہ ہوگی جیسے یوں کہے اگر ہوا چلے گی یا پانی بہے گا تو میں ضمان ہوں تو اگر اسطے کفالت کی کہ جو تیرا دوسرا ہوں اسکا میں ضمان ہوں تو تمنا مال گوہری سے دین کا مدیون پر ضمانت ہوگا کفیل کو دینا پڑے گا اور اگر گواہ نہیں ہیں بکفیل لیا پاس تو کفیل حسبہ رخصت کی ہے کہ دیکھا آؤنا دینا پڑے گا اس سے زیادہ کا اگر کفیل عنہ اقرار کرے تو اسکا سوا کفیل سے نہ ہوگا بلکہ ذات پر بکفیل عنہ کی لازم آوے گا **و** بصورت نہ ہونے شہادت کے کفیل سے جو حلف لی جاوے گی تو عالم کہ تو نہیں جانتا ہے

صحیح مسلم کی تالیف

صحیح مسلم کی تالیف

کہ اس سے زیادہ مکفول لے گا تو لے کر عینہ پر واجب ہے اور اس واسطے کہ حلف غیر کے افعال پر ہمیشہ علم پر ہوتی ہے نہ لبطو قطعہ صحت اور
 جب کفالت کر لی کہ فیصل لے تو مکفول لے کر سو پختہ پانچ کر جس سے چاہے اپنا دین طلب کیے خواہ مکفول عینہ سے جو اصل میں ہوں نہ ہوں
 سے جو اس کا نامن ہر اور دونوں سے بجا بھی مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ایک سے اس سے تقاضا کر لیا جب بھی دوسرے سے
 تقاضا کر سکتا ہے اور اس واسطے کہ مطالبہ جتنے مکفول لے گا تو اس کو اختیار ہے جس سے چاہے جس طرح سے طلب کیے ص
 اور بالکل مال کی صورت اسکے برخلاف ہے اور اس کی یہ کہ زید کا گھوڑا غصب کر لے گیا اور گھوڑا وہ گھوڑا ایک
 کر لے گیا یعنی اس کے وہ گھوڑا ایک کے پاس تلف ہو گیا تو پہلے مالک کو اختیار ہے کہ خواہ غاصب سے تاوان طلب کیے یا غاصب سے
 یعنی بکرے سے مگر جب وہ ایک شخص سے طلب کرے پھر رضی ہو گیا یا تقاضا نامنی اور سپہ واقع ہوئی تو اب وہ دوسرے سے طلب نہیں
 کر سکتا تو اگر تاوان اس سے غاصب سے لیا تو وہ رجوع کر لے غاصب غاصب پر اور اگر غاصب غاصب سے لیا تو وہ کسی پر
 رجوع نہ کرے اور جائز ہے کہ کفالت مکفول عینہ کے حکم سے اور بدو اس کے حکم کے تو اگر کفالت اس کے حکم سے ہوئی صورت
 میں جو روپہ کیفیل اور اگر گیا وہ مکفول عینہ سے پھر لیکھا لیکن قبل اس کے کہ مکفول عینہ سے نہیں لے سکتا بخلاف اس شخص کے
 جو وکیل ہو کسی چیز کی خرید کا اور اس سے جب کوئی چیز خرید کی تو قبل اسے شمن کے بائع کو اپنے موکل سے شمن طلب کر سکتا ہے اور اگر کفالت
 بدو اس کے حکم کے ہوئی ہے تو کفالت میں مال اور اگر مکفول عینہ کو اس کا پھینا لازم نہیں تو اگر پھینا کیا جاوے کفالت مال کے لیے تو کفالت
 پھینا کرے مکفول عینہ اور اگر کفالت میں لیا جائے تو وہ مکفول عینہ کو قید کرے اور اگر مکفول لے مکفول عینہ کو قرض معاف کر دیا تو
 کفالت بھی بری ہو جاوے گا اور اگر کفالت اس سے بری کر دیا تو مکفول عینہ بری ہو گا اس واسطے کہ اصل قرض مکفول عینہ پر ہے تو جب
 وہ بری ہو جاوے گا تو کفالت کا بری ہونا ضرور ہے نہ اس کا ارتکاب یعنی اگر کفالت سے ابراہیم اصل ضرور نہیں اور
 اگر مکفول لے لے کفالت میں دیدی اور قرض کے لیے تو مکفول عینہ کو نہوگی لبتہ اگر مکفول عینہ کو مملت دیکھا تو کفالت کو بھی مملت
 ہو جاوے گی اگر قرض کے نہ ہر روپہ تھے اور کفالت لے مکفول لے کو سو روپہ پر رضی کر کے اس سے صلح کر لی تو نو سو روپہ مکفول عینہ کے اور
 کفالت کے دونوں کے فہم سے ساقط ہو جاوے گا صورت میں اگر کفالت رجوع کر لیا مکفول عینہ پر تو صرف سو روپہ لیکھا اگر کفالت
 اس کے حکم سے کی ہوگی اور نہ کچھ نہ لیکھا اور اگر کفالت لے کسی دوسری جس پر ف ایسی جہنم میں کے سوا دوسری
 جہنم پر صلح لے گا اور اہل خیر کتاب غیر مکفول لے کو رضی کر کے اس سے صلح کر لے تو اس صورت میں اگر کفالت لے کفالت
 مکفول عینہ کے حکم سے کی ہو تو کفالت میں اس سے پھر لیکھا اس واسطے کہ یہ مبادلہ ہے مکفول لے سے یعنی بدلنا ہے اس جہنم کو
 عوض میں دین کے تو کفالت میں مقدار مکفول عینہ پر رجوع کر گیا اور اگر کفالت لے مکفول لے سے صلح کر لی تو جب کفالت
 پر تو صورت میں مکفول عینہ میں بری ہو گا اور موجب بفتح جیم مکفول کا صیغہ ہے یعنی جس کو کوئی اور چیز موجب لے گا
 یعنی واجب کیا گیا تو موجب کفالت یعنی جس کو کفالت واجب کیا تھا مطالبہ تھا اور مطالبہ کے مہتاس سے صلح میں ساقط
 نہیں ہو سکتا ص مکفول لے کفالت سے یہ کہا ہے ت الی من المال یعنی تویری الذمہ ہوا جب تک تو صورت میں کفالت
 رجوع کرے مکفول عینہ پر اس واسطے کہ انی موضوع ہے اور اس سے انتہا سے غایت کے تو معنی یہ ہے کہ برات شروع ہو کر طرف سے
 کفالت کے منتہی ہوئی طالب پر اور ایسی برات جب کا شروع کفالت سے اول تھا طالب پر ہے وہ نہیں ہو سکتی بدو اس کے

تو گویا موقوفہ لینے یوں کہا کہ بری ہوا تو بسبب دین کے مکتوبہ توجیع کر گیا ساتھ مال کا مکتوبہ عنبر پر اگر اس کے حکمت کفالت کی
ص اولیٰ ہی توجیع کرے کفیل اگر مکتوبہ لینے اوس کہا کہ بری ہوا تو نزدیک ابویوسف کے اولیام محمد کے نزدیک توجیع کرے
ف درختا میں ہر کفر اول امام محمد کے ساتھ قول ابویوسف اور ایک اختیار کیا ہے بلکہ میں اور یہی اولیٰ **ص** ہاں اگر
مکتوبہ لینے یہاں کہ بری کیا میں نے مکتوبہ توجیع صورت میں توجیع کرے **ف** اس واسطے کہ یہ برابر ہر طرف طالب ہاں ہاں تاقاط دین اور
اور استقاط دین جب ذکر کفیل سے ہو گیا تو اس کو جو توجیع ثابت ہوگا اور بعضوں نے کہا ہر کفر ان سب صورتوں میں طالب اگر
موجود ہوگا تو اوس استفسار کریں گے کہ مطلب تیرا کیا ہے پھر اس کے بیان کے لحاظ سے عمل ہوگا **ص** اگر مکتوبہ برات کفیل کو
معلق کرے شرط پر جیسے یوں کہ اگر ظانا شخص سفر سے لوٹ لے تو تو دین سے بری ہو تو برات صحیح ہوگی **ف** کیونکہ اگر ہر ایک
ہر دین کی اصل یوں کو اور جو چیزیں تیک ہیں اونکی تعلق شرط پر صحیح نہیں **ص** اس طرح کفالت صحیح نہیں انفس صدیا انصاف سے کیونکہ
انکا کفیل سے مستعد ہوا نہ بیع کی قبض مشتری کے اور نہ میں مرہون کی اور نہ عین امانت کی اور نہ عین عاریت کی اور نہ اوجح
کی جو اجارہ کی گئی ہر اور نہ مال مضاربت کی اور نہ مال شرکت کی **ف** البتہ ان چیزوں کی تسلیم کی ضمانت درست ہے اس واسطے کہ تسلیم
اس وقت کو رہا صلیح لازم ہو تو کفیل کا التزام کر سکتا ہے تو اگر تسلیم کی ضمانت کی صورت میں اجارہ کا جانور یا غلام وغیرہ ہلاک ہو جاوے
تو ضمانت پر کچھ واجب نہیں مثل حاضر ضمانت کے در بخلاف **ص** البتہ صحیح ہر کفالت اوس بیع کی جو بیع کی گئی بیع فاسد
یا مضروب کا مقبوض کی بیعت خریداری **ف** بشرطیکہ میں عین ہو گیا ہو اور نہ میں تو امانت ہو جاوے گی اور ایسے ہی صحیح ہر اول
مال کی جو صحیح ہو تو قفل عدسے یا عوض ہو خارج کا یا مرہود در بخلاف جاننا چاہیے کہ جو چیزیں مضمون ہنفسہا میں اونکی کفالت صحیح ہے
اور جو چیزیں مضمون ہی نہیں جیسے امانت عاریت مال شرکت جمال مضاربت مستاجر یا مضمون میں لیکن بغیر ہاں تو اونکی کفالت درست
نہیں یہی قاعدہ کلیہ ہے اسباب کا مضمون بغیر ہاں چیزیں ہیں کہ در صورت ہلاک اونکی کے قیمت اونکی واجب نہ ہو سکیجے یہ بیع صحیح
قبض قبض کہ اگر وہ بالئ کے پاس تلف ہو جاوے گی تو رد میں مشتری واجب ہوگا نہ کہ بالئ پر ضمان قیمت لازم آئے اسے اس طرح
مرہون کہ مضمون بالمدین ہر مضمون ہنفسہا وہ چیزیں ہیں جنکی قیمت واجب ہوتی ہر صورت ہلاک چنانچہ مضروب اور بیع فاسد کا
بیع اور مقبوض بیعت خریداری کفالت صحیح ہے اور ضمانت پر وہ واجب ہے جو اصل پر واجب ہے یعنی دفع عین اور در صورت عجز دفع
قیمت گذانی فسخہ القدر **ص** اور صحیح نہیں ضمانت بوجہ لادنے کے کسی خاص جانور پر جو کر لیا گیا ہو **ف** اس واسطے کہ
کفیل کو قدرت نہیں ہر بات پر کہ مکتوبہ عنہ کا جانور عین تسلیم کرنے پر خلاف جانور غیر عین کے کہ وہاں فقط تسلیم کا جانور
کی لازم ہوتی ہر اول اس کفیل کو جو با قدرت لینے کا ایک شخص غلام جو کر لیا گیا ہو **ف** اسی وجہ سے کہ گزری جانور میں صاحب شخص یوں اور
مر گیا بعد اسکے مر جائیکے کوئی شخص اوسکی طرف سے خریدتا ہوئے لے کفالت کے تو کفالت ہوتی نہیں **ف** ہاں صاحب کے نزدیک نہ ہو کہ وہ خود کفیل
ہر اولہ فسخہ کا ہاں اگر کوئی شخص تیرے مال میں کاوین ادا کر دیکھا تو اسکے نزدیک مست ہے اور اگر کسب کفیل یا مال چھوڑا تو جب بھی اوسکے دین کی کفالت
درست ہے ہر اولہ **ص** اور کفالت درست نہیں جب تک مکتوبہ قبول کرے اسی مجلس میں عین ذکر کفالت ہوا ہوتی یہ نہ پیش نہیں کا ہر اولہ اور اس کے نزدیک
اگر کفیل کو جو چیزیں اور نہ ہو کر سب بھی جائز ہو جاوے گی **ص** مگر ایسی چیزیں سالہ ہو کر مر لیں اپنے مرض میں تخریب ہونکی قیمت میں اور وارث سے کہ لے کر ہر اولہ
اخر تازہ او کا کفیل ہوا اور کفیل ہو گیا تو جانور ہو گا بوجہ اسکے کہ مکتوبہ یعنی مضمون غائب ہیں **ف** اس واسطے کہ یہ حقیقت ہے ہر اولہ میں تو میں نے بیع کے ہر اولہ

صحیح ہے
جو اجارہ کی گئی
غلام کو مرہود

کفالت منقولہ تو وہ نہیں دور ترین ہیں لیکن اچھے بڑے گھمبیر صاحب اور کفالت درست نہیں بدل کتابت کی خواہش آزاد اور اسکی کفالت کر
یا غلام وراثت شلایک مولیٰ نے اپنے غلام کو کتاب کیا سو روپیہ یعنی جب تو سو روپیہ دیکھا تو تو آزاد ہو کر آب بے سو روپیہ بدل
کتابت کہلاتے ہیں ان روپیہ کا اگر کوئی شخص کفیل ہو غلام کی طرف سے تو کفالت صحیح نہوگی کہ نہ کفالت کے لیے دین صحیح چاہیے
اور بدل کتابت دین صحیح نہیں جیسا اور پرگزرا صل اگر مکفول عتہ روپیہ کفیل اپنے دیدار اور اچھی کفیل نے وہ روپیہ کفیل کو
نہیں دیا تو اب مکفول عتہ کو نہیں پہنچتا کہ وہ روپیہ کفیل سے پہلے لوے اور کفیل نے جو اس روپیہ میں کچھ نفع کمایا تو وہ کفیل کا ہے جو
حلال طیب اسکا تصدق کرنا کچھ ضرور نہیں اور اگر کفالت کر گھمبیروں کی کی اور کفیل نے وہ مکفول عتہ سے لیکر کفیل اسکا کہ مکفول کو
عوا کر کے بچا تو میں نفع کیا تو یہ نفع کفیل کا ہو جائیگا لیکن بہتر یہ ہے کہ نفع کو بچھو دیکر مکفول عتہ اور صاحبین کے نزدیک کچھ بچھو
نہیں وراثت امام کا قول صحیح کذافی الدلیلیہ اور فرق کی وجہ دونوں سالوں میں مذکور ہے کتاب اور ہدایت میں ص ایک صحیح
کفیل حج اور سفر کا حکم سے اسکا اب مکفول عتہ نے کفیل کو حکم کیا کہ ایک کپڑا بطریق بیع عتہ خرید کر کے میرا دین ادا کرے تو کفیل نے وہ کپڑا
خرید لیا تو وہ بیع کفیل کے واسطے ہی اس واسطے کہ یہ وکالت فاسدہ ہے جو بوجہ قبول ہونے ثواب اور ثمن کے بیع عتہ بکسر عین و معاہدات
ہو اس بیع سے کہ ایک شخص نے تاجر سے قرض سنا مانگا اور اسے نہ دیا تو تاجر نے ایک کپڑا اس روپیہ کی مالیت کا اس شخص کو ہاتھ
پہنچا تو وہ کپڑا اس شخص کو دینے کو بچھو اپنی حاجت روائی کرے اور پندرہ تاجر کو ادا کرے تو تاجر کو بچھو روپیہ نفع ہوئے
اور اسکا سوا بھی اور صورتیں بیع عتہ کی ہیں جو درخت اور غیر وہ ہیں کہ زمین اور ختمین کو یہ بیع کر دے کہ وہ بیع اس واسطے کہ زمین ثواب
قرض رد گردانی ہو اور محمد نے کہا کہ یہ بیع میرے دل میں پہاڑوں کے مانند بڑی سکسو سو خواروں نکال لیا یہ بیع لایا علیہ السلام جب تم
خرید و فروخت بطریق بیع عتہ کرنا اور بیایوں کی دشمنوں کے پیچھے پڑو گے یعنی کھیتی اور کسب میں مشغول ہو کر جا د کرنے سے غافل
ہو جائے تو ذلیل ہو جائے اور تمہارا بیع دشمن یعنی کفار تم پر غالب ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک کہ وہ زمین کی بیع بیع سے صحیح ہے
ایسی بیع کی جو صل اور زیادتی نفع کی جو مال کو حلال کرے اور اسکا نقصان کفیل پر ہو گیا کفیل ہی قرض اس بیع کا ہلاک لازم نہیں مکفول
عتہ پر وہ نقصان جو کفیل کا ہو جائے ضرور کفالت کی حدود کی کہ جو کچھ عمر و سر بکارت ثابت اور واجب ہے اہل قاضی نے حکم کیا ہے اور
میں کفیل ہوں بعد اسکا عرو غائب ہو گیا اب بکرنے کو اہل پیش کیے زید پر کہ یہ اتنا مال عمر و بچھا تو گواہی مقبول نہوگی وراثت جب
کے مکفول عتہ یعنی عمر و بچھو حاضر ہو چھوڑا اور سپہ مال سنی بکرا حکم کیا جاوے گا پھر زید پر لازم آوے گا حکم کفالت و بھاسا لکی
یہ کہ کفیل نے صرف اسی مال کی کفالت کی تھی جسکا قاضی نے فیصلہ کر دیا ہو گیا کیونکہ ثابت اور واجب ہوتی ہے قرض و قضا سے اور گواہوں
کی گواہی میں ذکر بھی قضا قاضی کا نہیں تو دعویٰ مدعی کا مطلق ہو گیا اور مکفول خالص صورت میں سمع ہو گا ہلاک یا تص
زید نے گواہ قائم کیے اس بات پر کہ میرے عمر و بچھو غائب ہوئے اور روپیہ اور بیع یعنی بک کفیل ہوا تھا عمر و کا اسکا حکم سے تو قاضی فیصلہ
کر دیا اس مال عمر و بکرا پر تو جب بکریہ روپیہ زید کو ادا کر دیا عمر و سے پھیرے گا ہمارے نزدیک مذکور ہے نزدیک وراثت بدل
قرض کی یہ کہ گواہ بکرا عمر و پر کہ زید چھوڑا اور میں عمر و کا کفیل نہیں ہوا تو وہ اپنی دانست میں مظلوم ہے اور غلام نہیں بلکہ بکرا
غیر ہے اور عمر و سے کہتے ہیں کہ اس کے زعم کی تکذیب ہوگی بکرا شرع گواہوں ص اور اگر گواہوں نے نہیں کہا کہ بکریہ ہوا تھا عمر و
کا اسکا حکم سے بلکہ یہ کہا کہ کفیل ہوا تھا عمر و کا بچھو اسکا حکم کے وراثت یا صرت تنہا ہی کہا کہ کفیل ہوا تھا عمر و کی قید نہ بلکہ امر کی

نصرت کی باتیں

ص تو قاضی فیصلہ کرے گا یا مال کا صرف بکر کی نوات پر صرف اور وہ بیع نہ کرے گا عمر و پر کیونکہ جو بیع ہی ہوگی جو کہ کفالت بالذکر
 ص نہ ایک شے کے ہاتھ بیع کرنا تھا اسے بین بکر یا اور اسے اطمینان دیا تو وہ کو کہ تو بیع چیز زید سے نہ کرے اگر کسی اور کی تکلیف تو
 میں تیری شن کا ضمان دو گنا ہے یعنی بیکے تضمان الدرک کیا اور ضمان الدرک ہی کو کہتے ہیں ص تو کر کا ضمان نہ تھا تو بیع کیا اس
 کا کہ بیع چیز ملکہ ہر زید کی اگر بعد اس کے بکر نے اس چیز کا دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ باطل شمار کیا جاوے گا بیع بیع جو بیع ناقض کے ص اور اگر
 بکر نے شہادت لکھ دی اس چیز کی بیع نامہ پر اور اپنی فکر کر دی تو بیع ناقض نہ ہوگا بلکہ سے ملک زید کا بیع انوار دعویٰ بکر ایت تکلیف تو
 شہادت مقبول ہوگا اس واسطے کہ بیع کا ہے غیر ملک صادر ہوتی تو بیع ناقض مقبولی سنہ اور شاید اس واسطے کہ وہی لکھی ہوتا واقعہ یا در
 کر بعد اس کے ثبات بیع میں کوشش کرے یا تامل کرے اس واسطے کہ وہی لکھی ہوگا اگر وہ بین مصلحت معلوم ہو تو وہ اس کا جائز کے طحاوان
 ص لیکن اگر اس بیع نامہ میں لکھا ہوگا کہ بائع نے اپنی ملک بھی یا یہ بیع ناقض لازم ہے اور بکر نے شہادت کر دی تو بیع شہادت
 تسلیم اور تصدیق ملک بائع کی ہوگی تو اب دعویٰ بکر کا بعد اس کے بیع ہوگا اور اگر بکر نے کو وہی لکھی صرف قرار عاقبت پر تو بکر کا پھر
 دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے سبب شہوت ناقض کے اگر کوئی شخص کفیل ہوا عمدہ کا تو یہ کفالت باطل ہے اس لیے کہ عمدہ کئی معنی ہیں قبلاہ قدیم
 عقد حقوق عقد ضمان الدرک تو معلوم نہیں کہ کون سے معنی مراد ہیں اسے بیع اگر کوئی شخص کفیل ہوا خلاص کا تو بھی بیع نہیں ہے
 ضمان خلاص یہ ہے کہ کفیل شہاد کرے مشتری اگر بیع چیز غیر بائع کی بیگی تو میں اس سے چھوڑ کر تیرے حملے کر دوں گا تو امام صاحب کے نزدیک
 درست نہیں اس واسطے کہ کفیل کو سپر قدرت نہیں اور صاحبین کے نزدیک درست ہے لیکن معمول ہوگا ضمان درک پر ص بیع ناقض
 یا کفیل ضمان ہو شہاد کارب المال اور مٹوکل کے لیے بیع تو بیع ضمانت باطل ہے اس واسطے کہ ضمن انانت پر مضارب اور وکیل
 پاس ص اور شریکوں کے مال ایک غلام کو بیچا ایک ہی عقد میں اور ہر ایک شخص دوسرے کے حصے کے ضمن کا ضمان ہو تو وہ
 ضمانت صحیح نہیں الیحدہ اگر وہ دونوں میں بیع ہوگی علمی و علمی و علیہ تو ضمانت جائز ہے بیع یعنی اگر پہلے ایک شہاد کے پناہ
 بیع کیا اور دوسرا شریک ضمان ہو گیا مشتری کی طرف سے اوکلی ضمن کا پھر دوسرے شریک نے اپنا حصہ بیچ کیا اور پہلا شریک اسکی ضمن کا
 ضمان ہو گیا تو صحیح ہے اور وکیل دونوں سٹون کی ہلا پر اصل میں مذکور ہے ص صحیح ہے کفالت خراج کی اور نواب کی قیمت
 کی بیع لیکن خراج کا بیان تو گذر چکا ہے پہلے اس سے اور لیکن نواب سے تو وہ فہم میں ایک حاجی ایک غیر حاجی جیسے شہاد شریک
 کھو والی جس سے عام مظلوق کو فائدہ ہو گیا اجرت چوکیداری یا دہ مال جس کو بادشاہ اسلام واسطے تیاری لشکر کے مسلمان سے
 کیوں غیر حاجی جیسے حیایات یعنی مظلوم سلطان جو ہر کسے نامہ میں لوگوں سے ناحیہ لیتے ہیں تو پہلے قسم کی کفالت بالاتفاق
 صحیح ہے اور قسم نامی کی کفالت میں اختلاف ہے لیکن فتویٰ اسپر ہے صحیح ہے یہاں تک کہ اگر کسیان سے بات زمین کے ناحیہ مال کا بیع
 تو وہ کسان یعنی مزاع زمیندار سے وصول کر لیا اور قیمت نواب کے کہتے ہیں یا ایک سے کو نواب میں اور بیع ہونے لگا تو قیمت نانہ
 موظفہ معینہ یعنی جو ایک ماہ یا دو ماہ یا ساٹھ یا تین برس کے مقرر ہوتا ہے اور نواب غیر عین ہونے پر تقاضا کفالت اسکی بھی صحیح ہے
 ص ضمانت کما کہ میں ضمان ہو ہوں کفول عنہ کی طرف سے ایک بیع کے وعدہ پر یعنی مال موبیل ہو گیا و ایک مال کے اور کفول رہ
 کما کہ کہ میں وہ مال تقاضا یعنی بائع دیا چاہے بیعادی نہیں ہے تو کفول کفیل کا قسم سے ہے پھر بیع کا ضمان درک سے مواخذہ

بیع صحیح کی بنیاد
 بیع صحیح کی بنیاد
 بیع صحیح کی بنیاد
 بیع صحیح کی بنیاد

نوعی ظاہر اور ایسے میں جب تک بائع پر حکم نہ ہو واپسی میں کا تو میں ان جب تک رخصت و زب نہ ہو گا تو فیصل پر بھی واجب ہو گا

باب دو شخصوں کے فیصل ہونے کے بیان میں

دو آدمیوں نے مل کر ایک غلام خریدا اور شہر سے بیعت کا ضامن ہوا اور دوسری طرف سے ایک کو سے توجہ رکھیں بائع کو ادا کرے اور سکو دوسرے سے نہیں لے سکتا مگر جب نصف سے زائد دیوے تو حسب قدر زائد دیا اور دوسرے شریک سے پھر لیوے اس واسطے کہ وہ میں مثلاً اگر ایک نصف غلام خریدا تو شہر سے بیعت کا ضامن لازم ہے اپنے حصے کی اور نصف دوسرے کی بوجہ ضمانت تو ایک جو کچھ روپیہ ادا کرے گا وہ اسی کے حصے کے دام مجھ باوینے یہاں تک کہ دام اپنے حصہ سے بڑھے کے دیوے تو حسب قدر زائد دیا اور دوسرے شریک سے پھر لیگا حصہ زید پر ہزار روپیہ آتے تھے عمر کے آپ پہلے بک فیصل ہوا زید کی طرف سے ادن ہزار روپیہ ادا کیا بعد اس کے حالہ فیصل ہوا زید کی طرف سے اور بیعت پورے ہزار روپیہ کا پھر بک اور خالد ہر ایک انہیں سے اپنے ساتھی کا یعنی فیصل کا ضامن ہوا اور اس کے حکم سے سب دین کا تو یہاں بک اور خالد میں سے جو کوئی کچھ روپیہ عموماً ادا کرے گا اور اس کا نصف اپنے ساتھی یعنی دوسرے فیصل سے پھر لیگا باک چاہے تو ساتھی سے نہ پھرے بلکہ جتنا ادا کیا ہے سب زید سے پھر لیوے کیونکہ وہ کل دین کا ضامن ہے اور اس کی طرف سے ہلا یہ چاہتا ہے کہ یہاں تین قیامین میں ایک تعاقب کی قیاسی واسطے لگائی کہ اگر بک اور خالد ساتھ ہی ضمانت ہوئے ہوں زید کے پھر شہر سے اپنے ساتھی کا ضامن ہو تو یہ پہلا سہ ماہ ہو جاوے گا کیونکہ دونوں پر دین انصافاً نصف منقسم ہو گا تو زید کے جمع دین کا ضامن نہ ٹھہرا صورت میں جب نصف سے زیادہ اگر یک کتاب رجوع ہو گا ایک جمع دین کے نکالت کی اس واسطے قید لگائی کہ اگر بک اور خالد قبل سے نصف کا ضامن ہوئے پھر ہر واحد اپنے ساتھی کا ضامن ہو گا تو یہی پہلا سہ ماہ ہو جاوے گا اور ایک اپنے ساتھی کے جمع دین کی ضمانت کی قیاسی واسطے لگائی کہ اگر شہر سے زید کے پورے دین کا ضامن علی التبعاً ہے پھر ہر ایک اپنے ساتھی کے نصف دین کا ضامن ہو تو یہی پہلا سہ ماہ ہو جاوے گا اس لئے کہ مطالعہ سے واضح ہو گا یہاں بوجہ وقت اور اشکال کے ترک کیا گیا ہے اور اگر وہ دونوں میں شرکت مفادہ تھی وہ اس کا بیان کتاب الشریعہ میں گذر چکا ہے اور اب دونوں جدا ہوئے تو صاحب دین کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے اپنا نکل میں طلب کرے اور کوئی اور شریکوں میں سے اگر دیوے تو رجوع کرے دوسرے ساتھی پر مگر جب نصف سے بڑھ جائے تو اس قدر رجوع کر لیوے اگر ایک شخص نے اپنے دو غلاموں کو ایک ہی بار کتاب کیا اور ہر ایک نے دوسری طرف سے کتابت قبول کیا یا ہر ایک دوسرے کا فیصل ہو گیا تو جو غلام ان دونوں میں کچھ ادا کرے اس کا آدھا دوسرے سے وصول کرے اسی صورت میں اگر مولیٰ نے قبل اسے مال کے ایک کو ادا کر دیا تو جب کو ادا نہیں کیا اس کا کتابت خواہ اسی وصول کرے یا آنا دے لیوے تو اگر آدھا دے لیوے تو آدھا کتابت سے پھر لیوے اور اگر کتابت سے لیوے تو وہ آدھا سے کچھ لیوے

اس واسطے کہ آدھا کفار لے کر کتابت مولیٰ کو تو رجوع کر لیا لفظوں میں یعنی دوسرے کتابت پر بخلاف کتابت کے کہ وہ اپنی ذات کا عیناً ہی رجوع کر لیا

ص باب غلام کے لفظوں میں اور فیصل ہونے کے بیان میں

اگر ایک شخص ضامن اور ایک بک اور غلام ہر دو کا ہو بعد از دی کے چنانچہ وہ مال جو غلام کو لازم ہوا اقرار یا استغفار یا ہتلاک خود وقت سے اور ضامن نے مال غلام کو نقد سے یا ہتلاک یا معاوضہ سے لینے کا تو وہ مال اس کو نقد و مال

ہوگا سو اگر کفیل نے مال یا تو کفیل اگر غلام کے حکم سے ہوا تھا تو بعد از اذہب نے غلام کے اوپر رجوع کر کے **ف** ورنہ نہیں
 صور ایک غلام تھا زید کے پاس عمر نے وہ سکا دعویٰ کیا کہ میرا کوئی کس نے ضامی کی سہات کی عمر سے لگا کر غلام تھا ثابت ہوگا
 تو میں بھیج دوں گا بعد ضامی کے غلام مگر کیا اب عمر و ملک اپنی نسبت میں غلام کے گواہوں کی ثابت کر دی تو بیکر کیا اس غلام
 کی قیمت دینی ہوگی اور اگر ایک شخص نے کچھ مال کا دعویٰ کیا غلام پر اس غلام کی طرف سے ایک شخص حاضر ضامن ہوا بعد اس کے غلام
 مگر کیا تو کفیل بھی بری ہو گا اور اگر کفیل نے ضمانت کی غلام کی طرف سے **ف** اس کے حکم سے خواہ بدون اس کے حکم سے جس
 یا غلام غیر مدیون نے اپنے مولیٰ کی **ف** خواہ مولیٰ کے حکم سے یا اس کے حکم سے اور مالک نے غلام کو آزاد کر دیا بعد اس کے صورت
 اول میں مولیٰ نے غلام کی طرف سے وہ روپیہ قبول کر لیا اور صورت ثانی میں غلام نے وہ روپیہ مولیٰ کی طرف سے قبول کر لیا
 تو کسی کو حق رجوع دوسرے پر نہیں پہنچتا اور شافعی اور زفر کے نزدیک اگر کفالت بالامر ہوگی تو حق رجوع پہنچتا ہے
ف دلیل ہماری اور شافعی اور زفر کی ہدایہ میں مسطور ہے **ص** اور غیب مدیون کی قید
 اس واسطے ہمنے لگائی کہ اگر وہ غلام مدیون ہوگا تو اس کی کفالت صحیح نہیں مولیٰ کی طرف سے کہ مولیٰ اس کو چھو کر

کتاب النکاح

حوالہ لغت میں کہتے ہیں نکل اور اصطلاح شرح میں کہتے ہیں قرض کے اقرار دینے کو ایک دفعہ پر سے دوسرے ذمہ پر مثلاً زید مدیون
 تھا عمر کا مشورہ پر یہ کہ تو زید نے عمر کو استیجاب کر لیا اور اس میں سے وصول کے لیے بکر تو زید پر مجبور ہوا اور عمر و محتال و محتال
 اور محتال اور محتال لہ اور بکر محتال علیہ اور محتال علیہ اور سورہ پر یہ مجال ہٹھہرے حوالہ جائزہ حدیث سے روایت کیا جائی کہ مسلم نے
 ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر میں قرض ادا کرنا لہذا کا ظاہر اور جب حوالہ دیا جاوے تو میں کوئی
 کسی مال پر تو جان لے اور ابن ابی شیبہ اور احمد کی روایت میں ہے تو حوالہ قبول کرے اور ہدایہ میں یہ حدیث اس لفظ سے ہے
 مَنْ أُجِيلَ عَلَىٰ غَلِيظٍ فَلْيَنْتِمْ رُوَيْتَ كَيْفَا أَوْ سَكُو طَبْرَانِي نَسَجْمِ أَوْ سَطْرِيْنِ أَبُو هُرَيْرَةَ لَفْظِيًّا سَ زَيْلِجِيٍّ **ص** حوالہ صحیح ہوتا ہے
 مجمل اور محتال لہ اور محتال علیہ کی وضاحت میں یہی روایت قدری کی طرف کن حوالہ ایجاب قبول ہے ایجاب مجمل سے
 اور قبول محتال علیہ اور محتال سے ایجاب اس طرح کہ جس کے کہ میں تیرے قرض کا حوالہ فلاں شخص پر کیا اتنے درم کا اور محتال
 اور محتال علیہ سے قبول اس طرح کہ اگر ایک دن دونوں میں سے کہیں کہ میں نے قبول کیا یا میں رنہ ہو یا ما نذا سے کہ جو قبول اور ضا
 بہ دلالت کرے صاحب بلال نے کہا کہ اسے طرح ہذا صحابہ مروی ہے اور مجمل میں عقل اور باغ شرط ہے اور شرط افاد ہے تو صغیر
 عاقل کا حوالہ منعقد ہے اور جس کے ولی کی اجازت پر یہ قوف ہے اور حدیث مجمل کی شرط نہیں تو حوالہ عبد ماذون و مجھو کا صحیح ہے اور
 رضا مجمل بھی شرط ہے تو اگر وہ کہہ ہوگا تو صحیح ہوگا اور حدیث مجمل شرط نہیں تو مدین کا حوالہ صحیح ہے اور محتال میں بھی رضا عقل اور مدیون
 شرط افاد ہے تو صغیر کا محتال ہونا ولی کی اجازت پر یہ قوف ہے اگر محتال علیہ مجمل سے زیادہ مال دے ہو جسے مدعی ان تین کا حوالہ
 قبول کرے تو یہ بھی جائز ہے بشرطیکہ محتال علیہ مجمل سے زیادہ غنی ہو اور محتال کا ہونا مجلس حوالہ میں ضروری ہے تو اگر محتال
 نائب ہو مجلس اور سکر جائز رکھے تو حوالہ منعقد نہیں مگر اس صورت میں کہ محتال کی طرف سے کوئی شخص موجود ہو
 اور وہ قبول کرے اور محتال علیہ میں بھی عقل مدیون شرط ہے تو مدعی کا محتال علیہ ہونا صحیح نہیں اگر مدعی کے حکم سے ہو

حوالہ بلال بن رباح میں
 میں نے اسے شرط افاد
 میں نے اسے شرط افاد

ایک کسے ہے ہمسرے کے ذمے پر قرض اور تارکین کے لئے

اسو اسٹیل کی شخص ضرر ہو اور رضا بھی شرط ہے تو جو جس سے محال علیہ پر منقذ ہو گا اور محال علیہ بھی مجلس بحال میں ہونا ضروری ہے اور حوالہ میں ہر کہ محال علیہ کی غیبت مانع صحت حوالہ نہیں یہاں تک کہ اگر اس کو شہر ہو تو چہی اور اس سے جائز رکھنا تو صحیح ہو جائیگا اور ایسا ہی تراز میں ہوا اور محال میں یہ شرط ہے کہ دین صحیح لازم ہو تو بدل کتابت کا حوالہ بھی نہیں جائز ہے جیسے کفالت ہلکانا فی الخطا والاشیاء اور زیارات کی روایت میں حوالہ صحیح کی بیرون رضا مجمل کے اور صورت اس کی یوں ہر کہ ایک شخص کو جس سے کہ تیرا قرض جو اتنا فلا نے پر لگا ہے اور اس کا حوالہ قبول کرے اور پرتی مجھ سے لے اور دین رضی ہو گیا تو حوالہ صحیح ہو گیا اور اس میں بیرون بری ہو گیا اور ایک صورت اور ہر کہ کفالت کی ایک شخص نے ایک شخص کی بیرون اس کے حکم سے اور قبول کیا مکتول لہ نے تو صحیح ہو جائیگی یہ کفالت اور یہ کفالت حوالہ شمار کی جائیگی جیسے حوالہ اس شرط سے کہ اصل بیرون مطلقاً نہیں بری ہو تو کفالت ہر کہ یعنی کفالت میں تو مطلقاً نہیں اور مکتول عنہ دونوں سے رہتا ہے اور حوالہ میں بعد صحت و نفاذ حوالہ میں ہی ہو جائیگا اور اس کا تو اگر کفالت میں شرط کر لی بیڑت مکتول عنہ کی تو وہ یعنی میں حوالہ کے ہو جائیگا اور حوالہ میں اگر شرط کر لی عدم بیڑت میں کی تو وہ کفالت ہو جائیگا اور حکم میں ہر کہ صحیح روایت زیادت کی ہر کہ رضا سمندی مجمل شرط نہیں صحت حوالہ کی اسو اسٹیل کے دین کا التزام یعنی قبول کرنا یہ تصرف ہر محال علیہ کا اپنے ذات کے حق میں اور مجمل کا اس میں کچھ ضرر نہیں بلکہ اور میں اس کا فائدہ ہر کہ کیونکہ محال علیہ اس پر بیرون نہیں کر سکتا جب کہ حوالہ بیرون مجمل ہو گا کذا فی النہی ص جب حوالہ تمام ہو گیا تو اب میں ہی ہو گیا دین کے سبب قبول کرنے محال کے حوالہ کو ف ایک ن برات متوقفہ ہے ایسا فائدہ برات کا یہ ہر کہ اگر مجمل مر گیا تو محال اپنے ذمے کو اس کے ترک سے نہیں سکتا لیکن مجمل ضامن ہے کیونکہ مجمل سے یا اس کے قرضداروں اس نوقت کہ با با حق اس کا لاک ہو جاوے گا

ص اور یہ بیرون کرے محال مجمل پر لگا اور صورت میں کہ اس کا تو با حق ہو ف تو ہی با با حق مقصود ہوا تو با با با حق صورت عبارت ہر لاک مال سے **ص** اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ محال علیہ مقرر ہوے ف یعنی ہر کہ بقا زیاد دین محال دھوڑے **ص** دوسری کہ محال علیہ نہ ہو جاوے حوالہ کا اور قسم کھلے اور حوالہ کے گواہ نہ ہوں اور صاحبین کے نزدیک تو ہی اس صورت سے بھی ہوتا ہے کہ قاضی محال علیہ کے مفلس ہونے کا حکم کرے **ف** اسو اسٹیل کے صاحبین کے نزدیک قاضی کے مفلس ہونے سے مستعین ہوا اور امام شافعی اور ابو حنیفہ کے نزدیک معتبر نہیں کیونکہ کسی شخص کو ہر بات پر باطلای نہیں ہو سکتی تو گو کو ہی اس کی اس بات پر کہ محال علیہ کے پاس مال نہیں ہر شہادت ہر قاضی پر اور وہ غیر مکتول ہر **ص** حوالہ دو قسم ہر ایک حوالہ مطلقہ اور دوسرے حوالہ مقبذہ حوالہ مقبذہ یہ کہ مجمل کی کچھ امانت محال علیہ کے پاس ہو گیا محال علیہ مجمل کی کوئی چیز غصب کر کے لیک گیا ہو گیا مجمل کا محال علیہ بیون ہو گا اور مجمل حوالہ کرے محال کے دین کا ان چیزوں پر لگا کر لیا گیا ہے محال کا اس وقت پر جو محال کے پاس تھی اور جو کہ وہ امانت تلف ہو گئی محال علیہ پاس تو اب پھر محال جمع کر سکتا ہے مجمل پر اور اگر غصب پر ہو گیا لیا اور وہ غیر مقصوب تلف ہو گئی محال علیہ پاس تو اس صورت میں محال جمع نہیں کر سکتا مجمل پر اسو اسٹیل کے اس کی قیمت باقی ہر دوسرے محال علیہ کے بر خلاف امانت کے کہ وہ غیر مقصوب ہر حوالہ مقبذہ میں مجمل اس شو کو طلب نہیں کر سکتا ہر محال علیہ سے اسو اسٹیل کے اس سے حق محال کا متعلق ہو گیا باوجود اس کے بھی اگر مجمل مر گیا پھر حوالہ کے اور بھی وہ ہر محال بہ محال نے وصول نہیں کیا تھے محال علیہ سے تو ان محال با بار ہو گا سب قرض اور ہر کہ **ف** یعنی وہ وہ وقت اس مقصود سے اسو اسٹیل کے قرض اور ہر کہ

یعنی محال علیہ
مجمل سے تقاضا
مطلوبہ چیز کا
تک سے کہ مجمل
صورتیں واقع
یوں کہ مجمل
قرض اور اس کا
وصول ہو اور
منصوب ہلکے

ایک کے حصے سے دوسرے کے لئے قرض نمازینگی بیان.

حصوں کے حواقیق تقسیم ہوگا اور محال بھی انہیں کے برابر ہرگز نہیں ہوگا کہ پہلے محال اپنا دین اس شخص سے وصول کرے بعد اوسکے چونکہ قرض خواہوں میں تقسیم ہو کر جیسا میں میں کہ پہلے مرتبہ اپنا زر میں قرضوں کو چھپا لیتا ہے بعد اسکے جو چھپا ہو وہ دراصل ان کے قرض خواہوں کو ملتا ہے کیونکہ حوالہ کم کر دینے میں اس حوالہ مطلقہ یہ کہ میں حوالہ کو مضاف کرے اپنے دین یا عین و ولایت یا مغبوبہ پر جو محال علیہ کے پاس ہو تو اس صورت میں عین بعد حوالہ کے وہ قرض اپنی محال علیہ لے سکتا ہے قرض محال حوالہ مطلقہ میں اپنا دین یا عین یا ولایت یا مغبوبہ بعد حوالہ کے بھی محال علیہ پر ملتا ہے کیونکہ حوالہ میں ہوا ان چیزوں نے ناقص متعلق ہو گیا اور حوالہ مطلقہ اور تقیید و دونوں میں عین یا عین یا ولایت یا مغبوبہ کے لئے قرض محال علیہ اپنے پاس قرض محال کا اور اسکے قرض کر لیا گیا میں پس اگر زید نے حوالہ کیا عمر کو کہ دین کا کہ پورے پورے کا کرنے وہ سورہ پیمہ عمر کو ادا کر کے زید سے طلب کیے نہ پائے یہ کہا کہ میرے سونے پر اترتے تھے اوسپر میں نے حوالہ کیا تھا کہ میرے اٹھارے اور پتیرا کچھ نہ آتا تھا اور عمر کے پاس گواہ نہیں ہیں تو اس صورت میں قول بکہ قسم سے معتبر ہوگا اور بکہ حوالہ قبول کر دینا قرار دینے بجا جاویگا کیونکہ حوالہ میں نہیں کہ محال علیہ پہلے سے دیون ہو چکیں بلکہ غیر دیون ہو چکیں صحیح ہر دوسری رضاسے صحت اس طرح اگر محال سے کہہ کر میں نے حوالہ اس واسطے کیا تھا کہ تو میرے قرض کو وصول کرے محال سے اور میں تیرا مقروض تھا اور محال سے کہہ کر تو میرا قرض تھا اوس بابت تو نے حوالہ کیا تھا اور محال اس گواہ نہیں ہیں تو قول محال میں قسم سے معتبر ہوگا اگرچہ یہ خلاف ہے معنی حوالہ اس واسطے کہ حوالہ نام نقل الدین میں ذمہ الی خدمت کا ہے تو ضروری ہے کہ میں دیون ہو کر محال کا کہ چونکہ گاہے حوالہ یعنی وکالت بھی محال مجاز اور محال اس گواہ نہیں ہیں قرضہ کے تو قول اسکا ساتھ قسم کے معتبر ہوگا اس بات میں کہ مراد میری نظر حوالہ سے وکالت تھی اور صرف حوالہ کہ دنیا قرار بالذین بجا جاویگا خاص کر وہ ہر سقہ ہر سقہ ہر سقہ میں اور قرض نامعنی اس کے میں کہ اپنا مار دیو سے ایک تاجر کو بطریق قرض کے تا وہ اسکے دوست کو دیدیو دوسرے شہر میں نامت اسکی یہ ہے کہ خطر بارہ ساقط ہو گیا اصل میں سقہ ہر سقہ ہر سقہ کا اس قرض کا نام اس واسطے ہوا کہ شاہ جو ساتھ کہنے دراز ہوا ورنہ نامہ کے سفاح میں یعنی آیا بخیر میں جیسے لاشی وغیرہ کہ وہ میں مال رکھ کر اپنے ہمراہ لے جاتے تھے تاکہ کسی کو خبر نہ ہو خاص یعنی قرض وینا واسطے دور ہو جائے خوف راہ کے و اسبندی میں اسکو ہر مشورے کہتے ہیں اور چونکہ اس میں فائدہ حاصل ہوتا ہے قرض جیسے والے کو اس واسطے کہ وہ ہر وجہ کہ بہت وہ حدیث جو جارث بن اسامہ کی مسند میں مروی ہے سوار بن مصعب نے اونھوں کو عمارہ ہمدانی سے کہا کہ شام میں علی رضی اللہ عنہ سے کہہ کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل قرض حسن نفعاً قصداً یعنی جو قرض فائدہ کھینچے وہ بیاج ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے بسبب سوار بن مصعب کے عبد الحق نے کہا کہ وہ متروک ہے اور ایسے ہی غیر نفع کے اور روایت کیا اوسکو ابن الجہم نے اپنے جزو معروف میں اور خالد بن عدی کا میں جابر بن عمرو سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے السفینات حمالا یعنی ہندویان حرام ہیں اور معلول کیا حدیث کو بسبب عمرو بن موسیٰ بن وہب کے ضعیف کیا اوسکو بخاری اور نسائی اور ابن عساکر اور دیگر کیا اوسکو ابن الجوزی نے موضوعات میں دلاس باب میں تبصرہ وایت جو صحابہ اور سیلف سے منقول ہے وہ ہے جسکو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف بن شاہد الاصحاح عن جابر عن عطاء قال کانوا یبکون کل قرض حراماً ضعیفاً یعنی صحابہ کو کہہ کر وہ جانتے تھے ہر اوس قرض کو جو نفعیت کھینچے یعنی اوس میں نفع ہو گیا و مقرض یا مستقرض کو اور قرض کا

اور اس کا معنی

سوار بن مصعب

صحفی میں ہرگز اگر بندروی لکھنا مشروط ہو قرض میں تو مکروہ ہے اور جو اسکی شرط ہو قرض نیت سے وقت تو مکروہ نہیں اور شرط کی صورت میں ہرگز ایک شخص سے قرض نہ یا دو سے کو مال اس شرط پر کہ لکھدے اسکی بندروی فلاں شہر پر تو یہ نہیں جائز ہے اور اگر شرط دیا بغیر شرط کے اور اس سے لکھدیا تو جائز ہے اور ای طرح اگر یہ کہا کہ تو مجھے پرچہ لکھدے فلاں شہر میں شرط پر کہ میں تجھے نہیں دوں گا تو بھی بہتر نہیں ہے اور مروی ہے کہ ابن عباس سے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اگر قرضدار نے قرض میں وقل ادا کیا جو قرض کے مال سے اچھا تھا تو مکروہ نہیں جبکہ مشروط ہو اور قضا نے کہا کہ عدم شرط کے ساتھ اس وقت حلال ہے جب کہ اسکا یعنی دو سے کو مال شہر پر لکھدے کارواج اور عرف ظاہر ہو اور اگر معروف اور راجح ہو کہ قرض مشروط نظر طبع کے لیے ہوتا ہے تو حلال نہیں گو کہ شرط مشوک اور وہ جو مروی ہے امام ابو حنیفہ سے کہ وہ نہیں بیٹھے قرضدار کی دیوار کے سایہ میں تو اسکی کچھ نال نہیں اس وقت کہ یہ انتقال نہیں ہے اسکی ملک سے نہ اسکی شرط ہوتی ہے اور نیز راجح ہے کہ قرض حرام ہے بلکہ بندوی بالاکہ پیشی یعنی جتنا روپیہ دے اتنا ہی دو سے شہر میں لے کر وہ بیوی تو جو بھاری ملک میں مرجع ہے ایک روپیہ یا دو روپیہ یا تین زیادہ دینا اور یہ کانا ہر ہنگام ہرگز اور کم وصول کرنا بطریق اولیٰ ناجائز اور حرام مطلق ہوگی کیونکہ یہ سود ہے اور اسکا دین اور لینا سب برابر ہے بموجب اوس حدیث کے جو اوپر گزری دیکھنے والے اور لینے والے سب ملعون ہیں خدا محفوظ رکھے تعقل

کتاب القضاء

جو شخص کو ایسا لائق ہو وہ قاضی ہوئے لائق ہوتے ہیں جو حرم مسلم عاقل بالغ ہونے اور نہ ہارے نہ محدود نہ ذی القدر نہ شہرہ نہ گونا گونا تو وہ شہادت کے لائق ہے اسلیطح وہ قضا کے عہد کے بھی لائق ہے یعنی ہو سکتا ہے کہ قاضی ہوگا اور چیرین میں شرط میں شہادت کی دوسری شرط میں قضا کی ص اور فاسق اس ہر واسطے شہادت کے تو اہل ہوگا واسطے قضا کے تو صحیح ہوگا فاسق کا ہونا منیٰ کو واجب ہے کہ حاکم اسکو قاضی بنا دے اور اگر حاکم نے فاسق کو قاضی بنایا تو گناہگار ہوگا جیسے فاسق کی شہادت قبول کرنا صحیح ہے لیکن جیسے قبول کیا جاوے اگر قبول کر گیا تو گناہگار ہوگا اور قضا میں ہرگز کہ ایسی روایت ہے فتویٰ ہے اور شامی اور طحاوی اور فتح القاری سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی آقاویل اس سالہ میں سب صحیح ہیں اور یہی قول ہے حج ابن الامام نے کہا کہ اگر بادشاہ وقت کسی علی فاسق کو قاضی مقرر کرے تو قضا اسکی نافذ ہوگی ظاہر الروایت کے موافق تو وہ حکم کے غیر کے قوت سے لیکن واجب ہے حاکم پر کہ ایسے شخص کو قاضی نہ بناوے **ص** اگر قاضی تقلید قضا کے وقت عادل تھا بعد اسکے فاسق ہو گیا اور بغیر شہادت کے تو وہ قضا معزول ہو جاوے گا لکن لائق ہو جاوے گا اگر قاضی واجب ہے حاکم پر کہ معزول کرے اور قضا کے بعد اسکی نظر ہرگز ہے اور اسکی میں شیخ خفیر خان اور قندی بعض مشایخ کے نزدیک ہے جو معزول ہو جاوے گا اور فاسق معنی بھی نہیں ہو سکتا اور بغیر شہادت کے نزدیک ہو سکتا ہے اور شیخ خفیر خان کے نزدیک قول اول ہے اور بعضوں کے نزدیک قول ثانی **ص** اور مجتہد ہونا شرط ہے اولویت قضا کا نہ صحت قضا کا یعنی کسی شخص کا قاضی بنا دے اسے شخص سے اولیٰ نہیں ہوتا مگر بشرط اجتماعت یعنی جو مجتہد ہو او سکا قاضی ہونا اولیٰ ہے اور اجتماعت کی شرط نہیں ہے کسی میں ہرگز نہیں ہے کی تصدیق نہ ہوگی **ص** نو اگر جاہل کو عہد قضا دیا گیا صحیح ہے ہرگز نہ نزدیک **ف** لیکن امام شافعی کے نزدیک تقلید قضا جاہل اور فاسق کو مطلقاً درست نہیں اور احتیاطاً اسی قول میں ہے جو حکم شافعی نے کہا لیکن باعتبار اس زمانہ کے اگر علم و عدالت شرط ہو تو قضا کا کام بالکل اٹھ جاوے گا **ص** اگر حاکم کو چاہیے کہ اختیار کرے او سکو جو زیادہ قادر ہے

تصاویر و اولیٰ عرف روایت کیا طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص حاکم ہو وہ مسلمانوں کو اور کافر کو چھ مقرر کرے ایک شخص کو ایک کام پر اور وہ جانتا ہو کہ ان لوگوں میں بہتر کون ہے اور زیادہ جانتے والا کون ہے اور سب سے بہتر کون ہے اور جو وہ توڑ دے تو اسے خیرات کی بے حد روئے رسول کی اور جماعت مسلمین کی اور روایت کیا حاکم نے مستدرک میں اور ابو یعلیٰ موصی نے حدیث سے مثل اس کے اور آدمی کو چاہتے کہ عمدہ تصانیف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ طلب کرتا ہو تصدق اور سوال کرتا ہو اس کا سونپ دیا جاتا ہے اپنے نفس کی طرف یعنی اس کی طرف اس کو اعانت اور تمہین ہوتی اور جو شخص نہ ہوتی قاضی بنایا جاتا ہے تو اوقاتا ہر اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ کہ مضبوط کرتا ہے اور اس کو معنی اعانت کرتا ہے اور اس کی اور پر صواب کے روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ان سے تصانیف اور درست ہے عمدہ تصانیف ان سے اور شخص کو جس کو عطا دہ اپنے نفس پر کہ عدل انصاف کریگا اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اختیار کیا کہ عمدہ تصدق اور اس واسطے کہ قضا فرض کفایہ ہے اس واسطے کہ انصاف اور مسلمین کے اور اس لئے کہ علم بالمعروف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بھیجا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاضی بنا کر میں کہ طیرت تو کہا یعنی رسول اللہ نے بھیجے ہیں آپ جگہ عمدہ تصدق پر اور میں کہ میں ہوں اور تصدق کو نہیں جانتا تو فرمایا حضرت قریب کہ اللہ پر ایت کرے کہ اللہ تعالیٰ سے دل کو اور مضبوط کرے کہ تمہاری زبان کو جس وقت چھو لائے تو اس سے پاس و دادی تو نہ فیصلہ کرو اس واسطے پہلے کے جب تک سن نہ لو گفتگو دوسرے کی تو اب معلوم کر و کیفیت اپنے حکم کی فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کبھی شک نہیں کیا میں نے کسی فیصلہ میں بعد اسکے روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے اور میں کہا اس کو اور قوی کیا اس کو ابن ابی نعین نے اور صحیح کیا اس کو ابن حبان اور اس کا ایک شاہد ہے کہ مستدرک میں ابن عباس اور روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور دارقطنی معاویہ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر گاہ بھیجا ان کو میں کہ طیرت پوچھا اور اسے کہ سطح فیصلہ کرے کہ تم جب کوئی مقدمہ پیش آوے گا انھوں نے کتاب اللہ فرمایا اگر نہ پاؤ کتاب اللہ میں کہا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا اگر نہ پاؤ سنت میں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہا اجتہاد کرو و نگاہ میں اپنی رائے اور نہ کسی کو گناہ کوشش میں کہا معاف ہے کہ پھر آیا حضرت نے ہاتھ اپنا میرے سینے پر اور فرمایا شکر کرو اس خدا کا کہ توفیق دی اور سنت رسول رسول کو اور میں امر کی کہ جس رضی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صاف حجت ہونا قیاس کا وقت نہ ہو ایت اور حدیث ثابت ہو اور وہ ہو گیا اول لوگوں کا جو قیاس کو شرعی کی حجتوں میں شمار نہیں کرتے اور کردہ عرف تحریری ص عمدہ تصانیف اور شخص کو جو خوف کرتا ہے یا غریبوں کا تصدیق و تقویات میں یا ظالم کے صلہ پر ہونیکا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا اور جو پیشین کہ عاقبت اختیار عمدہ تصانیف میں کہ میں مجمل میں ایسے شخصوں کو فرمایا حضرت صلعم نے جس کو وہی قضا سوزج ہوا یعنی چھری کے روایت کیا اس کو امام احمد اور چاروں عالموں اور صحیح کیا اس کو ابن ماجہ اور ابن ابی نعین نے مروی ہے یہ ہر ہر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاضی میں طرح کے ہوتے ہیں دو اول میں جنہم میں جاوے گا اور ایک جنت میں ایک آدمی وہ ہستہ پچانا حق اور فیصلہ کیا موافق اس کے تو وہ جنت میں جاوے گا ایک آدمی وہ جسے پچانا حق کو اور نہ فیصلہ کیا ساتھ حق کے اور ظلم کیا حکم میں تو وہ جہنم میں جاوے گا ایک آدمی وہ کہ اسے نہ پچانا حق اور فیصلہ کیا لوگوں کا نادانی سے وہ بھی جہنم میں جاوے گا روایت کیا اس کو چاروں عالموں اور صحیح کہا اس کو حاکم نے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہم کو جس کو پچانا حق اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور کافر مؤمن جو شخص حکم کرے اس کے موافق جو اللہ تعالیٰ نے تو وہ

بیان کے بغیر اصل حدیث میں بیان
علاوہ کوئی دلیل فیصلہ کی گئی نہ

فاسق ہر اور ظالم ہر اور کافر کو اس سے بڑا کی ثابت ہوگئی اور لوگوں کی کہ جان بوجھ کر حکم الہی اور سنت رسول کے خلاف
 باتباع احکام امر کوتاہ اور توہین نصاریٰ کے فیصلہ کرتے ہیں اور جو اپنے سینہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے ایسے بھی وعید پڑھو یا اللہ تعالیٰ
 وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبُرِّ وَالْقَسْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی مدد کو ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیزگاری پر
 اور نہ مدد کو گناہ اور زیادتی پر جس شخص قاضی کیا جائے اسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا ذکر ملک چین میں ستا ویزات اور فیصلہ نامے
 ہیں اور حوالات کے قیدیوں کو دیکھے **ف** یعنی جو قاضی سابق کے قید خانہ میں قید تھے انکے حال میں نظر کرے نہ ان قیدیوں
 میں جو حاکم کے قید خانہ میں ہیں دیکھنا **د** تو جو شخص ان قیدیوں میں اقرار کرے کسی حق کا یا اس پر گواہ قائم ہوں
 تو اسکا جہس قائم رکھے یا اس پر حق کو لازم کرے اور اگر وہ منکر ہو تو قاضی معزول کا قول اسکا باب میں مقبرہ سمجھے بلکہ منادی کرے
 ایک مدت مناسب مقرر کرے کہ جن جن لوگوں کو ظان فلان قیدی پر دعویٰ کرنا ہو تو اس مدت میں حاضر ہوں مگر قاضی میں
 تو اگر کوئی حاضر ہوئے ہوتے مقررہ اسکا وزن نہ بدگذر جانے مدت مذکور کے ان قیدیوں کو چھوڑ دو **ک** درخت میں ہر کہ بھاری
 کر نیلے اگر کوئی مدعی اسکا حاضر ہو تو اسکو حاضر نہ مان لیکر چھوڑ دو اور اگر حاضر نہ ہونے سے تو ایک حد تک سناوی
 کرے بعد اسکا اگر کوئی نہ آئے تو اسکو چھوڑ دو **ص** اور عمل کرے اسوائے بیعت اور محال وقف میں گواہی یا قابض کے اور
 قاضی معزول کے کہنے پر عمل کرے لیکن اگر کوئی قابض اقرار کرے اس بات کا کہ قاضی معزول نے اسکو یہ واقع اور محال اقرار پسند کیا
 تو اب ان ودائع اور محال اوقات میں قاضی معزول کا قول مقبول ہوگا **ف** اس صورت میں وہ قاضی ان چیزوں کو سبلی بلا لگا
 اور کسی گنجی جاوین کی مگر جب کہ قابض نے پہلے زیر کے واسطے اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ قاضی معزول نے اسکو سپرد کیا سو قاضی معزول نے دوسرے
 شخص کے واسطے مسئلہ کو لے لے اقرار کیا تو اس صورت میں ودائع اور محال پہلے زیر کو تسلیم کیے جائینگے اور ان ودائع قابض قیمت کا
 اگر ودیعت ذوات القیم سے ہو یا علی کا اگر وہ مثالی ہو قاضی کو اسکا اقرار ثانی کے سبب پھر قاضی معزول سے تسلیم کرے تو قاضی
 معزول کا مقولہ تھا ہلا یہ **ص** قاضی کہہ جائے کہ سچ نہیں باعلان بچھا کرے اور سچ جامع اولیٰ ہو اور باعلان بچھنے سے یہ مراد کرے
 کہ سچا جی چاہے واسطے قطع نزاع کے حاضر ہو کر کسی کی تخصیص نہ ہو اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ و بیٹھا قاضی مسجید میں ہوسکتے
 کہ کبھی شخص حاضر مشرک یا مانف ہوتا ہے اور مشرک نہیں ہے نہ کلام اللہ اور حاض کو منع ہو واصل ہونا مسجید میں اور ہماری ایت پر کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجید میں بیٹھ کر قضیے فیصل کیے اور بھی قصاص عبادت ہو اور نجاست مشرک کی اور واقعات و کذبہ نجاست ظاہری
 اور حاض نہ داخل ہو مسجید میں بلکہ فیصلہ کیا جاوے مقدمہ اسکا دروازہ مسجد پر **ف** ہدیین ہر کو ذلیل ہماری قول ہو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا کہ نبائی گئیں مسجید میں واسطے ذکر الہی کے اور حکم کے کما زلیحی نے تخریج ہدایہ میں قلت عنہ یہذا اللفظ اور کفر و زنا
 میں بھی یہ حدیث منقول ہے لیکن حوالہ اسنے صاحب ہدایہ پر کیا ہے لیکن معنی میں اس حدیث کے چند معنی ہیں کہ یہ نقل کیا ہے از کتب اللہ
 فتح القاری میں ایک حدیث صحیحین کی کہ بن مالک سے اردو ترجمہ حدیث طبرانی کی ابن عباس اور روایت کیا بخاری نے لہذا
 کر یا حضرت عمر نے تزدیک نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اسکا کہ امام ابو یوسف نے اسے حسن تک کہ دیکھا انھوں نے حضرت
 عثمان نے تو کہ فیصلہ کیا مسجید میں اور ذکر کیا قصہ اور روایت کیا ابن سعد نے کتبہات میں رجب میں ابی سبیر بن سہروردی نے دیکھا انھوں نے
 ابو یوسف نے کہ فیصلہ کرتے تھے مسجید میں تزدیک قبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ فی القیۃ بالاصحاح سمعونی ہما قضا فی المسجد بنظر زبان

۲
اور کسی گنجی جاوین کی مگر جب کہ قابض نے پہلے زیر کے واسطے اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ قاضی معزول نے اسکو سپرد کیا سو قاضی معزول نے دوسرے شخص کے واسطے مسئلہ کو لے لے اقرار کیا تو اس صورت میں ودائع اور محال پہلے زیر کو تسلیم کیے جائینگے اور ان ودائع قابض قیمت کا اگر ودیعت ذوات القیم سے ہو یا علی کا اگر وہ مثالی ہو قاضی کو اسکا اقرار ثانی کے سبب پھر قاضی معزول سے تسلیم کرے تو قاضی معزول کا مقولہ تھا ہلا یہ ص قاضی کہہ جائے کہ سچ نہیں باعلان بچھا کرے اور سچ جامع اولیٰ ہو اور باعلان بچھنے سے یہ مراد کرے کہ سچا جی چاہے واسطے قطع نزاع کے حاضر ہو کر کسی کی تخصیص نہ ہو اور امام شافعی کے نزدیک مکروہ و بیٹھا قاضی مسجید میں ہوسکتے کہ کبھی شخص حاضر مشرک یا مانف ہوتا ہے اور مشرک نہیں ہے نہ کلام اللہ اور حاض کو منع ہو واصل ہونا مسجید میں اور ہماری ایت پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسجید میں بیٹھ کر قضیے فیصل کیے اور بھی قصاص عبادت ہو اور نجاست مشرک کی اور واقعات و کذبہ نجاست ظاہری اور حاض نہ داخل ہو مسجید میں بلکہ فیصلہ کیا جاوے مقدمہ اسکا دروازہ مسجد پر ف ہدیین ہر کو ذلیل ہماری قول ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نبائی گئیں مسجید میں واسطے ذکر الہی کے اور حکم کے کما زلیحی نے تخریج ہدایہ میں قلت عنہ یہذا اللفظ اور کفر و زنا میں بھی یہ حدیث منقول ہے لیکن حوالہ اسنے صاحب ہدایہ پر کیا ہے لیکن معنی میں اس حدیث کے چند معنی ہیں کہ یہ نقل کیا ہے از کتب اللہ فتح القاری میں ایک حدیث صحیحین کی کہ بن مالک سے اردو ترجمہ حدیث طبرانی کی ابن عباس اور روایت کیا بخاری نے لہذا کر یا حضرت عمر نے تزدیک نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اسکا کہ امام ابو یوسف نے اسے حسن تک کہ دیکھا انھوں نے حضرت عثمان نے تو کہ فیصلہ کیا مسجید میں اور ذکر کیا قصہ اور روایت کیا ابن سعد نے کتبہات میں رجب میں ابی سبیر بن سہروردی نے دیکھا انھوں نے ابو یوسف نے کہ فیصلہ کرتے تھے مسجید میں تزدیک قبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ فی القیۃ بالاصحاح سمعونی ہما قضا فی المسجد بنظر زبان

سابق متناسب تھی اور ہمارے زمانے میں تو مناسب نہیں کہ کیڑا ب لوگ ساپ کا ادب جیسا چاہیے ویسا نہیں کرتے اور بحال جنابت جلد سے استراحت نہیں کرتے اور مساجد میں وہ کام کرتے ہیں جو بزرگ لائق نہیں **ص** اور اگر قاضی قضا کے لیے بیٹھے اپنے گھر میں اور ذمہ دیدار کو عام تو بھی درست **ف** اور اولیٰ یہ کہ مکان بھی وسط شہر میں ہو اور شہر دور ہو تو لوگوں کو آئے نین وقت نہ پڑے اور قاضی حکم کرے اور وقت جب قلاب کا مشغول ہو کسی کے ساتھ یعنی خوشی اور غم نہ کرے شوش یا نہت جماع یا نہایت سردی یا نہایت گرمی یا بول کمبراز کی حاجت کے اور جن میں قضا کے لیے بیٹھنے کا ارادہ کرے تو اوہ سالن روزہ نفس گنہ اور اچھے کپڑے پہن کر نکلتا ہے غلطیوں سے طالع قاضی کو چاہیے لگنے کا یہ قبول کرے کہ اپنے رشتہ دار محرم کا یا اوہ شخص کا جو قاضی ہونے سے پہلے بھی ایسا تھا بشرطیکہ اوہی مقدار ہے وقتاً قبل تھا کے آتا تھا اور ان دونوں میں کس کا یہ مقدمہ قاضی کے پاس دائر ہو **و** اگر ذی رحم محرم یا اوہ شخص کا جسکی پہلے سے عادت ہرینہ جھجھنے کی تھی قاضی کے پاس توجوع ہوگا تو اور کیا بھی ہے نہ کیوں یا وہ شخص عادت سے زیادہ ہرینہ جھجھے تو رائے پھیر دو اور سلطان اور نائب سلطان کا بھی ہرینہ یاد درست ہے قضا کے عالمگیری میں ہے کہ قاضی توجوع یعنی مگر اس درست اور شریک سے قبل از قضا درست اور شریک تھا بشرط عدم حضور مست اور عدم تمت اعانت اور یہ طبع عایت لینا سلطان **خ** اور قاضی کو چاہیے کہ دعوت میں کسی کی نچاؤ مگر دعوت عام میں اور دعوت عام وہ کہہ کہ قاضی کے لئے یہ توجوع نہ ہو اور امام محمد کے نزدیک دعوت خاص میں بھی جاسکتا ہے اگر اپنے قریب ذی رحم محرم نے کی ہو **ف** کیونکہ وہ مثل پہنچے اور جو کچھ بقدر رجوع ہو قاضی کے پاس تو دعوت عام بھی اوسکی قبول کرے اور اسطرح دعوت غیر عادی کو اگر چہ عام ہو تو در ہنٹار **ص** اور قاضی حاضر ہو نا جزا نہ میں اور اسطرح ہر ایک یا پر ہی کرے **ف** بشرطیکہ اس سے ہر ایک مقدمہ قاضی کے پاس رجوع ہو تو کفایہ اسکا مسئلہ کہ روایت کیا مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ مسلمان کس مسلمان پر پانچ تیز جوڑن یا اسلام کا جوڑن بنا چھینکنے والے کا قبول کرنا دعوت کا تعیبات کرنا مرنے کا جب مرجع ہو تو اوسکے جائز ہے ساتھ جانا اور حسب نصیحت متعلقہ جھجھنے سے مسلمان تو نصیحت دیا سو روایت کیا اوسکو مسلم نے ابی ہریرہ سے اور نصیحت دینا چھو امر تو جو ہرینہ جو لکھا ہے کہ فرمایا حضرت مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں درست ہو گیا **ص** اور جب مدعی علیٰ ظہور بن تو دونوں کو سامنے بٹھلا کے برابر برابر روہ و دونوں کی طرف توجہ کیا ان کرے **ف** اور دلہنے بائیں نہ بٹھلا و کیونکہ بائیں جانب فضل ہے اور یہ برابر بٹھا عام ہے کیوں کہ غیر اور بادشاہ اور رعیت اور نیکل اور شریف اور باپ و بیٹے اور مولد اور ذمی کو لگیو کہ بادشاہ کا مدعی علیہ توجوع قاضی کو لائق ہے کہ اپنے تمام پر سے اٹھے اور بادشاہ اور اسکے مدعی کو وہاں بٹھلا و اور آپ زمین پر بٹھلا کر فیصلہ کرے روایت کیا اسحاق بن اسحاق نے اپنی مستین ام سلمہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قاضی ہے تو مسلمانوں کا تو چاہیے اسکو کہ برابر ہی کرے بٹھانے میں اور اشارہ میں اور نظر میں **ص** اور کسی سے کوئی کی حدیث نہ کرے اور کسی سے ہنسی اور مزاح نہ کرے اور نہ ایک کی طرف دونوں میں اشارہ کرے اور نہ کسی کو کوئی دلیل یا حجت سکھلا دے اور گواہوں کو تعلق نہ کرے اسطرح ہے کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو اور ابویوسف نے اسکو جائز رکھا ہے اور اسطرح کہ شاہد کو قاضی کے کہنے سے زیادہ دانست حاصل ہو **و** ابویوسف اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جس شہاد پر حیرت اور ہیبت غالب ہو سو وہ شہاد شہادت کے کچھ ترک کرے تو مضامین میں قاضی اوسکی اسطرح اعانت کرے کہ گواہی دینا ہی اوسکی بشرطیکہ عمل تمت نہ ہو اور اگر عمل تمت ہو جیسے مدعی پندرہ سو کا

ع
غلام رسول
مسلم بن ابی حنیفہ
ابو اسحاق
غنیان
مسلم بن ابی حنیفہ
ابو اسحاق
مسلم بن ابی حنیفہ
ابو اسحاق
مسلم بن ابی حنیفہ
ابو اسحاق

عیش علی علیہ اور قاضی کے خط صحیح کے پیرائے

پہلے شیخ نقیہ

دعویٰ کرے اور مدعی علیہ بیان سو کا منکر ہو اور شہادت کی شہادت ہے تو قاضی کہہ کہ شاید مدعی نے پانسو معاف کر لیے ہوں اور شاہد کو اس سے علم حال اور وہ معافی کے قول سے شہادت کو رد جو کہ موافق کرے بے سطح قاضی نے توفیق دی تو یہ بالاتفاق جائز نہیں جیسے تجلی علیہ من جائز نہیں کذا فی مستم القندیہ

حصہ ص میں مدعی علیہ کے بیان میں

اگر مدعی کا حق مدعی علیہ پر ثابت ہو تو قرار سے مدعی علیہ کے تو پہلے قاضی حکم کرے مدعی علیہ کو اور حق کا رد صورت نادہندگی کا ہے اگر مدعی در خواست کرے اور اسکے جسس کی تو قاضی کو جسس تک نہا سب کا وہ ہو مدعی علیہ کو قید کرے اور اگر گواہوں کی شہادت حق ہو اور تو قاضی کو پہنچتا ہی قبل حکم ادا حق کے مدعی علیہ پر خواست مدعی جو جس کہے وہ اسوجہ کہ قید جزا پر نادہندگی اور انکار کی توجہ سے ثابت ہو اور اس وقت نادہندگی مدعی علیہ کی جب ثابت ہوگی تو قاضی ادا حق کا اور حکم کرے اور وہ مدعی سے اور جب حق گواہوں کی ثابت ہو اور نادہندگی اور انکار مدعی علیہ کو پہلے سے موجود ہے اس لیے قبل حکم ادا حق قید کرنا اور سکا ردیت اور مدت قید فوض اور اسے قاضی کی طرف اس واسطے کہ لوگ مختلف ہوں گے باعتبار احوال کے بعض شہری نہیں ہوں گے اور کو تھوڑی مدت کفایت ہے بعض تمدن ہوتے ہیں اور کو تھوڑی مدت سے زجر نہیں پاتا اور جسس اس واسطے کہ مدعی علیہ مال بنا ظاہر کرے اور ایفاسے حق مدعی اور اس سے جو دے اکثر مدت جسس کی باعتبار روایات چھ مدت میں اور ایک مہینا اور دو مہینے تین مہینے بھی مروی ہیں مگر صحیح وہی ہے کہ مدت جسس مفوض ہے کہ قاضی کی طرف ہدایہ حصہ مدعی علیہ کا جسس اور حقوق میں ہو گا جو لازم ہے نہیں اس کو بسبب عقد کے یا بدل میں مال کے جیسے منزل و ف اور مہربوں کو مفوض میں جسس نکلیا جاوے گا اگر پہلے پہلے سے ملاقات کر دیکھ کر در مختار خاص نہضات میں سے بیخ انفسہ زوجہ نفقہ دلہن فترتی اگر چہ بی کا ہو و نہماں الارک در مختار خاص اور دین ولد اور ویت اور ضمان بنایات و اور بدل خلع اور بدل معصوب اور بدل تلف یعنی جو چیز تلف کر ڈالی اور بدل بدل و دم محمد صمان اعتاق یعنی شریکے حصہ زاد کہ نیکان اولان نفقہ قارب مشر و بدل در مختار خاص میں جو جس نہ کیا جاوے گا اگر وہی کا اظہار کرے الا اوس صورت میں جب مالدار ہوں اور اس کا ثابت ہو جاوے گا اور اسے تو ان چیزوں میں بھی قید کریں گے و اور قسم اول کی چیزوں میں جو جس کرے نیکان اگر چہ مدعی علیہ مدعی محتاجی کا ہو و اور دعویٰ محتاجی کی تصدیق نہ کیا و گئی

باب بیان میں قاضی کے خط کے نام دو ستر قاضی کے

اگر گواہ گواہی دین قاضی کے سامنے اور مدعی علیہ حاضر ہو تو حکم کرے ساتھ گواہی کے اور کھڑے رحمانہ سکوعی میں منہل کہتے ہیں اور اگر مدعی علیہ غائب ہو اور گواہ گواہی دین اور سپر تو قاضی حکم کرے بلکہ لکھے کہ گواہوں کی گواہی گواہی کہ قاضی کہتا ہے اس کے موافق حکم کرے اور مدعی کتاب علی اور کتاب القاضی الی القاضی کہتے ہیں یہ کتاب قاضی کے پاس اور مدعی کتاب علی اور کتاب القاضی الی القاضی سب تقدمات میں سوا اور قصاص میں کہ وہ اس واسطے کہ کتاب میں شبہ ہو اور حد قصاص دفع ہو جائے پیش ہیات اور خط پر عمل کرنا کہ شش پر آئے اثبات میں حصہ جب شہادت گدے قاضی کا تب کے پاس جیسے دین اور عقار اور رکھ اور سب اور قصوب اور ایسی امانت اور ضمانت جب انکار کیا گیا اور کو

مدعی علیہ کا حق ثابت ہو تو قاضی مدعی علیہ کو حکم ادا کرے اور مدعی علیہ کو قید کرے اور اگر گواہوں کی شہادت حق ہو تو قاضی کو پہنچتا ہی قبل حکم ادا حق کے مدعی علیہ پر خواست مدعی جو جس کہے وہ اسوجہ کہ قید جزا پر نادہندگی اور انکار کی توجہ سے ثابت ہو اور اس وقت نادہندگی مدعی علیہ کی جب ثابت ہوگی تو قاضی ادا حق کا اور حکم کرے اور وہ مدعی سے اور جب حق گواہوں کی ثابت ہو اور نادہندگی اور انکار مدعی علیہ کو پہلے سے موجود ہے اس لیے قبل حکم ادا حق قید کرنا اور سکا ردیت اور مدت قید فوض اور اسے قاضی کی طرف اس واسطے کہ لوگ مختلف ہوں گے باعتبار احوال کے بعض شہری نہیں ہوں گے اور کو تھوڑی مدت کفایت ہے بعض تمدن ہوتے ہیں اور کو تھوڑی مدت سے زجر نہیں پاتا اور جسس اس واسطے کہ مدعی علیہ مال بنا ظاہر کرے اور ایفاسے حق مدعی اور اس سے جو دے اکثر مدت جسس کی باعتبار روایات چھ مدت میں اور ایک مہینا اور دو مہینے تین مہینے بھی مروی ہیں مگر صحیح وہی ہے کہ مدت جسس مفوض ہے کہ قاضی کی طرف ہدایہ حصہ مدعی علیہ کا جسس اور حقوق میں ہو گا جو لازم ہے نہیں اس کو بسبب عقد کے یا بدل میں مال کے جیسے منزل و ف اور مہربوں کو مفوض میں جسس نکلیا جاوے گا اگر پہلے پہلے سے ملاقات کر دیکھ کر در مختار خاص نہضات میں سے بیخ انفسہ زوجہ نفقہ دلہن فترتی اگر چہ بی کا ہو و نہماں الارک در مختار خاص اور دین ولد اور ویت اور ضمان بنایات و اور بدل خلع اور بدل معصوب اور بدل تلف یعنی جو چیز تلف کر ڈالی اور بدل بدل و دم محمد صمان اعتاق یعنی شریکے حصہ زاد کہ نیکان اولان نفقہ قارب مشر و بدل در مختار خاص میں جو جس نہ کیا جاوے گا اگر وہی کا اظہار کرے الا اوس صورت میں جب مالدار ہوں اور اس کا ثابت ہو جاوے گا اور اسے تو ان چیزوں میں بھی قید کریں گے و اور قسم اول کی چیزوں میں جو جس کرے نیکان اگر چہ مدعی علیہ مدعی محتاجی کا ہو و اور دعویٰ محتاجی کی تصدیق نہ کیا و گئی

انست اور ان مضاربت کا اگر بخار ہو گا تو کیا اجابت پر کتاب القاضی کی اور جو وقت انکار کیا ان دونوں کا مجموعہ یا مضاربت کا
تو یہ ہو گئی، منصوب اور منصوب میں واجب یعنی ہر قیمت اور قیمت میں ہر تو باری ہو گی اس میں کتاب حکمی اس واسطے کہ وہ محتاج نہیں کر
اشارہ کا بلکہ صفت سے اس کی معرفت ہو سکتی ہے بخلاف اعیان منقولہ کے کہ اس میں اضمیاج اور شاہ کی اور یہ غریب باہر اور بدینہ کا ہے اور
ایسی ہی مزید کام ابو یوسف کے لکرنے نزدیک غلام مفروز میں بھی کتاب القاضی اور بہت ہی صورت اس کی یوں کر قاضی بن جائے گا کاشا
لکھے قاضی ہر قدر کہ فلان اور فلان شہادت دی ہے میرے پاس اس بات کی کہ فلان کا غلام جس کا نام مبارک ہے اور اس کا علیہ ایسا ہو گا
کیا ہے اپنے مالک کے پاس اور اب ہر قدر کہ فلان کے قبضہ میں ہے اگر تک اور ہر کہ اس پر تو یہ ہے جو یہ کتاب قاضی ہر قدر
پاس حاضر کرے مدعی علیہ اور غلام کو اور دیکھو کہ کتاب کے ساتھ شہادت اور اس کی کے جو لگے آتی ہیں اور ملائے علیہ کی تو یہ کو ساتھ غلام کے تو
اگر یہ مطالب ہو چکے ہیں اور اس کو اور اگر مطالب ہو تو اگر مدعی علیہ بخار کو جواد تو بہتر وہ اس غلام کو مدعی کے سپرد کرے نہ اور
حکم کے اور فیصلہ کے اور لے لیا تو اس مدعی ایک نہیں غلام کے حاضر ضمانت کا اور اس غلام کی گردن میں کوئی چیز لگا کر اس پر چڑھے نہ لیا
نہو کہ مدعی دہان چاکر غلام بدل کی وقت شہادت سنو کے اور لکھے جو کتاب قاضی بن جائے گا اور اس میں غلام کو روٹا
کرنا ہوں تو جب قاضی بن جائے اس کتاب سے تو قاضی بن جائے اور ان کو اور ان کو بلکہ جسے چھوٹے گا وہی دی تھی اس غلام کے
ملک کی غیبت غلام میں تاکہ وہی ہوں اور اس کی حضور میں اور شاد کو ہوں اس غلام کی بیعت کہ یہی غلام ملک ہر مدعی کی لیکن قاضی
بن جائے ابھی حکم کرے کیونکہ مدعی علیہ غائب ہے بلکہ چھ لکھے قاضی ہر قدر کہ گو اور ان کے شہادت ہی غلام کے سامنے اس بات کی کہ غلام
ملک ہر مدعی کی تو جب یہ کتاب قاضی ہر قدر پاس پونچے اور سوقت فیصلہ کرے اور حکم سنو مدعی علیہ کو اور ہر ہی کرے حاضر ضابط
ضمانت اور امام محمد سے مروی ہے کہ کتاب القاضی صحیح منقولات میں قبول کیا اور ایسی پر ساخیرین ہیں اور مختار
میں ہے کہ ایسی روایت ہر فتویٰ ہی کہ کتاب القاضی سب مقدمات اور دعاوی میں عام ہے کہ دعویٰ دین ہو یا عین درست ہر حکم
سوا اور قصاص اور واجب ہے کہ قاضی کتاب جب کتاب لکھے تو گو اور ان کو اس کا منضمون پڑھ کر سنو اور چھوٹے اپنی اونکے
سامنے اور وہ کتاب دن گو اور ان کو دیدیا اور ابو یوسف کوئی بات نہیں نہ نہیں رکھی اور امام حنفی نے ان ضمن کا قول اختیار
کیا ہے تو ابو یوسف کے نزدیک صرف دو گو اور ان کو اس بات کا واہ کر لیسے کہ یہ کتاب اور ہر میری ہے اور ایک روایت میں ہر بھی
شرط نہیں ہیں کتاب اور ان جب کتاب ہی کے عمل کی جاوے گی تو فتویٰ اس بات پر ہے کہ ہر کہ ضروری ہے اور جب گو اور ان کو سپرد جائے
تو فتویٰ اس بات پر ہو گا کہ ہر نہیں پھر یہ کتاب جب قاضی کتاب کی پاس پونچے تو قبول کرے اور اس کتاب کو مدعی علیہ کے سامنے
اور وہ دن یا ایک مرد اور دو عمر تو ان کی گو اور ہی سے جو کتاب ہے کہ لے ہیں تو جب کہ پہلی ان گو اور ان کے یہ کتاب فلان قاضی کی ہے
پڑھا تھا اور اس کو اس قاضی نے اپنے حکم میں اور چھوٹی تھی اور وہی ہر کہ تو اس کی ہر کہ کچھ کو لے اور مدعی علیہ کو سنو اور
اور لازم کرے اور سپرد کرے اور اس مدعی اس کی گو اور ہی کی روایت کتاب میں مندرج ہے مدعی علیہ ہر جو امر لازم تھا اور اس کا فیصلہ دیکھو
جس اور قاضی کتاب علیہ جب فیصلہ کرے اور اس کتاب کے ساتھ اس وقت تک قاضی کتاب قاضی ہو تو قاضی کا مقبول کتاب پونچے کے
مرد اور اس پر مل ہو گا تو کتاب باطل ہو جائے گی اس طرح اگر قاضی کتاب لکھتا ہے تو چھوٹے کے اول سے جاوے تو بھی کتاب باطل ہو جائے گی اگر جب کہ
قاضی کا سامنے اور نام اس قاضی کتاب لکھے کہ یہ کہہ رہا ہے کہ اس کتاب کے قاضیوں میں جس کے پاس یہ خط پونچے وہ اس کی تعمیل کرے

تو کہتے ہیں کہ مرنے سے باطل ہوگی اور امام ابو یوسف نے نزدیک شہر طبرستان میں کہ قاضی کا تعلق قاضی سے نہیں کر لکھے بلکہ کافی کر لیا ہے۔
 آئی طرح لکھے کہ کتاب جن قاضی کے پاس مسلمان کے قاضیوں کو بوجہ وہ اسکی تعمیل کے کیونکہ سعین کرنا کہتے ہیں کہ لکھنے کا وہ
 بڑا اور کتاب پہنچنے کے اول سعی علیہم جہاں تو جاری کیا دیگی کتاب اسکے وارث پر اور صحیح ہے قاضی ہونا عورت کا سب مقدمات
 میں سو اگر وہ قصاص کے **ف** اس واسطے کہ قضا طہ شہادت ہے اور شہادت عورت کی محدود و قصاص میں مقبول نہیں ہے
 قضا بھی مقبول ہوگی اگر مختار میں ہوگا اگرچہ قصاص عورت صحیح ہے سو محدود اور قصاص باقی مقدمات میں یکن عورت کا قاضی بنا لیا
 گئے گا کہ ہوگا سبب حدیث بخاری کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فلاح یسین گے وہ لوگ جنھوں نے سپرد کیا کام اپنا عورت کو تھا
 جس قاضی اپنا نائب کیونہیں بنا سکتا مگر وہ قاضی جسکو اختیار دیا ہو یا شاہد نائب بنا لینے کا تو اگر ایسے قاضی نے اپنا نائب بنا لیا
 پھر قاضی معزول ہو یا مگر کیا تو نائب معزول ہوگا آئی طرح وکیل کو اختیار نہیں کہ دوسرے کو وکیل اپنا بنا دے اور صورت میں جب وکیل نے
 اسکو باجائز ہی ہو تو یہاں بھی پہلے وکیل کے معزول ہو گیا مرنے سے وکیل کیل معزول ہوگا اس واسطے کہ وکیل وکیل و حقیقت اس
 ہر اصل ہوگا کہ وکیل اور **ف** ہر ایسے میں ہوگا کہ شخص کا کہی طرف سے امام حمید ہو تو وہ خلیفہ اپنا بنا سکتا ہے اور اسکا سبب بات کا حکم
 کی طرف سے اختیار ہوگا کیونکہ جب تک شخص شہادت پر خود ہر اس کے فوت ہو جائیگا تو امر بالا امامت گو یا اذن بالاختلاف ہے جو
 قضا کے **ص** جن قاضی کو اختیار نائب کے مقرر کرے گا نہیں دیا گیا اسے اگر نائب بنا یا اور نائب بنے تو اس کے ساتھ سے یہ جملہ
 کیا یا بعد فیصلہ کے کہتے ہیں کہ اگر شرک ہو گئی تو جائز ہو جاوے گا **ف** اس واسطے کہ جب قاضی اول کی لئے شرک ہو گئی تو کہا
 اول ہی قضا کی **ص** پہلے جن وکیل کو اختیار دوسرے کو وکیل بنانے کا نہیں دیا گیا اسے اگر وکیل بنا یا اور بعد اسکے وکیل وکیل نے
 رو رو وکیل کے وہ کام کیا یا وکیل کی سائے اس میں شرک ہو گئی یا توکل نے جو وقت پہلے وکیل کو وکیل کیا تھا کسی چیز کی خریدی کیے
 تو اسکی ضمن بیان کر دی تھی تو ان سب صورتوں میں وکیل وکیل کا تصرف صحیح ہو جاوے گا اور مثل تصرف وکیل کے گنا جاوے گا
 اگر یہ عمل وقت تو وکیل کے وکیل سے یہ کہا کہ تو اپنی سائے پر عمل کر تو اس کہنے سے وکیل اختیار ہو جاوے گا دوسرے شخص کو وکیل کے

مراغہ کے بیان میں
 قاضی کا تعلق قاضی سے نہیں کر لکھے بلکہ کافی کر لیا ہے۔

باب مراغہ کے بیان میں

اگر ایک قاضی نے حکم کا مراغہ دیا دوسرے قاضی کے پاس تو قاضی ثانی نا فذ کرے پہلے قاضی کے حکم کو مسائل اختلافیہ
ف یعنی اگر ان مسائل میں جن میں صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کا اختلاف تھا قاضی کے حکم کو اختیار کر کے
 قضا کر دی بعد اسکے دوسرے قاضی کے پاس مراغہ ہو تو قاضی ثانی پہلے قاضی کا حکم منسوخ نہیں کر سکتا اور بیان قاضی
 اول سے قاضی جہتہ ہو کیونکہ سو اجماع کے اور کیونکہ یہاں نہیں پہنچتی کہ مسائل مختلف فیہا میں جبکہ قول چاہے اختیار
 اور قاضی ہر مسئلہ کا حکم تو پہلے مذہب کے مخالف ہرگز نافذ ہوگا قنبد **ص** اور وہ حکم منسوخ کرے جو مخالف کتاب ہے کے **ف** اگر یہ
 دوسرے جہتہ کا قول ہوگا **ص** جیسے ایک قاضی نے حکم کیا حلت گوشت اوس جانور کا جس پر وقت قریح کے بسم اللہ قصد ترک
 کی گئی ہو کیونکہ مخالف ہے آیت کریمہ **وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا كَلِمَاتٍ كَانَ لِلَّهِ عَاقِبَةُ** یعنی نہ کھاؤ تم وہ جانور جس پر نہیں
 ذکر کیا گیا نام خدا کا جانتا چاہیے کہ مسلمان وقت قریح کے اگر چہ بول کر تمیہ ترک کر دے تو قویہ کا گوشت حلال ہے اور نزدیک بھی اور
 شافعی کے نزدیک بھی تو اسکی بیعت بھی جائز ہوگی اور اگر قصد ترک کر لے تو وہ قویہ ہرگز نزدیک حرام ہو جاوے گا اور بیعت بھی اوستا

ناجائز اور شامعی کے نزدیک بیع اور اکل دونوں جائز ہیں تو یہ کہ شامعی کا مخالف ہے اور اس کتاب کے جو اوپر گذری تھی
 اول نے اگر حکم صحت بیع ایسے ذبیحہ کا جس پر ادرہ نہ ہو اور بی بی اوکیا تو قاضی ثانی یہاں مستحکم کر دیکھو **ص** یا مخالفت ہو حدیث
 مشہور کے جیسے قاضی اول نے حکم کیا **ف** مطلقاً لیسے وہ عورت جس کو ادرہ نہ ہو لیسے تین طلاق دیے ہوں **ص**
 کی حالت کا واسطے شوہر اول کے صرف نکاح زوج ثانی سے ہوں مگر اس کے موافق ہر سبب میں اسے سبب کے اس واسطے کہ مخالف ہر سبب
 مشہور کے یعنی قول حضرت کا واسطے عورت رفاہ نہیں ہوگا جب تک کہ چکھے شیر سی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شہر نبی تیری **ف**
 روایت کیا اوسکو بخاری اور سلم نے اور گزری یہ حدیث کتاب الطلاق میں قصہ بہت **ص** یا مخالفت ہو جو اجماع مسلمین کے
 جیسے قاضی اول نے حکم کیا حالت مشتمہ کا اس واسطے کہ صحابہ نے اجماع کیا اوس کے ونا **ف** اور گزری **ص** متعہ کے کتاب
 النکاح میں **ص** تو حاصل یہ ہے کہ قاضی نے جب سالہ مجتہد فیہ میں حکم دیا تو وہ مجتہد فیہ مجمع علیہ ہو گیا اور قاضی ثانی پر نافذ کرنا
 واجب ہے لیکن یہ صورت جب ہے کہ قاضی اول نے اس کے موافق حکم دیا ہو اور جو اپنی رائے کے خلاف حکم دیا تو وہ سبب بیان لگے
 آتا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ قاضی جانتا ہوا اختلاف مجتہدین کو تو اگر قاضی نہ جانتا ہوا اختلاف مجتہدین کو تو اس کی قضا جائز نہیں
 اور نہ قاضی ثانی اوسکو جاری کرے مجتہد فیہ سے مراد یہ ہے کہ محل قضا یعنی جس حکم میں قضا ہوتی ہے اوس میں اختلاف ہو اور جو خود قضا
 میں اختلاف ہو جیسے قضا علی العاقب **ف** اسکا بیان آگے آتا ہے **ص** تو وہ قاضی اول کی حکم کر دینے سے پہلے
 نہوگا اور قاضی ثانی کو اوسکا نسخہ پہنچتا ہی مان اگر قاضی ثانی بھی اوسکو جاری کرے تو اب وہ مجمع علیہ ہو گیا اب قاضی
 ثالث پاس مراجعہ ہوگا تو وہ نسخہ نہیں کر سکتا اجماع میں اتفاق اکثر مجتہدین کا کافی ہے تو جب اکثر ایک مستفق ہو جائے اور دیگر
 مستفق علیہ نہ ہو گیا اور مخالفت بعض کی مستتب نہ ہوگی **ف** اور ہلین بھی یہی اختیار کیا لیکن اصول فقہ کی کتابوں میں
 نہ کو یہ کہ تلافی شخص کا بھی مانے انعقاد اجماع ہے اور اجماع نہیں ہوتا اگر سب کے اتفاق **ص** اور ہلین لکھا ہے کہ مسئلہ
 فیہ سے مراد یہ ہے کہ صدر اول یعنی صحابہ و تابعین کا اختلاف ہی ہو لیکن صحیح ہے کہ یہ کچھ ضرور ہیں بلکہ اختلاف منافی کا بھی معتبر ہے
ف اور بطرح مالک اور احمد اور یہ لوگ نہ صحابہ ہیں سے ہیں نہ تابعین ہیں **ص** اور نافذ ہے قاضی کا حکم ظاہر و باطن میں
ف یعنی فی الدنیا اور فیہ نہیں **ص** کسی شے کی حرمت یا صلت پر اگرچہ چھوٹی کو ہی سے ہوگا اور صاحبین کے نزدیک
 نافذ ہے ظاہر میں نہ باطن میں **ف** جاننا چاہئے کہ امام اعظم نے نزدیک گروہی دعویٰ کرے ایک شے کا بسبب معین یعنی
 سبب ملک بیان کرے اور چھوٹے گواہ لاوے اور محل قابل حکم کے اور قاضی جانتا ہو کہ گواہ چھوٹے ہیں تو قضا نافذ ہے ظاہر و
 باطن میں **ف** نافذ ہے سے مراد یہ ہے کہ اگر شامعی نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا یعنی یہی منکوحہ ہی اور عورت نکاح کیا
 تب ہی لگواہ چھوٹے پیش کر لے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات
 پر قدرت و زوج کو اور نفقہ وغیرہ لوازم زوجیت کا حکم کرے **ف** اور نفذ باطن سے مراد یہ ہے کہ مرد کو مدعی اور عورت
 کو شہدہ کا پنے اور پرتا کر دینا عند اللدلال ہے اور صاحبین کے نزدیک صاف ظاہر حکم قاضی نافذ ہو گا یعنی سن رائے زوج اور زوجہ
 مدعی درست نہیں ہوگی اور یہی سبب ہے کہ فرادہ کہ نہ لیسے کہ در حقیقت میں ہے کہ ایسی بہت سی ہیں لیکن بجز اللہ میں ہے کہ قول امام
 ابو حنیفہ کا قوی ہے و لیس مذہب صاحبین کی ظاہر ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر ایسے کمال ہے کہ سبب سے سبب کا

در افتقار جماعی سے اتفاق
 در افتقار جماعی سے اتفاق

صلحت کا فیہا بیتہ وین اللہ وجواب اس کا یہ ہے کہ محض حرام محض یعنی شہادت دروغ کو اس بہت ہے کہ وہ دروغ کے سبب صلحت کا نہیں ہے
کیا بلکہ حکم قاضی کا مثل نشائے عقد بجد بیکڑ اور نشائے عقد حرام نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ کیونکہ قاضی دروغ گوئی شہود کو نہیں بہتا
اگر صاحب کی دس نفی وہ ہے جسکو ذکر کیا محمد نے بسو طامین کہ پوچھا جہو حضرت علی کہ ہم اللہ پر ہے کہ ایک شخص نے اپنے پاس گواہی
کریے ایک عورت کے کچھ پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دیا عورت کو کہ جانے مرو پاس تو کہا عورت کے پاس سے
نہیں نکاح کیا پھر سے اب اگر آپ ایسا ہی حکم کیا تو آپ نکاح پڑھو اور بیٹے سے فرمایا حضرت علی نے نہیں نہیں تجھ کو نکاح کی
نکاح کر دیا تو دونوں شہادوں تو اگر دونوں میں نکاح منع نہ ہو جانا آپکی تفسیر تو آپ تفسیر نکاح سے امتناع نہ کرے باوجودیکہ عورت
طالب تھی نکاح کی اور مرد غائب تھا اور اس میں محفوظ رہتے دونوں زمانہ انتہی آوے جو ہشتاد سال کی کہ دعویٰ مدعی ایک سبب معین
ساتھ ہو تو اس کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مدعی ملک طلوع ہو گا مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک توڑی کی ملک کا اور دو گواہ جو قاضی کے در
اور قاضی نے حکم دیا ملک کا واسطے مدعی کے تو یہاں پر مدعی کو وہی اسکی حلال نہوگی بالاجماع اور یہ جو کہا کہ قاضی کے سوا سوا
اگر اصل غیر قابل ہوگا جیسے وہ عورت کسی مشکوہ ہو یا مستعدہ یا مردہ یا مدعی کی محرم ہو یا بھارت یا صلح کے تو تفسیر کا
نہوگی اس واسطے کہ محل صلح نہیں ہو اس بات کا کہ تفسیر قاضی نشای عقد بجد یہ سمجھی جائے اور قاضی کا نہ خانہ اسوا شہادہ ہوا اگر
قاضی دروغ گوئی شہود کو جانتا ہے تو تفسیر کا فائدہ نہوگی لکن انی الططا واصل اور اگر قاضی اور اسے مسألہ تہذیب میں خلافت
اپنی سے کے حکم کیا اپنا مذہب بھول کر یا قصد اتو صاحبین کے نزدیک یہ تفسیر کا فائدہ نہوگی اور اسی پر فتویٰ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک
اگر بھول کر یا تو تفسیر نہوگی اور اگر جان بوجہ کر دیا تو اس میں دروغ آئیں ہیں **ف** یہ اختلاف قاضی چند ہیں اور قاضی قاضی
فتویٰ خلافت تہذیب کے فائدہ کا خواہ قصد ہو یا بھول کر اور خلافت تہذیب کے مراد یہ ہے کہ حنفی تہذیب نامی یا مالکی حکم کے یا مالکی فتویٰ
نہوگا اور اگر فتویٰ امام کا قول چھوڑ کر صاحبین قول پر حکم کرے تو یہ حکم خلاف مذہب نہیں ہے بلکہ فائدہ ہوگا اور قاضی انی کو
مرافقہ اس کا فتح نہیں ہو چکا چنانچہ درمیں کے اس صورت میں کہ حکم نے قاضی کی تفسیر کو تہذیب مذہب امام نہ کر دیا ہو والا
وہ مغزول ٹھہر گیا نسبت قول غیر امام کے تو قول غیر امام پر حکم اور اسکا بالکل فائدہ نہوگا اس واسطے کہ تفسیر قاضی کی زبان اور کان سے
درست و طحاوری سے زیادہ قصور قاضی حکم کے شخص غائب ہے **ف** اور نہ غائب کے لیے یعنی نہ غائب کا مقفی بلکہ یہ صاحبین
بہ مقفی بلکہ ہی تفسیر میں یہ قول متنی ہے کہ نہ بخلا اور امام شافعی اور امام مالک اور احمد کے نزدیک غائب پر حکم کرنا ناجائز ہے
بدلیل حدیث النبی علی السلام علی و الیہم ارجع الامور علی من اکتھر کو حضور و حضور کو شرط کرنا اس حدیث پر زیور کی بالذیل درج ہے
دلیل ہی حدیث حضرت علی کی ہے جو اوپر گندی کہ فرمایا حضرت نے فیصا کہ تو ایک کے لیے جب تک اس نے کلام دوسرے کا نہ آیا
کیا وہ کلام خود اور اور صاحب اسحق اور طحاوسی اور صاحب نے اس حدیث معلوم ہے کہ دوسرے کا کلام معلوم نہ ہونے تک کہ وہ اور یہاں
پائی جاتی ہے خصم کے تابع نہیں اور اسکے نائب بھی غائب ہوتے ہیں اور سوا کے شہادت کا محبت ہونا اس پر ہوتے ہیں کہ کیا جائز
ہو اور وطن فی الشہادۃ اور اسکا بجز بدل اس کے حضور کے معلوم نہیں ہو سکتا لکن فی الفتح القیدی صاحب نے اس صورت میں کہ
نائب اس کا حاضر ہو و تحقیقہ جیسے غائب کا وہ کیوں کہ وہ غائب قائم مقام ہے یا شرعاً جیسے قاضی کا دعویٰ یعنی جسکو قاضی نے تفر کیا یا حکماً
اس طرح کہ جو دعویٰ کے غائب پر وہ بالفرض ہو اور اس چیز کا جب کا حاضر دعویٰ آ رہا ہے **ف** تو اگر دماغی انشاء کے سبب

اور ایک روایت
میں
میں
میں

چرتے میں واسطے اور اعلیٰ الریاض کے شک پر جاگی تو اس صورت میں دعویٰ مقبول ہوگا مثلاً ایک لونڈی خریدی پھر اس کے مالک پر یہ دعویٰ کیا کہ اسے نکاح کا شخص غائب کر دیا تھا اور غرض میں نہ رہا جو کہ سبب عیب مکمل جس کے لونڈی واپس آجوا تو یہ لونڈی کا واسطے کا حکم ہوگا کیونکہ تزویج غائب رد علی لودی کا سبب بالضرہ نہیں اس واسطے کہ احتمال ہو کہ قایم ہو سکے جلافت دی ہو اور اسے نازل ہو گیا ہو جس مثال وکی پر کر دیے نے دعویٰ کیا ہے اور چونکہ بعض پر ایک مکان پر کہ یہ مکان سینٹے کر سے خرید گیا تھا اور یہ قیاس ہے جو فیہ نیکار کیا تو زید نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کیے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا دعویٰ تو یہ حکم کر رہی ہو جو گواہ کیا معنی اگر کسی حاضر ہو کہ بیع کا انکار کرے تو معتبر ہوگا اگرچہ یہ وقت قصہ کے غائب تھا اس واسطے کہ اذعان علی انب یعنی خریدنا گھر کا سبب اور اعلیٰ الریاض یعنی مالکیت کا اس واسطے کہ مالک خرید کر نہ سبب کی ملک کا الاحال غایتہ الاوطار اور جو خریدی گیا جا غائب پر اگر وہ شرط ہو اس میں دعویٰ جو حاضر ہے اور عا ہوف اور پہلی صورت میں سبب تھا خاص چنانچہ اگر غلام نے اپنے بیگانہ پر اس کا دعویٰ کیا کہ اس نے مملوک کیا تھا میری حق کو زود زید کے تطبیق پر اور گواہ الہ یا زید کی زور کے مطلقہ یعنی پر زید کی ملکیت میں تو گواہ مقبول ہوگئے صحیح قول پر اور سبب میں اس واسطے مقبول نہیں کہ اصل پر سبب کا تو حاضر ثابت ہوگا صاحب سبب کا یعنی غائب کا ماننا کہ اصل اولیائے نہیں جبکہ شرط ہو یعنی شرط اصل نہیں ہے نہ شرط تو حاضر ثابت ہوگا ثابت نہیں ہو سکتا ہے حکم شرط میں جب کہ وہ میں حق غائب کا ابطال ہو چکا چنانچہ مطلقہ ہونا زود زید کا صورت مذکورہ میں کہ اس صورت میں زید کے حق کا ابطال لازم آتا ہے تو اگر غائب کا حق باطل تھا تو چنانچہ ایک شخص نے طلاق اپنی صورت کا مطلق کیا زید کے گھر میں بچا پور تو فوت و دخول کے گواہ عورت کی جائز ہے مقبول ہوگا بحالت غائب چنانچہ اسے اس واسطے کہ زید کا دعویٰ ثبوت و دخول کو چھوڑ نہیں جس قاضی کو اختیار ہے کہ تمام مال قرض درج کر سکیا اور لکھو ایہ تمک و چونکہ قاضی کی سبب کثرت اشغال کے حفاظت اموال کی فرصت نہیں ہوتی لہذا قاضی کو درست ہے کہ تمام مال حتی المقدور ایسی جگہ لگا کر اور میں زیادتی ہو جیسے کسی اطو برضارت کے دیو یا مکان یا غلام کمانی و اس میں آکر یا زید کے گھر کے اندر سے تو کسی ایسے کو جو غنی امانت دار ہو تو قرض بھی لگا سکتا ہے و تہیقہ لکھو اگر بشرطیکہ تمہا وہی ہو جو وہ ہو اور جو تمہا وہی ہو جو وہ ہو تو قاضی کو قرض نہ یا تمہا وہی قرض اور وہی کو درست نہیں کہ تمہا مال سیکو قرض ہو اور اسے بطور باکچھ بھی صحیح قول میں درست نہیں کہ بیٹے کا مال قرض ہوئے اگر دیکھا تو ضمان ہوگا اگر باپ یا وصی صغیر سرف ہو یعنی فضولی خرچ ہو قاضی کو ہو چنانچہ اگر باپ اور وصی مال لیکر کسی شخص سے اس پر کچھ دے پھر وہ شخص سے قرض لے لے گا اس وقت جب وہی بے بھرب سے اور کسی طرح دارالقضائین حاضر ہو تو قاضی مدعی و جہ ثبوت لیکو مدعی علیک طرف سے ایک وکیل بنا کر حکم کر دے دس پختہ ارشامی نے اسکی صورت یوں لکھی کہ ایک شخص سے قاضی پاس آکر یہ دعویٰ کیا کہ میرا خالہ نے یہ حق ہے اور وہ چھپ کر بیٹھ رہا ہے چنانچہ میں قاضی لکھے الی شہر کو اس کے احضار کے لئے تو اگر والی شہر و سکونت دار مدعی و جہ ثبوت کرے مہر ہوگی اس کے مکان پر تو اگر لکھے دو گواہوں کو اس بات پر کہ مدعی علیہ اپنے مکان میں ہوا اور گواہ کہ میں کہ میں نے یا کہ میں نے جہ ثبوت کو دیکھا تھا تو مہر کر دے اس کے مکان پر اور اگر میں نے زیادہ بیان کر میں تو نہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ تہ ثبوت میں ہوا کہ لکھو تو جہ ثبوت مہر ہوگی اور میں نے درخواست کی کہ مدعا علیک طرف سے وکیل لکھے کہ کیا چاہو تو قاضی ایسا رسول اور ڈو گواہ بھیجے مدعی علیہ کے

بازہوم شرح و قافیہ

مکان پر اور وہ سو اچکے تھے میں متر بلون گواہوں کے سامنے کہ اذقان ولد فلان قاضی نے کہا ہے مجھ کو حاضر ہو تو سچ کہنے
 مدعی کے دارالتصاویب ورتہ میں تیری طرف سے کس کھرا کر کے حکم کروں گا اور مدعی کا گواہوں تیرے قبول کرو گا اس طرح میں نے کہنے سے
 تین دن گذر جاوے اور مدعی علیہ حاضر ہو تو قاضی اس کی طرف سے کس کھرا کر کے مدعی کے گواہ سے اور اسکے کویل کے سامنے مدعی علیہ
 فیصلہ کر دیا انتہی مسئلہ اگر مدعی نے وقت استحقاق دعویٰ لیکر پندرہ برس تک علیہ حاضر نہ ہوئی تو وہ دعویٰ منسحاب ہوگا
 مگر وقت اور میراث کا دعویٰ کلاس میں ملوں تا بالغ نہیں البتہ اگر تین سال گذر جائیں تو دعویٰ وقف وارث بھی سموع نہیں
 اور بعض فقہائے نزدیک دعویٰ ارث مثل اور دعویٰ کے پندرہ سال بعد سموع ہوگا وقت استحقاق سمیعاً و سوب ہوگا نامہ اس فقہ
 یہ ہے کہ مثلاً ایک عورت تیس برس تک اپنے خاوند کی حیات میں دعویٰ مرنہ کیا بعد اسکے خاوند مر گیا یا اس سے طلاق دیا تو
 کاتب دعویٰ سموع ہوگا اس واسطے کہ استحقاق طلب مہر وقت طلاق یا وقت موت حاصل ہوا ہے اور وقت استحقاق آتی ہے
 منقضی نہیں ہوتی دعویٰ سموع ہونے سے یازم نہیں آتا کہ مدعی کا حق بوجہ مدت ادویعہ کے ساقط ہو جاوے بلکہ اگر مدعی علیہ پندرہ
 تو دعویٰ سموع ہو گیا اگرچہ مدت طویل گذری ہے مسئلہ تشریحی کو بعد پندرہ سال شراط حکم میں تاخیر کرنا درست نہیں
 مکین سبب یا شک و یا ہوا ہو یا امید صلح کی ہو یا مدعی مدعی علیہ کوئی ان دونوں میں سے مہلت مانگے اور ایک چوتھی وجہ طلاق
 میں ہر وہ ہے کہ قاضی کو اہل شرع فتویٰ پر اعتماد ہو اور دوسرے شہر کے علماء سے فتویٰ دریافت کریں تو تاخیر قضا سے گنہگار ہوگا
 قاضی کو اپنا حکم اپنی رائے میں درست نہیں مگر تین صورتوں میں اگر حکم کیا ہے علم اور درست پر پھر غلط نکلیا حکم کی خطا ظاہر ہوئی
 یا اپنے نزدیک مخالف حکم دیا دہر بخدا مستعنا کہ سلطان بادشاہ کی اطاعت امر ہوا فتی میں واجب ہے مخالف شرع میں
 تو اگر بادشاہ نے حکم دیا کہ گواہوں سے حلف لی جایا کرے تو قاضیوں کو چاہیے کہ بادشاہ کو نمائش کرے
 اس حکم سے باز رکھیں اگرچہ بعض فقہائے لکھا ہے کہ حلیف شاہ بنظر زمانہ درست ہے لیکن صحیح نہیں ہے

پندرہ سال
 دعویٰ سموع

دعویٰ سموع
 دعویٰ سموع

حکومت سموع

باب پنجائیت بیان میں

یعنی پنج ستر کرنے کے بیان میں عربی میں اس کو حکم کہتے ہیں حکم بھی قضائی فروع سے ہے اور حکم یعنی پنج کا ترجمہ تکرار
 قاضی سے حکم اپنی میں اس واسطے کہ قاضی کا حکم عام ہے اور حکم کا حلقہ قضاوی پر مخصوص ہے جسے اس کو پنج ٹھہرایا اور پنجائیت کا
 جواز حدیث کتابت ہے اس واسطے کہ ابو شریح سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میری قوم میں جب اختلاف پڑتا ہے کسی چیز
 تو آتے ہیں وہ میرے پاس میں ان میں حکم کر دیتا ہوں تو وہاں حضرت علیہ السلام نے کیا خوب ہے یہ روایت کیا اس کو سنائی ہے
 کذا فی فیہ القادی ص صحیح ہے پنج بنا نامہ مدعی مدعی علیہ اس شخص کو جو صلاحیت قضائی رکھتا ہے یعنی ضرور ہے کہ حکم سلطان
 آزاد عاقل بالغ عادل ہو نہ اندھا ہو نہ گانا ہو نہ محرومی القذف کما مراد فاسق اگر پنج بنا گیا توجہ نہ ہو جاوے گا حکم ہلا یا محکم
 جب دونوں صحابین نے اپنی رضامندی سے ایک شخص کو پنج بنا یا اور اسے حکم کیا ساتھ گواہوں یا اقرار کے بانگول کے
 تو لازم ہوگا وہ حکم صحابین پر ہے اور اس کا حکم باطل ہوگا دونوں کے معزول کر دینے سے بسبب صبر ہونے حکم کے
 ولایت شرعی سے دہر بخدا ص صحیح ہے پنج و بنا پنج کا اصل تنجیض میں کے اقرار اور شاہدین کی عدالت کا اپنے پنج ہونے
 کے زمانے میں یعنی اگر مدعی علیہ شہادت کرے اور حکم حکم گواہوں سے اقرار کی خبر کے اثبات حجت کے واسطے یا ہوگا

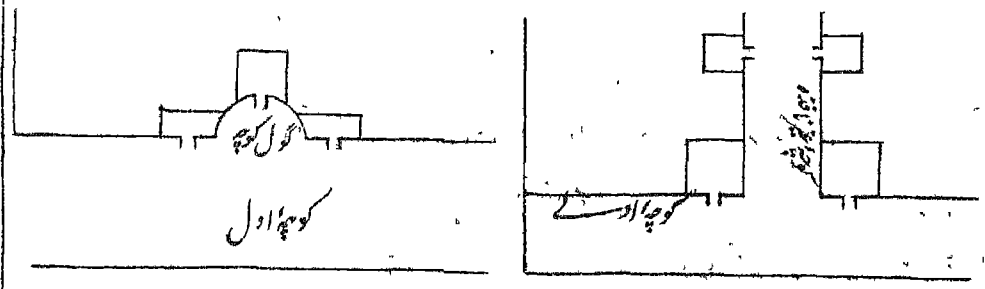
پنج ستر کرنے کے بیان میں
 حکم کا حلقہ قضاوی پر مخصوص ہے
 حکم سلطان آزاد عاقل بالغ عادل ہو نہ اندھا ہو نہ گانا ہو نہ محرومی القذف کما مراد فاسق
 حکم صحابین پر ہے اور اس کا حکم باطل ہوگا دونوں کے معزول کر دینے سے بسبب صبر ہونے حکم کے
 حکم کا حلقہ قضاوی پر مخصوص ہے

کون سا شخص یا شخصیت اس کی طرف اشارہ کرتا ہے

شاید کو فاسق کہتا ہے اور حکم او سکی عدالت ظاہر کرے تو صحیح ہو در حال باقی رہنے اس کی نجات کی کیونکہ جب تک نجات باقی ہے
 تو اس کیلئے کاخیر دنیا بجز آخرت کے نہیں ہے دو گواہوں کے ہو برخلاف اسکے خبر جب وہی است بعد ختم ہو جائے نجات کی کیونکہ اگر ایک کا
 حال مثل ایک شخص کے رہا میں ہو گیا تو ضرور ہر ایک گواہ دو سہ اور بخلاف اس صورت کے جب خبر ہی اس نے کہ میں
 حکم کر چکا کیونکہ جب وہ حکم کر چکا معزول ہو گیا تو اب خبر اس کی مقبول نہ ہوگی لکن اگر اس طرح سے زیادہ **ص** اور اگر ایک
 متحکمین سے اختیار ہو کر عمل حکم کرنے پہنچ کے نجات سے پھر جانے اور حکم پہنچ کا اور اس طرح قاضی کا درست نہیں ہے بلکہ اس میں اور
 اولاد اور بیوی کے لیے جیسے گواہی ان لوگوں کے لیے درست نہیں **ف** یعنی انکے نفع کے لیے اور انکا اور حکم
 درست ہے جیسے شہادت اور درست ہے یعنی انکی مضرت کے لیے اور رسول انکے بھائیوں اور چچوں اور اولاد اور جس اور اولاد
 کے واسطے حکم پہنچ کا اور قاضی کا درست ہے جیسے شہادت انکے لیے درست ہے **کذا فی المعنی ص** اور درست نہیں ہے نجات
 حدود اور قصاص میں اور باقی سب مقدمات میں درست ہے لیکن اسکا فتویٰ نہ دیا جاوے گا واسطے خوف دلیر ہو جاوے گا
 اور باقی نہ رہے رونق کے واسطے حکام اور حکم کے **ف** یعنی اگر عوام میں پانچ کے تو مستحب ہے بطور نجات فیصلہ لیا کرینے
 اس صورت میں قضاة اور حکام انکے سب مطلق در بیکار رہ جاوے گا **ص** اس طرح حکم پہنچ کا ساتھ درست قائل کے کہنے پر قتل
 ظاہر درست نہیں کیونکہ قائل کہنے والا اسکو پہنچ نہیں بنایا اور اگر اس نے فیصلہ کیا ساتھ درست ذات قائل پر تو قاضی یہ حکم اسکا
 اور دیکھا اسواسطے کہ مخالف نص میں ہے نہ دیا حضرت قائل کہنے والا اسکو اور ٹھوڑی دو مقتول کی **ف** بیان اس
 حدیث کا کہتے ہیں انبیاء میں انشاء اللہ تعالیٰ اور بچا **ص** اگر پہنچ کے حکم کا مرفوعہ واقضی ہونے کا حکم اگر کہنے والا اسکو پہنچے پادے
 تو نافرمان کرے اسکو ورنہ باطل کرے اسکو **ف** حکم کا حکم اکثر باتوں میں مثل قاضی کے ہر تو وقت حکم
 اسکو بدیہ لینا بھی احد المتخاضمین سے جائز نہ ہوگا اگر ستر مساکون میں فرق ہو کر ان میں وہ سب ناکور ہیں

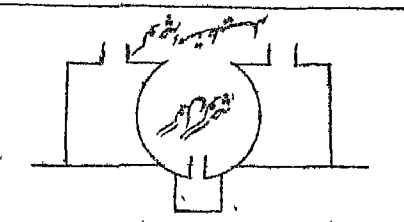
باب مسائل متفرقہ متعلقہ قضایا کے بیان میں

ایک مکان دو دستہ کردو آدمیوں کے پاس ہر ایک اور پے کے مکان کا مالک ہے اور دوسرے پے کے مکان کا قویچے کے مکان دو آدمیوں پہنچتا
 کہ اپنے مکان میں بیٹھو ٹھوٹے یا روزانہ کرے بغیر دوسرے کی رضا سندھی **ف** اس طرح اوپر والے کو نہیں پہنچتا کہ وہ
 کچھ در بنا دے یا کریان رکھے یا پانچ بنا دے عینے اور صاحبین کے نزدیک لیا کہ وہ فعل درست ہے جس میں دوسرے کا ضرر ہو
 اور نام کا تو قیام کے موافق ہر حال لائق **ص** ایک لہجی گلی اور اور زمین ایک لہجی گلی پیدا ہوئی ہے جو نافرمان نہیں ہے تو پہلی گلی کے ساتھ
 والے کو اختیار نہیں ہے اگر اسکی چغیر نافرمان چلنے کے لیے دروازہ نکالیں اور اگر دوسری گلی گول ہے کہ اس کے دو کنا سے پہلی گلی
 سے مل گئے ہیں تو پہلی گلی والے زمین دروازہ چلنے کے لیے نکال سکتے ہیں صورت ان دونوں گلیوں کی یہ ہے



لیکن بشرط یہ کہ وہ جو دوسری گلی گول ہو نصف دائرہ کے مقدار ہو یا اس سے کم ہو لیکن اگر نصف دائرہ سے زیادہ ہوگی تو بھی پہلی گلی والون کو وہاں دروازہ واسطے چلنے کے نکالنا درست نہ ہوگا صورت او س کی یوں ہر وقت اور ان سب صورتوں میں ہونا آنے کے لیے کھڑکی یا دروازہ بنانا یا روشنی کے لیے درست ہر عینہ لیکن ہر ایسے میں ہر گز اس صحیح ہی کہ مطلقاً دروازہ کھولنا اول کوچے والے کو جائز نہیں خواہ چلنے کے لیے ہو یا اور کسی کام کے لیے کیونکہ بہر دروازہ کھول لینے کے دوسری گلی چلنے سے ہر ساعت منع نہیں کر سکتے اور احتمال ہے کہ دروازہ لگا کر دعوی ہو جاوے کسی جن کا دوسری گلی میں حصہ ایک شخص نے دعوی کیا ایک گھر کا جو دوسرے کے قبضے میں ہے کہ قابلین نے مجھے یہ گھر فلان وقت میں مثلاً غزوہ رمضان کو صلہ بیجا کیا تھا قابلین نے اسے انکار کیا مدعی سے گواہ طلب ہو کر سنے کہا کہ مدعی علیہ نے گھر کی چابی انکار کیا تھا سینے یہ گھر اس نے خرید لیا تھا یا نہیں کہا اور گواہ خریدنے پر اس گھر کے پیش کیے تو اگر گواہوں نے شہادت خریدی دی تو بہر وقت ہر گز مثلاً شو الی از بقعدہ میں حصہ تو گواہی مقبول ہوگی اور جو شہادت مدعی خریدی کی قبل وقت ہر گز مثلاً گواہ شہادان یا رجب میں حصہ تو گواہی مقبول نہ ہوگی اس سبب ناقض اور مخالف کے درمیان شہادت اور دھوکے کی وجہ مدعی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گھر قبل ماہ رمضان ملک میں مدعی علیہ کے تھا اور گواہوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں مدعی کے تھا اور ایسی شہادت ناقض ہوگی اس شخص نے دعوی کیا کہ زید نے مجھ سے یہ نوٹری خریدی ہے زید نے اسے انکار کیا اور مدعی جھگڑا چھوڑ کر ٹپ ہو رہا تو اب مدعی کو پونچھا ہو گا وہ نوٹری سے وطنی کرے اس واسطے کہ جب مالک کو وصول شن متعذر ہو گیا شہرتی تو اسکی رضائوت ہوئی اور یہ موجب ہر الفساح ہے کہ تو کچھ وہ نوٹری ملک مالک میں اگر گئی تو وطنی اوسکو درست ہوگی کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے دس درہم لیے ہیں پھر مدعی ہوا کہ وہ روپیہ لیتے تھے یا نہ لیتے تھے تو اسکی تصدیق کی جاوے گی یعنی شہرتی سے اسکا قول مقبول ہوگا اور اگر اسے دعوی کیا کہ وہ درہم ستوتھے تھے تو قول اسکا مقبول نہ ہوگا اس طرح اگر ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں سے کھرے دس درہم لیے ہیں یا سینے بہانے پایا یا مالع نے کہا سینے شن وصول پائی یا پورا لیا سینے بعد اسکے مدعی ہوا کہ وہ درہم لیتے تھے یا نہ لیتے تھے تو اسکی تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کمال مقبوض پر تو بعد اسکے دعوی نقصان کیسے ممکن ہوگا

صراحتاً چاہیے کہ زیت اور تہہ تہہ سے اون درہم کے میں نہیں چاندی غالب ہو لوئی پر گریہ کہ چاندی او میں گھری کی نسبت کم ہے اور گھوٹا میں ہنہر کا زیادہ ہے زیت سے تو زیت کو تا جبر و نہیں کرتے اور او میں معاملہ جاری ہوتا ہے مگر یہ کہ بیت المال زیت کو بھی نہیں لیتا کیونکہ بیت المال میں نہیں داخل ہوتے مگر وہ درہم جو نہایت کھر میں اور ہنہر جو تجارتی پھیڑتے ہیں ہنہر کی آنسی میں اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں وہ درہم ہے جو سکا سکا مت گیا ہو بعض یہ کہتے ہیں کہ چاندی جسکی خراب ہو اور ستوتھے وہ درہم ہے کہ اسکا تانبا اندر ہو اور ہنہر ہے پرت چاندی کی ہو و ص ازید کے کما عر سے کہ تیرے مجھ ہنہر اور ہنہر میں عرو نے اسکے جواب میں کہا میرا تیرے اوپر کچھ نہیں ہے پھر کہنے لگا نہیں بلکہ ہنہر اور ہنہر میں تو زید پر کچھ لازم نہ آوے گا اس واسطے



اسن السائل میں صوت
مسئلہ کی بیان کی گئی ہے کہ زید نے
عرو سے کہا کہ زیت سے
نوٹری خریدی ہے اور تو نے
تہہ تہہ سے چاکا کیا تو تو کو
او میں سمجھتے کہ زیت کو
زید اس سے کچھ نہیں دارا ہے
بال غلطی کیوں تو وہ کچھ
خیز کا وہ اس واسطے کہ
ہوگی یا کو میں چاہتا ہوں
دعوی او میں اولت ہو جاوے گی
بیت مال سے کھرے اور اسکا
صند

کہ پہلے خود غم نہ اپنے حق کی نفی کر کے نیک کے اقرار کو رد کر دیا تو اب پھر دعویٰ بغیر حجت اور دلیل کے مسموع نہ ہوگا **ص** ازین
 عمر پر دعویٰ کیا ایک مال کا عمر نے اس کے جواب میں کہا تیرا مجھ پر کچھ نہ تھا تب یہ سنے گواہ قائم کیے اور مال پر اس وقت عمر کو لگا
 کہ میں یاں بنگواؤا کر چکا ہوں یا تو مجھ کو اس مال سے بری کر چکا کر اور اس امر پر عمر نے گواہ قائم کیے تو عمر کے گواہ مسموع و منظور
 ہوئے **ف** امام زفر کے نزدیک منظور نہونگے بوجہ تناقض کے ہم یہ کہتے ہیں کہ بیان تناقض نہیں ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی
 کسی کا کچھ نہیں ہوتا لیکن واسطے رفع نزاع کے مال میں قبول کرنا ہر **ص** اور اگر دعویٰ جواب دعویٰ میں آتا اور کہا کہ میں بنگوا
 پہ پاتا بھی نہیں تو اب گواہ اس کے لئے مال ابر ادعیٰ پر مسموع و منظور نہونگے بسبب تناقض کے اور نہ ممکن ہے تو فریق کے
 کیونکہ دو مستدللین دین اور معاملہ اور ایفاء اور ابراد و شخصوں میں بدون معرفت اور شناسائی کے نہیں ہو سکتا اور تو
 نے ذکر کیا ہے کہ گواہ اس کے مسموع و منظور ہوئے گا سو اس کے گرد گوشہ نشین جو پر وہ میں رہتا اور عورت پر وہ نشین گاہ ہے حکم
 کرتی ہیں پسند کیا دن کو واسطے رضی کرنے دعویٰ کے اور وہ دعویٰ علیہ طر ف سے دعویٰ کو مان لیکر رضی کر لیتے ہیں باوجود ہر بات
 کہ دعویٰ علیہ مدعی بن شناسائی نہیں ہوتی تو ممکن ہے تو فریق **ط** جاتا چاہیے کہ دفع تناقض میں بعضوں کے
 نزدیک امکان تو فریق کافی ہے اور بعضوں کے نزدیک ضرور ہے کہ دعویٰ تو فریق کی وجہ کی تشریح کرے اول قول کی وجہ پر کہ جب
 تو فریق ممکن ہو نہی تو تناقض تحقق نہوگا پس حمل کیا جاوے گا کلام اور پھر تو فریق کے تاکہ دعویٰ کا ابطال نہ مشغول رہے قول
 ثانی کی وجہ پر کہ ضرور ہے دعویٰ میں صحت یقیناً تو معرفت امکان صحت سخن مدعی علیہ کو باطن کر سینگے باثبات حق مدعی بن کہنا
 جہاں پر شک واقع ہوئے صحت دعویٰ میں تو وہاں امکان صحت کافی نہوگا مثلاً ایک شخص مدعی ہوا ہے کہ جب گواہ
 اس سے طلب ہو تو گواہ کہہ سکے نہ اسکا تو مدعی ہو گیا شرا کا اور گواہ قائم کیے شرا پر اور یہ بیان نہیں کیا کہ شرا مدعی کی قبل وقت
 ہوا بعد وقت ہے کہ گواہ ہی مقبول نہوگی سو اسکا احتمال ہونہ تو فریق ہے اور اس صورت میں دعویٰ باطل نہوگا جیسا کہ اوپر گذرا
 اور احتمال ہونہ شرا بعد وقت ہے کہ شخص سے اور صورت میں دعویٰ صحیح ہو جاوے تو اب شک ہے کہ صحت دعویٰ میں تو ہم صحیح نہوگا
 دعویٰ کو شک سے اس واسطے کہ غایت مافی الباب یہ ہے کہ شرا متحقق ہوگی قبل ہے کہ تو دعویٰ ہے کہ معنی ہوگے کہ پہلے میں اس مکان
 تھا لیکن وہ عقیدہ ترفع ہو گیا اور پھر اسکی ملک میں مکان آیا گیا پھر اسنے یہ کہہ کیا تو ضرور ہے قائم کرنا گواہوں کا اوپر ہے کہ اور جب
 نمونے اس سپاں گواہ ہے کہ تو دعویٰ اسکا صحیح نہوگا اور مدعی علیہ کا حق شک باطل نہوگا اور جہاں پر شک نہو صحت دعویٰ
 میں تاکہ لازم ہے ابطال حق مدعی علیہ کا ساتھ شک تو وہاں امکان تو فریق کافی ہے جیسا کہ قائم کیے گواہ مدعی علیہ نے اور اسے
 مدعی کے یا ابر ادعیٰ کے بعد نکال کر نے اسی مدعی علیہ کے مدعی سے اور قائم کرنے مدعی کے گواہ پر مدعی کے یا قائم کیے گواہ وہ پھر کے
 بعد وقت ہے کہ ان صورتوں میں شہادت مقبول ہوگی تو یاد رکھو اس قدر کہ کو کہ یہ شیر النفع ہے پھر جان تو کہ تناقض جب مان ہے
 صحت دعویٰ کا کلام اول مفید رہا ثبات حق کا ایک شخص کے واسطے تو اگر ایسا نہوگا نہیں مان ہوگا صحت دعویٰ کا حسبہ کہا گیا ایک شخص نے
 نہیں حق ہے میرا کسی ہم قدری پر پھر دعویٰ کیا ایک شخص سلکن ہر قدر یہ تو صحیح ہے دعویٰ اسکا اور اگر کلام پہلا شخص معین کے لیے
 صادر ہوتا جیسے کہ نہ یہ میرا ہے کچھ دعویٰ نہیں یا کوئی حق نہیں پھر دعویٰ کرے تو باطل نہوگا جیسا کہ سبب تناقض کے کلام اول
 مع زیادہ **ص** نے دعویٰ کیا عمر پر کہ پیشے سے یہ غلام خریدتا تھا ہر روز وہ سپہ کو اور روپے میں تھے دیکھا اب میں یہ بیچارے

مسائل متفرقة مستغنیة فی بیان بین

مسائل متفرقة مستغنیة فی بیان بین

تو میں رد کرتا ہوں اور سبب عیب کے تو میرے روپوشن کے واسطے کہ عرف نے انکار کیا اصل بیع کا **ف** یعنی یہ غلام میں تیرے ہاتھ میں بیجا ہے تب قائم کیے نہیں گواہ بیع پر بعد اسکے عور نے جواب دیا کہ وقت بیع کے میں نے شرط کی تھی ہر عیب برائے کی **ف** یعنی شہرہ کی تھی کہ اگر زمین کوئی عیب ہے تو اسکے مواخذہ میں برائی غرض عرو کی اس تیرہ ذکر فرماتا ہے اور گواہ قائم کیسا اس بات پر تو یہ گواہی مسموع نہ ہوگی بوجہ تناقض اور اولیٰ ہونے کے نزدیک مقبول ہے **ف** وہ قیاس کرتے ہیں اس کا اور وہ چوکڑا کہ زمین نے دعویٰ کیا عور پر ایک مال کا عور نے کہا کہ تیرا مجھ پر کچھ نہ تھا الیٰ اخریٰ کا طریق میں اس کا جواب یوں دیا کہ وہ مسائل میں کا ہر اور زمین کہی یوں ہی واسطے وقوع نزاع کے ادا کر دیا جائے اور اس جگہ عوی مدعی علیہ کا بابت برائے کی عیب سے مستدعی تو بیع کا اور بیع کا وہ انکار کر چکا تھا تو اب بوجہ تناقض کے مقبول نہ ہوگا **ص** اگر ایک شخص نے ایک تمسک لکھا اور اسکی اخیر میں انشاء اللہ لکھا یا تو سارا مضمون تمسک کا باطل ہو جائیگا اور نزدیک صاحبین کے آخری فقرہ دسکا ایک لفظ لانی مر گیا اور اسکی زوجہ کہا میں سلمان ہوئی بن بیوت اسکے کے **ف** یعنی موت کے وقت میں بھی نصرانی تھی غرض اسکی یہ ذکر محروم ہو میراث سے بوجہ اختلاف دین کا **ص** اور باقی وارثوں نے نصرانی کے کہا کہ تو مسلمان ہوئی تھی اسلئے تو قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا اسی طرح اگر ایک مسلمان مرے اور اسکی زوجہ کہا کہ میں سلمان ہوئی تھی سائن اسکے اور باقی ورثہ نے کہا کہ تو مسلمان ہوئی بعد اسکے تو قول ورثہ کا قسم سے مقبول ہوگا اور زفر کے نزدیک پہلے مسئلے میں نقل عورت کا مقبول ہوگا تیرہ کے پاس عرو کی کچھ ایام تھی اور عور مر گیا زمین نے بنا و سکا موت کے کہا کہ خیار بیٹھا عور کا ہوا عور کا وہ اسکے اور کوئی وارث نہیں ہے تو وہ امانت حال کو دیر اور اگر بعد سے پھر یہ بیکو کے کہ بھی عور کا بیٹا ہو اور مال کا انکار کرے تو قاضی کل ل خالی ہی کو دلا دیکھا **ف** اس واسطے کہ اقرار اول کوئی مکذیب نہیں ہے اقرار ثانی کا مکذیب عور دہوا اقرار اول صحیح نہ ہوگا **ص** اگر کسی کا قرض میت پر ثابت ہو اور میت کا وارث ثابت ہو اور میت کا وارث اور گواہوں نے یہ کہا کہ ہم سوا اسکے اور کوئی قرض خواہ یا وارث میت کا نہیں جانتے اور مال میت کا تقسیم ہوا اور قرض خواہ اور وارث اور وارثوں میں تو اب دس ضمانت نہ لیا گیا اس بات کی کہ اگر کوئی وارث یا قرض خواہ پیدا ہوگا تو اسکا حصہ بیٹے اور بعض قاضی جو احتیاطاً اسی رشتہ میں ضمانت لیتے ہیں ظالم ہوا اور حاکم کے نزدیک ضمانت لیا گیا **ف** اور اگر وارث یا وارث سے ثابت ہو تو بالاتفاق ضمانت لیا گیا اور جو گواہوں نے یہ کہا کہ ہم سوا اسکے اور کوئی وارث یا قرض خواہ کو بیٹے نہیں جانتے تو بالاتفاق ضمانت لیا گیا **ص** چنانچہ بیٹے کے گھر کا جو بیکے قبضے میں ہو اس طرح دعویٰ کیا اور حجت قائم کی کہ بیکے گھر کا اور بیکے بھائی عور کو جو غائب ہو میراث میں تھا اس کا بیٹے کو تو قاضی نے غرض سے گھر کا بیٹے کو دلا دیکھا اور باقی مکان کو عور کے آنے تک بیکے بیٹے کو دیا اور اس سے ضمانت نہ لیا کہ اس کو کہہ لے اقرار کیا ہونے کے عور کا یا انکار اور ضمانت نہ لیا کہ بیکے گھر کا بیکے بھائی عور کو دیا اور اس کے قرضے میں بچے ہوئے اسکے لایا گیا کہ سبب اسکی خیانت ظاہر ہوئی تو لے لیا جاوے گا اور اس اور ایک امین کے پاس چھوڑا جاوے گا اور اگر نہ انکار کیا ہو تو البتہ باقی مکان کو اسکی کے قبضے میں رہنے دینگے اور ضمانت اسکی نہ لینگے اور اگر یہ صورت منقول میں واقع ہوئی تو تو میں بھی یہی اختلاف ہے **ف** یعنی انکار اور عدم انکار دونوں صورت میں اسکے پاس رہنے دینگے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکار کی صورت میں اس کے لینے کے **ص** اور بعض نے کہا کہ منقول بصورت انکار اتفاق امام اور صاحبین نے لیا جاوے گا مسئلہ ایک شخص نے وصیت کی کہ گنت مال میرا فلا نے کو دینا تو ہر قسم کے مال میں شلٹ دیا جاوے گا **ف** خواہ مال زکوٰۃ ہو یا غیر مال زکوٰۃ **ص** اور جو کسی نے یہ کہا کہ مال میرا جس چیز کا

لے لیا جائے
منقول ہوا

میں مالک ہوں وہ خدا کی راہ میں صدقہ و خیرات اس مال کو لے لیا جاوے گا **ف** جیسے سونا چاندی سوا گم اموال تجارت اور غنیمت
 زکوٰۃ کا صدقہ دینا لازم ہوگا جیسے سب اشیاء کی گھڑا سواری کا غلام خدمت کا کام فی الزکوٰۃ اور زکوٰۃ کے نزدیک یہ قول بھی عام ہوگا
 تا علی اموال کو خواہ مال زکوٰۃ ہوئے یا غیر زکوٰۃ **ص** تو اگر اوس کے پاس سوال زکوٰۃ کے کچھ ہو تو زکوٰۃ لے سکے تو اتنی
 اور باقی کو صدقہ کر دے **ف** اور قوت کی تقدیر کچھ نہیں ہے اس لئے مختلف ہونے احوال میں اسی کے کہا گیا ہے جو زکوٰۃ فرمادے وہ وہاں
 کی خوراک اپنی اور اپنے عیال کی رکھ لے اور صاحب ملکہ یعنی جسکو مکان و گاہن وغیرہ کا کاروبار ہو وہ غایت درجہ ایک شخص کی اور
 مالک راضی غایت درجہ ایک سال کی اور صاحب تجارت کا کاروبار جو اسکواکانی ہونے مال کے لئے تک **ص** صاحب مالک ہو
 نئے مال کو جتنا مال قوت کے لئے رکھ لیا تھا بقدر اوس کے پھر تصدق کر دے **ف** درختان میں ایک جیلد عجیب ترنوم ہے اوس شخص
 کے لیے جو پتھر کھائے لگا کر میں یہ کام کرے تو سالہ مال صدقہ ہے تو وہ یہ کرے کہ جو اسی مال کے ایک پتھر اور مال میں پتھر ہوا
 خرید کرے اور اوپر قبضہ کرے اور دیکھے نہیں پھر وہ فعل کرے پتھر کھائی جی پھر اوس پتھر سے کو جو بغیر رویت پتھر دیکھے
 تو اوپر کچھ صدقہ لازم نہ آوے گا **ص** ایک شخص کو وصی کیا گیا ہے اور وصی کو خبر اسکی تھی بعد اسکے وصی نے کوئی چیز نہ کہ بیعت
 بیچنے والی تو بیعت ہی بیعت اوسکی سچلائی وکیل کے لئے اسکواگر عطا اپنی وکالت کا نہ تھا اور وکیل نے کوئی تصرف ہو کہ مال میں کیا تو بیعت
 جائز ہوگا اور ابو یوسف کے نزدیک وہی کا بھی تصرف جائز ہوگا جب ہو کہ کوئی خبر وکالت کی خبر دیکھو ایک شخص عادی نے
 یاد و شخصوں ہجرت احوال **ف** یعنی اوسکا حال معلوم نہیں کہ فاسق ہیں یا عادل **ص** نے دی تو باا و اسکا تصرف بعد
 اسکے صحیح ہوگا **ف** کیونکہ غزل کس ایک نمبر لازم ہے تو اوس میں شرط ہوگا عدویا عدالت اور اس طرح باقی چیزوں میں جس اور اگر
 کوئل کو خبر غزل کی ایک فاسق یا ایک ستور احوال نے سنائی تو ایسی خبر کا اعتبار ہوگا اور کس ایک غزل ریت ہوگا اور اسکے تصرف
 بعد اس خبر ہو پھینکنے کوئل کے اوپر بنا فاسق ہو گئے اسی طرح اگر کوئی کو غلام کی جنایت کی خبر لیا عادل یا درجہ اول احوال شخصوں نے
 سنائی اور کوئی نے غلام کو پچا تو تاوان جنایت ہو لی ہلازم آ جاوے گا **ف** یعنی در صورت جنایت عیب مولی کو اختیار ہے خواہ
 تاوان دیو جنایت کا یا عیب کو جو رکھے تو جب اسے خبر سنکر عیب کی بیعت کی تو معلوم ہوگا کہ اوسکو تاوان دینا منظور ہے
ص اس طرح شفیع کہ گھر کی بیعت کی اگر ایک شخص عادل یا مجہول الحال نے خبر دی اور وہ چھپ رہا گیا تو شفیع اوسکا باطل ہو جاتا ہے
 اسی طرح باکرہ و عورت کو اگر ایک عادل یا درجہ اول احوال نے خبر دی صحیح ولی کی اور وہ چھپ گئے تو رضنا ہو جاوے گی اسی
 اوس مسلمان کو جو دار الحرب میں مسلمان ہوا ہے اور ابھی دارالاسلام میں او سے ہجرت نہیں کی اگر اسی شخص عادل یا درجہ اول
 احوال نے خبر دی احکام شرعی کی تو وہ احکام شرعی اور سپر لازم ہو جائیں **ف** ان سب صورتوں میں خبر اگر ایک فاسق
 یا ایک ستور احوال نے سنائی تو احکام مذکورہ بالا یعنی اختیار تاوان اور بطلان شفیع اور رضنا اور لزوم اد احکام شرعی
 نہ ہونگے **ص** لیکن کوئل کے نیکے خبر میں درجہ اول احوال یا عادل شرط نہیں بلکہ ایسا فاسق کی خبر سے بھی وکالت ثابت
 ہو جاوے گی اور کوئل جو بعد پونپنے اس خبر کے تصرف کرے صحیح ہو جاوے گا **ف** اسی طرح صغیر عتیر یعنی وہ لڑکا جو تین سالہ کی خبر
 دے گا ایک شخص کو اس بات کی کہ تمکو فلا نے نے کوئل تھر کیا ہے تو وکالت ثابت ہو جاوے گی دس ہزار اور صاحبین کے
 نزدیک سب جگہ ایک شخص کی خبر کفایت کرتی ہے اوس لئے کہ یہ معاملات ہیں اور یہ معاملات میں خبر واحد مقبول ہے

تو صاحب مالک ہو

کیونکہ غزل کس ایک نمبر لازم ہے تو اوس میں شرط ہوگا عدویا عدالت اور اس طرح باقی چیزوں میں جس اور اگر کوئل کو خبر غزل کی ایک فاسق یا ایک ستور احوال نے سنائی تو ایسی خبر کا اعتبار ہوگا اور کس ایک غزل ریت ہوگا اور اسکے تصرف بعد اس خبر ہو پھینکنے کوئل کے اوپر بنا فاسق ہو گئے اسی طرح اگر کوئی کو غلام کی جنایت کی خبر لیا عادل یا درجہ اول احوال شخصوں نے سنائی اور کوئی نے غلام کو پچا تو تاوان جنایت ہو لی ہلازم آ جاوے گا

اور ہماری دلیل اصل کتاب اور ہلال میں مسطور ہے کہ قاضی یا قاضی کا میں اگر کسی غلام کو اس کے قرضخواہوں کے لیے بچا کر مشتری
 سے شمن لے لے اور وہ شمن تلف ہو جاوے اور غلام کسی اور کا نکلے تو قاضی یا میں قیمت کے ضمن میں ہو گیا مشتری قرضخواہوں سے غلام
 شمن وصول کرے چنانکہ یہ غلام ہجرت کیا تھا اور اگر وہی قیمت سے قرضخواہوں کے لیے غلام کو چھٹی کے حکم سے بچا اور غلام کسی
 اور کا نکالا یا مشتری کے قبضے سے پہلے مر گیا اور شمن اسکی ضائع ہو گئی تو مشتری شمن وصی سے پھیرے اور وصی ان قرضخواہوں
 سے چنانکہ یہ غلام ہجرت کیا تھا مسالہ کہ جاننا چاہیے کہ قاضی یا عادل ہر یا جاہل عادل ہر یا جاہل غیر عادل
 تو اگر پہلی قسم کا قاضی کسی شخص سے کہہ کہ میں نے اسکو قطع یہ کیا سنگ کر کے کا یا مارنے کا حکم کیا ہے تو تو اسکا ہاتھ کاٹے یا سنگسار
 کر یا تو اس شخص کو نرقت ایسے قاضی کے کہنے سے یا نفعال کرنا جائز نہیں اور اگر دوسرے قسم کے قاضی نے یہ کہا تو ضرور اس
 شخص کو کہ سبب ان نراون کا دریافت کرے اگر وہ قاضی سبب اسکا اچھی طرح بیان کر دیوے وٹا مشکل ازنا میں کہے
 کہ میں نے زانہ مقرر سے ہتھیار کیا کہ صلیح معروف ہے اور حکم کیا میں نے رجم کا یا سترتین کہہ کہ میرے نزدیک میں سے ثابت
 ہوا کہ اسنے مال انصاب ایک جاے محفوظ و محرز سے لیا ہے میں کوئی مشتبہ نہیں اور قصاص میں کہے کہ اسنے قتل عہد کیا یا شبہ
 کفایہ صورتوں میں استعمال کرنا اسکو درست ہے اور اگر اچھی طرح سبب اونکا بیان نہ کر سکے تو درست نہیں اور تیسری اور چوتھی
 قسم کے قاضی کا قول ہرگز قبول نہ کرے وٹا مگر اور صورت میں جب وہ شخص خود سبب حکم دیکھو ہا ہو وہا ہل اور اسکا
 کہ نہ دیکھ کر ہی قاضی کے کہنے سے یا نفعال نہ کرے تا وقتیکہ حجت ثبوت کو معائنہ نہ کر لیوے اور عدل نے اسکو پتہ نہ کیا ہے تو اسکا
 میں اور عیون میں ہے کہ ایسی کافتوی ہر دسہ ہتھیار لیکن جلالوں میں ہے کہ میں نے بعد اسکے صدر الشہید کی شرح ادب القاضی
 میں دیکھا کہ محیر نشہ نہیں کے قول کہ بیرون رجم کیا چنانچہ ہشام نے محرم سے رجم کی روایت کی ہے اتنی صورت میں مفتی
 تو ان مشتبہ کا ہونا اور وہی قیاس کے موافق ہے وٹا اگر مفرور قاضی زبرد سے کہے کہ میں نے تجھے ہر ہر روپیہ لیے تھے وہ عمر کے
 روپیہ ثابت کر کے لیے تھے اور وہ سینے عمر کو چولے کر دے یا میں نے جو تیرے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا تھا تو فلاں جت میں اور تیرے
 دعوی کیا تو نے مجھ سے ہر روپیہ نلے لیے تھے یا ہاتھ کے کاٹنے کا حکم فلاں سے ناسخ دیا تھا تو قاضی ہی کا قول بلا قسم
 مستحب ہے کہ جب زیارات کا قرا کرے یا ہو گا کہ بغیر قاضی نے حالت قضا میں اسکی گئی ہے اور جو اس بات کا انکار کرتا ہو اور
 یہ کہتا ہو کہ تو نے فیصل مجھ سے قبل قضا کے کیا تھا یا بعد عزل کے تو اگر زبرد نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو قاضی سبطل ہو جاوے گا اس
 فعل میں اور اگر زبرد کے پاس گواہ نہیں ہیں تو قاضی ہی کا قول معتبر ہو گا **مسائل الحاقہ ایک شخص**
 دوسرے کو قتل کر ڈالنا ایسا ہے کہ جب ماخوذ ہو تو یہ کہنے لگا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا یا اوستیر کیا ہے قتل کیا تھا اسوجہ سے کہ اسکو قتل کیا تو قتل
 قاتل کا اسم ہی ہو گا اسکا اسکا اعتبار میں کر کشی اور زیادہ اگر دوازہ کل جاوے گا شہر شخص دوسرے کو قتل کر کے ہی کہیگا جو چیز قاضی پر واجب ہے
 اور سبلی جرت لینا درست نہیں جیسے نکاح کرنا صغیر کا یا فتی پر زبان سے فتوی بیان کر دینا اور تحریر فتوی پر اسکو اجرت لینا
 ہر ایک صلیح قاضی کو جملات وغیرہ کی کتابت پر اجرت لینا بقدر اجرت مثل درست ہے یہی قول مختار ہے اور قاضی کا خراج بیت المال
 میں سے دیا جاوے گا اور یہ خراج ہر ایسے کی یعنی قاضی جو سپستہ خراج ضروریہ وغیرہ چھوڑ کر کا ہٹھا رہتا ہے اسکا
 عوض ہر اجرت لینا کہ قضا عبادت ہے اور عبادت پر اجرت لینا درست نہیں قاضی کو یہ ہونی چاہیے کہ گواہوں کا علم نہ ملے نہ ہٹھا

یعنی قاضی یا قاضی کا میں
 خانہ الاموال کا
 یعنی زبرد سے
 زبرد سے کیا ہے
 کو دوازہ کل جاوے گا
 مثل جمع سے
 جو جملات وغیرہ
 مستحب نہیں
 قضا عبادت ہے اور عبادت پر اجرت لینا درست نہیں

نے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے تصنیف میں لیکن ماوس بن قصاص کا لفظ نہیں بہترین کتابوں میں اس میں دیکھا گیا
 موجود ہے اور ماوس سے قصاص ہو سکتا ہے **ف** اور کنواری ہونے اور عورتوں کے اون میں سے کسی کے لیے جسے بچہ
 مرد مطلع نہیں ہوا ایک عورت کی گواہی کی طرف اسی طرح لڑکے کے بچنے میں واسطے نماز کے اور ثبوت ارث اور و عورتوں کا
 ہونا محتاط ہے در ہنڈار ہلہ میں دلیل اسکی یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی عورتوں کی جائز ہے اور جن چیزوں
 جنکی طرف نہیں نظر کر سکتے مرد کسی نے تحریر میں لکھا غیب اور کما شخ ابن المہام نے فتح القدر میں کہ روایت کیا اسکو امام
 محمد نے ہمسور میں عن ابن عباس سے عن غالب بن عبد اللہ عن معاہد و سعید بن جبیر و عطاء بن رباح و طاؤس
 قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہادۃ النساء جائزۃ فیما لا یستطیع الرجال النظر الیہ
 اور یہ حدیث مرسل واجب العمل ہے وہ ہست لال ہے کہ نہ اسو جمع ہے علی بالفت و لام اور مراد اس سے جنس ہے تو طویل و کثیر کوشاں
 ہے تو اگر کسی کی گواہی صحیح ہوگی اور زیادہ عورتیں حسن بن اور عبد الرزاق نے زہری سے روایت کیا کہ سنت جاری ہے اسپر کہ عورتوں
 کی گواہی اس میں جائز ہے جسپر لڑکے سو کوئی مطلع نہیں ہو سکتا از قبیل ولادت لسانا اور عیوب لسانا اتھی اور اگر ان باتوں
 کی ایک مرد گواہی دے تو صحیح ہے کہ مقبول ہوگی اسی طرح تہا معلوم کی گواہی وقائع اطفال میں مقبول ہے اور صرف عورتوں کی
 گواہی حمام کے قتل میں واسطے اثبات دینے کے مقبول ہے تاخیر مکتبہ ضائع ہو کر اور قصاص واجب ہوگا در ہنڈار و حو
ص اور جو عورت میں عیب ایسا ہو کہ اسپر مدعی مطلع ہو سکتے ہیں جیسے پاؤں کنگلی نہ ہونا تو وہ ان ایک عورت کی شہادت
 کافی نہوگی **ف** اسواسطے کہ یہاں کچھ ضرورت نہیں **ص** انکے سوا اور مقتدرات میں ضرور ہے کہ یاد و مرد ہوں یا ایک مرد
 اور دو عورتیں **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَاسْتَشْهِدُوا شَہِدَیْنِ رِجَالٍ کَوْنُ لَدُنْکُمْ لَوْ کَانَ کَافِرَیْنِ
 فَرِحَ جَلَّ وَاسْرَآنَ مَرْمَیْنِ تَوْصُونَ مَرْمَیْنِ الشَّہَادَۃَ یعنی گواہ کر دو مردوں کو اپنے میں سے تو اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک
 مرد اور دو عورتیں اور گواہوں میں سے جن سے تم راضی ہو **ص** برابر ہے کہ وہ مقتدرات مالی ہوں یا غیر مالی **ف**
 مالی جیسے بیع اور شراہ اور اجارہ اور کفالت اور اجل اور شرط خیار اور شفعہ اور قتل خطا اور غیر مالی **ص** جیسے نکاح
 رضاع طلاق وکالت وصیت اور لام شافعی کے نزدیک مقتدرات غیر مالی میں بھی شہادت عورت کی مقبول نہوگی اور جن
 قسمیں شہادت کی ہیں سب میں یہ شرط ہے کہ شاہد عادل ہو **ف** یعنی پرہیزگار ہونا اور عیوب نہ ہونا اور عیوب نہ ہونا اور عیوب نہ ہونا
 صواب اسکا اکثر ہوا ہے کہ فساد اور خطا سے طہر نفاہیہ و رخصت میں ہر عادل شخص ہے جسپر طعنہ نہو پیٹ اور فرج سے
 تو کاذب کی شہادت مقبول نہوگی اسواسطے کہ کذب بیٹ سے نکلتا ہے لیکن بہتر تفسیر عادل کی وہی ہے جو پہلے مذکور ہونی عادل کے
 مقابل فاسق ہے تو **ص** فاسق کی شہادت واجب ہے قاضی پر کہ قبول نہ کرے لیکن اگر اسے قبول کیا اور حکم دیا تو صحیح ہے
ف اور قاضی اگر ہمار ہوگا فتح در مختار میں ہے کہ قنینہ اور عقیبی میں جو مقبول ہے کہ فاسق اگر لوگوں میں صاحب مروت اور جاہ
 بخونے تو شہادت اسکی قبول کیا وگی سوالیہ سلف کا قول ہے کہ لانی البحر اور اس قول کو ضعیف کیا ہے کہ مال الدین بن المہام نے
 فتح القدر میں اس طرح کہ تعمیل ہے بمقابلہ نص کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَاسْتَشْهِدُوا ذَوَّیْ عَدْلٍ وَتَمَّکُ یعنی گواہ کر دو صاحبان
 عدل کو اپنے میں سے** فقید کیا اللہ تعالیٰ شہادت کو عدالت سے مترجم ہوتا ہے کہ نظر سن مانہ کے مناسب ہے کہ شہادت فاسق**

کیونکہ یہ حدیث میں
 اور شافعی اور حنفی میں
 اور کتب میں گواہی
 لڑکے کے بچنے میں
 عیوب لسانا اتھی
 کنگلی نہ ہونا تو وہ ان
 ایک عورت کی شہادت
 کافی نہوگی

اور عیوب نہ ہونا
 اور کتب میں گواہی
 لڑکے کے بچنے میں
 عیوب لسانا اتھی
 کنگلی نہ ہونا تو وہ ان
 ایک عورت کی شہادت
 کافی نہوگی

اور عیوب نہ ہونا
 اور کتب میں گواہی
 لڑکے کے بچنے میں
 عیوب لسانا اتھی
 کنگلی نہ ہونا تو وہ ان
 ایک عورت کی شہادت
 کافی نہوگی

کی قبول کیا جو اس واسطے کہ لوگوں میں فسق سے اور شرک سے ہو گیا ہو فسق کو کون میں بدرجائیت حتیٰ کہ عادل لوگ اقل قلیل میں تو ان پر
 جنے شہادت کیونکر ہوگی اور لازم آوے گا تفسیح حقوق تاس اور یہ مجذور بشرطاً اور عرفاً اور فقہاً سے متفقین کا بھی یہ مقبول
 ہو سکتا ہے تا تا رخصانی میں ہرگز مقبول ہوگی شہادت فاسق کی اس واسطے کہ فسق اور سپہ طاری ہر اور میں وہ سعید ہر فرمایا
 حضرت علیؓ کو من ذو سعادت یعنی ہر ہون صاحب عبادت ہر اور سی پر اعتماد ہر انتہی مگر یہ ضرور ہر کہ وہ فاسق صاحب مروت
 اور جاہ ہو و نہ کہ بالکل ذلیل اور ذلیل تفسیر طبری میں قاضی ثناء اللہ صاحب مرحوم لکھتے ہیں بل فی زمانہنا لہذا لفاستق
 اذ اکان وجیہاً ذامسوقاً یغلب علی الظن انہ لیکدن فی الشہادۃ او دولت القرائن علی صدقہ تقبل
 شہادتہ یعنی ہمارے زمانے میں فاسق اگر صاحب وجہت ہو و اور صاحب مروت اور غالب ہو تو ظن قاضی ہر کہ وہ
 جھوٹ نہ بولے گا شہادت میں یا قرینہ وال ہو اسکی راست گوئی پر تو قبول کیا و یگی شہادت اسکی اور جامع الفتاوی
 میں ہر و ما شہادۃ الفاسق فان تشریح القاضی الصدوق فی شہادۃ تہ تقبل والا فلا یعنی شہادت فاسق
 کی اگر قاضی کے گمان میں ہو و صحت اسکی تو قبول کیا و یگی ورنہ نہیں قبول کیا و یگی شامی نے نقل کیا و رسد و فی الفتاوی
 القاضیہ فیہذا اذا غلب علی ظن صدقہ وہی مہتمماً یحفظ وظاہر قولہ وہی مہتمماً یحفظ اعتمادہ یعنی قبول شہادت
 فاسق جب ہر کہ قاضی کے گمان غالب میں اسکا صحت ہو و اور یہ دن باقوں میں ہر کہ یاد رکھنی چاہیے نگلی اور ظاہر قول اسکا
 یا رکھا جاوے ہر کہ اسپر اعتماد ہر اور شیخ ابن السام جو لکھا کہ تعلیل ہر غالبہ نص ہر تو اسکا جواب یہ ہر کہ نص ہر اہل بات ہر ولات کرتی ہر
 کہ شہادت دو عادلوں کی قبول کیا و نہ اس بات پر کہ فاسق کی قبول نہ کیا جائے کیونکہ نہ ہر ہر مخالف ہر اور وہ ہر اسکا خفیہ کے
 نزدیک حجت نہیں ہر و فافہم واستقم ص اور یہی شرط ہر کہ شہادۃ لفظ شہادت کے ہے یعنی اَشْہَدُ بِبَعْضِ
 مضاعف جسکے معنی یہ ہیں گواہی دیتا ہوں میں دسر بخندار وجہ اس شرط کی یہ ہر کہ چینیہ نصوص شہادت کے آئے ہیں سب میں
 لفظ شہادت مذکور ہر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَشْہَدُ وَاذْوٰی عَدَلٍ مِّنْکُمْ اَوْ قَرِیْبًا وَاَشْہَدُ وَاذْوٰی عَدَلٍ اَتْبَاعِکُمْ وَاَشْہَدُ
 تَبِیْئِ دَیْنِ مِّنْ رِّجَالِکُمْ سَمِعْتُمْ وَاَعْلَمُوْا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْکُمْ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْکُمْ عَلَیْہِ الْعَمَلُوْۃ وَالسَّلَامُ اذْ اَرٰ اٰیٰتِ مِثْلِ
 الشَّمْسِ فَاَشْہَدُ وَاَلَا فَاذْحُ اور یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہر بیان روایت کیا ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہ فرمایا اپنے ایک شخص کو تو دیکھتا ہر کتاب کو بولا ہاں فرمایا اسکے مثل گواہی سے یا چھوڑو اور خراج کیا اسکا ابن عباسؓ
 ساتھ سنا و نہ حقیقے اور تفسیح کی اسکی حاکم نے لیکن خطا کی بلوغ المام ص و تہ الشہادۃ لفظ شہادۃ کا ہر بلکہ کہا
 اعلم یا ایقن یعنی جانتا ہوں میں یا یقین رکھتا ہوں تو اسکی شہادت مقبول نہوگی امام غزالی نے نزدیک قاضی شہادہ کی
 ظاہری عدالت پر لکھا کہ اسکی کیفیت دریافت نہ کرے یہاں تک کہ تصریح کرے کہ کیونکہ روایت کیا ابن
 ابی شیبہؓ نے صنف میں کتاب الیوم عین عمرو بن شیبہؓ نے انھوں نے اپنے باپ انھوں نے اپنے دادا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان عادل میں بعض لوگ اور بعض کے مگر جسکو تہذیب لگی ہوا و لکھی حضرت عمرؓ نے ایک کتاب میں لکھی
 کے اور وہ میں لکھا کہ مسلمان عادل میں بعض لوگ اور بعض ہر کہ جو مرد ہو کسی حد میں یا کہ ہر کہ وہ شہادت نہ دے یا کہ ہر کہ ہر
 ولایں یا قرابت میں روایت کیا اسکو و اقطعنی نے ایک طریق سے کہ وہ میں عبد اللہ یومعید ہر اور وہ ہر ہر

میں شہادت کے بیان میں

طرف مفری کے ایک شخص کا بی اور دو کا ہونا تھا ظاہر اور یندہیب امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کلمہ اور محمد بن زبیر کے نزدیک و شخص ضرور
 ہیں اور یہ اختلاف اس تکرار میں ہے جو ضعیف ہے اور تکرار کی علامت میں خصائص کہا کہ دو آدمی ضرور ہیں سب کے نزدیک ہی واسطے
 کہ تکرار کی علامت شہادت کے ہر ماں تک کہ تکرار کی علامت غلام اگر کرے تو درست نہیں ہر طرف بخلاف تکرار کی ضعیف کے
 کہ وہ میں عبد مفری ہو سکتا ہے ہدایہ صر اور ضروری کہ مفری عدل ہو تو تکرار کی فاسق اور مجہول حال کل درست نہیں ہر طرف
 مجہول الحال وہ شخص سبکی عدالت اور فساد کا علم ہو تو صحت سے اپنے کا نون سنایا کو ف یعنی بائ کی زبان سے
 اجت کتے اور شہری کی زبان سے شہادت کہتے سنا صر باقرار کو ف یعنی مفری کی زبان سے سنا صر یا قاضی کی
 زبان سے اس کا حکم سنایا انکھون سے دیکھا مثلاً غاصب کو غصب کرتے ہوئے یا قائل کو قتل کرتے ہوئے تو اس کو شہاد
 دینا درست ہے اگرچہ وہ اس وقت گواہ نہ بنا گیا ہو و ف حاصل مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں سننے سے متعلق ہیں جیسے بیع و ہب
 زبانی یا اقرار سانی یا حکم قاضی تو اس کو اگر اپنے کا نون زبانی مشہود علیہ کے لئے تو شہادت دینا اس کی درست ہے اور جو چیزیں
 دیکھنے سے متعلق ہیں مثلاً بیع تعاطی یا اقرار تحریری یا قتل یا غصب تو اس کو جب ہی انکھون سے دیکھے تو گواہی دے لیکن معلوم
 کرنا چاہیے کہ اگر ایک شخص نے اپنا اقرار شاہدوں کے زبرد کھیا اور کچھ نہ کہا تو بیاد فرار نہیں اور گواہی دینا اس طرح کہ اس نے
 اقرار کیا حلال نہیں اگرچہ وہ کتابت مصدقہ اور مسوم ہو اس طرح کہ شخص غائب کو بطریق رسالت اور پیام کے یوں لکھے کہ بعد
 وصلہ معلوم کرنا چاہیے کہ تھاک میرے اور اتنے روپے آتے ہیں تو لکھا گیا ہے آزمائش سیاہی یا قلم کے لیے ہوتا ہے البتہ اگر لکھنا شروع
 سلسلے پڑھے تو اس کو گواہی دینا اس کی درست ہے اگرچہ وہ اون کو گواہ نہ کرے اس طرح اگر ٹیٹھا اس کو کسی اور نے اور کتابت یہ کہا کہ
 گواہ رہو تم اس روپیہ کے میرے اور پورا گواہی کے گواہوں کے سامنے لکھا یہ کہا کہ قلم اس کا گواہ نہ بنا میرے اور تو اگر اون کو گواہی
 مضمون تحریر معلوم ہو گیا تھا تو اقرار تھا کیا جاوے گا ورنہ میں صحتا و شہادتا صر مگر گواہ کی گواہی سننا اس کو اس پر گواہی نہ دے جب تک
 وہ گواہ اس کو گواہ بنا دے اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شاہد کو روپر و قاضی کے گواہی جیتے دیکھا اور اس کی گواہی سنی تو اب
 اس کو اس گواہ کی گواہی پر شہادت درست نہیں جب تک وہ شاہد کو گواہ نہ بنا دے دوسرے یہ کہ ایک شاہد دوسرے شخص کو
 اپنی شہادت سننا کہ گواہ کر رہا تھا تو اس کو نہیں پہنچتا کہ اصل شاہد سے گواہی سن کر یہ بھی شاہد علی الشاہد ہو جاوے گا ورنہ اس شاہد نے
 اس شخص کو شاہد بنایا جس کو سنا رہا تھا نہ اس کو ف شاہد کی شہادت پر جو شاہد ہو اس کو عربی میں شاہد علی الشاہد کہتے ہیں
 نہا میں ہے اگر شاہد نے شاہد کو مجلس قاضی میں اس شہادت کرتے دیکھا تو شاہد اول کو شہادۃ علی الشہادۃ دینا درست ہے
 البتہ اس صورت میں بازن نہیں جب غیر مجلس قاضی میں وہ شہادت اپنی بیان کر رہا ہو اور اس میں سب کے مخالف نہیں
 معلوم ہو تو صحیح اس صورت میں وہی ہے جو نہا میں ہے اور یہی سننہ تعلیل صاحب ہدیہ معلوم نہیں کہ صدر الشہر نے
 اسکے خلاف کہاں سے کہا صر اور وہ شخص گواہی دے دیکھتے ہیں لکھا دیکھا اور عاودہ اس کو یا نہیں یندہیب امام صاحب
 کا ہر طرف خلاصہ میں ہے کہ امام غفر نے جمیع امور میں تنگی اختیار کی لہذا ان روایت احادیث میں قلت واقع ہوئی ہاؤ
 کثرت سماع احادیث اس واسطے کہ امام نے بارہ سو درون سے سماعت کی گویا امام کے نزدیک حفظ شرط ہے وقت سماع کے اور روایت
 کے وقت بھی تو امام کے نزدیک ہر دو واقعہ اور تاریخ اور قدر مال اور صفت مال اور حکم ضروری تو اگر ان میں کوئی چیز ہو اس کو

دینا صحیح شہادت

و شہادت احادیث صحیحہ امام غفر

اور اوسکو یقین ہو کہ میرا خط ہر اور سیر می مہر تو اوسکو گواہی دینا لایق نہیں اور اگر یاد وجود اسکے گواہی دیکھا تو وہ شاہد زور و
 کذا فی المینج ص اسواسطہ کہ خط مشابہ ہوتا ہے خط کے اور نزدیک صاحبین کے درست ہے جب اسے پہچانے گا کہ میرا خط ہے
 اسواسطہ کہ تبدیل و ہمیں نامور ہے اور حضورؐ کہا کہ آہیں اختلاف نہیں اور یہ شہادت سب سے نزدیک نا جائز ہے بلکہ اختلاف
 اوس میں ہے کہ قاضی نے شہادت پائی شاید کی اپنے دفتر میں اور قاضی کو حادثہ یاد نہیں تو صرف اپنی تحریر پر اٹھا کر کے مدعی علیہ
 پر حکم دیکھتا ہے صاحبین کے نزدیک کیونکہ وہ دفتر جب اسکے قبضے میں ہے تو وہ ہمیں احتمال تغیر و تبدل کا نہیں ہو سکتا اور امام
 صاحب کے نزدیک نہیں دیکھتا صرف اپنی تحریر پر اٹھا کر کے جب تک کہ حادثہ یاد نہ ہو جلاں تمسک کے یا اور کوئی دستاویز
 کہ وہ خصم کے پاس رہتا ہے تو اگر کہیں اپنی شہادت تمسک میں لکھی پائی اور اپنا خط لکھنے سے پہلے لکھ لیا جائے
 نہیں ہے تو اگر وہ تمسک مدعی کے ہاتھ میں نہ گیا ہو بلکہ محفوظ ہو تو قاضی یا شاہد کے پاس تو اوسکو شہادت دینا درست
 صاحبین کے نزدیک ورنہ درست نہیں اور امام محمد کے نزدیک اگرچہ وہ تمسک مدعی کے پاس رہا ہو تو تب بھی شہاد
 دینا درست ہے جب کہ اوسکو یقین ہو کہ میرا خط ہے اگرچہ یاد نہ ہو تو گون پر آسان کر نیکی کے لئے کذا فی المینج ص
 ایسی چیز کی گواہی نہ ہے جسکو معائنہ نہ کیا ہو یعنی نہ اپنے کانوں سے سنا ہو مشہود علیہ سے سماعی چیزوں میں اور
 نہ آنکھوں سے دیکھا ہو دیکھنے کی چیزوں میں ص محض سماع سے گرتا ہے اور تھام اور دخول یعنی طبیع
 ساتھ زوجہ کے ص اور ولایت قاضی یعنی جب تک فلاں شخص قاضی ہو فلاں نے شہر کا تو اوسکو اسکے قضا
 کی شہادت درست ہے اگرچہ اسے بادشاہ کو قاضی بنا کر دیکھا ص اور اصل وقت نہ شرائط و وقف میں ف مہمل
 وقف سے مراد یہ ہے کہ فلاں مکان وقف ہے فلاں جماعت پر اور شرط اس سے زیادہ جو اور باتیں متعلق ہیں اوس سے لیکر در فقہ
 میں ہے کہ بقول فقہا شرائط و وقف میں بھی شہادت سماعی جائز ہے اسی طرح مہر میں بھی ص اور شرط اسکی ہے کہ شاہد کو ان باتوں
 کی رو عا دل شخصوں یا ایک عادل مرد اور دو عورتوں خبر دی ہو ف اگر یہ میں ہے کہ صورت میں شاہد کو تباہی کی ہے کہ اگر
 مرد یا ایک عادل عورت کے خبر ہو ص اور ضرور ہے کہ شاہد ان صورتوں میں قاضی کے سامنے یہ نہ کہہ دے کہ میں شہادت دیتا ہوں
 بسبب سماع کے تو اگر یہ کہہ دے گا تو باطل ہے جاویگی شہادت اوسکی ف در فقہ میں ہے کہ بطلان شہادت اوسی صورت پر
 ہے کہ شاہد یون کہیں کہہ دے کہ گواہی دی اسواسطہ کہ سنا ہوتے لوگوں اور اگر یون کہیں کہہ دے کہ معائنہ نہیں کیا لیکن
 وہ ہمارے نزدیک شہوت ہے تو جائز ہے سب اوز میں تو گواہوں کو چاہیے کہ شہادت مطلق دیوں ان مقدمات میں لگا
 استفسار کی نوبت نہ پونچے تو بہتر ہے اور اگر قاضی یا خصم استفسار کرے کہ تم یہ گواہی کس طرح دیتے ہو یا تم کو کہاں سنا
 ہوا تو اسکا جواب بطور سے دیوں کہ ہمارے نزدیک یہ بات مشہور ہے اور سماع کا لفظ زبان پر نہ لاؤں تا مشہد
 کا حق ضائع ہو و ص ایک شخص سے زیادہ دیکھا ہوتے مجاہد صاحبین کہ اوسکے پاس تھا صحیح آمد و رفت کیا کرتے ہیں
 تو اوسکو گواہی دینا درست ہے نزدیک کے قاضی ہو دیکھی یا ایک شخص نے دیکھا ایک مرد اور ایک عورت کو ایک کھڑے
 رہتے ہیں اور ہمیں اسطرح کھلم کھلا ہے چہ ہیں جیسے جو روخاوند تو اوس شخص کو اس بات کی گواہی دینا درست ہے کہ عورت
 زور میں مرد کی یا ایک شخص نے کوئی چیز سوا غلام لونڈی کے زبرد کے قبضے میں اسطرح دیکھی جیسے مالکوں کے تصرف پر

ذکر شہادت

بنا فی المینج ص
 جان الفصول کر
 شہادت باسبب سماع
 در فقہ میں ہے کہ
 دن گون سے ہے
 چلیس جملہ متن
 بن اور فقہاء کو
 شہادتوں میں
 گون سے ہے

ہوتی ہو تو اسکو شہادت دینا اس بات کی درست ہے کہ یہ چیز زبردگی ملکوں کے درمیان سے سبب ملک کا شاہد ہو گیا ہو
 بشرطیکہ شاہد کے دل میں علم و یقین ہو جو اس بات کا کہ یہ چیز زبردگی ہو تو اگر ایک چیز میں بہا کسی فلسفے کے پاس دیکھی تو شہادت
 بالملک درست نہ ہوگی **خطا ۱۰** اور غلام کو زبردگی سے مراد وہ غلام کو زبردگی کر جو عاقل ہوں یعنی اپنے دل کی بات کہ بیان
 کر سکتے ہوں برابر ہو کر باغ ہوں یا غیر بالغ تو ان میں صرف قبضہ سے شہادت ملک جائز نہیں البتہ اگر غلام کو زبردگی نہ
 صغیر ہوں کہ اپنے دل کی بات کو بیان نہ کر سکتے ہوں تو ان میں قبضہ سے شہادت بالملک نہ کر سکتے ہیں مگر اگر ایشیا کے
 صحیح شخص نے یہ گواہی دی کہ میں زبردگی کے وقت کی وقت حاضر تھا یا سینا و سپہ ناز جنازہ پڑھی تھی تو ایسی شہادت موت کے
 لیے مقبول ہوگی اس واسطے کہ مرتے وقت نہیں دیکھتے ہیں مگر ایک یا دو آدمی تو حاضر ہوا ورنہ میں یا جنازہ پڑھنا مثل
 معائنہ موت کے اور عداوت میں التباس نہیں ہوتا **مسائل الحاقیہ** جو شخص پر وہ میں بیٹھا ہوا اور اس پر وہ کی زمین
 شاہد نہ کیا گیا مگر اسکو شہادہ کو شہادت دینا درست نہیں مگر در صورتوں میں پہلی صورت یہ کہ شاہد کو معلوم ہو جو
 یہ بات کلاس کو ٹھری میں سوا مقرر کے اور کوئی نہیں ہے صورت اسکی یہ ہے کہ شاہد کو ٹھری کے اندر گیا اور وہاں صرف مقرر کو دیکھا بعد
 باہر آنے پر کو ٹھری کے بیٹھ گیا اور اس کو ٹھری کی راہ سے اور وارے کے اور کسی طرف نہیں گیا اب مقرر نے کو ٹھری
 کے اندر کسی بات کا اقرار کیا تو شاہد کو اسکی شہادت دینا درست ہے مگر اگر قاضی کے سامنے یہ کیفیت بیان کر دیکھا تو شہادت اسکی
 مقبول نہ ہوگی اور دوسری صورت یہ ہے کہ مقرر عورت پر شاہد نے اسکا جسد دیکھا اور اسکی آواز سنی بعد اسکے دو مردوں نے شاہد
 سے یہ کہا کہ یہ غلامی عورت بیٹی فلان بن فلان کی ہے تو بھی اسکو شہادت اس کے بیان پر درست ہے اور اگر شاہد نے اقرار کر کے
 اس عورت کا جسد دیکھا تو اسکو گواہی دینا اسکے اقرار پر درست نہیں اگر چہ دو گواہوں سے کہ میں نے مقررہ فلان بن فلان
 کی بیٹی ہے اور جسد کی قید سے یہ صورت گل گئی کہ اگر ایک عورت نے اپنا منہ کھول دیا گواہوں کے سامنے اور یہ کہا کہ میں فلانی فلان
 بن فلان کی بیٹی ہوں یعنی اپنے خاوند کو مر معاف کر دیا تو اب گواہوں کو بغیر دو مردوں کے بیان کیے کہ یہ فلانی فلان بن فلان
 کی بیٹی ہے اسکے اقرار پر شہادت دینا درست ہے جب تک وہ عورت زندہ ہے کیونکہ ممکن ہے کہ شاہد ہوں کو لگاوسکی طرف اشارہ کر دیوں اور
 جب مگر گواہوں کو اختیار ہے کہ وہ عداوتوں کے گواہی کی اس بات پر کہ مقررہ فلانی فلان بن فلان کی بیٹی ہے تو شاہد اسکا
 مدعی نے اپنے وجہ ثبوت دعویٰ میں خطا قرار دی علیہا پیش کیا مدعی علیہ نے اسکا کیا اور قاضی نے اسے لکھوایا اور وہاں
 خط ماہرین کی نگاہ میں یکساں ایک ہی شخص کے لکھے معلوم ہو تو قاری الہادیہ کے قوی کے موافق مدعی علیہ پر حکم مال مدعی کا کر دیا
 اگرچہ قاضی خان نے اسکے خلاف کو صحیح کہا ہے اور بہت سے فقہانے اسکو رد کیا ہے اور در مختار میں قاضی خان کی تسبیح پر اعتماد کیا ہے
 لیکن بہ صورت میں اتفاق ہے کہ وہ خطا مقررہ سے معذرت کے موافق ہو تو مدعی علیہ کے انکار کی تصدیق نہ ہوگی اور مال و سپہ
 لازم کیا جا چکا اور اگر مدعی علیہ نے اعتراف کیا ہے بات کا کہ یہ میرا لکھا ہوا ہے اور مال سے انکار کیا یا شہادت اس امر پر گزری ہے طرہ
 کہ شاہدوں نے معائنہ کیا ہوا اسکو کہتے ہوئے مدعی علیہ کو یا مدعی علیہ نے لکھ کر شہادہ کو سنایا ہووے اور وہ شہر میں مقعد
 و معنون ہو تو حکم اس مال کا مدعی علیہ پر کر دیا جاوے گا اور اسکے انکار کی طرف التفات نہ ہوگا چنانچہ اسے
 تحقیق فقہانے متنازعین میں قاری الہادیہ اور جمعی اور ابن عابدین شامی اور طحاوی کا قاضی و مستقیم

یہ شہادت صحیح ہے اور اس پر وہ کی زمین

خطا ۱۰

اسی طرح قبول کیا گیا کی شہادت ذمی کی ذمی پر دستا من پر گزیرین و زونگی ملت مخالفت ہوا ایک دوسرے کے اور ستا من کی ستا من پر
 اگر ایک ہی ولایت کے ہوں **ف** شہادت ذمی کی مقبول ہو جائے نزدیک اور نزدیک امام مالک شافعی کے مقبول اور
 اس واسطے کہ وہ فاسق ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَ اَلْكَافِرُونَ هُمُ الْعَاقِبُونَ** اسی واسطے کہ شہادت ذمی کی مقبول نہیں
 جو بالاتفاق تو ہو گیا مثل مرتبہ کے کہ شہادت اس کی نہ دوسرے مرتبہ مقبول ہے نہ مسلمان پر دلیل ہا رہی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے جہاں تک شہادت نصاریٰ کی بعض کی اور میں بعض پر خرچ کیا اس کا صاحب ہدیہ نے مگر یہ حدیث اس لفظ سے
 نہیں ملی ہاں روایت کیا ابن ماجہ سنن میں آنحضرت علیہ السلام کہ آیا بزرگی آپ نے شہادت ذمیوں کی اور ذمیوں کی شہادت
 اور ستا من جیسا کہ اعتقاد غیر مانع قبول شہادت سے اس واسطے کہ کذب اس کے نزدیک بھی حرام ہے کہ یوں کہ وہ ممنوع ہے یہ حدیث
 اتنی مافی اللہ علیہ منہما اور ستا من اگر جدا جدا ولایت کے رہنے والے ہوں جیسے تریکا اور روم تو وہ ایک شہادت ایک دوسرے کے
 مقبول نہ ہوگی اسی طرح ستا من کی شہادت مسلمان پر ذمی پر بھی قبول کیا جائے اور کفر میں امتیازات دین کا اس واسطے
 اعتبار نہ ہو کہ کفر تبسم کے ایک ہی ملت میں داخل ہیں **ص** اور قبول کی جاوے شہادت اور دشمن کی جو بسبب دین کے
 عداوت رکھتا ہو **ف** یعنی اگر دو مسلمان میں عداوت دینی ہو تو شہادت ایک کی دوسرے مقبول ہوگی اس واسطے کہ عداوت
 دینی میں احتمال کذب کا نہیں ہے یہ خلاف عداوت دنیاوی کے جس کا بیان آگے آچکا ہے اور اس مسلمان کی جو مزین
 رکھتا ہو کہ یہ گناہوں اور نہ اصرار کرتا ہو صغیرہ گناہوں پر اور غالب ہو صواب اس کا اور سلی خطاب **ف** یہی معنی عداوت
 کے ہیں جیسا کہ اوپر گذرا **ص** جاننا چاہیے کہ علمائے کبار کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر سات ہیں
 ایک شکر کرنا **ف** یعنی جو بائیں شخص میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ غیر کے لیے ثابت کرنا مثلاً سوانہ کے
 کسیہ قابل عبادت اور پرستش سمجھنا یا خدا کا سامع محیط اور قدرت عام غیر کے لیے ثابت کرنا **ص** دوسرے صحابہ کبار کے
 مقابلہ سے جہاد میں تیسرے نافرمانی کرنا والدین کی چوٹے خون ناحق کرنا یا بچوں طوفان جوڑنا مسلمان پر چھپے زنا سناؤ
 شراب پینا اور بعضوں نے تیرہ سال ناحق کھانا اور سو د کھانا بھی بڑھایا ہے اور بیشک وارد ہوا حدیث میں جو چشم سات گناہوں
 سے جو ہلاک کرنے والے ہیں شکر کرنا سنا تھلہ اللہ کے شکر کرنا نقل کرنا اور نفس کا جسکو حرام کیا اللہ مگر حق سے کھانا یا بیع کا کھانا
 تیسیم کے مال کا ناحق پیٹھ موڑنا اور مقابلہ کے کفاسے تمہت زنا کرنا مسلمان جو تین یا کچھ ہوں **ف** روایت کیا اسکو
 بخاری مسلم نے ابو ہریرہ سے **ص** اور فرمایا علیہ السلام نے کہا شکر کرنا ہے ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا والدین کی اور ناحق
 ناحق کرنا اور کسم چوٹی عدا کھانا **ف** روایت کیا اسکو بخاری نے عبداللہ بن عمرو بن العاص اور انس رضی اللہ عنہما میں
 چھوٹی گواہی کے لیے میں چھوٹی قسم کے متفق تھے **ص** تو صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث میں نہیں ہیں واسطے بیان حصر کے تو کبیرہ گناہ
 ہے جسکو فاششہ کہیں جیسے لواطت یا باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا یا اس باب میں کوئی نفس قاطع وارد ہو عذاب کا دنیا
 یا آخرت میں اور کہا امام علوانی نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جو شیعہ ہو مسلمانوں میں اور تو میں ہنسک حرس آہی ہو یا ہنسک
 حرس دین ہو تو عداوت میں جیسے پرہیز کرنا کباب سے ضرور نہ ہو اسی طرح یہ بھی چاہیے کہ صغیرہ وہ گناہ ہے کہ تاہو اس واسطے کہ حرام
 کرنا یعنی بار بار کرنا صغیرہ کو کبیرہ ہے اور یہ جو کہا کہ غالب ہو صواب اس کا خطاب یعنی نیکیاں اس کی برائیوں پر زیادہ ہوں **ص**

جاننا چاہیے

جاننا چاہیے

کہ صرف صغیر سے اوردہ ہونا عدالت کو ساقط نہیں کرتا میں کہتا ہوں کہ اسکے سوا اور ایک قید ضرور ہے یہ ہے کہ کچھ
 اون افعال سے جو اولت کرتے ہیں خشیت اور ذوات یعنی بیرونی اور بی لحاظی پر جیسے رہتہ میں کھانا کھانا یا راقہ بن
 پیشاب کرنا اور مقبول شہادت اقلت کی یعنی جسکا حدتہ نہ ہو اور اس صورت میں جب اوسے دین کو ہلکا سمجھکر
 حقتہ تکلیف ہو وہ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ کیا ہو تو اسکی شہادت مقبول نہ ہوگی دس ہفتاد ص اور کسی کی
 یعنی جسکے خصیہ نکالے گئے ہوں اسواسطے کہ اوسے اسکا کچھ حصہ نہیں ہے بلکہ ہر اوسکا ایک عضو کا گایا تو ایسا ہوا کہ
 کسی کا حصہ ہر ایک حصہ کا ہوا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے تصدق میں ہے کہ اوسکا ایک عضو کا گایا تو ایسا ہوا کہ
 ذکر کیا صاحب ہاریہ نے ص اور ولد الزنا کی ص اسواسطے کہ یہ اسکے مان باپ کا نسق ہے اوسکا امین اختیار نہیں
 اور امام مالک نے نزدیک ولد الزنا کی گواہی زنا میں مقبول نہیں ص اور عمال سلطان کی ف اعمال جمع عامل وہ لوگ ہیں
 جو پادشاہوں کی طرف واسطے تحصیل حقوق واجبہ کے معین ہیں جیسے جزیرہ اور خراج اور عشر اور زکوٰۃ وصول کرنے کے ایسے
 بشرطیکہ معین نہ ہوں ظالم اسواسطے کہ نفس علی فسق نہیں اور بعضوں کے نزدیک جب ظالم سلطانی وجہ صاحب مروت
 ہو کہ ہو وہ شبہ کے لئے کلام میں تو شہادت اوسکی مقبول ہے اگرچہ فسق ہو اسواسطے کہ وہی گواہی اوسے کہ فاسق جہ
 وجہ ہو جو جرات نہیں کرتا ہو کذب پر تو شہادت اوسکی مقبول ہے عرف اور اوپر اسکی تحقیق گذر چکی ص اور ایک
 بھائی کی دو سہ بھائی کے لیے اور اپنے محمد رضا کی ف جیسے رضاعی مان ہیں باپ بھائی ص
 اور سہالی کے لیے ف مثلاً شہادت داماد کی واسطے خسر اور توشہ امن کے اور بالعکس درست ہے ص
 اور نہیں مقبول ہے گواہی اندھے کی اور ایک روایت میں امام صاحب سے ہے کہ گواہی اندھے کی اون چیزوں میں جن میں
 شہادت صحیحی جائز ہے مقبول ہے اور یہی قول زفر کا ہے عرف لیکن اس روایت پر فتویٰ نہیں بلکہ صحیح ہے بلکہ اندھے
 کی گواہی مطلقاً درست نہیں دس ہفتاد ص اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک قبول کی جاوگی شہادت
 اندھے کی اوس صورت میں جب انکھیاں ہوں وقت اوٹھا نہ شہادت کے ف یعنی جسوقت یہ واقعہ ہوا تھا تو شہاد
 دو کنا سے ہیں ایک شہد کا کنارہ کہ یعنی جسوقت سے آدمی گواہ ہوتا ہے اوسکو وقت تحمل شہادت کہتے ہیں اور ایک
 غیر کا کہ یعنی شہادت بیان کو تیار ہونے سے اسنے اوسکو وقت اد شہادت کہتے ہیں ص اور اگر کسی شخص نے تحمل شہادت کیا اور اسے
 شہادت لیکن قبل شہادت کے فاضی تھا کہ اسے اندھا ہو گیا تو فاضی کو پھر اوسکے شہادت کے ساتھ تصدیق نہیں طریق نزدیک ابولویوسف کہ
 نورت ہاوی قول ظاہر ہے عرف شامی نے کہا کہ اگر کتابوں سے عقل کی عدم طہرت ثابت ہوئی ہے تو فتویٰ قول طرفین برائی ہے
 ص اور نہیں مقبول ہے شہادت غلام کی اور اوش شخص کی جسکو حد قذف پڑی ہو اگرچہ تو بیکہ لیب
 ف اور شافعی کے نزدیک بعا تو بیکہ مقبول ہے بلکہ ہر ای قول ہے اللہ تعالیٰ کا ولا تقبلوا الصم شہادۃ
 آبل یعنی نہ قبول کرو اون لوگوں کی جنھوں نے سماعت زنا کی لگائی اور حد کھائی گواہی کبھی ص مگر اوش شخص کی
 جسکو حد قذف حالت کفر میں پڑی ہو پھر وہ مسلمان ہو جاوے تو اب و سکی گواہی مقبول ہے اور نہیں ہے مقبول شہادت
 اوش شخص کی جو عین ہوا سبب نیا کے ف نہ ہے عین پڑوہ غیر پائے اسے کہ عداوت دنیاوی رکھنا فسق ہے اور

یعنی قبول نہ ہو فتویٰ شہادت مذکورہ

کی گواہی کسی پر مقبول نہیں یہی شہدوں سمجھا جاتا ہے محیط اور واقعات اور ہر دلیل و بہت سے کیا ہوتے لیکن محققین فقہانے تصریح کر دی ہے کہ مراد عدوت دنیاوی سے نہیں کہ جو کوئی کسی سے جھگڑا وہ اس کا دشمن ہو گیا بلکہ عدوت دنیاوی ایسی چاہیے جیسے ولی مقبول کی گواہی قاتل پر اور مجروح کی علاج پر اور مقتول کی گواہی قاتل پر اور قافلہ والوں کی جبکہ اسباب لٹا رہن غارت گر پر لڈا بنی اللہ عز و جل اور لڑا ہی لکھا ہے کہ روایت مقبولہ یہ ہے کہ مقبول کیا جائیگا عدوت دنیاوی اگر وہ عدل ہو یہی صحیح ہے اور اسی پر اعتماد ہے لیکن یہ عبارت زیادہ ہی کی عجیب ہے کہ عدوت دنیاوی ثابت ہو چکا کہ عدوت رکھنا سبب دنیا کے فسق ہے اور جب وہ موجب فسق ہوئی تو مرتکب اس کا عدل رکھے یہ سبب اس لحاظ سے صحیح ہے کہ جو مقبول ہو اور نہیں مقبول ہے شہادت مرد کی اپنی اہل اور فرج اور زوجہ کے لیے الیہ التبتہ اور پر درست ہے اور شہادت عدوت کی بالکسوف یعنی اپنے عدوت پر درست نہیں اور عدوت کے لیے درست ہے اور جیسے باپ دادا مان تانی مانا فرج جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نو اسانوا سی اور جیسے زوج کی شہادت زوجہ کے لیے ناجائز ہے جیسے ہی شہادت زوج کی زوجہ کے لیے اور اہل اہل میں وہ حدیث ہے جس کو بیان کیا صاحب سنیہ کہ مقبول کیا جائیگا شہادت والد کی واسطے ولد کے اور نہ والد کی واسطے والد کے اور نہ عورت کی واسطے خاوند اپنے کے اور نہ خاوند کی واسطے عورت اپنی کے اور نہ غلام کی واسطے مولیٰ اپنے کے اور نہ مولیٰ کی واسطے غلام اپنے کے اور نہ شریک کی واسطے شریک اپنے کے اور نہ نوکر کی واسطے آقا اپنے کے زلیحی نے تخریج میں کہا کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن ذکر کیا ابن العمام نے فتح القدر میں کہ روایت کیا اسکو تھما بنی ابوبکر رازی نے اپنی سند طویل سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ قول شرح قاضی کا مثل اسکے شاہدہ والنظر میں ہے کہ وہ جگہ شہادت زوج کی زوجہ کی نصرت پر درست نہیں ایک یہ کہ روایت نے عجیب زمانہ لکھا اور جو سے پھر تین شاہدوں کے ساتھ گواہی دی دوسری کہ زوج نے مع ایک شخص کے گواہی دی زوجہ کے اقرار پر کہ میں فلاں شخص کی لونڈی ہوں اور وہ شخص اسکا مدعی ہے اور نہیں مقبول ہے کہ گواہی مولیٰ کی واسطے غلام اپنے کے اور اسکا اپنے کے شریک کی واسطے شریک اپنے کے مال شرکت میں ہے یعنی جس چیز میں شریک بن جائے ان دونوں کی وہی حدیث حضرت عائشہ اور تخریج کا ہے حسین بن شہدوں کے کہ تین جائز شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے اور حسین بن شرکت ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر مال شرکت میں شہادت شریک کی واسطے دوسرے شریک کے درست ہے اور اخیر کی واسطے آقا اپنے کے اسکی دلیل بھی اوپر گذری مراد اجیر سے یہاں وہ چیلہ خاص ہے جو اپنے استاد کا سرانجام فرماتا ہے اور اسکا نفع اپنا نفع سمجھتا ہے اسباب میں وہ ہر بھی حدیث آئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کی شہادت حیانت والے مرد اور حیانت والی عورت کی اور عدوت و آئی اپنے بھائی پر اور شہادت قانع کی واسطے اہل بیت کے اور غیر اہل بیت کی واسطے ہائز رکھی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے عمرو بن شعیب عن امیہ عن جبرہ سے اور قانع سے اسی قسم کا چیلہ اور شاگرد خاص مراد ہے اور بعضوں کے نزدیک اجیر سے مراد ہے خاص ہے یعنی نوکر جسکی تخوان ماہانہ یا سالانہ مقرر ہو کر اسے اجرا ہو گیا اجیر مشرک ہے جیسے دھولی خیاط تو ہاڑی تھی تانی کہ لائی گواہی مستاجر کے لیے درست ہے اور شہادت اوستا کی اور مستاجر کی واسطے اجیر خاص اسکا گواہی بھی درست ہے دوسرے بخاری اور نہیں مقبول ہے شہادت اوستا کی

جزا لائن فعال کرتا ہے کہ یعنی عورتوں کا مسنگا اور بنا کر تیار اور لوہا لٹ کر تیار ہونے سے زن نے اس ملک کے سنن ابوہریرہ
 میں ہوا ان عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کرے اللہ مردوں میں جسے محنت پر اور عورتوں میں
 اون عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں **ص** لیکن وہ محنت کہ جو خلقی قادی نہیں جماع پر اور ترمی اور
 لچلی پان ہوا اسکے اعضا میں تو اوسکی گواہی مقبول ہے **ف** اس واسطے کہ یہ غیر اختیار کی ہو محنت میں ہر کہ محنت ہے یعنی اول
 بفتح زون ہر اور یعنی ثانی بکس فون **ص** اور نہیں مقبول ہر شہادت گانے بجانے والی عورت کی اور نہ تمام اور نوہ کر نیوالی
 کی **ف** اس واسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا حرام ہے تو اگر اوسکا گانا دفع و حشمت کے لیے ہو تب بھی حرام ہے نہ دوسرا بھنا سن
 کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو احمق آوازوں یعنی گانے والی اور نوہ کرنے والی کی آواز سے روایت کیا اوسکو ترمی نے
 نوہ کرنے والی سے مراد وہ عورت ہے جو اجرت لیکر جہان موت ہوتی ہے جا کر نوہ کرتی ہے اور جو اپنے کسی عزیز کے مر جانے پر نوہ کرے
 تو گواہی مقبول ہے نہ دوسرا **ص** اور جسے **خ** مصنف نے خمر میں بھی قید ہر اوست کی لگائی لیکن درختا زین
 خلافت اسکے مر تو ہے ہر کہ خمر کے ایک قطرہ کے پینے سے بھی بطریق اوست کے مرد و الشہادۃ ہو جاویگا اوستین ہر اوست شرط نہیں کیونکہ
 خمر کی قطعی ہے نہ دوسرا بیان خمر کا کتاب الاشرع میں اشار اللہ تعالیٰ آویگا **ص** یا اور شہادۃ اسکے پر بطریق اوست کے ہر اوست کی ہے
 اس واسطے کہ جو اشرع ہے نہیں ہے اور اسکی ہر اوست عدالت کو ساقط نہیں کرتی بلکہ اذان سکری جب ہر مستطو عدالت کا اور ذکر کیا ہے فقہا
 کہ امان سے مراد وہ امان ہے جو نیت سے ہوتا ہے یعنی ایک دفعہ پیکر بھیر نیت یہ رسکے کہ جب اوسکو باویگا پالی لیوگا کہا امان سے
 نے کہ شرط ہی سکے شہادت کا ظاہر ہو جاوے اور لوگوں پر یا حالت نشہ میں نہ سکے اور اوسکے اوست سے مستزہ بن کرین بیان تاکہ اگر
 خمر یاوشے پوشیدہ تو عدالت اوسکی ساقط نہوگی اور نہ کہور ہر خوشی میں کہ قید اوست غیر کے ہے اور خمر میں کچھ اس قید کی حالت
 نہیں ہیں کہتا ہوں خمر میں بھی قید ہونے کی ضرورت ہے اس واسطے کہ پینا اوسکا واسطے دو کے بس اطلب او باوقین یہ کہدین کہ اس میں کما علاج
 سو اشرع کے اوستین ہر مختلف فہرہ ہر بعضوں کے نزدیک حرام ہے اور بعضوں کے نزدیک نہیں تو وہ مستطو عدالت نہوگا اسی طرح
 ساقط ہو جاوے گی عدالت اوست شخص کی جو بیٹھے ٹانجا اون میں پینے والوں کے ساتھ اور نہ مقبول ہوگی شہادت اوسکی اگر خود
 پینے لگا اور اصل قائمہ اگر چہ ہر خمر میں با اتباع صاحب بحر اللوٹ امان کو شرط نہیں رکھا لیکن صحیح ہی ہے کہ خمر میں
 بھی امان شرط ہے اصل اوسکا ظاہر ہوگا ایسا ہی ظاہر ہوگا کافی اور قاضی خان اور زخیرہ اور سلمی اور عینی اور نہا یہ سے
ص اور شخص کیساتے ہر بیون **ف** جیسے کہ بازی بازی وغیرہ اور اگر کہو ترون کو یون ہی پالے واسطے دفع
 و حشمت کے تو دست ہے کہ جب کہ غیر کے کہو ترمیچ لیتا یا کہ رکھتا ہو تو مباح نہیں بسبب حرام خوری کے نہ دوسرا **ص** یا
 طنبور سے **ف** داخل میں زمین اولات اوست جیسے ڈھول سارنگی بریط وغیرہ **ص** یا گانا کہ لوگوں کو جمع کرے اور
 لیے اور جو اپنے لیے آپ گانے واسطے دفع و حشمت کے تو وہ ساقط نہیں کرتا عدالت کو **ف** خصوصاً اوست صورت میں
 جب وہ کلام وعظ اور نصیحت ہو تو وہ اتفاقاً جائز ہے نہ دوسرا **ص** یا اگر کتاب کسی گناہ کیہ کہ جو موجب ہے **ف** جیسے زنا قتل
ص یا داخل ہر ہر حرام میں بغیر تہذیب کے **ف** اس واسطے کہ کشف عورت حرام ہے ہر **ص** یا سود کھانا ہر
ف لیکن شرط کی ہے بسطو میں کہ مشہور ہو سود خواہ میں اس واسطے کہ آدمی بہت کم خلاص پاتا ہے بیوع فاسد سے

حال اگر وہ سب سو میں داخل ہیں کذا فی الاصل **ص** یا چوسر اور شرط نہ شرط بکہ کہ لیتا ہو **ف** درختا میں ہے کہ چوسر یا شرط بھی کھیلنا
 ساتھ کرتا ہے عدالت کو لیکن شرط نہ میں چونکہ اختلاف ہے اس لیے چوسر میں سے ایک چیز بھی اگر اسکے ساتھ پائی جاوے گی تو سقوط
 عدالت ہوگی قوت صلوة کثرت حلفت ثعب در راہ شب و شتم بلا دست شرط **ص** یا اون نماز قوت ہو جاوے **ف** ہاں
 میں ہے کہ کیا شرط بکہ کھیلے چوسر اور شرط صحیح کو چوسر کہا صاحب ہاں نے لیکن بغیر شرط عالی کھیلنا شرط صحیح عدالت کو ساتھ نہیں کرتا
 اس واسطے کہ ہتھاکو کو زمین کچا لیس ہے اور اس سے سمجھا گیا کہ چوسر میں شرط کا ہونا یا نماز کا قضا ہونا سقوط عدالت میں ضروری نہیں
 تو قید شرط کی اور نماز کی قوت کی چوسر میں جو صنف سے واقع ہوئی اتفاقی ہے اور ذخیرہ میں ہے کہ کھیلنا چوسر کا رد کرتا ہے شہادہ
 کو اور ہر حال کے خواہ شرط ہو یا نہ ہو یا نماز قوت ہو یا نہ ہو لگائی الاصل **ص** یا پیشاب کرتا ہے تہ میں یا کھاتا ہے راہ میں
ف داخل ہیں کہ وہ افعال سب جو خلاف مردت اور حیا اور تہذیب ہیں جیسے راہ میں فقط پا جاوے پینے سے ملے چلنا یا
 لوگوں کے رو بہ رو پاؤں پھیلانا اور وہاں سر کھولنا جہاں پر نلے اولی میں نخل ہے اور ایک لقمہ کی چوری کرنا اور حد سے زیادہ
 دل لگی اور زبان کرنا کہ موجب تحقاف ہو اور کہینوں رد فیوں کی صحبت میں ہٹھینا اور بازار میں نل لگی اور شور و غل کا
فتح و طحا و **ص** یا علانیہ برکتا ہے اگلے دینداروں کو یعنی صحابہ کرام یا علماء مجتہدین رحمہم اللہ **کوف** درختا
 میں ہے کہ سلف سے مراد تابعین ہیں جیسے امام ابو حنیفہ اور قید سلف کی اتفاقی ہے اس واسطے کہ صرف مسلمان کو چوسر کہنا
 موجب نیت ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر کہنا مسلمان کو گناہ ہے اور قتل کرنا اور مسکا کفر ہے روایت کیا اور مسکو بخاری
 اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے **مسائل الحاقیہ** شہادت ایسے دوست کی دروسر دوست کی لیے
 جنہاں انتہا درجہ کی دوستی ہو و اسطرح کی کہ ہر ایک دوستی میں بلا تامل تصرف کرے جائز نہیں گواہ مدعی کے اگر مدعی علیہ
 سے نہایت جھگڑتے پھرین اور مصومت کرن تو اونکی شہادت مقبول نہوگی اس لیے کہ وہ مدعی علیہ کے خصما صبر جو گئے آجی ۷
 مقبول نہیں شہادت جلاسازو کیلون کی اور قبائل نویسوں کی اور کاہین دستاویزات کی اور دلالوں کی اور کسان کی
 واسطے زمیندار کے اور رعایا اور تالیع کی واسطے امیر کے اور گونگے کی اور لڑکوں کی آپس کھیل کو زمین اور بہت بادہ گو
 اور بیوہ بکنے والے کی یا بہت کثرت قسم کھانیوں کی اور تارک زکوٰۃ اور تارک حج یا تارک جمعہ یا جماعت یا بھوک سے
 زیادہ کھا پلنے والے کی اور تماشائیوں کی اور ناپچے والوں کی اور کفن نیچنے والے کی دس ہفتا بقیہ اوس تحقیق کے جوئے
 شہادت فاسق میں ذکر کی جو لوگ ان میں سے ایسے ہیں کہ اونکی شہادت بسبب فسق کے رد کی باقی ہے در صورت جو
 شرائط مذکورہ سابق کے شہادت قبول کیجاوے گی ایسے مواقع اور محال میں قاضی کو اختیار ہے کہ باحاطت عرف اور موقع اور وضع
 و روش شاہد کے عمل کرے **ص** دو بیٹوں نے گواہی دی اس بات کی کہ ہمارے باپ نے زید کو وصی بنایا تھا تو اگر زید
 مدعی ہو وصایت کا تو یہ شہادت مقبول ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول نہوگی جیسے میرے دو دامادوں یعنی قرضو ہوں آپس کے دو بیٹوں
 یعنی زید و لون یا اون دونوں میں سے ایک نے زید کو وصی بنا دیا ہے تو اگر زید اپنے وصی ہو گیا
 مدعی ہو تو شہادت جائز ہو ورنہ جائز نہیں اور اگر دو بیٹوں نے گواہی دی اس بات کی کہ ہمارا باپ نے زید کو وصی بنایا تھا اپنے قرضہ وصول
 کرنے کا اور زید سے مدعی کیا وکالت کا یا انکار کیا کسی صورت میں یہ گواہی مقبول نہوگی **ف**

یہاں جو جرح اور جرح

و جرح کی اس کتاب اور ہدایہ میں مسطور ہے کہ **ص** اور مقبول نہ ہو شہادت صحیح مجبوراً اور جرح مجبورہ جو زمین اطہا ہو جو کہ
 فسق شہاد کا لیکن خالی ہو اثبات حق اللہ و حق العباد سے **ف** یعنی ایسے فسق سے جرح ہو جو موجب نہ ہو کسی حق کا
 مثلاً حق العباد و ان مال غیرہ اور حق اللہ جیسے حد کا **ص** جیسے طعن کرنا شہود سپرٹ سے کہ وہ فاسق ہیں یا
 خواہن یا مدعی نے انکو اجرت دیکر شہادت کے لیے مقرر کیا یا صورت اس مسئلہ کی ہوں کہ بعد تعدیل شہود مدعی کے
 مدعی عدلیہ شہود قائم کیے اور جرح پر تو اگر وہ جرح مجبور ہوگا مقبول نہ ہوگا اور سطح سے صورت تیسرے اس واسطے قرار دی کہ اگر
 تعدیل شہود مدعی نہ ہوئی ہو اور قبل اسکے کوئی شخص قاضی کو خبر دیا ہو کہ شہود فاسق ہیں یا سو تو خواہن یا مدعی اجرت
 دیکر ان کو لایا ہے تو قبول ہوگا خاص کر اوس صورت میں جب وہ شخص قاضی کو خبر دیا ہو کہ شہود مدعی فاسق ہیں **ف** یعنی
 مسمع نہ ہونا جرح مجبور کا اور صورت میں کہ عدالت شہود مدعی کو انہوں سے ثابت ہو چکی ہو اور جو عدالت اون شہود
 کی ثابت نہ ہوئی ہو تو جرح مجبور ایک شخص کا بھی اور شہود پر مقبول ہے علی الخصوص دشمن کا اور قرائن میں کہ لایا ہے پڑھا دیا گیا
 مصنف اور ثابت کیا اوسکو ملا خسر و بے لیکن ابن الکمال نے مسمع نہ ہونا جرح مجبور کا عام کہا ہے خواہ قبل ثبوت عدالت
 شہود مدعی ہو گیا یعنی ثبوت اوسکے کے اور برکت علی اوسط ط مائل ہوئے ہیں اور دفع کیا ہے اس تناقض کو لفظ اوستی
 اپنے حاشیہ میں اور بیان ہم نے جو جنوں تطویل ترک کیا **ص** ہاں مقبول ہونے کو اوجح مدعی عدلیہ اگر وہ گواہ ہی
 دین یا سہادت کی کہ مدعی نے اپنے شہود کے فاسق ہونے کا آپ قرار کیا ہے یا گواہ مدعی کے علامہ میں یا مجبور و فی القدرت میں
 یا ابھی شراب پیکے ہے ہیں یا تمہمت لگانے والے ہیں زانی ایک شخص کو اور وہ شخص مدعی ہے یا مدعی کے شریکین یا اس اقرار
 پر مدعی کے کہ میں ان گواہوں کو اجرت دیکر لایا ہوں واسطے گواہی کے یا مدعی ان گواہوں کو اجرت دیکر لایا ہے
 میرے مال میں سے جو نہ دیکے ہے مدعی کے یا میں نے مدعی کے گواہوں کو تیرے روپیہ صلح کئی کہ گواہی نہ دینا میرا اور وہ روپیہ میں ان
 گواہوں کو دیکر لایا ہوں اور باوجود اسکے انہوں نے شہادت روعدی قلیبہ گواہ مدعی کا پیشا یا باب پر ان کو اور ہونے کسی عمدہ ماڑا لایا ہے تو ان
 سب صورتوں میں شہادت شہود مدعی عدلیہ کی جرح مقبول ہوگی اس واسطے کہ امور مذکورہ موجب میں یا حق شرعی کی یا حکم عدلیہ کو تو ذیل ہوگا جرح
 حکم قاضی کو قبول کیا جاوے گا اور اگر اکتی ہر اول تھا اور سے ظاہر شہادت میں بعد از شہادت کے کہ انکے بعض حکم میں قبول کیا تھا اور وہ بیان کیا تو
 شہادت اسکی قبول کیا جائیگی جیسا کہ مدعی دعویٰ کیا ہے اور گواہ عادل نے شہادت دی یا پھر روپیہ کی پھر وہی مجلس میں کہا کہ میں نے قبول کیا تھا بلکہ
 دس روپیہ مدعی کے چاہیں یا مدعی خطا کا ہوا یا بات پر جیسا کہ مدعی نے دعویٰ کیا یا پھر روپیہ کا اور گواہ گواہی
 دس روپیہ پر پھر کہا اسی مجلس میں کہ خطا کی مینے اور کہا مینے دس عوض میں یا پنج کے تو مقبول ہوگی شہادت اوسکی
 اور یہ قبول قبول کیا جاوے گا شخص عادل سے بشرطیکہ اوس مجلس میں ہو اور اگر وہ مقام شہہ کا ہو اس واسطے کہ مدعی نے جس وقت
 دعویٰ کیا یا پھر روپیہ کا تو نہیں قبول کی جاتی شہادت دس پر کیوں کہ مدعی خود محض گواہ گواہ کو اور بعد مجلس میں جانے کے
 اگر مقام مقام شہہ کا ہو جیسے صورت زیادتی شہادت میں تو نہیں قبول کی جاتی شہادت شہادتی اس واسطے
 کہ احتمال ہے مدعی کے بہکانے کا اور اگر مقام مقام شہہ کا نہ ہو جیسا کہ شہاد نے لفظ شہادت کا ذکر نہیں کیا تو وہ روپیہ
 مجلس مدعی کے ساتھ کہ سکتا ہے مسائل الحاقہ گواہی اسکی کہ نہ بھی زخم سے مر گیا اولیٰ یا مقبول

یہاں جو جرح اور جرح

اس گواہی سے کہ وہ زخم سے اچھا ہو کر مقتول کے ورثہ نے گواہی قائم کی ہے زید پر کہ اسے مقبول کو زخمی کیا اور مار ڈالا اور زید نے مقتول کے فرار پر کچھ زید نے نہیں مارا تو گواہ زید کے مقبول ہونے کے گواہ اگر اس کے معتبر ہونے کو اس وقت سے فرما سکتا ہے اگر دونوں کی تائیدیں متحد ہوں اور اگر تاریخیں مختلف ہوں یا تاریخ بیان نہ کریں تو گواہ رضامندی کے معنی میں جائز ہے گواہی مناد عقد کی اولیٰ ہے گواہی سے صحت عقد کا اور قول مدعی صحت عقد کا اولیٰ ہے قول سے مدعی مناد کے قول سے مقدم ہے قول بہ قول یہ مقدم ہے قول سے باقی ہے ثبوت ناقصہ کو دوسرے شہادوں کا مل کر سکتے ہیں جیسے دو شاہدوں نے شہادت دی ہے اس کی تائید کی کہ یہ مکان زید مدعی کا ہے اور دو اور شاہدوں نے یہ پورا کر دیا کہ وہ قبضے میں مدعی علیہ کے ہے یا دو شاہدوں نے بلکہ کی گواہی دی ہے محدود میں اور دو اور نے حدود اور اسکے بیان کر دیے یا دو نے شہادت دی ہے اسم اور نسب پر اور دو نے اسکی تائیدیں کر دی اگر ایک شاہد نے اظہار دیا اور شاہدوں نے کہا کہ ہمارا اظہار اسکے موافق ہے تو نہیں مقبول کیا جائے یہ بیان تک کہ ہر شاہد اپنا جدا جدا اظہار دینے سے شہادت حجب باطل ہو جاتی ہے بعض میں باطل ہو جاتی ہے کل میں ہشال و سکی یہ ہے کہ بجائی ہیں نے ایک زمین کا دعویٰ کیا تو ہمیں کے نوح اور دوسرے شخص گواہی دی تو ہمیں اور بجائی دونوں کے حق میں مل نہوگی اور یہ قول متحد ہو گا اور ابویوسف کے نزدیک جائز ہے کہ شہادت بعض میں باقی رہے اور بعض میں باطل ہووے اگرچہ یہ ہے کہ دو کافروں نے مسلم اور کافر پر کپڑے کی چوری کی گواہی دی تو درحق قطع مقبول نہیں اور کافر پٹے کا حکم ہو گا باقی صورتیں اس کی مذکور ہیں ایشیاء میں دوسرے ہفتہ وار و طے طار ایسے

باب گواہی میں اختلاف ہونے کے بیان میں

ص شرط ہے موافقت شہادت اور دعویٰ میں سیطرح درمیان میں دونوں شاہدوں کے لفظاً اور معنی نزدیک امام صاحب کے ف تطابق لفظی سے مراد یہ ہے کہ دونوں شاہدوں کے لفظ افادہ معنی میں برابر ہوں خواہ وہی لفظ ہو یعنی دنیا اوس لفظ کا مراد ہو تو اگر ایک شاہد یہ کہی گواہی دی اور دوسرا عطیہ کی گواہی تو مقبول ہے ص اور صاحب کے نزدیک صرف تطابق معنوی کافی ہے تو اگر ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی یا ایک سو کی اور دوسرے نے دو سو کی یا ایک نیک طلاق کی گواہی دی اور دوسرے نے دو طلاق کی یا تین طلاق کی تو امام صاحب کے نزدیک یہ شہادت بالکل مردود ہوگی ف اور اصل اکثر کسکی حکم ہو گا ص اور صاحبین کے نزدیک قتل پر قبول کیا جاتا ہے یعنی صورت اولیٰ میں ہزار کی اور صورت ثانیٰ میں سو کی اور صورت ثالث میں ایک طلاق کے ثبوت کا حکم دیا جاوگا ص جب مدعی اکثر کا دعویٰ کرتا ہو اور جو مدعی قتل کا مدعی ہو تو شہادت ہا اتفاق مردود ہوگی اس واسطے کہ مدعی خود تکذیب کرتا ہے دوسرے شاہد کی جو زیادہ بیان کرتا ہے دعویٰ سے ص اگر ایک گواہ نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے ہزار اور ایک سو کی تو شہادت ہزار پر مقبول ہوگی اگر مدعی ہزار اور ایک سو کا دعویٰ کرتا ہو اور جو مدعی ہزار کا دعویٰ کرتا ہو اسے حجب کہنے کے لیے مدعی علیہ پر نہیں ہے کہ ہزار روپیہ یا سکوٹ کرے اور سو روپیہ یا سکوٹ سے تو نہ قبول کیا جاتی شہادت اس گواہ کی جو زیادہ بیان کرتا ہے اللہ یہ صورت میں اگر مدعی ہون تو حجب کر دیوے کہ اصل حق میرا ہزار روپیہ تھا لیکن میں سو روپیہ وصول پا چکا ہوں یہ میں نے ہزار روپیہ روپیہ ص یعنی معاف کر دیے ص تو شہادت اسکی مقبول ہو جائیگی

بسبب موافقت کے **ف** اور مختار میں ہر کہ یہ حکم دین میں ہر اور دعویٰ میں میں جس قدر پر دونوں شہادوں کا اتفاق ہوگا
 دلایا جائیگا اور عقود یعنی بیع اور شراہ میں مطلقاً اختلاف شہادت مانع ہے قبول سے خواہ دعویٰ اقل کا ہو یا اکثر کا ہو و **ص**
 اسی طرح اگر ایک شہادے نے گوہی دی ایک طلاق پر اور دوسرے نے ایک طلاق اور نصف طلاق پر یا ایک نے سو پر اور دوسرے نے
 سو اور دوس پر تو شہادت ایک طلاق پر اور سو پر مقبول ہوگی **ف** اس واسطے کہ ان مسائل میں دونوں شہادے تفسیق میں ہزار
 اور ایک طلاق اور سو پر لفظاً و معنی **ص** اگر دونوں شہادوں نے ہزار روپیہ کی گوہی ہی از دونوں میں سے ایک نے کہا
 کہ پانسو روپیہ مدعی علیہ مدعی کو ادا کر چکا ہے تو قبول کیا جائیگی شہادت اور دونوں کی ہزار روپیہ پر اور لازم کیے جاوے گئے ہزار روپیہ
 پر اور نہ اتفاق ہوگا اور شہادے کے قول کی طرف پانسو روپیہ کا ادا کرنا بیان کرنا ہی اس واسطے کہ وہ متفقہ ہے اس شہادت میں مگر جب
 اس کے ساتھ دوسرے شخص بھی شہادت اہلی دیوے اور تیس گواہ کو یہ معلوم ہو کہ مدعی اپنے دین میں سے کچھ وصول چاہتا ہے تو
 نہ شہادت دیکھ بیان تک کہ مدعی اس کا اقرار نہ کرے تاکہ مدعی علیہ کا ضرر نہ ہو و جبکہ وہ شہادوں کو ہی ہی بنا لیا کرے کہ اپنے نزدیک و سزا
 ذیچینی عیب گردن مکتبہ قتل کیا ہو اور گوہی لگی ہو و شہادوں کے کہ اپنے نزدیک و سزا لگی ہو تو ذیچینی قتل کیا ہو اور گوہی لگی ہو تو ذیچینی قتل کیا ہو
 مرد و وہ جہاز کی ایسی کہ ایک چوڑی چھوٹی چوڑی ہر کوئی دوسرے سے ولی نہیں کہ اس کا اعتبار کیا جاوے گا کہ قاضی ایک شہادت سے حکم دیا چکا ہے
 دوسری شہادت خلاف اس کے گذری تو دوسری مقبول نہوگی کیونکہ شہادت اولی کو ترجیح ہوگی شہادت قاضی کے تو
 نہ توہی نہ جاوے گی شہادت ثانیہ سے اگر دو گواہوں نے زید پر شہادت دی کہ اس نے ایک ہل چور یا لیکن اس کے رنگ میں
 اختلاف کیا تو شہادت مقبول ہوگی اور زید کا ہاتھ کاٹا جاوے گا اور اگر ایک گواہ نے شہادت کو نہ لیا یا اور دوسرے نے مادہ تو شہاد
 مقبول نہوگی یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں قطع ید کا حکم نہوگا اور بعضوں نے
 کہا ہے کہ اختلاف امام اور صاحبین کا اون دورنگوں میں ہے جو قریب قریب شہادت کے ہیں جیسے سیاہی اور
 سرخی نہ بیچ سیاہی اور سپیدی کی اور کہا گیا ہے کہ اختلاف سب رنگوں میں ہے **ف** اور یہی صحیح ہے عنایہ **ص**
 امام صاحب کی دلیل ہے کہ ستر کا وقوع ہوتا ہے شب میں اور گواہ اس کو دور سے دیکھتے ہیں تو اختلاف رنگوں کا مانع نہو
ف اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سیر کا یا جو جانور ہووے ایک طرف کا دھڑ سیاہ ہوتا ہے اور دوسری طرف کا سپید تو جانور
 ہے کہ ایک شہادے نے ایک طرف کا دھڑ دیکھا ہے اور دوسرے نے دوسری طرف کا دھڑ دیکھا ہے **ص** اور ظاہر ہے کہ قول صاحبین
 کا ہے **ف** جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ مدعی دعویٰ ستر کا ایک ہل کا کرے اور اس کا رنگ بیان
 کرے اور جو اس سے رنگ بیان کر دیا تو شہادت بالاجماع مقبول نہوگی اس واسطے کہ مدعی مذہب کرتا ہے ایک شہادتی
 چلیے اگر ایک شہادے نے گوہی دی ہے بات کی کہ یہ غلام خرید گیا ہے ہزار روپیہ کو یا اس کا تب ہزار روپیہ پر اور دوسرے نے ہزار رو
 سو بیان کیے تو شہادت دونوں کی مردود ہوگی **ف** برابر ہے کہ مدعی بھی اکثر کا ہو یا اقل کل دس ہزار **ص** اگر
 ایک شہادے نے گوہی ہی اس بات کی کہ بولی نے آوا کیا اس غلام کو یا صلح کی قصاص یا گورکھا اس چیز کو یا صلح کیا صلح
 میں ہزار روپیہ اور دوسرے نے ہزار روپیہ بیان کیے اور مدعی غلام کو **ف** عشق کے دعویٰ میں **ص**
 اور قاف **ف** صلح کے دعویٰ میں **ص** اور اس میں **ف** رہن کے دعویٰ میں **ص** اور عورت ہر

ف خلع کے دعویٰ میں ص تو شہادت مطلقاً باطل ہوگی **ف** خواہ مدعی اکثر مدعی کرتا ہو یا اقل کا صل اور اگر مدعی مولیٰ ہو یا وہی مقبول ہو یا تہن ہر یا شوہر تو حکم اور سکا مثل دعویٰ میں کے ہوگا **ف** یعنی اگر شاہدین مختلف ہوں گے لفظاً تو نہ قبول کیا جائیگا شہادت نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور اگر تہن ہوں گے تو اگر مدعی دعویٰ کرتا ہو یا اقل کا تو یہ مقبول ہوگی شہادت اور شاہدین جو زیادہ ہوں گے یا اگر مدعی کرنا ہو تو شہادت اقل پر مقبول ہو جائیگی لکن اگر اقل کا صل اور جارہ بن اگر قبول کرے اس قسم کا شاہدین میں اختلاف نہ ہو **ف** یعنی ایک شاہد ہرے مثلاً اجرت مکان کی سو روپیہ بیان کیے اور دوسرے سو اور چاس روپیہ **ص** تو حکم اور سکا مثل بیع کے ہوگا **ف** یعنی شہادت ہر طرف سے باطل ہوگی خواہ مدعی اکثر کا دعویٰ کرتا ہو یا اقل کا صل اور اگر بعد مدت گزرنے کے یا اختلاف ہو تو حکم اور سکا مثل دعویٰ میں کے ہوگا **ف** حسطح ابھی گزرا **ص** اور اگر نکاح میں اس قسم کا اختلاف ہو یعنی ایک گواہ نے نکاح ہر روپیہ پر بیان کیا اور دوسرے نے ہزار اور پانسو پر تو اقل پر صحیح ہو جائیگا نزدیک امام صاحب کے **ف** مطلقاً خواہ مدعی زوج ہو یا زوجہ یا اقل کا دعویٰ ہو یا اکثر کا دس ہزار **ص** اور باہرین کے نزدیک شہادت رو کیا ہوگی اور قول ضعیف یہ ہے کہ اختلاف اویں صورت میں ہر جب مدعی زوج ہو اور اگر زوج مدعی ہو تو شہادت اتفاقاً مقبول ہوگی **ف** لیکن صحیح وہی قول ہے کہ ہر صورت میں اختلاف ہر دس ہزار **ص** اور لازم ہر میراث کی گواہی میں شاہد کو حیرت کرنا طاعت مدعی کے یعنی یہ کہنا کہ مورث ہر گیا اور مورث کو اسنے مدعی کے واسطے میراث چھوڑا یا یوں کہنا کہ مورث مدعی کا مرگیا اور تا دم موت یہ چیز اسکے قبضے میں تھی یا میں تھی اور امام ابی یوسف کے نزدیک حیرت ضرور نہیں **ف** اور فتویٰ قول ظہیرین پر ہے اور حیرت اس کے ساتھ دیا اور ضرور نہیں ایک یہ کہ سبب وراثت مدعی بیان کرنا کہ مدعی میت کا بھائی سکا یا سوتیلایا چچا ہے دوسرے کہ سوا کے اور کسی کو میں وراثت میت کا نہیں جانتا اور میت کا نام بیان کرنا شرط نہیں دس ہزار **ص** تہ اگر شاہد نے یہ کہنا کہ چیز مدعی کے باپ کی تھی اور علی عاریت یا امانت یا ہمارے ہاں دی تھی اور شخص کو جو قبایض ہے تو جائز ہو جائیگا بلکہ حیرت کے اگر دو شاہدوں نے گواہی میں اس بات کی کہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی آتی حیرت اور وقت دعویٰ کے وہ چیز اس کے قبضے میں نہیں ہے تو اس شہادت ملک مدعی کی ثابت ہوگی **ف** اس واسطے کہ شہادت قبول ہے کہ گواہوں نے نہیں بیان کیا کہ گواہ کے قبضے میں بطور ملک تھی اور قبضہ چھوڑا یا بطریق ملک اور واریت اور ضمان تو مستغذر ہوئی قضا اور نزدیک ابو یوسف کے شہادت مقبول ہوگی **ص** ہاں اگر مدعی عاقل ہے تو اگر کیا کہ چیز مدعی کے قبضے میں تھی یا گواہوں نے مدعی علیہ کے اس قرار پر گواہی تو شہادت صحیح ہو جائیگی اور ملک مدعی کی ثابت ہو جائیگی **ف** یہ اس طرح کہ گواہوں نے یہ کہا کہ چیز مدعی کے قبضے میں بطور ملک تھی تب صحیح ہو جائیگی حیرت

کے قبضے میں تھی یا میں تھی اور امام ابی یوسف کے نزدیک حیرت ضرور نہیں

باب شہادۃ علی الشہادۃ کے بیان میں

شہادت علی الشہادۃ سب مقدمات میں سوا حدود اور قصاص کے مقبول ہے لیکن شرط اس کے مقبول ہونے کی یہ ہے کہ شہادہ شہود کا حاضر ہونا مستغذر ہو سبب اس کے ہر جہانیکے یا بیماری کے یا مدت سفر ہو چیکے **ف** یعنی اصلی گواہ اتنے فاصلے پر ہو جن قاصص سے کہ وہ بین دن تین رات کی راہ ہو جو حسطح کہ کتاب الصلوٰۃ میں گزرا **ص** اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف اتنا دور ہونا کافی ہے کہ اگر صحیح کو شاہد پر سے واسطے شہادت سنا سکے تو پھر رات کو گھر میں نہ سکے **ف** حیرت

میں ہے کہ اگر کسی شہد پر فتویٰ ہو اور پسند کیا ہو اس قول کو بہت سے علماء نے اور منجملہ اعدائے بھی ہے کہ اصل شہادت پر وہ نہیں
ہوئے یا سووا حاکم کے کسی اور کی قیام میں ہو **ف** اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ اصل کے گواہی پر دو گواہی گواہ ہو میں لیکن اگر
نہیں کہ گواہ اصل کے دو دفعہ الگ الگ ہوں **ف** مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اصل دو گواہوں میں سے ایک کی شہادت
پر دو گواہ ہوں تو اس کی ہمارے نزدیک دو صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً زید اور عمرو گواہ اصلی ہیں اور خالد اور بکر گواہ فرعی
تو پہلی صورت یہ ہے کہ خالد اور بکر دونوں زید کی شہادت پر بھی گواہ ہوں اور عمرو کی شہادت پر بھی گواہ ہوں اور دوسری
صورت یہ ہے کہ زید کی گواہی کے خالد اور بکر گواہ ہوں اور عمرو کی گواہی کے قاسم اور سالم گواہ ہوں **ص** اور امام شافعی کے
مزدیک صورت ثانی **ف** یعنی ہر گواہ کی شہادت پر جدا جدا دو گواہ ہوں **ص** اور یہ صورت درست نہیں ہے
کہ اصلی شہادوں میں سے ایک ایک کی شہادت پر ایک ایک گواہ ہو گا گواہ فرعی بنا یا یکا طرفہ ہے کہ اصلی گواہ فرعی گواہوں
کے سامنے یہ کہے کہ تم گواہ رہو میری گواہی پر اس بات کی کہ فلا نے نے اس امر کا اقرار کیا تھا اور فرعی گواہ وقت اور
شہادت کے یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں فلا نے کی گواہی پر ساتھ اس بات کے **ف** یہ قول ابو جعفر کا ہے اور
فتویٰ دیدیا امام حسن نے اور اصل میں دو عبارتیں اور مذکور ہیں مگر دونوں طویل ہیں **ص** اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں
کی عدالت بیان کر دیوں تو صحیح ہو جاوے گا جیسے ایک مقدمہ کے دو گواہوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی تعدیل کی
تو صحیح ہے اور اگر فرعی گواہ اصلی گواہوں کی عدالت بیان نہ کریں تو قاضی اول کی عدالت تحقیق کر لیتے **ف** یعنی قاضی
اصلی گواہوں کا حال دریافت کرے تو اگر اولی عدالت ثابت ہو تو فرعی گواہوں کی شہادت قبول کرے ورنہ
یہ مذہب امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا اس میں خلاف ہے نہ کہ زید اور عمرو کے اصل میں اور ابو یوسف کا مذہب صحیح ہے **ص** باطل
ہو جاتی ہے شہادت فرعی گواہوں کی اگر اصلی گواہوں نے شہادت اٹھا لیا **ف** چنانچہ اصول نے یوں کہا کہ
گواہ نہیں اس مقدمہ کے یا نہیں اور گواہ نہیں کیا یا نہیں گواہ کیا لیکن غلط کہا ہے یا اصلی گواہ مجنون یا کوٹھے یا نہ
ہو گئے یا انھوں نے منع کر دیا فرعی گواہوں کو گواہی سے اور اگر اصلی گواہ وقت ہتفلس کے چپ ہو رہے یعنی نہ انکار
کیا نہ اقرار تو شہادت فرعی کی قبول ہو جاوے گی دوسرے **ص** زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم بکر اور خالد نے گواہ
کیا تھا ہر بات پر کہ سنا ہے عذرا بنت عذرا کہ ہم نہیں جانتے ہر بات کو کہ یہ وہی عورت ہے یا اور کوئی تو مدعی کو حکم ہو گا کہ تو اس بات
کہ ہم اس عورت کو پہانتے ہیں بعد اسکے مدعی ایک عورت کو لایا اور اس نے کہا کہ یہ وہی عورت ہے جس پر گواہی دی تھی
اور عمر نے اس پر زید اور عمرو نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے ہر بات کو کہ یہ وہی عورت ہے یا اور کوئی تو مدعی کو حکم ہو گا کہ تو اس بات
کے دو گواہ لاکہ یہ عورت وہی فلائی عورت جو جس کا نام و نسب زید اور عمرو نے بیان کیا ہے **ف** اور اصل کتاب میں
اس مسئلے میں تفصیل کی ہے **ص** ایچے ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کے پاس جاوے اور خط لیا جانے والے گواہ مدعی علی
پہانتے نہوں تو قاضی مکتوب الیہ مدعی سے کہے کہ لا۔ دو گواہ اس امر پر کہ شخص جس کو تو لایا ہے وہی مدعی علیہ ہے جس کو
کاتب نے لکھا ہے اگر ان دونوں صورتوں میں گواہوں نے مدعی علیہ کی نسبت طرف مقرر کر دی تو یہ جائز نہ ہو گا جب تک

یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد کا اس میں خلاف ہے نہ کہ زید اور عمرو کے اصل میں اور ابو یوسف کا مذہب صحیح ہے

کہ اسکی نسبت خاص چھوٹے داد کی طرف بیان نہ کرے یہ عرب میں ہزار لیکن عجم میں تو اوون لوگوں نے اپنے انساب
 صنایع کر دیے تو فقط ذکر پیشہ کا قائم مقام ہوا اس کے دادا کے ذکر کرنے کے بعد عجم کہتے ہیں ماسوا عرب اور لوگوں کو
 ص جس شاہ نے اقرار کیا کہ میں نے شہادت دے دی تو اسکی شہرت کر دی جائیگی اور نہیں تعزیر دیا جاوے گا ساتھ ساتھ عرب
 جس کے اسواسطے کہ شہادت دے تو اسکی شہرت کر دی جائیگی اور نہیں تعزیر دیا جاوے گا ساتھ ساتھ عرب
 کرتے تھے اور تعزیر نہیں دیتے تھے وہ روایت کیا اسکو محمد بن حسن نے کتاب الازمان ص تہ اگروہ گواہ
 باندی ہوا تھا تو اسکو اسکا بار میں روانہ کرتے تھے ورنہ اسکی قوم کی طرف جسوقت وہ لوگ جمع ہوتے تھے اور کمال بھیجے
 کہ شہادت دے تو اسکو اسکا گواہ کہہ دیتے شاہد زور پیا تو پھر پھر اور اس اور گواہ کردہ لوگوں کو اسکو بحال سے اور
 صاحبین کے نزدیک اسکو ضرب اور سبب موعی و اور تقدیر اسکی روایات کی طرف متوقف ہوا یہاں ص اور
 یہی قول شافعی کا ہے لیل اس بات کے کہ حضرت عمر نے مارے شاہد زور کو چالیس کوڑے اور سیاہ کیا منہ اسکا
 و روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن الہمام نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور کہا کہ یہی صحیح ہے کہ
 ص بعضوں نے کہا کہ مصنف نے شہادت زور کو خاص کیا ساتھ اور شاہد کے اسواسطے کہ شہادت زور کو
 سے نہیں ثابت ہو سکتی ہے ورنہ ان کے و کیونکہ گواہ ہوں اگر ثابت ہو تو لازم آئے کہ قبول شہادت نفی پر اور وہ
 معتبر نہیں ص میں کہتا ہوں کبھی چھوٹا ہونا گواہ کا معلوم ہو جاتا ہے بغیر اقرار کے جیسا کہ ایک شخص گواہی دی ریکوت
 کی یا اس امر کی کفالت نے عمل کیا اسکو پھر زور نہ کھلا یا کسی شخص گواہی دی چاند چیتنے کی پھر میں نے پورے گزیرے
 اور آسمان میں کوئی آفت بر و غیرہ کی تھی اور چاند نظر نہ آیا اور مثل اس کے بہت سی صورتیں ہیں۔

یہاں سے لے کر آخر تک

اصل گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں

گواہ اگر پھر جاپانی گواہی سے قاضی کے روبرو تو البتہ اسکا اعتبار ہو گا اگرچہ وہ قاضی دوسرے ہو یعنی وہ قاضی ہو
 جسکے پاس پہلے گواہی دی تھی سو اگر رجوع کرے گا تو قاضی کے سامنے تو اسکا اعتبار نہیں ہے اسواسطے اگر شہادت دے تو وہ
 رجوع شاہد کا نہیں ہے بلکہ وہ رجوع مسموع ہے تو گواہ کو جسے فاسد ہو تو اسکو کے البتہ اگر شہادت دے تو اسکو اسکا اعتبار نہیں ہے اس بات پر کہ شاہد
 نے اقرار رجوع کا کیا تھا نزدیک غیر قاضی کے تو قبول ہو گا دس ہزار ص تو اگر قبل حکم کے پھر اسکی یعنی پھر ایک
 قاضی نے اسکی شہادت سے حکم نہیں کیا تھا کہ وہ اپنی گواہی سے پھر گیا ص تو یہاں تک کہ وہ اپنی شہادت اور کچھ یاد ان
 نہ ہو گا اسواسطے کہ اسکو قبل حکم کے پھر گیا تو اسکی شہادت سے کوئی چیز ملت نہیں ہوئی نہ مدعی کی نہ مدعی علیہ
 کی ہدایہ ص اور اگر بعد قاضی کے پھر تو حکم فرمے کیا جاوے گا بلکہ اس شاہد کو ان دینا پڑے گا اس حیرت انگیز گواہی
 گواہی سے تلف ہوئی اگر مدعی وہ لٹو مدعی علیہ سے لے لیا اور جو بھی تک وہ شہادت نے مدعی علیہ سے نہیں لیا تو تو ان
 واجب نہ ہو گا بلکہ مدعی رہے گا تاوان قبض مدعی پر رہے کہ وہ شہادت دے دین ہو یا عین اور امام شافعی کے متردین ان کے
 شاہدوں پر و اور ویل ہماری اور اونکی اول میں نہ کوئی درختا میں ہرگز نہ ہوتی ہے یہ بھی کہ بعد حکم کے اگر شاہد
 رجوع کرے گا تو مطلقاً تاوان اسکا لیا جاوے گا خواہ وہ بھی نے وہ شہادت دے مدعی علیہ سے لے لیا ہو اسواسطے کہ جب حکم

فتح نہیں ہو سکتا تو خواہ مخواہ سعی اوس حکم کی تعمیل کر لیگی اور زید سعی علیہ کو وہ سزا اور کرنی ٹپنگی تو مدعی علیہ پانہ نقصان ہون سے بھرنے کا صلہ اگر ایک گواہ پھر گیا اور ایک باقی رہا تو نصف مال کا ضامن ہوگا اور قاعدہ یہ کہ باقی گواہوں کا شمار ہوتا ہے نہ پھر نے والوں کا مثلاً تین گواہوں نے گواہی دی ایک پھر گیا تو وہ ضامن ہوگا اسی واسطے کہ بقدر رضائیت ابھی باقی ہیں اب البتہ اگر ایک اور پھر جاوے گا تو دونوں پر نصف مال کا تاوان لازم ہوگا اس واسطے کہ نصف نصاب باقی ہو اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی بعد ازیں سے ایک عورت پھر گئی تو چوتھائی مال کا ضمان اوس پر لازم ہوگا اور اگر دو تون عورتیں پھر گئیں تو نصف مال کا ضمان دیگی اور اگر ایک مرد اور تین عورتوں نے گواہی دی بعد ازیں سے ایک عورتیں پھر گئیں تو ابھی ضمان کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ بقدر نصاب باقی ہیں البتہ اگر ایک اور پھر جاوے گا تو اون پر چوتھائی مال کا ضمان ہوگا اس واسطے کہ تین راجع نصاب باقی ہیں کیونکہ ایک عورت کا پاؤ اور مرد کا آدھا باقی ہے تو سب مال کا تین راجع ہوگا اور اگر سورت مذکورہ میں سب پھر جاوے تین ایک مرد بھی اور دو تون عورتیں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جھٹھا جھٹھا مال کا مرد پھرے اور باقی تین عورتوں پر اور صاحبین کے نزدیک نصف مرد پر اور نصف دو تون عورتوں پر مال کا صاحبین کے قول کی مہر ہے کہ ایک مرد نصف نصاب شہادت ہے اور عورتیں اگر چہ کثیر ہیں لیکن سب مال کا قاضی تمام ایک مرد کے ہوگی اور امام صاحبین کے قول کے دس عورتیں قاضی تمام پانچ مردوں کے ہیں اور ایک مرد اور گویا چھ مردوں کی گواہی ہونی اور دس میں ہی ہوگا لیکر مرد پر چھٹا حصہ مال کا لازم ہوگا ایسا ہی اس صورت میں ہلا یہ اور اگر صورت مذکورہ میں دس تون عورتیں پھر جاوے تین مرد باقی رہ جاوے تو نصف مال کی ضمان ہوگی اس واسطے کہ نصف نصاب باقی ہے یا بالاجماع یعنی باتفاق امام اور صاحبین کے اور اگر دو مردوں اور ایک عورت نے گواہی دی ایک مقدمہ میں بعد ازیں سے دو تون پھر گئے اور عورت نہ پھرے تو کل مال کا تاوان اول دنوں مردوں پر لازم ہوگا اس واسطے کہ ایک عورت باقی رہی اور اس کے کچھ ثابت نہیں ہوتا اس واسطے کہ ایک عورت پھر گواہ نہیں ہو سکتی بلکہ ایک ٹکڑا ہے مثلاً ہا کا تو نصف نصاب ہوگا اسی طرح ہلا یہ ص اگر دو تون مردوں گواہی دی نکاح پر عورت میں تین مرد کے کہ وہ مثل سے دس عورت کا مقدمہ میں کم رہے یا برابر بعد اسکے رجوع کیا تو ضمان نہ ہوگا برابر کہ مدعی عورت ہو یا شوہر البتہ اگر گواہی دی نکاح کی اوس مقدمہ میں رجوع مثل سے اوس عورت کے زیادہ ہو جائے جو رجوع کیا تو اگر مدعی عورت ہوگا اور ہون زوجہ کی طرف سے گواہی دی تھی تو جہدہ مسمی زیادہ ہو مثل سے اور تاشوہ سے زوج پھر گیا اور اگر مدعی زوج ہے اور اسکی طرف سے گواہی دی تھی تو شوہر پر کچھ ضمان نہیں حاصل ہے کہ یہاں چھ صورتیں ہیں پہلے کہ مسمی یا مثل سے کہ ہوگا یا برابر زیادہ اور ہر صورت میں یا شہادت زوج کی طرف سے ہوگی یا زوجہ کی طرف سے تو ضمان زیادتی صرف ایک صورت میں ہے کہ یہ کہ زوجہ مدعیہ ہو اور مسمی یعنی بسکو شوہر نے بیان کیا ہے مثل سے زیادہ ہو تو بقدر زیاد شوہر سے ضمان لیکر زوج کو دلایا جاوے گا اور باقی پانچ صورتوں میں گواہوں پر کچھ تاوان نہیں ص اور اگر دو گواہوں شہادت دی تھی اور مدعی مسمی ہے بعد اسکے رجوع کیا تو مسمی یا مسمی سے زیادہ ہوگا یا برابر یا کم ہے تو اول دونوں صورتوں میں تاوان نہیں اور تیسری صورت میں جس قدر باقی کا نقصان ہوا وہ قیمت اتنا گواہوں سے تاوان دلایا جاوے گا اور اگر باقی مدعی ہے تو اول صورت میں مسمی کو جتنا قیمت سے زیادہ دینا پڑے گا

عوض میں قربانی خریدی اور لائے قربانی اور ایک نیا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو دعائی آپ کے کہ بکت ہوجاتا
 میں اونہی اور روایت کیا ماخذ اسکے بخاری نے عروہ بن ابی الجعد باری سے از بخاری وہ کہ روایت کیا ابو ذر نے جاہل سے
 کہا کارارہ کیا یعنی روانگی کا لفظ خیر کے تو ایسا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور سلام کر کے کہا میں نے میں ارادہ کرتا ہوں
 خیر کو جانے کا تو فرمایا آپ جیٹا تو ہمارے وکیل سے تو لے لیا پچاس سے پندرہ ہوش کھجور کو اگر نشانی مانگے تجھ سے تو کہے لیا
 تو ہاتھ اپنا اوپر گئے کے اور از بخاری وہ کہ روایت کیا مسلم نے جاہل سے کہ خیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترشیر جانورون
 کی قربانی کی اور حکم فرمایا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہ باقی تم فزح کرید اور از بخاری یہ کہ وکیل کیا حضرت نے عروہ بن ام سلمہ کو واسطے نکل اپنے
 کے ام سلمہ فوئی ماں سے روایت کیا او سکون سانی نے سنن میں ص اور عینی تو کہیں کے ہیں کہ سپرد کر دینا تصرف کا خیر کو
 لیکن شرط اسکی یہ کہ موکل خود تصرف کا مالک ہو وفاق یعنی حرا قائل یا بالغ ہو یا عیال یا ذون یا صبی ما ذون یا
 لیکن امام صاحب کے نزدیک یہ ضرور نہیں کہ موکل نے جس تصرف کا فتنار وکیل کو کیا ہو اسی خاص تصرف کا موکل مالک
 یہاں تک کہ مسلم کو وکیل کرنا ذمی کا واسطے بیع خمر کے درست ہر وقت کے نزدیک نہ صاحبین کے نزدیک کذا فی الاصل
 ص اور وکیل اس معاملہ کو سمجھتا ہو اور اسکا قصد وارادہ رکھتا ہو وفاق یعنی وکیل سمجھتا ہو و اس بات کو کہ بیع مرد
 کو بیع والی ہر ملک کو اور شہر اچھے والی ہر ملک کو اور غن قلیل کو غنین فاحش سے ممتاز کرے اور قصد کرے عقیقہ کا یعنی
 اگر منسی سے وہ ہتھ کرے گا تو موکل کی طرف سے نہ کذا فی الاصل ص و بیع ہر وکیل کا یا حرا قائل یا بالغ کا یا عیال یا ذون یا صبی
 ما ذون کا حرا قائل یا بالغ کو یا عیال یا ذون کو یا صبی ما ذون کو اور اگر وکیل کیا حرا قائل یا بالغ یا عیال یا ذون یا صبی ما ذون کے ایک
 صبی عاقل کو جو عیال یا ذون ہے ایک عبد غیر ما ذون کو تو جو جائیداد کا لیکن ان دونوں سے حقوق عقدہ متعلق ہونگے بلکہ ناکہ موکل
 سے متعلق ہو جائینگے وفاق تصاصح ہر کہ ضروری ہے بات کہ موکل یا حرا قائل یا بالغ ہو یا عیال یا ذون یا صبی ما ذون ہو تو اگر ذون یا صبی
 غیر عاقل ہو تو اسکی وکیل مطلقاً صحیح نہیں اور اگر صبی عاقل ہو لیکن غیر ما ذون ہو تو اسکی وکیل تصرفات نافعہ حصہ میں
 جیسے قبول ہبہ قبول صدقہ وغیرین درست ہر وقت تصرفات صائرہ حصہ میں یعنی جن میں نہ ضرر نہ عیب ہے مطلقاً عتاق ہبہ
 صدقہ بالکل جائز نہیں اور جو تصرفات دائرہ میں نفع و ضرر میں جیسے بیع و شراا جاہ او نہیں اجازت ولی پر موقوف ہر آئین
 صحیح نہیں تو وکیل عبد غیر ما ذون کی اور مرتد کی وکیل موقوف ہر اگر اسلام لایا تو نافذ ہوگی اور اگر قیل کیا گیا یا دارا حرا میں جاہ
 مل گیا تو باطل ہوگی وکیل ضروری ہے کہ یا حرا قائل یا بالغ ہو یا عیال یا ذون یا صبی ما ذون یا عیال یا ذون یا صبی ما ذون یا عیال یا ذون یا صبی
 عاقل میں لیکن عیال یا ذون یا صبی غیر محرم ہر اگر تصرف کیا موکل کی طرف سے تو حقوق عقدہ جیسے مطالعہ زمین ربا العیب وغیرہ
 رجوع کرینگے اصل موکل کی طرف یعنی وکیل سے ان حقوق کے بابت مواخذہ نہ ہوگا بخلاف او قسم کے وکیلوں کے کہ ان میں ان
 عقدہ متعلق ہوتے ہیں اصل عاقل سے جو خود وکیل کی مدد و غنارہ مع زیادہ من شروحو و حواسیہ ص جتنے معاملات
 موکل خود کر سکتا ہے او نہیں دوسرے کو وکیل بھی کر سکتا ہے اور کبھی جائز ہو وکیل کرنا سوال جواب کے لیے مفادات میں یعنی مدعی
 کو درست ہر کہ قصود سے اور سہم خانہ کے لیے نزدیک حاکم کے جسکو چاہے وکیل کر دینے سے اسی طرح مدعی علیہ کو بھی درست ہر
 کہ اس کے حاکم وکلا کرے بلکہ بعضہ ہر شاخ کہتے ہیں کہ وکیل ہر کہ ناخصوست کے لیے بغیر رضامندی طرفین کی

عبد ذر نے دعویٰ
 جبکہ رسول نے انہوں کو
 تصرفات اور تجارت
 کی دیکھی اور ان کو
 وہ اور کافر
 ذمی کے ذون یا صبی
 شہرہ و ذر کا
 منہ

اور اگر

باطل ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک صحیح ہے صاحبین کے نزدیک اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف صحت میں نہیں بلکہ عینی صحیح ہے
 سب کے نزدیک ہے بلکہ اختلاف لزوم نکاح میں ہے عرف یعنی صاحبین کے نزدیک بلکہ بعض انصاف کے نکاح ایک ہی کی لازم
 ہو گیا یعنی انصاف کی نامنفوری سے نکاح لزوم نہیں ہو سکتی اور امام صاحب نے فرمایا کہ تم کی مانند عورتی زہرہ و جاویلی حص
 اور وہ یہ ہیں ہی کو اختیار کیا ہے عرف میں کہتا ہوں کہ اب قول مفتی بیہ ہرگز نکاح بہ فرقہ کی بغیر صدا و وسعہ فریق کے
 درست ہے اور لازم ہے یعنی ہر ایک کو مدعی علیہ و مدعی علیہ کے ہونے پر ہی کہ جب کو چاہیے کہیل کرنے اگرچہ وہ فریق ہوں جس کے
 وکیل کہنے پر راضی ہو اور یہی سبب ہے صاحبین اور بیہ شک کا اور فقہاء کا کہنا ہے کہ نکاح عیالی سے اور صحیح کہا اوسکو نہایت اور وہی
 فتویٰ ریافتیہ ابو اللیث وغیرہ نے اور بعض فقہاء نے اوسکو نہیں کیا نکاح عیالی کے دوسرے نکاح نکاح یا نکاح صحت
 کا جو اثر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثابت ہے روایت کیا یہی ہے کہ حضرت علی وکیل کرنے سے تمہارا نکاح نہیں عقیدت ہے کہ
 اور جب وہ بغیر سے بیٹھے تو وکیل کرنے سے محمد بن عبدالسین ہر طیارش کو حص بان اگر موکل دلیض ہو ایسا کہ مجلس عقیقہ
 نکاح آنا اوسکو ممکن ہو یا مدت سفر کی راہ پر ہو یا تیار ہو و اسطے سفر کے یا موکل عورت پر ذرہ نشین ہو تو بغیر صدا نکاح کے
 تو وکیل لازم ہے اور صحاح و ائمہ مفتی بیہ ہرگز کہ سب سے راتوں میں درست اور لازم ہے جیسا کہ معلوم ہوا اصل وکیل
 کرنا درست ہے سب حقوق کے دینے اور لینے کے لیے مگر محدود اور قصاص کے لینے کے لیے وکیل کرنا درست نہیں جب
 منوکل غائب ہو تو ہی طرح دینے کے لیے کیونکہ محدود قصاص وکیل پر قائم نہیں ہو سکتی تو ضرورت ہے اصل مجرم کا ہونا
 اصل اسطے کہ احتمال ہے عقوکا قصاص میں عرف یعنی احتمال ہے کہ اگر موکل حاضر ہو تو وقت شہدائے قصاص کے تو شاید
 قائل کا قتل ہونا دیکھ کر حکم کرنا اور عقوکا راض اور شہد ہرگز قاذف کی تصدیق کرنا مفذوف حد قذف میں عرف یعنی
 اگر موکل جو مفذوف ہے حاضر ہو تو وقت قائم ہونے سے قاذف پر تو اوکی تصدیق کر کے محدود سے سزا دے کر تاحاصل یا
 مدعی مال کا دعویٰ کرنا اور سزا کا دعویٰ نکرا قاضی سے فریق اور بائز کو وکیل اسطے شہدائے قذف کے مدعی علیہ سے طحا و بیجا
 خص جن عقدوں کو وکیل اپنی طرف نسبت کرنا عرف یعنی اس میں موکل کے ذکر کی حاجت نہیں جیسے بیع
 شہر میں وکیل اتنا ہی کہتا ہے کہ بیع یا سینیہ خرید کر ادا فی الاصل خص بیع سے بیع اجارہ صالح اور اس سے تو اہل تکلیف
 حقوق وکیل ہی سے متعلق ہونگے تو وکیل ہی تیار کر گیا بیع کو طرف مشتری کے اگر بائع کا وکیل ہی یا قبضہ کر گیا بیع پر
 اگر مشتری کا وکیل ہی یا قبضہ کر گیا شہن پر اول صورت میں اور شہن اس مانگا جاوے گی دوسری صورت میں اور اس سے حضرت
 ہوگی بصورت یہ سب ممکن کے بیع میں اول صورت میں اور وہ خود صورت کر گیا بائع سے بصورت یہ سب ممکن کے
 دوسری صورت میں اور صورت کیا جاوے گا شہد کے بابت اس چیز کے جو بیع ہی ہے جب تک وہ چیز اس کے قبضے
 میں ہے اور جب موکل کو تیار کرے تو اب رد کرے عیب کے سبب سے لے اوسکے اذن کے اور اگر وکیل کی خریدی ہوئی
 چیز سوا بائع کے اور کسی کی نکالے تو وکیل میں موکل کو بائع سے پھر سکتا ہے عرف یہ ہمارا مذہب ہے اور ضرور ایک امام شافعی
 کے سب حقوق راجع ہوتے ہیں طرف موکل کے لیکن جاننا چاہیے کہ حقوق دوسرے کے ہیں ایک وہ حقوق جو وکیل
 کے ثابت ہوتے ہیں دوسروں پر اور ایک وہ حقوق جو وکیل پر ثابت ہوتے ہیں دوسروں کو پہلی قسم کے حقوق

اور اگر ان میں سے کوئی ایک
 کو اور مدت کے واسطے
 شہدائے عدالت کے
 کے واسطے اہل تکلیف
 کیوں کہ ایسا ہے جو سزا
 اوس سے نہیں ہوتا
 مندرجہ
 اگر وکیل نے بائع کو بیع
 نسبت کر گیا تو حقوق
 ہوا کیوں کہ بیع
 ہو سکتا ہے اور عیار

تو کون خرید و فروخت کے بیان میں

یہ ہے قبضہ کرنا بیع پر اور طلب کرنا من کا مشتری سے اور جنہو مت کرنا عیب میں اور پھر لینا من کا در صورت استحقاق
 بیع یعنی بیع کسی اور ملک تکنے کی صورت میں تو ان قسم کے حقوق میں کون کو اختیار ہے تاکہ لیکن اور بیع میں انکی واجب
 نہیں یہاں تک کہ اگر وہ بازر ہے تو مولک ان افعال پر اسکو حیرت نہیں کر سکتا اسواسطے کہ وہ مستخرج ہوا ان کاموں میں تو
 وکیل کر سکتا ہے مولک کو ان کاموں کے لیے اور قریب ہر گاہ کہ وہ کچھ بیان اور سکا کتاب الفضا ریتہ میں اور اگر وکیل صاحب نے
 تو اختیار ان حقوق کا اور سکے ورثہ کو ہوگا تو اگر ورثہ نے یا فعال شیعہ تو وکیل کر دینگے اپنے مورث کے مولک کو اور لامشا فہی
 کے نزدیک مولک کا حکم کر سکتا ہے بغیر وکیل کے ویل کیے ہوئے یا اسکے وارثوں کے ویل کیے ہوئے یعنی گو کہ وکیل یا اسکے وارث
 پھر مولک کو اپنے باور میں بی طرف سے واسطے تعمیل ان حقوق کے جب بھی مولک کر سکتا ہے اور در صورتی ہم کے حقوق جیسے تسلیم کرنا بیع
 کا طرف مشتری کے یا تسلیم کرنا من کا طرف بائع کے ان میں وکیل مدعی علیہ جو عاقل و بالغ ہوتا ہے یا کسی کو بیعت یا کسی کو بیعت کرنا
 کے لیے اس پر چہرے کے گذا افلا اصل صورت میں وکیل خرید یا بیعتی وقت میں اس میں ملک مولک کی ثابت ہوتی ہے وکیل
 نے اگر اپنے قریب محرم کو خریدنا اور آزاد ہوگا اسواسطے کہ وکیل اسکا مالک ہی نہیں ہو اور جو عتدو رہے ہیں کہ وکیل
 اور کون اپنے مولک کی طرف نسبت کرتا ہے جسے نکاح اور صلح انکار سے ف یعنی جب مدعی علیہ نہ ہو وہ اور پہلے
 صلح وہ تھی کہ مدعی علیہ زمین ہتھ تھا تو وہ بہت بی بیع اور شرک کے تھی اسی سبب سے وکیل اسکو اپنی طرف نسبت کر سکتا تھا جن
 اسکے ص اور قتل عمدت اور عتیق بہت قابل مال و کتابت اور عیب اور تصدق اور عاریت دینا اور امانت رکھنا اور گوارا
 اور قرض لینا تو انکے حقوق بھی متعلق ہیں گئے مولک سے نہ وکیل سے تو وکیل شوہر سے منہ طلب کیا جا سکتا ہے اور وکیل بیعت
 تسلیم کرنا زوجہ کا لازم ہوگا اور نہ وکیل زوجہ کو بدل خلع دینا ہوگا اگر بیعت نے عمر کے وکیل سے ایک چیز خریدی تو خریدکوا اختیار
 ہر گاہ بامضہ طلب کرنے کے وقت عمر کو نہ لے لے اور جو دیگر تو درست ہے پھر وکیل اس میں طلب کرے اسواسطے
 کہ حق تھا کہ ہو بیع کیا جاتا چاہیے کہ بعض مثالوں میں دیکھا چاہیے کہ وہ منسوب ہوتی ہیں بیعت وکیل کے یا مولک
 کے لیکن بیع اور اجارہ تو شک نہیں ہیں کہ وہ مستحق ہیں مولک کے ذکر سے تو وہ بیشک قسم اول میں سے ہیں اور صلح
 صلح اور صلح مولک کے ذکر سے مستحق نہیں تو وہ قسم ثانی میں سے ہیں لیکن صلح تو خواہ مدعی علیہ کے اقرار کی حالت میں بیعت
 یا انکار کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے دونوں صورتوں میں من اضا فت میں ہوتی وہ تو بیعت میں کی ایک ان میں بیعت تو لازماً بیعت بیعتی
 کیا ایک گھر کا عہدہ تو بیعت وکیل کیا ایک شخص کو اس بات کا صلح کر لے زید سے بہتابل ایک سور و پیہ کے اور زید نے
 اور نہ بیویوں پر صلح کی اور وکیل نے قبول کر لیا تو بیعت صلح تمام ہو جائیگی برابر کہ عہدہ استحقاق زید کا مقرب ہوا یا منکر اسواسطے
 اگر عہدہ مقرب ہو تو یہ صلح بیعت کے ہی تو حقوق اسکے راجع ہونگے طرف وکیل کے جیسے بیعت میں تو بدل صلح کا تسلیم کرنا
 وکیل پر لازم ہوگا اور اگر عہدہ منکر ہو تو وہ عوض پر قسم کا حق میں مدعی علیہ کے یعنی مدعی نے سور و پیہ دیگر صلح سے
 اپنے پیش چھوڑا یا تو وکیل سفیر محض ہے تو نہ راجع ہونگے حقوق اور ایسی طرف والد اعلم لذنابی الاصل مسألہ
 ملحقہ وکیل کرنا قرض لینے کے لیے درست نہیں البتہ اگر کسی سے قرض مانگا پھر ایک شخص کو وکیل کیا اس کے قبضہ کے لیے تو یہ بیعت

ان تصویبات کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت
 بیعت کے لیے بیعت کے لیے بیعت

اب خرید و فروخت کے لیے وہا کر سنے کے بیان میں

صداکرا جنس تکلیف اور سکر کی چیز درہم و دیکر طما خرید لیا تو اگر درہم خریدے ہیں و مثلاً درہم سے ہزار بارہ صد تو مراد لیا گیا ہے تو فی ہر ہزار کے
عرف پر تو عرب میں صلحا کا عرف بیچ و خرید میں کیوں پر ہزار تو وہی مراد ہے صد اور درہم قلیل میں بیچ میں فی ہر ہزار صد تو مراد لیا گیا ہے تو ہر ہزار کے
ہزار تو ہر ہزار میں یعنی نہ تکلیف نہ کثرت جیسے تین اور چار کے بیچ میں چنانچہ چار یا پانچ وغیرہ صل تو انکا مراد ہوگا
ف وجہ ان مسائل کی یہ ہے کہ جب موکل نے درہم کثرت دینے تو معلوم ہوا کہ عرض اوسکی ایسے طعام سے ہے جس کا کھ
چھوڑنا ایک مدت طویل تک ہو سکے اور آمارت طویل تک نہیں رہ سکتا اور روٹی بالکل رہ نہیں سکتی تو معلوم ہوا کہ مراد
اوسکی کہہ میں اور جب قلیل درہم دینے تو معلوم ہوا کہ ایسی چیز مراد ہے جو بالفعل کھائی جاوے وہ روٹی ہے اور جب متوسط
درہم دینے تو مراد آنا ہوگا کیونکہ وہ متوسط درمیان میں روٹی اور کہہوں کے باقی رہنے میں صل اور جو موکل نے دعوت
ولیمہ کی ہو چنانکہ گوشت کی تو مراد روٹی ہوگی ہر حال میں ف کیونکہ لوگ اس کے یہاں بیٹھے ہوتے ہیں منتظر کھانے کے
اور یہ قرینہ ہی ہر حالت کا مراد اوسکی طعام سے ایسی چیز ہے جس سے مدت کارروائی ہو سکے صل اور تکلیف نہیں
صحیح ہے اوس چیز کی خرید کے لیے جسکی جنس میں بھالت فاحشہ ہوئے جیسے غلام اور کھرا اور کھرا اور جانور اگر قیمت اوسکی
بیان اور بیرونی جاننا چاہیے کہ جو درہم میں بیچ کر اوسکی حقیقت اور قیمت ہر ایک ہر تو وہ ایک جس میں مال میں جیسے ہر ایک کی قیمت میں اور لڑائی
حقیقت و عرض مختلف تو درہم میں علیٰ غلاموں میں بیچے ہوئے تو اوسکی حقیقت جدا اور ہر ایک سے عرض مختلف ہے اور بھالت فاحشہ
جنس کی یہ ہے کہ وہ جنس ایسی ہو کہ اوسکے بیچے اور اجناس ہوں جیسے برودہ زمین غلام اور لونڈی دو لونڈی وائل میں اور
وہ دو لونڈی الگ الگ جنس میں ہی آدم میں کیونکہ ہر ایک کے مقاصد اور اغراض مختلف ہیں مثلاً غلام سے خدمت اور
بیرونی کام کاج مقصود ہیں اور لونڈی سے واطی اور اندرونی کام مقصود ہیں بلکہ ہر ایک میں بھی اغراض پھر مختلف ہیں
جیسے غلام ترکی میں جن مقصود ہوتا ہے اور غلام ہندی میں خدمت اسی طرح ثوب یعنی کپڑا اور جانور دو لونڈی میں
میں بھالت فاحشہ تو ان چیزوں کی خرید کرنے کے لیے وکیل کرنا درست نہیں ہے اگر قیمت بیان کر دے جاوے
جب تک اوسکی نوع بیان نہ کرے گا اولاصل مع زیادہ صل البتہ اگر جانور کی نوع بیان کر دے تو جیسے کھانا
یا گھر کی قیمت اور محل بیان کر دے تو درست ہے و ف اسی طرح اگر گھوڑا کہنا یا یا پھر تو تکلیف درست ہو جاوے گی تو اگر
موکل نے جنس بھی بیان کر دی تو بہتر ہے ورنہ وکیل جس طرح کا گھوڑا یا گدھا خرید لے گا موکل کو لینا پڑے گا صل اسی طرح
اگر جانور کی جنس خاص معلوم ہو اور اوسکی صفت معلوم ہو تو بھی تکلیف درست ہے جیسے وکیل کیا ایک شخص کو واسطے
خریدنے لگے یا کبری کے اگر چاہے بلکہ صفت بیان نہ کی کہ وہ بی بی ہو یا سوئی یا جنس ایک وجہ سے معلوم ہو کہ اور
دوسری وجہ جموں جیسے غلام حسب اسکا نوع یعنی ہندی یا سن اوسکی ہر طرح کے اوس نوع معلوم ہو جاوے بیان
کرنے تو درست ہے مسئلہ زید کے عرو پر ایک ہزار روپیہ گتے تھے تو زید نے وکیل کیا عرو کو اس بات کا کہ فلان غلام
سعید تو مجھے خرید دے اوس ہزار روپیہ کے بدلے میں جو میرے تیرے اوپر ہیں تو صحیح ہو جاوے گی یہ تو تکلیف تو اگر وہ غلام
وکیل کے پاس قبل موکل کے ہوا کہ نیکی تلف ہو گیا تو ہر کوئی مال تلف ہوگا اور اگر زید نے یہ کہا عرو سے کہ تو ایک غلام
مجھے خرید دے ف یعنی غلام کو سعید نہ کیا صل اوس ہزار کے بدلے میں جو میرے تیرے اوپر آتے ہیں اور عرو وہ غلام

اور قبل اس کے کہ خرید کو وہ غلام جو مالک کے پاس ہلاک ہو گیا تو وہ عمرہ پی کے مال سے ہلاک ہو گا البتہ اگر وہ غلام
 خریدنے کے لئے اپنے مال سے خریدے اور صاحبین کا ہمین اختلاف ہو نہ کہ وہ اصل میں
 اور ہلاک ہونے سے اگر ایک شخص ایک غلام سے کہا کہ تو اپنے تئیں خرید کر لے میرے لیے اپنے مولیٰ سے اور غلام نے
 مالک سے کہا کہ تو مجھ کو یہ ہاتھ دلانے کے لیے اور مولیٰ نے بچا تو وہ غلام اس شخص کا ہو جاوے گا جسے حکم کیا تھا
 اس واسطے کہ غلام کو توکیل اپنی ذات کے خریدنے کے لیے ہو سکتا ہے اور جو غلام نے مالک سے اتنا ہی کہا کہ بچ تو
 مجھ کو یہ ہاتھ دلانے کے لیے نہ کہا تو آزاد ہو جاوے گا اور اس غلام پر لازم آوے گی اس اور جو ایک
 غلام نے ایک شخص سے کہا کہ تو مجھ کو خرید لے میرے مولیٰ سے بیسے ہزار کے اور ہزار روپیہ غلام نے اس شخص
 کو دیدی تے تو اگر وہ شخص مولیٰ سے یہ کہے گا کہ میں اس غلام کو اسی کے لیے خریدتا ہوں اور مولیٰ نے بیسے کی آزاد ہو جاوے گا
 وہ غلام اور اگر یہ کہے گا کہ میں اس کو اسی کے لیے خریدتا ہوں تو وہ شہری کا غلام ہو جاوے گا اور اس کے روپڑوں میں
 پر لازم ہو گیا اور وہ جو ہزار غلام نے اس کو دے تھے وہ مولیٰ کے ہونگے اس واسطے کہ وہ بکائی اس کے غلام
 کی ہے تو اسی کی ملک ہو گی اور شہری سوا اسکے اور ہزار روپے اپنے پاس بابت ثمن کے دیکھا اس اگر خریدنے کو
 حکم کیا کہ میرے لیے ایک غلام خریدے بعد اسکے عرفیہ نہ کہ اس کے غلام تیرے لیے خریدتا تھا وہ بیسے پاس کر گیا
 اور خریدنے کے لئے وہ غلام تو نے اپنے لیے خریدتا تھا تو صورت میں اگر خریدنے کو دوام دیکھا تھا تو قول عمرہ کا قسم سے
 مقبول ہو گا ورنہ قول زید کا توکیل نے جب موکل کے لیے ایک شے خریدی تو وہ اپنے موکل سے دوام اسکے
 لے سکتا ہے گو بھی تک توکیل نے بائع کو ثمن نہ دی ہو اور توکیل کو پوچھتا ہے کہ وہ شے موکل کو دیدیے جب تک اس
 دام وصول نہ کرے اگرچہ اس سے دم بائع کو ابھی نہ دے ہوں تو اگر وہ شے ہلاک ہو گئی توکیل اس کے روک
 رکھنے کے واسطے وصول ثمن کے تو موکل کے مال میں سے ہلاک ہو گیا یعنی موکل پر اس کی ثمن لازم آوے گی
 اس اور ثمن اس کی ساقط نہوگی اور توکیل نے اس کو روک رکھا تھا موکل سے واسطے وصول کرنے ثمن کے اور وہ
 شے ہلاک ہوئی تو ثمن ساقط ہو جاوے گی موکل کے ذمے سے یعنی موکل کو وہ ثمن جو توکیل نے اپنے بائع سے
 ٹھہرائی تھی نہ دینا پڑے گی اور اس میں زکوٰۃ اور ابو یوسف کا خلاف ہونہ کو یہ حال کتاب میں ہدایہ میں صحت وکیل کو یہ نہیں ہو چکا
 کہ موکل جس چیز میں خریدنے کے لیے کہا ہو اس کو اپنے لیے خریدے اس واسطے کہ موکل ہی کی سمجھی جاوے گی
 گو وہ عقد کو اپنے طرف منسوب کرے اس طرح کہ تخصیص کرے اپنے نفس کی مثلاً امددے گو وہ رہو کہ اس چیز کو میں
 اپنے لیے خریدتا ہوں یا نیت کرے اپنے لیے کفایہ صورت جو بکسینے وکیل کیا دوسرے واسطے خریدنے ایک چیز
 کے تو اگر وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف نہیں کیا تو وہ چیز موکل ہی کی ہو جاوے گی اور اگر خلاف کیا تو وکیل کی ہو جاوے گی
 کہ نیکے بیعت میں کہ موکل نے ثمن کو خاص کر دیا تھا ایک قسم سے مثلاً کہا تھا کہ روپیوں کے یا شرفیوں کے عوض میں
 خرید کر یا اور وکیل نے دوسری قسم کے عوض میں خرید لیا تو وکیل نے ثمن بطلان کہا تھا اور وکیل نے سوا دہم دانیر کے
 کسی شے کے بدلے میں خریدنا تو بھی مخالف نہ ہوگی اس وجہ سے کہ مطلق ثمن سے عوض میں مراد بقول یعنی دہم دانیر روپیہ

اشرافی ہوتے ہیں یا سواکیل کے اور شہس کے خرید وکیل کے حکم سے اور سکی غیبت میں تو اگر کسی موجودگی میں خرید کر گیا تو مخالفت نہوگی کیونکہ اسے اسکی خرید میں شامل ہوگئی اور مقصود منوکل کا ہی تھا اور اگر وکیل کیا واسطے خریدے ایک شہس غیر معین کے اور وکیل نے اسکو خرید لیا تو وہ شہس وکیل ہی کی بھی جاوے گی اگر آج بیل عقد کہ مضاف کرے اپنے منوکل کے مال کی طرف مثلاً یوں کہ اسے خرید لیا ہے اس چیز کو جسے اس نے ہزار روپیہ کے اور وہ روپہ ملو کہ میں منوکل کے یا عقد کہ مضاف نہ کرے اسکا مال غیر لیکن غیبت کرے منوکل کے لیے خریدیر نیکی اگر ایک شخص نے وکیل کیا دوسرے کو لایک اگر بیوں کا خریدے بلو عقد سلم کے ف خریدنے کی قید اس واسطے لگائی کہ بیچنے میں بھڑوت سلم کے توکیل درست نہیں اور وہ اسکی اصل کتاب میں مذکور ہے کہ یا بیع صرف کرے تو اگر وکیل جدا ہو جاوے گا قبل قبضہ کے تو وہ عقد یا غل ہو جاوے گا اور منوکل کی جدائی کا اعتبار نہیں اگر مشتری نے خریدے وقت بالغ ہے یہ کہا کہ بیچ تو یہ چیز میرے ہاتھ نہ اسے زید کے اور اسے بیچے بعد اسکا مشتری نے لایا کیا اس بات کا کہ زید نے مجھے اس چیز خریدنے کا حکم کیا تھا تو یہ بخارا و سکا مجموعہ ہوگا کیونکہ خریدتے وقت اقرار کر چکا ہے یہ کہ یہ چیز تو اگر زید نے تصدیق کی مشتری کی کہ میں اسکو حکم نہیں کیا تھا خرید کا مقصود زید پر ہے اور اس چیز کو نہیں لے سکتا ہاں اگر مشتری خود بیچے زید کو تو بیع بالقاطعی ہو جاوے گی زید نے عمرو کو حکم کیا کہ میری گوشت ایک روپیہ کا لادے عمرو نے روپیہ سیر والا گوشت ایک روپیہ کا دو سیر خرید لیا تو امام صاحب کے نزدیک زید کو آٹھ آنے کا سیر بھر لینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک زید کو کل گوشت لینا پڑے گا اور فتویٰ امام کے قول پر ہے کہ اگر وکیل سے کہہ کر لائے دو غلام میرے واسطے خریدو تو غیبت نہ بیان کیا پس وکیل ایک غلام اون دونوں میں سے اس کے لیے خریدے تو صحیح ہے اگر اون دونوں کو ہزار روپیہ میں خریدے تو صحیح اور دونوں کی قیمت برابر ہو چکر ایک کو وکیل پان سو یا کم کو خرید کرے تو بھی صحیح اور اگر پان سو سے زیادہ خریدے تو نہیں صحیح ہر ان اگر وکیل کے جھگڑنے کے بدلے دوسرے غلام کو پان سو سے لے کر خریدے جتنے پہلے میں زیادہ دے مے ہیں تو صحیح ہے کیونکہ مقصود دونوں غلاموں کا ہزار روپیہ میں آنا تھا اور وہ حاصل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک اگر پان سو سے اتنے دام زیادہ دینے میں جتنے کی کمی پیشی معاملوں میں ہوا کرتی ہے اور باقی اتنے روپہ میں کر اوتے دوسرا غلام خرید کر سکتا ہے تو منوکل کی طرف سے صحیح ہے کہ اگر منوکل نے وکیل کو ہزار روپہ لے کر کہا کہ اسکی ایک ٹونڈی خرید دے اسے جب خریدی تو کہا کہ میں نے ہزار روپہ کو خریدی اور منوکل کہتا ہے کہ تو نے پان سو کو خریدی تو قول وکیل کا معتبر ہوگا اگر وہ ٹونڈی بازا میں ہزار کی ہوگی اور ہزار کی ہوگی تو قول منوکل کا معتبر ہوگا اور وہ ٹونڈی وکیل کو لینا پڑے گی اور جو منوکل نے ہزار روپہ وکیل کو لے لیے نہیں تھے تو اگر اس ٹونڈی کی قیمت بازاری پان سو یا زیادہ لیکن ہزار سے کم ہے تو منوکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر ہزار سے کم ہے تو دونوں طرف سے صحیح ہے جب دونوں نے تلف کر لیا تو بیع صحیح ہے کہ ٹونڈی وکیل ہی کے اوپر ڈالینگے اور ان سے تو نہیں قول سہا مستحب ہوگا تو باقی کے معتبر ہوگا یعنی اور پیران جہاں لیا کہ قول اسکا معتبر ہوگا اور اس سے یہ کہ با حلف معتبر ہوگا اور ختم میں ہر کہ ایسا ہی کہا ان کے اور ما خسرو نے دارین تبعا لہ کما بالشربعة یعنی مصنف شرح وقایہ کے اتباع سے لیکن ہر کہ کیا دانی ہے کہ یہ تیرین ہر اور مخالف ہے عقل و نفس کے اور بموجب ہی ہر کہ حلف سے معتبر ہوگا شامی صاحب نے حکم کیا کہ کو ایک غلام معین خریدے گا یعنی یہ کہ یہ غلام خرید کر روشن اسکی بیان کی تیر عمرو نے اسکو خریدا اور کہا کہ منے اسکو ہزار روپیہ ہر ما اور نہ لے کہ

یعنی یہ کہ یہ غلام خرید کر روشن اسکی بیان کی تیر عمرو نے اسکو خریدا اور کہا کہ منے اسکو ہزار روپیہ ہر ما اور نہ لے کہ

کہ نہیں بچنے پانسو کو خرید یا تو دونوں سے حلف لیا جاوے گا اگر چہ بائع وکیل ہی کی تصدیق کرے پھر اگر دونوں حلف کر لیں گے تو لوٹندی وکیل ہی پر پریگی اور بعض فقہا کہتے ہیں کہ اگر بائع نے تصدیق کی وکیل کی تو اس صورت میں دونوں سے حلف لیا جائے بلکہ قول وکیل کا قسم سے معتبر ہو جائے گا لیکن ظاہر تریہ کہ دونوں سے حلف لیا جاوے گا اور یہی قول ہر امام ابی منصور تریہ کی کا **ف** طحاوی میں ہے کہ عدم مخالف کو صحیح کہا ہے قاضی خان نے بتدعا لکھتے ہیں الی جعفر بنی فی نقیہ ابو جعفر کی کتاب سے تو تصدیق میں اختلاف ہے اتنی تصدیق میں کسی کو سب سے زیادہ شہادت ہے یعنی اہل عدل کے اور اگر اتنا کہ قسم ہو وکیل کی تو بھی درست ہے واللہ اعلم

فصل بیان بیان لوگوں کے حصے وکیل خرید و فروخت کا معاملہ کر کے

وکیل بیع و شرا لیسے شخص سے معاملہ کر کے کہ جس کے واسطے کو ہی اس کی مقبول نہیں ہوتی ہر امام صاحب نزدیک اور صاحبین کے نزدیک درست ہے اگر قیمت بازاری سے بیع و شرا کرے مگر اپنے غلام اور کاتب کے ورت نہیں اور صحیح ہے وکیل کی بیع کہ اگر بیس قیمت سے اور بیس میں سہا بے اور دو ہزار اور کل سہا بے میں سے آدھ کی بیع اور ان سبائل میں صاحبین کا اختلاف ہے اور اگر وکیل بیع نے مشتری کی کوئی چیز عین میں شے کے گرد کر لی یا اس سے ضمانت کی لی بے رو سے وہ مشتریوں تلف ہو گئی تو وکیل پاس یا ضمانت سے مال وصول نہوا اس طرح کہ ضمانت مفلس ہو کر گیا اور بکفول یعنی مفلس گیا یا غائب ہو گیا اور اس کا پتہ معلوم نہیں اور یہی صورت ہے کہ معاملہ ایسے قاضی کے پاس گیا جو قائل ہے اس بات کا کہ اصل برمی ہو جاتا ہے کفالت کفایت سے اور مفلس ہو کر رو گیا جیسا کہ یہی مذہب مالک ہے مسأله وکیل یا شرا کو ضرور ہے کہ بر قیمت اور ایت پر چیز قبول لیو سے خواہ آدھ دام بڑھ کر جو خرچ کرنے والوں کی قیمت میں آجاتے ہیں **ف** یعنی کئی خرچ کرنے والوں کو جو اس قیمت پر چھپی جاوے تو وکیل کی شہادت میں سے کسی قول کے برابر ہو جائے نہ کہ سب کے اقوال سے زیادہ ہے **ص** اگر ایک خریدنے کا وکیل کیا اور اسے وہ چیز آدمی خریدی تو خرید یہ موقوف ہوگی باقی کے خریدنے پر اگر باقی بھی خرید لیا تو وکیل پر پریگی ورنہ نہیں اگر وکیل نے ایک شے کو بیچا مشتری نے سبب عیب کے وہ خرید لیا پر پھر وہی اور وہ عیب ایسا ہو کہ تاریخ بیع سے ادھر پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ قہری معلوم ہوتا ہے جیسے ایک اونگی زانہ نکلی تو وکیل کو پتہ ہو کہ پتہ موکل پرورد کر دے برابر ہے کہ خرید مشتری کی وکیل پرورد کر دے ہوا ہو یا اقرا یا نکل سے اور اگر وہ عیب ایسا ہو کہ مثل او سکے اس مدت میں پیدا ہو سکتا ہے تو اگر وکیل پر مشتری نے گواہوں سے یا نکل سے ثابت کر کے رو کیا ہے تو وہ موکل پر پھر دیوے اور اگر قرا سے وکیل کے رو کیا ہے تو وکیل موکل پر پھر پھر سکے گا اگر وکیل نے ادو ہا بیچا اور موکل نے کہا کہ میں نے تجھ کو نقد بیچنے کا حکم کیا تھا تو قول موکل کا مقبول ہوگا **ف** قسم سے **ص** اور اگر مضارب اور رب المال میں اختلاف ہو تو قول مضارب کا مقبول ہوگا **ف** قسم سے ذکر مضاربت کا لے آو گیا انشاء اللہ تعالیٰ **ص** اگر کوئی دو شخصوں کو وکیل کرے تو ضرور ہے کہ اس طرف جس میں وکیل نے نہیں دونوں ملکا ایسا حقہ کو بن مگر جو وکیل یا خصوصیت **ف** یعنی حاکم کے نزدیک مقدم ہونے کے وکیل **ص** بیع یا امانت کے پھر بیع میں یا قرض اور اگر نہیں یا بغیر عوض طلاق دینے میں اور اگر نہ وکیل وکیل میں تو ہر ایک بغیر دوسرے کے وکالت کر سکتا ہے اگر غلام یا سکا تہ پنے لڑکے کے صفیہ کے مال کی یا کافر ذمی اپنے

ع
وکیل کا بیع
بیع کا بیع
بیع کا بیع
بیع کا بیع

بیان بیان لوگوں کے لئے

صغیر فرزند کے مال میں اور کا فرق کو اپنے مسلمان ارٹ کے مال میں جو صغیر میں ہو ولایت نہیں واللہ اعلم وکیل کسی کو نہیں رکھتا اور اس میں جہتیں ہیں اور والد اور مرنے والے کے موقوفہ کو اس کو وکیل دیا ہو یا کہ یہ کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے کے موافق عمل کرنا ہدایہ

باب لیل بالخصوصیت اور وکیل بالقبض کے بیان میں

وکیل بالخصوصیت کو یہ ہو چننا ہے کہ یہ علیہ سے مال وصول کر کے اور سپر قرضہ کر لے کر نئی مینون اسی رہا ہے کے یعنی امام عظیم اور محمد اور ابو یوسف کے برخلاف زفر کے جیسے جو وکیل تقاضا کرنے کے لیے ہوا و سکو ہو چننا ہے کہ مال کے لیے یوں ہے ظاہر روایت میں اور ہفتویٰ اس زمانے میں اس پر ہو کہ یہ دونوں کو قبض مال کے مالک میں ہیں بس بخل میں ہو جانے کیوں کے اور جو وکیل قرض کے وصول کرے یا کسی اور کو وصول کا اختیار ہے امام صاحب نے نزدیک اور صاحبین نے نزدیک ہے اور ہفتویٰ امام کے قول ہے کہ وکیل صلح یا کو قبضت خصوصیت کا تھا نہیں خصوصیت کو وکیل کو ایک شخص کے لیے دینے کے لیے وکیل ہوتا ہے اور بالاتفاق ہے خصوصیت میں ہر صورت وکیل کی ایک شخص کو واسطے لینے کا غلام نہیں ہے نہ سے توجیب وکیل سے طلب کیا اور سکو زیر توجیب سے یہ جواب دیا کہ موکل تیرا اس غلام کو بیچ چکا ہے میرے ہاتھ تو یہ تیرا ہفتویٰ ہے چکا ہے جب تک کہ موکل حاضر ہو وکالت اور جب وہ غلام مزید کے پاس ہے چکا ہے اور ان کو ہون کی گواہی سے بیع ثابت نہ ہوگی توجیب موکل حاضر ہو وکالت کے سامنے پھر گواہوں سے دوبارہ گواہی لیا و گئی بیع کی اسی طرح یہ سائل میں کہ ایک شخص آیا اور دے سے کہا کہ میں نے زمین کا وکیل ہوں واسطے بیع جانے اور اس کی زوجہ کے یا اس کے غلام کے تو زوجہ نے گواہ قائم کیے زمین کے طلاق پر اور غلام نے اس کے زاد کر دینے پر تو ان گواہوں کی گواہی سے ابھی حکم طلاق یا آزادی کا دنیا جاہیگا بلکہ تیسرے ہفتویٰ رکھا جاوے گا یہاں تک کہ زمین حاضر ہو وکالت توجیب زمین دیا و گیا پھر گواہی دوبارہ لیا و گئی مسئلہ اگر وکیل بالخصوصیت اپنے موکل کی طرف سے کسی بات کا اقرار کرے قاضی کے سامنے تو یہ قرار ہوگی پرنا فدیہ ہوگا اور اگر قاضی کے سوا اور کسی کے سامنے اقرار کرے تو یہ قراحت نہ ہوگا اگر مکفول وکیل کرے کہ قبض کو واسطے لینے مکفول کے مکفول عنہ سے تو یہ کفالت جائز نہ ہوگی اگر ایک شخص نے ان کو کہا کہ میں کو قبض ہوں زمین کا جو غائب ہے اس کا قرض وصول کر نیکیے لیے اور زمین کے قرض دار نے اس کی تصدیق کی تو قرض دار کو حکم ہوگا کہ وہ قرض حکم کرے اس شخص کے پھر اگر زمین آیا اور دے سے اس شخص کی جس نے اپنے تئیں وکیل کہا تھا تکریم کی تو قرض دار کو پھر قرض زمین دیا اور کرنا ہوگا اور قرض دار نے مال کو وکیل کے پاس باقی ہے پھر لیا اور اگر باقی نہ ہو تو کچھ بنا و گیا والا اس وقت تک کہ جب وکیل مال لینے وقت ضمان ہو گیا ہو ہر حالت کا اگر زمین دیا میری دکالت کا انکار کرے گا تو میں ضمان ہوں اس مال کا یا قرض دار نے مال و سکو صرف اس کے کہنے سے دیدیا ہو و اور اس کی دکالت کی تصدیق کی ہے وہ اگر ایک شخص نے کہا کہ میں نے زمین کی طرف سے اس کی امانت پر قرضہ کر لیا وکیل ہوں اور موضوع یعنی جس کے پاس ودیعت ہے اس نے اس شخص کی دکالت کی تصدیق کی تو موضوع کو امانت سے اسے کہیںے کا حکم ہوگا اور اگر کوئی یوں کہے کہ مالک امانت مر گیا اور سکو وارث میں ہوں اور وہ امانت میرے لیے میراث چھوڑ کر گیا اور تصدیق کیے اس کی وہ شخص جس کے پاس امانت ہے تو وہ سکو حکم ہوگا کہ امانت اس شخص کے سپرد کرے اور اگر کہیںے کا موضوع سے کہیںے امانت کو خرید لیا ہے مالک امانت سے اور موضوع نے اس کی تصدیق کی تو اس کو حکم دینے کا ہوگا کہ زمین کے موضوع کو دیا گیا ہے اس لیے زمین وصول کر نیکیے لیے بکر سے جب عمر و نے زمین کا طلب کیا کہ

تو برسرِ اوستہ جو اب میں یہ کہا کہ زید بنین وصول پاچکا ہوا اور گواہ نہیں بنیں دیوں پاس تو بیکر کو حکم ہوا کہ وہ دین عمر کو لو اور اس کو
 توجہ دے یہ حاضر ہو گا اور انکار کرے دین وصول ہلچلے کا تو اس بیکر قسم سے لایوسے اور وکیل کو قسم نہ لانی جاوگی اس بات پر کہ
 میں نہیں جانتا کہ موکل میرا سن میں کو وصول پاچکا ہے اگر مشتری نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ بائع سے خصوصت کرے
 اوس عیب کے بابت جو بیع میں نکلا ہے اور مجمع واپس کر دے بعد اوس کے مشتری غائب ہو گیا اب وکیل نے چاہا کہ بیع
 کو بائع پر رد کرے تو بائع نے یہ کہا کہ مشتری خریدتے وقت اس عیب پر رضامند ہو گیا تھا تو وکیل بیع کو نہیں چھین سکتا
 میاں تک کہ مشتری قسم کھائے کہ میں رضی نہیں ہوا تھا اس عیب پر اور صاحبین کے نزدیک وکیل بیع کو پھر سکتا ہے اور
 بعضوں نے کہا کہ بیع تریزیک ابو یوسف کے یہ ہے کہ دونوں مسلمان میں بیعی مسئلہ میں جو بیع گذرا اور اس
 مسئلہ میں تا تیرہ یا بیس ہاتھ تک کہ حلف کر لے سے دائن یا مشتری اگر زید نے عمرو کو دس روپیہ بیے کہ اسکو سیرا بل و عیال پر خرچہ
 کرنا اور عمرو نے دس روپیہ اپنے پاس لیکر اپنے خرچ کیے تو وہ دس روپیہ زید نے بیے سے عمرو کے ہوا بیوٹے اور بعضوں نے کہا کہ
 کہ یہ سخاں ہے اور قیاس سے کہو چاہتا ہے کہ عروت جو روپیہ اپنے پاس سے صرف کئے ہیں وہ تبرعا ہو جائیں وجہ سخاں کی یہ ہے
 کہ کو بیع خرچ لینے کے لئے نہیں لیا گیا ہے اور اگر بیع المشراب اور جوڑے کے لئے لیا گیا ہے تو اس کو بیع سے لے سکتا ہے بیع بیان بھی نہ ہو گا واللہ

باب وکیل کے معزول کرنے کے بیان

موکل کو پوچھتا ہے کہ جب چاہے وکیل کو معزول کر دے وکالت سے لیکن شرط معزولی کی ہے کہ وکیل کو اس کا علم ہو جاوے
 وقت تو بہت تک وکیل کو علم اپنے عزل کا حاصل ہو گیا یعنی اوسکو ایک شخص عادل یا دوست اور بحال خبر عزل کی نہ سناوین تو جتنے
 تصرفات قبل اوس کے کریگا موکل پر لازم ہونگے ہلالیہ صل اور باطل ہو جاتی ہے وکالت کو بانی موکل کے مرجعے سے یا
 سال بھر مجنون ستنے سے صل اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک مہینے بھر اگر جنون رہا وکیل کو موکل کو تو وکالت اوسکی
 باطل ہو جاوگی اور ایک روایت میں ایک دن رات منقول ہے اور وہ جو متن میں ذکر کیا قول محمد کا ہے اور ہی میں احتیاط
 ہے لیکن درمختار میں ہے کہ فتویٰ ایک مہینے کی مقدار ہے جو اور کسی صحیح کہا قستانی اور باقلانی صل یا قدر بھر دارا سحر میں
 چلے جانے سے اور اگر موکل مکاتب تھا اور وہ ادا کر لیا ہے عا جز ہو گیا یا دوشتر کیوں نے ملکہ ایک شخص کو وکیل کیا تھا
 اور وہ دونوں شریک صل ہو گئے یا عہدہ دون وکیل کیا تھا پھر مالک نے اوسکو منع کر دیا تصرفات سے تو ان سبب رتوں
 میں بھی وکالت وکیل کی باطل ہو جاوگی اگرچہ وکیل کو ان حالوں کی خبر نہ ہو اگر موکل نے جس کام کے لیے وکیل کو وکیل کیا تھا
 وہ کام آپ کر لیا تب بھی وکالت باطل ہوگی جیسے وکیل کیا اپنے علامہ اندر کے لیے پھر موکل نے اوسکو خود آزاد کر دیا وکیل
 کیا اسکو ایک عورت سے نکاح کر لینے کا پھر موکل نے خود اوس نکاح کر لیا اور بعد ازاں کو زید اوسکا تو بھی وکیل کو نہیں پوچھا
 کہ پھر اسکا نکاح وکیل سے کر دے صل اسو سے بیٹے کہ حاجت اوسکی کی پوری ہو چکی البتہ اگر وکیل نے اوس سے
 نکاح کر لیا اور نکاح کر کے اوسے چھوڑا یعنی کر دیا ثواب اوسکو پوچھتا ہے کہ موکل سے نکاح اوسکا کر دے ہلالیہ

کتاب الدعوی

تعمیر و کتب میں خبر دینے کو سنا کر ایک حق کے پلٹنے پر غیر عرف اس تعریف پر بہت سے اعتراضات ہو ہیں بلکہ تعریف

دعا

جامع و مانع وہ ہے جو صاحب و مختار نے بیان کی ہے کہ دعویٰ ایک قول قبول ہے نزدیک قاضی کے کہ تصدیق جاتا ہے وہ سے
 طلب ایک حق کا غیر سے یا دفع کرنا محکم کا یہ بھی ذات سے تو اس میں دفع دعویٰ تفریح و اجتناب ہو گیا
 صورت اس کی چونکہ دعویٰ قاضی سے یہ کہے کہ اظہار تفریح ہی کرتا ہے ہر محم سے ناسخ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ دفع کرے
 تفریح کو تو قاضی اس دعویٰ کو سن سکتا ہے اور منع کر چکا قاضی مدعی علیہ کو اس تفریح میں سے ناسخ توجہ تک مدعی علیہ کے
 پاس کوئی حجت نہ ہوگی باز رہیگا تفریح سے بچ کر باوجود کئی حجت تفریح کر چکا اطلاق دعویٰ قطع نزاع کے کہ وہ مسوع
 نہیں صورت اس کی چونکہ ایک شخص نے قاضی پاس اور کہے کہ حکم کر تو فلا نے کو اس بات کا لگا کر دعویٰ رکھتا ہے میرے
 اوپر تو کرے اور سکو ورنہ رو رہو گواہوں کے بری کرنے سے جسے سب دعاوی سے تو قاضی مدعی کو چہ نہ لگا دے اسے دعویٰ
 کرے کیونکہ دعویٰ حق اور سکا ہی جیسا کہ مدعی وہ ہے کہ اگر نہ ہوست کو ترک کرنے تو اس پر جہنم بن جائے اور مدعی علیہ ہر کہ
 جہر کیا یا خصوصیت پر اور موافق تفسیر دعویٰ کے مدعی کی تفسیر چون چاہیے کہ مدعی وہ ہے جو خبر دیتا ہے اپنے حق کی غیر پر تو یہ
 تفسیر دوسری تفسیر ہو کر گیا ہے اسکو بعض مشائخ نے اور بعضوں نے کہا کہ مدعی وہ ہے جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس پر
 جو غیر ظاہر ہے یعنی وہ دعویٰ کرتا ہے ملک کی ایک شے کا حال اہل وہ ہے کہ اس کے تصرف میں نہیں ہو یا کہ قبضہ میں مدعی علیہ کے
 اور یہ خلاف ظاہر ہے کہ ملک قبضہ میں نہ ہو کہ صراحت مدعی علیہ وہ ہے جو تمسک کرتا ہے ساتھ اس پر کہے کہ وہ ظاہر ہے
 ہا یعنی ظاہر ہی ہے کہ شادی کی ہے جس کے قبضہ میں ہے اور مدعی علیہ ہی کرتا ہے صراحت لیکر اعتبار شناخت مدعی اور مدعی
 میں مدعی کا ہر ظاہر کا یہاں تک کہ اگر متذرع نے دعویٰ کیا رودیعت کا طرف متذرع کے تو وہ ظاہر میں مدعی ہو لیکن
 حقیقت میں مدعی علیہ ہے کیونکہ انکار کرتا ہے نہ ان کا ف یعنی غرض متذرع کی جس کے پاس امانت تھی رودیعت کے مدعی
 سے یہ کہ اگر سپرداوان مال امانت کا لازمہ ہے تو ظاہر میں اگر صبری معلوم ہوتا ہے کہ رودیعت کا مدعی متذرع ہے اور متذرع
 مدعی علیہ لیکن یہاں چونکہ حقیقت اور معنی کا اعتبار ہے اور حقیقت میں منکر ضامن کا متذرع ہے تو اسی کو مدعی علیہ قرار دیا گیا
 اس واسطے کہ منکر مدعی علیہ کو کہتے ہیں تو قول اسی کا قسم سے معتبر ہو گا ہدایہ صراحت اور دعویٰ کی صحت کئی شرط ہیں
 و رکن دعویٰ یہ ہے کہ نسبت کرنا حق کی طرف اپنے اگر اصالتاً دعویٰ ہو کر یا اپنے منکر کی طرت اگر وکالتاً ہو اور اصل دعویٰ
 و شخص ہی جو عاقل مختیر ہو اگر چھپی ماؤں ہو ورنہ جائز نہ ہوگا اور شرط دعویٰ یہ ہیں کہ جلس تصنا ہو اور مدعی علیہ حاضر ہو
 اس واسطے کہ تصنا علی الغائب نہیں ہو سکتی اور کیا مدعی علیہ کو حاضر کرنا اسی وقت چاہیے جب مدعی دعویٰ کرے تو جواب
 اس کا یہ ہے کہ اگر مدعی علیہ نہیں ہو گیا اتنی دور کہ اپنے مکان سے مجلس تصنا میں اگر بھارت کو اپنے مکان میں رہ سکتا ہے
 تو بجز دعویٰ طلب مدعی علیہ کو اور اگر اس سے زیادہ دور ہو تو جب تک مدعی سے وجہ ہوت نہ لیا جائے مدعی علیہ کو طلب
 کرے اور بعضوں نے کہا کہ حلف لے لی جاوے مدعی سے اپنے دعویٰ کے حق میں ہو نہ کہ وہ حلف کرے تو طلب کرے
 مدعی علیہ کو ورنہ نہیں ملے گا کہ شکی سے اور ہمارے زمانے میں قاضیوں کا حال ہے کہ جب اون کے پاس کوئی
 شخص آنکر دعویٰ کرتا ہے تو وہ طلب کر لیتے ہیں مدعی علیہ کو بغیر اس بات کے کہ استفسار کریں مدعی سے کیفیت اس کے
 دعویٰ کی اور تفریح کو لیوں صحت دعویٰ کو اس کے حناد سے اور غفلت ہے اور قاضیوں کو کہا جا رہا ہے کہ ان سے

دعا

کہا اور سنے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ نے نہیں ہی تیرے لیے کچھ سوا قسم کے تو بلا کر ہی
قسم کھانے تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر حلف کر لیا مدعی کے مال پر تا کہ کہانے اوسکو ظلم سے الہتم علیک اللہ تعالیٰ
سے اور اللہ اور اس سے گنہگار ہو گیا اور اس حدیث کے معنی ہوتے ہی صحیحین میں مروی ہو چکی بعضوں نے اسکو متواتر کما زور آیت
کیا مسلم نے ابی ہاشم سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسے کا ناحق مرد مسلمان کا اپنی قسم سے تو نیک استجاب کیا اللہ تعالیٰ
اوسکے لیے جہنم کو اور تیرا مکیا اور اوسکے جنت کو تو کہا آپ نے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا آپ نے اگر چاہے
کہ وہی ہو پیٹوں کی **فانک** اگر مدعی علیہ نے کہا کہ میں نے اقرار کر لیا ہوں نہ انکار تو اوس سے حلف لیا جاوے گی بلکہ قید کیا جاوے گا کہ
اقرار کرے یا انکا کبے اسی طرح اگر چاہے ہو یہ بھی کسی آیت کے اوسکی زبان میں دُسر بخندار **مسئلہ** جمع کیا اگر
قتما سب باہم تھے اور پڑوس شخص کو جو بیعت پر دعویٰ ہوں کہ تصورت اوسکے قسم لانے کی یہ کہ قاضی اوسکو یوں قسم کو
کہ تو اسکی بیعت باہم تھی بیعت سے نہیں پایا اور کہنے اوسکی حالت سے مجاہد او کیا اور نہ میری طرف کسی اور نے اوسپر
قبضہ کیا میرے حکم سے اور نہ بیعت اوسکو معاف کیا نہ کل نہ بعض اور نہ بیعت اوسکا کسی سے الہتم علیک کیا اور نہ میرا پاس اوسکی کوئی
چیز تھی نہ کوئی افریقہ علیہ عن اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ بھی قسم کھانے سے انکار کیا مثلاً کہا میں قسم نہیں کھاؤنگا
یا چپ ہو رہا بغیر کسی آفت کے **ف** یعنی اگر کوئی گناہ یا براہوگا تو سکوت اوسکا نکول نہوگا **ص** اور قاضی سے فیصلہ کر لیا
اوسکے نکول پر تو صحیح ہو اور حدیث ابراہیم بن ہر کہ قاضی قسم کے واسطے تین بار مدعی علیہ سے کہے پھر اگر تیسری بار میں بھی مدعی علیہ
قسم سے انکار کرے تو قاضی اوسکے نکول پر حکم کر دیوے **ف** نکول کہتے ہیں قسم سے انکار کرنے کو قاضی اوسکے نکول پر
حکم کر دیوے کیا مدعی کا مقصد یہ بتا دیوے اور مال مدعی علیہ پر لازم کر دے **ص** اور شافی کے نزدیک صرف نکول
سے مدعی علیہ کا و پر مال لازم نہ کیا جاوے گا بلکہ پھر مدعی سے قسم لیاوے گی کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے جب مدعی حلف کر لیا تو حکم
کر دیا جاوے گا مال مدعی علیہ پر اور ہمارے نزدیک یہ بیعت ہے اور سب سے پہلے اسی طرح کیا معاویہ نے اور یہ مخالف بہ حدیث مشہور
کے **ف** اور یہی قول ہے احمد اور مالک کا اور یہی کہتے ہیں ابو یوسف اور اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو مدعی سے قسم لیکر حکم
کر دینے والے کا مدعی علیہ پر اور قسم اوسکی قائم مقام دوسرے گواہ کے ہوگی اور امام عطاء نے دونوں مسئلوں میں خلاف کیا
اور کثرت کا مدعی کے نزدیک مدعی سے کسی حال میں حلف نہ لیاوے گی بلکہ حلف خاص ہو مدعی علیہ کے ساتھ باتباع حدیث مشہور بلکہ
متواتر جو روگندی کہ فرمایا حضرت علیؑ علی اللہ تعالیٰ والیہم اعلیٰ من انکم یعنی جس قسم منکر ہو اور الف الہم میں ہر اس قسم
جس قسم کہ یعنی تمام قسمیں مدعی علیہ پر ہیں اس حدیث سے صحت معلوم ہوا کہ قسم جس قسم مدعی علیہ سے اٹھانے سے وہیں اس
حدیث سے جسکو روایت کیا احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی اور طحاوی نے عبد الوہاب بن عبد الجبیر نے سے انھوں نے
امام جعفر صادق سے انھوں نے اپنے باپ محمد باقر سے انھوں نے جابر سے کہ فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم
قسم کے اور کثرت سے کہنا ترمذی نے اور روایت کیا اوسکو ثوری اور مالک وغیرہ نے امام محمد باقر سے مرسل اور یہی آج
اور روایت کیا اوسکو و ترمذی نے محمد باقر سے انھوں نے حضرت علیؑ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ
شاہد کے اور قسم مدعی سے اور نہ منقطع ہو کہ اور قطع نہ ہونے علم یہ کہ جعفر صادق نے کبھی صحت کہا اس حدیث کو اور بھی اس

چیز تھی نہ کوئی افریقہ علیہ عن اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ بھی قسم کھانے سے انکار کیا مثلاً کہا میں قسم نہیں کھاؤنگا

عبداللہ بن مسعود

اور کہا شافعی نے اور بعضی نے کہ عبدالوہاب نے وصل کیا اور وہ ثقہ ہیں کہتا ہوں کہ ذہبی نے اسکو ضعیف کیا اور کہا کہ منقطع ہے گیا تھا آخر عمر میں اور مالک اور ثوری کی روایت مثل اگرچہ صحیح ہے لیکن حدیث مثل شافعی کے نزدیک قابل احتجاج کے نہیں ہے اور روایت کیا بود اور طحاوی نے ابن عباس کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا اساتذہ شاہد اور قسم کے اور سن کہا اور سکو یزید نے اور منکر کہا اسکو طحاوی نے اسواسطے کہ روایت کیا اور سکو قیس بن سعد نے عمرو بن ہریرہ سے اور اسکی حدیث کو عمرو بن دینار سے ہم کچھ نہیں جانتے اور روایت کیا شافعی اور اصحاب سن اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا شاہد اور عمر بن سے نقل کیا ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن روایت کیا اس حدیث کو ہبیل بن ابی صالح نے اپنے باپ اور سنا و سنیہ بن ابی عبد الرحمن نے پھر کہا گیا حفاظ ابی ہبیل کا اور کہتے تھے ابو ہبیل کہ ربعیہ کہتے ہیں کہ سینے اور حدیث بیان کی ابو ہریرہ کی کہا طحاوی نے نقل کیا عن العینی کہ سبیل راوی اس حدیث کا منکر ہے اور اسکی روایت کا تو حدیث مذکور حجت باقی نہیں رہی یعنی منکر ہونے اور اسکی روایت کی اور باقی اسان بھی اس حدیث کی ضعیف ہیں جو اب امام صاحب کا اپنی حدیث پچند وجود ہے **اول** اسطرح کہ یہ حدیث طرق اسکے سبب ضعیف ہیں روایت اور سکو نقاد فن حدیث بھی بن عیین نے تائید یہ حدیث باوجود ضعیف ہونے کے مخالف ہوں صحیح کلام اللہ کے واسطے شہیدین من رجلا لکوفان لویکونانہ جلالہ ورجل کواصرا تان الا یہ یعنی گواہ کہ وہ دو مردوں کو اپنے میں سے تو اگر دو مرد ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں **ثالثا** مخالف ہے حدیث اس حدیث مشہور بلکہ متواتر ہے گواہ مدعی پر ہیں اور قسم منکر چھ کر دیا ہے اور میں نہیں شہود کو مدعی پر اور جنس میں کو مدعی علیہ پر **رابعاً** اس حدیث میں ذکر ایک واقعہ کا ہے اور نص قولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں احتمال ہے کہ شاید یہ حکم مخصوص ہو اور اس واقعہ سے یا اس مدعی جسے ایک حضرت نے دیکھا شہادت خرمیہ کو قائم مقام و شہادتوں کے اور خاص ہے کہ یہ خرمیہ سے اتفاق علیاً اور احادیث اور آثار ہمارے قولی ہیں عام تو واجب ہوگی ترجیح اسکی اس حدیث پر **حاشا** بصورت تسلیم معنی اس حدیث کے یہ ہو سکتے ہیں کہ حضرت نے دیکھا کیا شاہد اور میں سے یعنی باوجود اسکے کہ مدعی نے ایک شاہد پیش کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بوجہ عدم تکمیل نصاب شہادت لحاظ نہ فرمایا اور مدعی علیہ سے عین لی تو مرد اور عین مدعی علیہ نے عین مدعی **سابعاً** یہ کہ احتمال ہے کہ مراد شاہد سے خرمیہ ہو کہ وہ دوسری حدیث میں مروی ہے کہ حضرت نے اسکی شہادت کو نہ مانا ہنزلہ و شہادت رکھا اور یہ حکم اسکی خصوصیات میں سے ہے **سابعاً** یہ کہ الف والام قرضی بالیمین مع الشاہدین عہد کا ہے اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاہد سے شہادت مسہودہ یعنی دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی مراد ہے ہی طرح سے عین عین مسہودہ یعنی عین مدعی علیہ ہوا تھا یہ کہ عین سے عین شاہد کی مراد ہو یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظا شہد کہ لے کہ یہ کوئلہ انشاء لفظا عین میں سے ہے **ثامناً** یہ کہ عین سے عین شاہد کی مراد ہو یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظا شہد کہ لے کہ یہ کوئلہ انشاء لفظا عین میں سے ہے **ثامناً** یہ کہ عین سے عین شاہد کی مراد ہو یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظا شہد کہ لے کہ یہ کوئلہ انشاء لفظا عین میں سے ہے **ثامناً** یہ کہ عین سے عین شاہد کی مراد ہو یعنی شاہد کو حکم کیا کہ لفظا شہد کہ لے کہ یہ کوئلہ انشاء لفظا عین میں سے ہے

بیان استدلال بالحدیث
بہترین معاشا

مدعیہ اور مسلم رو کیا قسم کو اوپر طالب حق یعنی مدعی کے توجہ اور اسکا یہ کہ قطع نظر اسکے کہ یہ حدیث بھی ایک نقل واقعہ پروردگار سے ہے کہ احتمال کفری کے بیان اسی واقعہ میں مع الشاہد کا ہو اسناد اسکا نہایت ضعیف ہے تصحیح کی اوسکی سبب محبت میں نے فقہانہ عشرتہ کا مکملہ حکم لایا یعنی تحقیق المقام و فیما ذکرتنا کفایتہ لاولی الافہام استدللال عجیب امام مالک نے یہ صوط میں لکھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں مع الشاہد لوالہ حدیث میں بسبب قول اللہ تعالیٰ کے قائل ہوں کہ تو ان رجالاتین الایتہ توجہت اولن لوگون پر یہ کہ آیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کیا ایک شخص پر مال لکھا کیا نہیں حلف لیا جاتا مدعی علیہ سے تو اگر حلف کرتا ہے باطل ہو جاتا ہے اوس سے حق اور اگر نکل کر تا ہے تو پھر حلف دلاتے ہیں صاحب حق کو تو یہ ایسا امر ہے کہ نہیں ہے اختلاف اوس میں کسی کا لوگون میں سے اور نہ کسی شہر میں شہر میں سے تو کسی دلیل سے نکالنا ہے اوسکو اور کسی کتاب الفہم میں پایا اس مسئلے کو توجہ اس امر کو اقرار کرے تو ضرور ہے کہ اقرار کرے میں مع الشاہد کا اگر نہیں نہیں ہے یہ کتاب الفہم انتہی باختصاص میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال عجیب ہے امام مالک سے کیونکہ ثبوت حلف مدعی علیہ کا تو امر وثبت متواتر یا مشہور سے موجود ہے بلکہ اوس پر جماع ہے مجتہدین کا کو یہ کہ کسی دلیل سے نکالنا ہے اسکو بعبید ہر صورت سے اور اگر مدعا کی اوس امر اتفاقی سے حلف مدعی علیہ مع حلف مدعی در صورت تکمیل مدعی علیہ ہو تو اوسکو اتفاقی کہتا ہے مجمع علیہ بلا مہار کا قرار دینا خلاف واقع اور غیر مسلم یا یا انہم جو لوگ میں مع الشاہد کو محبت نہیں جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حلف مدعی جاوگی مدعی پر تو ملازمت ان دونوں امر میں غیر ثابت اور نہ دلیل ہے اور شاید کہ امام مالک نے بھی اس عبارت کا مطلب سمجھا ہے جو کہ وہ ہمارے فہم ناقص میں نہ آیا ہو واللہ اعلم بعبادہ ص اور میں نے حلف لیا جاتی ہے امام صاحب نے نزدیک منکر سے نکاح اور رجعت اور مدت ایلا کے اندر رجوع کرنے میں اور اقرم ولد ہونے میں اور خلا م ہونے میں اور شب میں اور ولد میں برخلاف صاحبین کے کہ اصل کتاب میں صورتیں ان مسائل کی یوں مذکور ہیں کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا نکاح کا اور انکا کیا عورت سے یا اسکا اولاد ہو یعنی عورت مدعی نکاح کی ہو جو کہ اور مرد انکا کرے یا دعویٰ کیا ایک شخص نے بعد طلاق کے اور گزرنے عادت کے کہ میں نے رجعت کی تھی عدت کے اندر اور انکا کیا عورت سے یا اسکا اولاد ہو یا دعویٰ کیا ایک شخص نے بعد گزرنے مدت ایلا کے کہ میں نے رجوع کیا تھا ایلا سے اندر مدت کے اور انکا کیا عورت نے یا اسکا اولاد ہو یا دعویٰ کیا ایک شخص نے جو ان نسب پر کہ یہ میرا غلام یا بیٹا ہے یا اسکا اولاد ہو یا جھگڑا کیا دونوں آزادی کی ولایا ولادہ مولدات میں اسی طرح پر یا دعویٰ کیا لونڈی نے اپنے مولیٰ پر کہ میرے اولاد ہوئی تھی مولیٰ سے اور دعویٰ کیا تھا اوسکا مولیٰ نے اور گنہگار ولد اور اسکا اولاد یہاں نہیں ہو سکتا کیونکہ مولیٰ نے اگر دعویٰ کیا کہ یہ میری اقرم ولد ہے تو وہ امر ولد ہو جاوگی صرف اوسے اقرار سے اس میں اوس لونڈی کے انکا کہ یہ ان التفات نہ ہو گا لیکن امام صاحب اور صاحبین کی مذکور میں اصل میں لیکن صحیح فقہانہ یہ کہ ان ساتوں چیزوں میں حلف لیا جیوگی دس بخنار ص اور نہیں قسم لیا جیوگی حد اور لعان میں ف جیسے حد زنا اور حد زنا میں صورت حد کی یہ کہ ایک شخص دعویٰ کیا دوسرے پر کہ تو نے مجھ کو تمت زنا کی لگائی تھی اور تجھے حد لازم ہے اور مدعی علیہ نے انکا کیا تو اس پر حلف نہ آوگی بالاجماع اور صورت لعان کی یہ کہ عورت نے دعویٰ کیا غاوند پر کہ تو نے مجھ کو تمت لگائی تھی زنا کی تو تجھے لعان واجب ہے اور مرد نے انکا کیا تو اسکو حلف نہ دلائی جاوگی کذا فی الاصل ص اور چور نے اگر چوری سے انکا کیا

اقسام دعویٰ مدعی علیہ بیان میں

تو اس سے حلف کی جائے مال کے لیے تو اگر اس نے نکول کیا ضمان دیکھا مال کا اور ہاتھ نہ کا تا جا دیکھا اس واسطے کہ نکول نہیں ہوگا
 جس میں مشہور و قبول اس سے لازم ہوگا نہ صریح خاوند کو تلف دلائی جاوے گی اگر صورت صحیح و صحیح کیا اس کے طلاق دینے کا قبل فعل
 کے اس واسطے کہ طلاق میں بالاجماع حلف لیا جائے تو اگر نکول کر گیا ضمان دیکھا صورت مذکور میں عورت کے نصف مہر کا صلح
 صلح میں جب عورت دعویٰ کرے مہر کا یا نفقہ کا اور انکار کرے شوہر تو تلف لیا جائے گی اس سے اور اگر نکول کر گیا تو مال اوس پر لازم
 ہوگا اور عورت اوس پر حلال نہوگی نکول سے نزدیک امام ابو حنیفہ کے اسی طرح نسب میں جب مدعی بسبب نسب کسی حق کا
 دعویٰ کرے جیسے میراث یا نفقہ کا یا حضانت کا یا عتق کا یا سبب ملک یا ہرمین جو عہد ہو سکے کا شامی ص
 تو مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے گا اگر نکول کر گیا تو وہ حق ثابت ہو جاوے گا نہ نسب نزدیک امام صاحب کے اسی طرح جو مذکور ہو قصاص
 کا تو اس سے حلف لیا جاوے گا اگر نکول کر گیا قصاص بالنفس میں و قصاص بالنفس یہ کہ مقتول کے پسر میں اس کا
 قتل واجب ہو اور قصاص بالاطراف یہ کہ مدعی علیہ نے کسی کے ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالے اور مدعی اس کا عوض چاہتا ہے کہ مدعی علیہ
 کے بھی ہاتھ یا پاؤں کاٹے جاویں قصور تو قید کیا جاوے گا مدعی علیہ بیان تک لاکر اگر عہد کرے اور اگر نکول کر گیا قصاص
 بالاطراف میں تو صرف اس کے نکول سے اوس سے قصاص لیا جاوے گا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک قصاص
 بالنفس میں مجرم نکول و یت لازم ہوگی قاتل پرقت اور فتویٰ امام کے قول پر یہ قصور مدعی است کہا میرے گواہ نافذ رہیں
 یعنی شہر میں بیان تک کہ اگر مدعی ایک کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں یا میرے شوہر وغائب ہیں تو مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے گی اور
 ضمانت نہ لیا جاوے گی صلح اور چھ قسم طلب کی مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے قسم نہ لیا جاوے گی بلکہ اوس سے حاضرات لیا جاوے گی تین روز کی
 و لیکن شرط ہے کہ حاضر ضمانت سمیٹا اور ہونے پر ہوا اور اوس پر خوف بھاگ جانے کا نہ ہو اگر چہ مدعی علیہ صاحب اعتبار نہ ہو اور مال سبقت
 صلح تو اگر مدعی علیہ ضمانت داخل کرے تو خود مدعی علیہ میں و سکا مدعی علیہ کے ساتھ سے مدت ضمانت تک یعنی تین روز تک تاکہ
 مدعی علیہ غائب نہ ہو جاوے صورت جب ہر مدعی علیہ تیس ہزاروں شہر کا اور اگر سا ہزار ہو تو اوس سے حاضرات و وقت برخواست پوری
 تک لیا جاوے گی اور اگر ضمانت نہ لیا تو اسی مدت تک مدعی کو نکالنے کے ساتھ رہنے کا ہوگا پس اگر مدعی مدت مقررہ میں گواہ لایا تو ہرگز
 ورنہ قاضی اوس سے حلف لے لیکر یا اوس کو چھ روز کی **مسائل کا فیہ** اگر مدعی اور مدعی علیہ نے اتفاق کر لیا
 اس امر پر کہ مدعی علیہ قاضی کے سوا اور کہیں قسم کھائے اور بری الذمہ ہو جاوے تو یہ باطل ہے اس واسطے کہ قسم قاضی کا حق ہے لہذا
 مدعی تو اعتبار نہیں قسم اور اگر قسم کا غیر قاضی کے پاس مدعی علیہ نے اگر کہتا کہ مدعی سے حلف لی جائے
 اسپر کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا گواہ اور اسکے سچے ہیں تو قاضی اوسکی درخواست پر لحاظ نہ کرے و مادہ طریق قصاص کے
 تین ہیں ایک تو مدعی علیہ دوسری بر بیان مدعی تیسری نکول مدعی علیہ تو قاضی کو چاہیے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور وہ
 طلب کرے قسم کو مدعی علیہ سے تو مدعی علیہ سے کہ واسطے قسم کہنے کی اگر وہ قسم کھالیوے تو بہتر ہے اور اگر نکول کرے تو اوس پر مال کا حکم
 کرے نہ یہ کہ قبل مدعی علیہ کے حلف یا نکول کر نیے اس طرح فیہ صیاد کہ یہ ہے کہ مدعی علیہ سے حلف لیا و اگر کرے تو بہتر ورنہ اوس سے
 مال لایا جاوے گا جیسا کہ اس زمانے کے قاضی کرتے ہیں اور یہ میرا جمل ہزاروں سے یا مختلف تو اس امر کو یاد رکھنا چاہیے قاضی
 کے سامنے مدعی علیہ نے انکار کیا قسم سے اور قاضی نے اوس پر نکول سے حکم دیا مال کا بعد اوس کے مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے تو اب کچھ

یعنی ہر امکان
 ذائقہ رکھنا پھر
 میں اور دوکان
 اوسکی مہود میں
 نہ کہ اس کے سوا
 نکول
 بیان قاضی کی صورت
 ہر قسم کی
 شیخ مدعی
 حلف
 قاضی کا حق
 مع اور
 واسطے قاضی
 بیان حلف

سماعت اور کسی نہوگی اور تصانیف حال پر باقی تو یہی اگر مدعی نے بعد قسم کے گواہ قائم کیے گواہ پہلے کہ چکا ہو کہ میرے پاس گواہ نہیں
 ہیں یا بعد وقت بالکل کے تو قبول کیے جاویں گے وکیل اور وصی اور توفی اور غیر کا باپ مدعی علیہ سے حلف کر سکتے ہیں نہایت
 اور حلف نہیں کر سکتے تیار تہ اپنے فعل پر آدمی سے حلف ایجابی ہے بطور قطع اور یقین کے معنی میں جس طرح مدعی کہتا ہے اور وسیع نہیں
 اور غیر کے فعل پر بطور علم کے کہ میں نہیں جانتا اسطرح کہ جیسے کسی شخص نے دعویٰ کیا دین یا عین کا وارث پر شہدہ طہیقا مدعی کی
 میراث ہو نہو گیا جاتا ہے یا مدعی نے اس کے میراث ہو نہو گیا اقرار کیا یا خصم یعنی مدعی علیہ اس کے میراث ہو نہو گیا گواہ لایا تو مدعی علیہ یعنی وارث
 سے علم قسم لیا جو سے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ میراث میری یا تیرے اورین آتا تھا مورث پر اگر مدعی نے دعویٰ کیا دین کا مدعی علیہ پر وارث
 ثابت کیا اور اس کے برہان سے بعد اس کے مدعی علیہ نے جواب دیا کہ میں نہیں مدعی کو پوچھا چکا ہوں تو مدعی علیہ سے گواہ آدین کے
 لیے جاویں گے اسی طرح اگر دعویٰ کرے مدعی کے عنقریب سے گواہ مدعی علیہ کے پاس گواہ ہوں ایصال میں یا اگر ادین کے مدعی
 قسم کا مدعی سے تو مدعی سے قسم لیا جاوے گی اگر مدعی قسم کرے تو مال لایا جاوے گا مدعی علیہ سے اور اگر نکول کرے تو مدعی علیہ پر پال لزم ہوگا
 اگر ایک شاہد نے شہادت دی ہر رو پر مدعی علیہ پر وارث دوسرے نے اس کے اقرار پر گواہی مقبول ہوگی اگر مدعی ایصال میں
 کا دعویٰ کیا ایک بار کنین کا اور گواہوں نے اسے متفرق متفرق کی گواہی تو یہ گواہی مقبول نہوگی اگر وارث نے زوجیت
 زوجہ کا باکل انکار کیا یعنی یہ کہا کہ ہمارے مورث کی یہ کچی زوجہ نہ تھی بعد اس کے زوجہ نے گواہ قائم کیے نکاح اور مورث
 اس وقت کہنے لگے کہ ہمارے مورث اس کو مطلق دی تھی اسے ابرا کیا تھا مگر تو قبول نہو گیا مگر اس کو صحیح قرار دیا تو اس کے حلف

باب کیفیت حلف کے بیان میں

قسم ہوتی ہے اور حدیث کے نام ہاں سے کسی اور کے نام سے **ف** تو اگر قسم کھاوے گا قرآن یا ماں باپ یا غیر یا ولی یا شہید کے
 نام سے یا کعبہ کی تو اس پر چکا قسم کے مرتب نہوینگے بلکہ اگر اللہ شانہ کا ساسی اور کہ بزرگ جس کا قسم کھاوے گا تو شکر ہو جاوے گا البتہ
 اگر قسم کھاوے اللہ نام سے یا کسی اور کے اسم سے اس کا مقبرہ سے جیسے رحمن رحیم قادر ذوالجلال یا اس کی ایسی صفت
 سے جس سے قسم کھائی جاتی ہے جیسے عزت اور جلال اور کبریا اور عظمت اور قدرت تو قسم معتبر ہوگی شامی روایت کیا جاری
 اور مسلم نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اس کو منع کرنا ہر اس بات سے کہ قسم کھاوے تم اپنے باپوں
 کی سوچو جس قسم میں قسم کھا نیو الا ہو سو چاہے کہ قسم کھاوے خدا کی یا چپ سے اور روایت کیا جاری ہے کہ ابوہریرہ
 سے کہ جس نے اپنے حلف میں کہا قسم گلات اور عزیزی کی تو چاہے کہ کلمہ جید ہے یعنی لا الہ الا اللہ کما شیخ عبدالحق نے
 شرح مشکوٰۃ میں کہ اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم نہیں ہے تو اس سے کافر نہیں ہوتا لیکن مستغنا چاہے کیونکہ صورت
 کفر کی ہے اور اگر قسم غیر خدا کی علی وجہ التعظیم ہے یعنی اس چیز کی تعظیم مثل خدا کے جانتا ہے تو یہ کفر ہے اور نذر ادبی واجب ہے کہ خود
 کرے اس اور بجز یہ سلام کرے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ اس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یہ قسم کھاوے تم اپنے باپ دادا اور اپنی اولاد کی اور نہ بتوں کی اور نہ قسم کھاوے تم خدا کی مگر جب سچے ہو اور روایت کیا ابوہریرہ
 نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے قسم کھائی سو اضعاف کسب کی تو اس سے
 شرک کیا صراحت قسم نہوگی ملاق اور عناق سے **ف** یعنی اگر مدعی کہے کہ مدعی علیہ سے یوں قسم کھائے کہ اگر

بیان حلف پر تشریح

مدعی کا دعویٰ سچا ہو تو تیسری جو پر طلاق ہو یا یہ اعلان کرنا اور جو اس دعویٰ پر کچھ کھانا نہ ہو گا کیونکہ قسم طلاق یا عتاق سے دینا حرام ہے کیونکہ آئی الحائنین اور قول منعی یہ کہ اگر ہماتے زمانے میں مدعی الحاح اور زاری کرے تو مدعی علیہ سے طلاق اور عتاق پر قسم لیا جاوے یعنی قاضی کو لے لینا درست ہے اور یہ قول مردود ہے کیونکہ وجوہ اول یہ کہ حلف دلانا طلاق اور عتاق کی حرام ہے تو اگر چہ مدعی الحاح اور زاری کرے قاضی کو اور اس کی تعمیل کیے اور عتاق ہو گیا یعنی اختیار کیا تو صاحب درخت اور فقہا سے مستعین نے دوسرے یہ کہ نتیجہ حلیف اسمین مفام نہیں ہوتا اس واسطے کہ اگر مدعی علیہ نے انکار کیا ایسی قسم سے یعنی طلاق اور عتاق کی قسم سے تو اس کے نکول سے اوپر مال لازم نہ کیا جاوے گا تو یہ حلیف نے فائدہ ٹھہری لیکن بعض فقہاء نے یہ کہا ہے کہ جس شخص نے جائز رکھا ہے اس حلیف کو تو وہ قائل ہے اس بات کا بھی کہ بصورت نکول مدعی علیہ مال اوپر لازم کیا جاوے گا حدیثاً اور شامی نے نقل کیا ہے اور بجا سے کہ کبھی فائدہ اس قسم کا ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی علیہ جابل ہوتا ہے اس بات کا کہ نکول ایسی قسم سے مستعین نہیں تو وہ وقت طلب حلف قسم سے انکار کر کے مال کا اقرار کر لیتا ہے تو دوسرے یہ کہ یہ قول منقول نہیں ہے تہمدین اربعہ سے اور یہ قریبے فقہا سے بلکہ متون میں اسکی ممانعت لکھی ہے تو جو بزرگ کا محض ایسا دیکھا ہوا بعض فقہا سے متاخرین کا جو حلی تعلیق ضرور نہیں علی انھوں میں جب کہ مخالفت احادیث اور حرام ہو تو سکویا دیکھنا چاہیے صراحت کر کے کہ قاضی قسم کو خدا کی اوصاف ذکر کرنے سے مشابہت قسم کھا تو اس امر کی جو طالب غالب ہے سمجھنے والا ہے بادشاہ بزرگ نہ ہو کبھی اوسکو موت اور زنا نہیں اور مثل اسکے ہا میں اسکی مثال یوں لکھی ہے کہ قاضی کے مدعی علیہ سے کہ تو قسم خدا کی ایسا نہ کہ جانتے والا ہے غائب اور حاضر کا وہ عین بریم ہی جانتا ہے وہ جی جی کہ جیسے جانتا ہے کھل چکر کہ مدعی کا تیرے پر مال نہیں ہے اور وہ اسمین سے کچھ انتہی اور قاضی کو پہنچا ہے کہ تا کی کرے قسم کی اس زیادہ یا کم لیکن احتیاط کر کے اس بات کی کہ مدعی علیہ پر قسم کر نہ ہو جاوے اس واسطے کہ احتقان اوپر صرف ایک قسم کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص شکیخت دینا نہ مشہور ہو اوپر تاکہ قسم کی حاجت نہیں البتہ جو ایسا تھا وہاں قسم سخت کرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اگر مال قلیل ہو تو تعلیق قسم کی حاجت نہیں البتہ اگر مال ظہیر کا دعویٰ ہو تو قسم کو سخت کرے ہدایہ تو اگر قاضی نے مدعی علیہ کو قسم کی قسم دی اور اسے تعلیق قسم سے انکار کیا تو قاضی اوپر نکول سے حکم کرے اس واسطے کہ طلب تو اسکی قسم سے ہے اور وہ حال کیا ہے حدیثاً عن النبی ص اور نبوی تاکہ قسم کی مسلمان پر زمان اور مکان وقت تغلیظ زمان یہ کہ رمضان شریف یا جمعہ کے دن قسم لے اور تغلیظ مکان یہ کہ مسجد یا بیت اللہ میں قسم لے اور درخت پر ہرگز کہ تغلیظ مستحب نہیں ہے قاضی کو تو ظاہر ہے ہرگز کہ قسم تو مباح ہے لیکن نقل کیا شامی نے جو عیبت سے کہ عین جائز ہے تغلیظ قسم کی ساتھ مکان کے صراحتاً امام شافعی کے نزدیک تغلیظ قسم کی چاہیے زمان سے جیسے بعد نماز عصر کے دن جمعہ کے اور مکان سے جیسے جامع مسجد میں نزدیک منبر کے اور یہودی کو یوں حلف دلاوے تاکہ قسم خدائی کہ جیسے اوتاری توراہ موسیٰ علیہ السلام پر اور نصرانی کو بطرح کہ قسم خدائی جسے اوتارا بلکہ کو عیسیٰ علیہ السلام پر اور عجمی کو بطرح کہ قسم خدائی جسے پیدا کیا آگ کو اور بت پرست کو قسم خدائی دلاوے تاکہ یہ کہ قسم سخت سے اقرار کرے ہیں وجود خدا بقیعاً کا فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَقَدْ قَبَّلْنَا لَهُمْ مِمَّنْ خَلَقْنَا لَعَنَاتٍ وَأَكْفُرُوا كُفْرًا كَبِيرًا** یعنی اگر تو پوچھے مشرکین سے کہ کتنے پیدا کیا آسمان اور زمین کو البتہ کہینے کہ خدا پیدا کیا اور پاری سے اور ہندو سے آگ کی اور گنگا کی قسم نہ لے کہ یہ کہ حلیف بغیر خدا نماز نہیں ہے بلکہ یوں کہ کہ قسم اس خدائی جسے پیدا کیا آگ کو اور گنگا کو درخت اور

یعنی چاہیے
مشتابہ
یہ قسم

میں ہرگز قہر نہ ہو جو قدر نہیں غصے اور غل کا بلکہ انکار کرتے ہیں خدا سے تو اسے کس چیز کی قسم لیا ہو گی لیکن معلوم نہیں ہر قسم کی قسم لیا کر
 کر دینے دہری کی قسم لیا ہو گی اس واسطے کہ ہر قسم کا جملہ اسمائے ہر حدیث شریف میں ہر کہ فرمایا اللہ تعالیٰ میں دہر ہوں اور وہی ہر کہ تا ہر
 دہر کو اور اگر یہودی انصاری پارسی ہندو سے صرف خدا کی قسم لے تو کافی ہو جاوے گا درختا میں ہر کہ اگر مدعی علیہ کو چکا ہو تو اس کو حلف
 دینے کا یہ طریقہ ہے کہ قاضی اس سے کہے کہ تجھے عہدہ بوضو کا اور اس کا بیٹا اور اگر لیا اور ایسا ہو پھر حلف اپنے ہر شاہ کے کے کہ ان کو وہ حلف
 ہو جاوے گا اور اگر یہودی ہو تو قسم کو کہے تاکہ وہ اس کا بوجھ پھر اپنے غصے سے اور اگر وہ لکھن انہ جانا ہو تو اس کو اشارہ سے قسم دیا اور اگر کو کا اور
 ہر اور انہ ہا بھی ہو تو اس کا ہر نام کہانے ہر اور اس کا وہی آیا اگر باپ اور وہی ہو تو قاضی نے جس شخص کو اس کے قائم مقام کیا ہے
 وہ حلف کرے طحاوی نے یہ لکھا کہ یہ قسم کیا علم پر ہو گی اس واسطے کہ متعلق بالغیر ہر یاقین قطع سے کہو تخریر کرنا چاہیے پھر معلوم کر کہ یہ
 قول مخالف تقدیر کے کہ نیابت احتمالات میں جاری ہوتی ہے حلف میں اتنی صورت حلف نیلے جاوے گا کہ یہ لوگ حلف
 یہود اور نصاری اور بت پرست صلیب عبادت خانوں میں اس واسطے کہ قاضی کو اذیت عبادت خانوں میں جانا کہ وہ
 ہر کیونکہ وہ مجمع شیا میں ہیں اور ظاہر اگر ہر قسم کی قسم اس واسطے کہ عند اللہ اطلاق کر ہر بت تخریر مراد ہوتی ہے اور اسے فتویٰ دیا ہے
 اور مسلمان کی تعزیر کا جو لازم نہیں ہے ساتھ کذا فی فی الایق ص اور قسم دلائی ہر مدعی علیہ کو حاصل دعویٰ پر
 قاعدہ کا یہ اسباب ہر اگر شکیب ہر جو مرتفع نہیں ہو سکتا جیسے عین و مسلمان کا تو اس میں حلف سبب پر ہو گی اور وہ سبب مرتفع ہو گا
 جیسے بیع و نکاح سے اور نکاح و طلاق سے تو وہاں قسم حاصل پر ہو گی اگر جس صورت میں مدعی کا ضرر ہو تو اس کی مثالیں مگے اتنی ہر حلف
 جیسے بیع اور نکاح میں تھا قاضی یوں قسم لے کہ قسم نہ لے کر تم دونوں میں بیع قائم نہیں اور نکاح قائم نہیں اور طلاق میں اس طرح کہ وہ صورت
 جیسے اس وقت بائین ہر اور غصب میں اس طرح کہ تجھے پر اس چیز کا پھر دینا واجب نہیں اور نہ دیوے قسم سبب پر حلف خدا کی قسم
 نہیں ہر یا اپنے طلاق نہیں دیا یا اپنے غصب نہیں کیا یا اپنے نکاح نہیں کیا اس واسطے کہ یہ سبب مرتفع ہو جائیں اس طرح
 کہ ایک چیز کو بیچا پھر فاک کیا تو اگر مدعی علیہ کی قسم دلاوے گا سبب پر تو اس کو ضرر ہو گا جو چھوڑنے کو اسے کہ یہ مذہب طرفین کا ہے اور اس کو
 کے نزدیک سب صورتوں میں حلف سبب پر دلائی جاوے گی مگر جب مدعی علیہ قاضی سے کہتا ہے کہ کہ اس قاضی نے حلف دلا تو چھوڑ سبب
 پر اس واسطے کہ مدعی کو یوں بیع کرنا ہے پھر فاک لیتا ہے یا طلاق دیتا ہے پھر نکاح کرتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مدعی علیہ کے انکار کو یوں
 اگر وہ منکر ہو گا سبب کا تو اس پر حلف دیا جاوے گا اور اگر منکر ہو گا حکم کا تو حاصل پر حلف دیا جاوے گا اور یہاں پر کہنے والا یہ کہ
 کہ لایق ہے ہر کہ ہمیشہ حلف ہو سبب پر اگر مدعی علیہ کی قسم قاضی سے کہ اس واسطے کہ تمنا وجہ کی یہ بات ہر کہ پہلے بیع ہوئی ہو گی
 پھر اقالہ ہو گا تو دعویٰ اقالہ میں مدعی علیہ کو مدعی ہونا چاہیے تو مدعی علیہ کو گواہ لازم ہیں اقالہ کے اور اگر حاضر ہو تو مدعی
 پر قسم لگانا فی الاصل ص مگر اس صورت میں جہاں پر مدعی کا ضرر ہو تو وہاں حلف سبب پر ہو گی جیسے شفعہ کا دعویٰ
 بسبب ہر اس کے اور شفعہ طلاق بطلاق بائن کا جب مدعی علیہ ان چیزوں کا قابل نہ ہو شامد مدعی علیہ قاضی ہر اور اس
 نزدیک ہر سبب کو شفعہ ہر مطلقہ بطلاق بائن کو شفعہ تو یہاں اگر مدعی علیہ سے حلف لیا ہو گی حکم یعنی میرے اور شفعہ واجب نہیں
 یا شفعہ واجب نہیں تو مدعی علیہ نے ہر اور مدعی کا ضرر لازم آوے گا اس واسطے مدعی علیہ کو یوں قسم دینے کہ قسم لے کر مدعی علیہ کو
 خرید یا اپنے اس کو طلاق بائن نہیں دیا کذا فی الاصل ص اس واسطے کہ قسم لیا ہو گی اور اس سبب پر جو مرتفع نہیں ہو سکتا

دو شخصوں کے ہاتھ لگائے

غلام مسلمان عتق کا دعویٰ کرے مولیٰ پر **ف** تو مولیٰ کو یونہی قسم دیوینے کہ قسم خدا کی ہے نہ انکو کوئی چیز اور کیا اسوا سے حاصل عتق لینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ سب کا ارتقا بیان نہیں ہو سکتا اسوا سے کہ غلام مسلمان جب آزاد ہو گیا تو پھر غلام نہیں بن سکتا لکن اگر اصل **ص** اور نوڈی اور غلام کا فرین اگر مدعی ہوں یہ دونوں عتق کے مولیٰ پر تو حلف ایسا دیکھیں کہ اصل پر **ف** اسوا سے کہ سبب کا ارتقا بیان ہو سکتا ہے لیکن نوڈی میں تو اس طرح کہ تمہارے ہوا اور دار الحرب میں اپنی جاہ پھر قید ہو کر گئے اور لیکن غلام کا تو اس طرح کہ عہد کو تو دیوے اور دار الحرب سے لجا کر پھر قید ہو کر گئے لکن اصل **ص** اور جو شخص کسی چیز کا وارث ہو گیا اپنے مورث سے اور دوسرے شخص مدعی ہوا اس چیز کا تو وارث سے حلف علم پر لیا دیکھیں یعنی اس طرح کہ مجھے معلوم نہیں کہ شہرتی مال گئے اور اگر کسی شخص کو کوئی چیز بیانیہ سے آئی تو وہ بطور قطع حلف کرے **ف** اسی طرح اگر وارث مدعی ہو لسی چیز کا دوسرے پر دس بخند **ص** اور قسم کے بیٹے میں مدعی کو چھوڑ دینا اور صلح کر لینا کچھ مال پر بعض قسم کے صحیح ہر تو مدعی جب قرار کرے کہ تجھ کو بلا قسم کا یا بدل صلح قسم سے پہنچ گیا تو اب مدعی حکم حلف بندی باویگی بلکہ حق حلف سا کھڑا ہو جاوے گا **ف** لکن مدعی نے قسم چاہی مدعی علیہ سے سوا اس نے کہا کہ تو مجھ کو قسم دیکھا ہر ایک بار تو اگر حلف قاضی یا بیع کے سامنے ہوئی ہو اور وہ اس پر گواہ لایا تو مدعی علیہ کا قول مستحب ہے بل ہو گا ورنہ مدعی اس سے حلف سے سکتا ہے اور

باب الحلف یعنی دو شخصوں کے ہاتھ قسم کھانے کے بیان میں

جب بائع اور مشتری نے اختلاف کیا مقدار میں **ف** مثلاً بائع نے ثمن دس سو روپیہ تیار لے اور مشتری نے سو روپے حاصل یا بیع میں **ف** یعنی مشتری نے بیع زیادہ تیار لے اور بائع نے کم حصہ مشتری نے بیع کو بیس میں زیادہ تیار اور بائع نے اونیس میں **ص** تو شخص کو انہوں سے اپنا بیان ثابت کر گیا اور اسکے موافق حکم ہو گا اور اگر دونوں نے گواہ اپنے اپنے بیان پر پیش کیے تو فیصلہ اسکے موافق ہو گا جو دعویٰ کرتا زیادہ کا **ف** اور وہ بائع ہی صورت اول میں اور مشتری صورت ثانی میں **ص** اور اگر اختلاف ہو مقدار میں اور بیع دونوں میں مثلاً بائع نے کہا کہ بیٹے اس غلام کو دو ہزار روپے کے عوض میں بیجا ہوا اور مشتری نے کہا نہیں بلکہ تو نے دو غلاموں کو بیس میں ہزار روپے کے بیجا ہوا تو گواہ بائع کے ثمن میں اور مشتری کے بیع میں ستر ہونگے اور اگر بائع اور مشتری دونوں گواہوں کے پیش کرنے سے عاجز ہوئے تینوں صورتوں میں **ف** یعنی جب اختلاف ہو فقط مقدار میں یا فقط مقدار بیع میں یا بیع اور ثمن دونوں میں **ص** تو یا شخص دوسرے کی زیادتی پر راضی ہو جاوے گا **ف** یعنی مشتری بائع کی زیادتی میں پر یا بائع مشتری کی زیادتی میں پر یا ہر ایک دوسرے کی زیادتی پر **ص** یا دونوں حلف کریں تو اگر اختلاف ثمن میں ہو گا تو مشتری سے کہا جاوے گا یا تو راضی ہو جاوے گا اس ثمن سے جس کا بائع دعویٰ کرتا ہے ورنہ بیع فسخ کی جاوے گی اور اگر اختلاف بیع میں ہو گا تو بائع سے کہا جاوے گا یا تو توبہ کرے اور بیع کو چھوڑ دے یا دعویٰ کیا مشتری نے فسخ کرینگے ہم بیع کو اور اگر اختلاف دونوں میں ہو تو ہر ایک سے ہی کہا جاوے گا تو اگر راضی ہو گیا ہر شخص دوسرے کی زیادتی پر تو بہتر ہے ورنہ دونوں سے حلف لینا اور پھر حلف مشتری سے لیا جاوے گا **ف** تینوں صورتوں میں اسوا سے کہ بیع اور بیع سے ثمن کا مطالبہ ہو تا ہر گز تو انکار بھی اور سکا اس میں ہر اور بھی جلدی ظاہر ہو تا ہر گز فائدہ منکول کا اور وہ وجہ ثمن پر اختلاف اس صورت کے جب بائع سے پہلے حلف لیا جاوے گا کیونکہ مطالبہ بیع کا موخر ہے بیع کا موخر ہے بیع کا موخر ہے بیع کا موخر ہے بیع کا موخر ہے

ہوئے یا بیع صرف ہوئے تو قاشی کو اختیار کر کے جسکی قسم سے چاہے شروع کرے اور قسم صرف اسی طور سے لیا جائیگی کہ بائع اپنی قسم کھائے کہ دالہ سینے ہزار کو نہیں سچا اور مشتری قسم کھائے کہ دالہ سینے بعض دوزہار کے نہیں خریدا اور ملانا اثبات کا اسکے ساتھ ضروری نہیں یعنی بائع بھی کہے کہ بلکہ سینے دوزہار کو بیجا ہی اور مشتری یہ بھی کہے کہ بلکہ سینے دوزہار کو خرید لیا ہے یہی صحیح ہے کہ اگر اطلاق معترضہ من الصلاہ صراحت کر دے تو بائع کا حق کو بعد دونوں کی قسم کے اور جو بائع کر گیا دونوں میں سے اوپر لازم کیا جاوے دعویٰ دوسرے کا فایز ہی جب قاضی نے پیش کیا قسم کو بیجا مشتری پر تو اگر کہنے سے نکول کیا تو بائع کا دعویٰ اوپر لازم ہو گیا اور اگر حلف کیا تو اب قسم پیش کیا جائیگی بائع پر تو اگر کہنے سے حلف کیا تو نسخ کیا جائیگی بیع اور اگر نکول کیا تو مشتری کا دعویٰ اوپر لازم ہو گا **جائنا چاہے** کہ اختلافات جب متقدرا ثمن میں ہو تو دونوں سے حلف لینا قابل قبض مبیع کے موافق ہے قیاس کے اس واسطے کہ بائع دعویٰ کرتا ہے زیادتی ثمن کا اور مشتری اسکا انکار کرتا ہے اور مشتری دعویٰ کرتا ہے تسلیم بیع کا بائع پر ساتھ ثمن قلیل کے اور بائع اسکا انکار کرتا ہے تو ہر ایک ان دونوں میں سے مدعی بھی ہوا اور منکر بھی تو دونوں پر حلف لازم آوے گی لیکن بعد قبض مبیع کے دونوں سے حلف لینا اختلاف قیاس کے ہر واسطے کہ مشتری کسی بات کا دعویٰ نہیں کرتا بائع پر کہ قبض مبیع دوسرے پاس آگئی ہے البتہ بائع دعویٰ کرتا ہے زیادتی ثمن کا اور مشتری اسکا منکر ہونے کو صرف مشتری سے چاہیے تھی لیکن ترک کیا گیا کہ ہتہ اور بات کیا ہئے دونوں کے حلف کو قلیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جب اختلاف کرین بائع اور مشتری اور بیع چھو ہو تو دونوں حلف کرین اور دونوں پھر دیوین یعنی بائع ثمن کو اور مشتری مبیع کو کلا اطلاق یہ حدیث اس لحاظ سے نہیں ملی بان روایت کیا ابن ماجہ اور دارمی نے عبد اللہ بن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اختلاف کرین بائع اور مشتری اور بیع موجود ہو تو اور ان دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو بائع کا معتبر ہے یا پھر بیوین دونوں بیع کو اور نقل کیا ہے ابن عباس نے جامع وغیر میں روایت طبرانی سے ابن مسعود کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البیعان اذا اختلفوا لا یبیتان البیع یعنی بائع اور مشتری جب اختلاف کرین اور ان دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو بیوین تو پھر بیوین بیع کو **حصر اگر اختلاف ہو** میعاد میں یا شرط یا بین یا قبض میں بعض ثمن کے تو حلف دلایا جاوے گا منکر **ف** برابر ہرگز اختلاف اصل اصل میں ہووے جسے مشتری کہے کہ سینے اووہا اتنی مدت پر خریدی ہے اور بائع اسکا انکار کرے یا مشتری کہے کہ ثمن موصول ہے بیع کا ایک سال کے اور بائع کہے کہ نہیں بلکہ چھ مہینے کی بیع ہے تو جو منکر ہو گا زیادت کا اسکو حلف دیا جائیگی یا کہ بائع یا مشتری کہے بیع بشرط اختیار تھی اور دوسرا اسکا انکار کرے یا کہ ایک دین کا کہ مجھ کو اختیار تھا تین دن کا اور دوسرے کہ نہیں بلکہ دو دن کا یا مشتری کہے کہ میں بعض ثمن دیکھا ہوں اور بائع اسکا انکار کرے **حصر** اس طرح مخالف نہ ہوگا اگر بیع تلف ہو گئی ہووے اور پھر اختلاف ہو تو ثمن میں بکا عادت دیا جاوے گا مشتری نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور قول مشتری کا قسم سے مقبول ہوگا بظرافت ثمن کے اور جو بیع مبیع تلف ہوئی اور بعض باقی ہے تو بھی مخالف نہ ہوگا اگر دو صورت میں مخالف ہوگا کہ بائع بیعتی تلف ہوئی ہے اسکو چھوڑ دینے پر راضی ہو جاوے **ف** اور بعض شایخ یہ کہتے ہیں کہ یہ تنہا ہے بیع مشتری کا تو مشتری پر صورت میں میں زیادتی کو تفصیل سے اسکی اصل کتاب میں ہے **حصر** اسکو اور کتاب تبدیل کتابت میں اختلاف کیا تو مخالف نہ ہوگا **ف** بلکہ قول مکاتب کا قسم سے مقبول ہوگا **ص** اس طرح اگر بیع سلم کے نسخ کے بعد راس المال

میں اختلاف ہوا تو اولیٰ سلم ایک طرف سے مقبول ہو گا اور دوسرے طرف سے قبول ہو گا اور اگر بیچ کا اقالہ ہو اور بعد بیع کے اختلاف ہو جائے اور مشتری
 میں مقدار میں تو دونوں حلف کریں جب دونوں حلف کر لیں گے تو بیع لوٹاؤ گی و اس واسطے کہ اختلاف آقا لہ نسخ
 ہو گیا اور جب آقا لہ نسخ ہوا تو بیع لوٹاؤ گی اور اگر اختلاف کیلئے جارہے یا منفعت میں ہو تو اور مستاجر نے قبضہ پوری لینے
 کے تو دونوں حلف کریں اور ہر ایک دوسرے کی شہ کو بچھڑاؤ اور پہلے مستاجر کو حلف بچھاؤ گی اگر اختلاف اجرت میں ہو تو
 اور مستاجر کو پہلے حلف بچھاؤ گی اگر اختلاف منفعت میں ہو تو اور مستاجر کو اولیٰ حلف کرے گا تو دوسرے کا قول ثابت ہو جائے اور اگر کوئی بچھا
 لاؤ گی اس کا بیان مقبول ہو گا اور اگر دونوں برابری لادین تو قول مستاجر کا منفعت میں مقبول ہو گا
 اور جب اختلاف دونوں میں واقع ہو تو گواہ ہر ایک کے اولیٰ معونے دعویٰ زیادت میں جیسے مستاجر نے کہا کہ سب سے بچھاؤ گی
 میں والیک برس تک تو پورے میں اور مستاجر نے کہا کہ نہیں بلکہ دو برس تک تو پورے میں اور مستاجر نے کہا کہ دو برس تک تو
 حکم دیا جائے گا دو برس تک سو روپیہ میں تو مستاجر کے گواہوں کا انویاد اجرت میں اور مستاجر کے گواہوں کا انویاد اجرت میں
 اہمیت یا ہوا اور اگر مستاجر نے بعد پوری لینے منفعت کے اختلاف کیا مقدار اجرت میں تو قول مستاجر کا حلف سے
 مقبول ہو گا اور اگر بعض منفعت کی اور بعض باقی کرے تو دونوں سے حلف کرے گا اور باقی میں بیع کرے گا اور بعضی مدت گزری ہو
 اس میں قول مستاجر مقبول ہو گا اور اگر اختلاف کیا جو رو اور خاندانے اسباب نئی میں تو جو سبب خاص عورت کے لائق ہو
 جیسے اولیٰ یعنی جتنی چوٹی زور وغیرہ صورت کو دیا جاوے گا قسم لیکر اور جو سبب کی خاص مرد کے
 لائق ہوتے جیسے پگڑی تاج قبائلی وغیرہ صورت کو دیا جاوے گا قسم لیکر اور جو سبب کی خاص عورت کے لائق ہو
 تو وہ مرد کو دیا جائے گا قسم لیکر یہ صورت جب کہ مرد اور عورت کسی پاس گواہ نہ ہو اور دونوں زندہ ہو وین تو اگر
 دونوں پیش کریں تو وہ گواہ مقبول ہونگے اور جو کوئی مرد لیا ہو تو قول زندہ کا اس سبب کی حق میں جو دونوں کے
 لائق ہوتے قسم سے مقبول ہو گا اور اس مسئلہ میں مقبول میں مجتہدین کے مذکورین حواشی درمختار میں ص اور ماہنامہ لایو
 کے نزدیک عورت کو اسباب بھی حسب لیاقت اور سکے دیا جاوے گا اور باقی خاوند کو اس قسم لیکر دیا جاوے گا اور زندگی اور موت
 سب برابر ہونے نزدیک اور لافحہ کے نزدیک اگر جو رو اور خاوند زندہ ہوں تو مثل قول اوچیفہ کے ہے اور بی موت کے جو سبب
 مشکل ہے وہ خاوند کے وارثوں کو لیکر اور جو رو خاوندین کوئی نملوک ہو تو اولیٰ اس کا ہو گا جو اولیٰ آزادہ حالت حیات میں
 اور بعد لیکے جانے کے زندہ کا ہو گا اور صاحبین کے نزدیک عبدانوں اور مکاتب مثل حرکت کے مسائل الحاق
 زوجین کا اختلاف اگر مقدار میں واقع ہو تو اولیٰ صورت میں کتاب النکاح باب المہر جلد ثانی میں گذر چکے ہیں اگر مستاجر اور
 مستاجر نے متاع خانگی میں اختلاف کیا تو کل خیرین مستاجر کو ہونا چاہیے اور اگر مستاجر نے بیع میں وہ مستاجر کے
 ہونے کے اگر وہ قسم کے پیشہ ور لیک جائے ہوں اور آلات میں اختلاف کریں تو ہر ایک کو اس کے پیشہ کے آلات حوالے نہ کیے
 جاویں گے بلکہ خالصتہً آلات ہیں دونوں میں مشترک ہو جائیں گے اور شخص ایک مکان میں رہتے ہیں اور ایک کے پاس ایک شکر گاہ
 مٹکی جو اسکے لائق نہیں ہے جیسے باروب کش پاس چادر کباب کی یا پاس یاں توڑہ شہ فیون کا اور دوسرے شخص اسکے
 لائق ہے اور دونوں اسکے مدعی ہیں اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو وہ شہ او سیکے ہوگی جو اسکے لائق ہے کہ حق میں دو شخص

لے
 ہوجا کر بیع
 والا اور مستاجر
 کر بیع لینے والا

سواچین اور زمین نامہ لیا ہوا ہے ایک شخص اور فروش اور درمیر لیا ہوا ہے دعوی کرتا ہے کہ اس نے اس کو فروش کیا تھا اور فروش کا ہوا کا اقسامی مال کی ضمانت

ص فصل دفع دعوی میں

اگر مدعی علیہ نے مدعی کے جواب میں کہا کہ فیروز جو میرے قبضہ میں ہے اور تو اس کا دعوی کرتا ہے کہ امانت ہے تو زید کی یا عاریت لیا ہے اور اس کو
 عینے زید سے یا اگر زمین لیا ہے یا اگر وہ لیا ہے یا غصب کیا ہے یا سنیے زید سے اور اس پر گواہ قائم کیے تو مدعی کی خصوصیت مدعی علیہ
 سے دفع ہو جائیگی **ف** اس واسطے کہ مدعی علیہ نے گواہوں سے ثابت کر دیا اس امر کو کہ قبضہ اس کا بطور خصوصیت نہیں ہے تو
 کا دعوی بالذات متوجہ ہو اور زید سے نہ مدعی علیہ سے اور لویوسف کے متعلق کہ میں نے کہا کہ مدعی علیہ کی گری اور دروغ گوئی میں مشہور
 ہے تو زمین کو گواہوں کا مال لیکر لیا ہو سکتا ہے یہ لیکر کے ہر شخص کو تاہم تو خصوصیت مدعی کی دفع نہ ہوگی اور یہی قول ماخوذ ہے اور اسی کو
 پس نہ کیا ہے محض زمین جس پر خندانہ اور اگر مدعی علیہ نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ چیز سنیے خریدی ہے تو زید سے یا مدعی نے
 اس طرح دعوی کیا کہ یہ چیز میری تھی تو نے غصب کی ہے یا چورانی ہے یا میرے پاس سے چوری گئی ہے تو اب دفع کرنا مدعی علیہ کا ان تینوں
 سے مقبول ہوگا اگر مدعی علیہ اس شے کی امانت میں نہ ہو تو اس پر گواہ پیش کرے **ف** اس واسطے کہ مدعی علیہ نے جب یہ کہا کہ عینے چیز خریدی
 ہے تو زید سے تو اسے خود اقرار کیا کہ یہ اس کا ہے خصوصیت کا ہوا تو اس سے خصوصیت ساقط نہ ہوگی اسی طرح جب مدعی نے دعوی کیا
 ایک فعل کا مدعی علیہ نے مدعی علیہ سے اور سہ قہ کا تو بھی خصوصیت ساقط نہ ہوگی اسی طرح جب مدعی نے دعوی کیا ایک فعل کا مدعی علیہ سے
 یعنی غصب سے قہ کا تو بھی خصوصیت ساقط نہ ہوگی اسی طرح جب مدعی نے یہ کہا کہ چورانی گئی تھی میرے پاس اور مدعی علیہ نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ میرے پاس
 ہے تو امانت کی تو بھی خصوصیت ساقط نہ ہوگی اور اگر مدعی علیہ نے اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اس سے اس کا دعوی کیا ہے تو مدعی علیہ سے
 اس شے کو لیا گیا ہے تو اس کے اقرار کو نہیں سچا ہے تو خصوصیت مدعی کی دفع نہ ہوگی ہوا کہ تمہیں بھی مدعی ہو تو خصوصیت گواہ صرف امانت میں نہیں ہوا
 ہے بلکہ صورت کو سچا میں اور اس کے نام و نسب کو نہیں جانتے تو خصوصیت ساقط ہو جائیگی نزدیک امام صاحب **ف** کیوں
 جب گواہوں نے نام و نسب امانت نہ کئے والے کا بیان کر دیا اور وہی صورت کو بھی سچا ہے میں یا فقط اور وہی صورت کو
 پہچانتے ہوں تو گواہ جانتے ہوئے یہ بات کہ امانت نہ کئے والے شخص مدعی نہیں ہے اور نزدیک امام صاحب کے خصوصیت ساقط
 نہ ہوگی فقط صورت پہچاننے سے جب تک گواہ نام و نسب بھی اور کا بیان نہ کریں کیوں کہ انھوں نے ایک شخص میں کو نہیں پہچان
ف اور اگر مدعی نے اس طرح دعوی کیا کہ فیروز قبضہ میں مدعی علیہ کے ہے تو وہ عینے زید سے خریدی ہے اور مدعی علیہ نے یہ کہا کہ میں نے
 میرے پاس امانت رکھی ہے تو خصوصیت مدعی کی ساقط ہو جائیگی اگرچہ مدعی علیہ نے بیان پر گواہ نہ پیش کرے لیکن اس سے
 میں خصوصیت دفع نہ ہوگی جب مدعی گواہوں سے یہ بات ثابت کرنے کے لیے نہ ملے بلکہ وہی کیا ہے اور اس چیز کے لیے لینے کے لیے
ف اس واسطے کہ مدعی علیہ نے جب یہ کہا کہ اس نے اس سے یہ چیز خریدی ہے تو زید سے تو اسے اقرار کیا کہ وہ لیا ہے اور اس کی طرف سے
 پر ہونے چاہتی ہے تو یہ مدعی علیہ کی خصوصیت نہیں ہوگا جب مدعی وکالت اپنی ثابت کر لے اور اس شے کے لیے لینے کے لیے جانتا چاہے
 کہ ان مسائل کو غائب نہ کہتے ہیں کتاب المدعی کا اس واسطے کہ مدعی علیہ کے جواب کی پانچ صورتیں ہیں ایک امانت دوسری عاریت
 تیسری اجارہ چوتھی زمین یا چوڑی غصب اور بھی اس جہت سے کہ زمین یا چوڑی بن تو نزدیک ابن شہر آشوب کے خصوصیت دفع
 نہ ہوگی اور نزدیک ابن ابی لہب کے خصوصیت دفع ہو جائے گی اگرچہ مدعی علیہ گواہ قائم کرے اپنے بیان پر اور نزدیک ابی یوسف کے

اگر دعویٰ علیہ مرد صالح ہوگا تو اوس شخص سے دفع ہو جائیگی اور اگر شوہر ہوگا حیاء جوئی اور کر سازی میں تو دفع نہ ہوگی اس وقت
 کہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جتنا مال اوسکے قبضہ میں ہے ایک شخص غائب ہونے والے کو دیوے اور اوس کے لئے کہ تو رو برو گواہوں کے پاس
 مال کو سپرد پاس لانت رکھ دے تاکہ کوئی اور مال کا دعویٰ نہ کر سکے اور نزدیک محکمہ کے صورت دفع نہ ہوگی جب گواہوں کے
 کیا کہ ہم میں شخص کو نہیں سہا کر سوتے اور سب کو نہیں سہا اور نزدیک محکمہ کے صورت دفع نہ ہوگی جب گواہوں کے

باب ایک بیچیز پر دو شخصوں کے دعویٰ کی بیان میں

قاعدہ کلی ہے کہ گواہ غیر قابض کے اولیٰ بن قابض کے گواہوں سے اگر چہ ایک گواہ وقت بیان کہ میں اور ایک گواہ
 وقت بیان کریں وقت جاننا چاہتے کہ جب دعویٰ ایسے دو شخصوں کا ہو تو ایک بیچیز پر ایک شخص قابض ہے اور دوسرا
 خارج یعنی غیر قابض تو گواہ خارج کے حق میں گواہی دے کر کہ میں نے قبضہ کیا ہے اولیٰ بن پر اگر ایک گواہوں وقت بیان کیا تو نزدیک
 امام نظر اور محرم کے خارج ہی کے گواہ مستبر ہونگے اور ابو یوسف نے نزدیک اوسکے گواہ مستبر ہونگے جنہوں نے وقت بیان کیا ہے لکن
 قول الاحمد اور دونوں شخص خارج ہیں اور دونوں نے ایک شہادت کا دعویٰ کیا اور ہر ایک گواہ قائم ہے تو وہ دواہوں اور
 دونوں کو دیجاویگی یہ ہمارا مذہب ہے اور شافعی کی نزدیک دونوں طرف کے گواہ مردود ہو جائینگے یا قرعہ کیا جائیگا جسے
 نام پر قرعہ منگے گا وہ شہادت کے گواہ کی اولیٰ شافعی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسا ہی واقعہ ہوا سو
 قرعہ ڈالا اور کہا کہ اللہ تو ہی جانتا ہے کہ فیصلہ کیا اللہ ان دونوں میں روایت کیا اور سکو طہرانی نے بھی اور میں اور ہماری اولیٰ حد
 صحیح الاسناد پر جسکو روایت کیا ابو داؤد نے سنن میں ابو موسیٰ شہری سے کہ دو شخصوں دعویٰ کیا ایک اونٹ کا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ہر ایک گواہ قائم ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ کر دیا اوس اونٹ کو اور دونوں
 میں آدھا آدھا اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تیر بن طرفہ سے کہ مرد دونوں جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا
 ایک اونٹ میں اور قائم ہے شخص نے گواہ تو فیصلہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اونٹ کا دونوں میں نصف نصف
 کہا تھا وی نے کہ قرعہ کا حکم اتقد اسلام میں تھا پھر نسخ ہو گیا اوس سے معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا صحیح اور موافق انما و پیشا ہے
 جسے تو اگر دو شخصوں نے گواہ قائم ہے ایک عورت سے نکاح پر تو دونوں گواہوں کے ساتھ ہو جائیگی وقت اس وقت کہ
 میں شرکت نہیں ہو سکتی برزلات ملک کے اور میں شرکت ہو سکتی ہے لکن فی الاحمد صر اور وہ عورت اور سوا دیجاویگی جسکی عورت
 تصدیق کرے یہ عورت جب کہ دونوں شخصوں کے گواہوں وقت نکاح بیان نہ کیا ہو اور جو دونوں نے تاریخ نکاح بیان کی تو
 جسکی تاریخ پہلے ہو عورت اوی کی ہوگی اور اگر عورت قبل قائم کرے گواہوں ایک شخص کی منکو ہوئیگا اور کیا تو وہ عورت اسکا
 ہو جائیگی پھر اگر دوسرے شخص نے گواہ قائم کرے اپنی منکو ہوئے پہلے شخص سے چھین کر دوسرے کو دلاوین گے اور اگر ایک شخص نے
 گواہ قائم کیے اوس عورت اپنی منکو ہوئے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اوسکے گواہوں ہر اس بات کا کہ یہ پہلے شخص کی ہے بعد
 اوسکے دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے وہی منکو ہوئے پہلے شخص سے اول نسخ نہ کیا ویگی اگر جب اس شخص ثانی کے گواہ نکاح کی تاریخ
 پہلے گواہوں کی تاریخ سے مقدم بیان کریں تو پھر زور پہلے شخص اول سے چھین کر شخص ثانی کو دلاوینگے اور اگر عورت ایک شخص کے
 قبضہ میں ہے بطور نکاح کے اب ایک شخص خارج نے گواہ قائم کیے کہ یہ عورت میری منکو ہے تو وہ عورت خارج کو نالائی جاویگی

اگر اس صورت میں جب یہ بات ثابت ہو جاوے کہ نکاح اور نکاح قبض کے نکاح سے مقدم صرف حاصل اسکا زلیبی میں یوں مرقوم ہے کہ جب دو آدمیوں نے متنازع کیا ایک عورت میں اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو اگر دونوں کے گواہوں نے تاریخیں بیان کی ہیں تو جسکی تاریخ مقدم ہوگی وہ اولیٰ ہے اور اگر دونوں کے گواہوں نے تاریخیں بیان نہیں کی یا تاریخیں مقدم بیان میں تو جو قابض ہے عورت پر وہی سے یا اپنے مکان میں رکھنے سے وہ اولیٰ ہے اور اگر یہ کوئی امر ہو تو عورت کا پوچھا جائے جسکی وہ تصدیق کرے وہ اولیٰ ہے۔ تو اگر دو قصوں نے گواہ پیش کیے ایک چیز کے خریدنے پر ایک شخص قابض سے تو شہر شخص کے لیے اختیار ہوگا کہ نصف بیع کیوے بعض نصف ثمن کے یا ترک کر دے اور جب قابض نے دونوں کے لیے نصف نصف لینے کا یا ترک کر دینے کا فیصلہ کر دیا اس ایک شخص نے اپنا حصہ چھوڑ دیا تو دوسرے کو یہ میں یہ سچا کہ کل بیع کیوے ہے۔ کیونکہ نصف میں اسکی بیع ہو چکی ہے ہدایہ ص اور اگر اس صورت میں دونوں شخصوں کے گواہوں نے تاریخ خرید بیان کی تو جسکی مقدم تاریخ ہوگی اسکو وہ شریکی اور اگر ایک کے گواہوں نے تاریخ خرید بیان کی اور دوسرے کے گواہوں نے یہ بیان کی یا دونوں نے تاریخ بیان کی تو جو قابض ہے اسکو بیگی اور جو کوئی قابض نہیں ہے تو صاحب وقت اولیٰ ہوگا اور جو کسی نے وقت نہیں بیان کیا تو ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ نصف ثمن کے پانے میں نصف بیع سے کیا پھیر دے اور اگر ایک شخص دعویٰ کیا کہ بیچ میں نے خریدی ہے اور دوسرے نے کہا کہ بیچ میں نے نہیں ہے اور میں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا یا صدقہ دی ہے اور میں نے اس پر قبضہ کیا تھا اور یہ ایک نے اپنے بیان پر گواہ پیش کیے لیکن کسی کے گواہوں نے تاریخ بیان نہ کی تو جو شخص دعویٰ خرید کا کرتا ہے اسکو گواہ مقبول ہونگے۔ تو دعویٰ شراعتی مقدم ہے دعویٰ صدقہ اور ہبہ پر اور دعویٰ مقدمہ بالقبض اور ہبہ بالقبض برابر ہیں ہدایہ ص اور دعویٰ شراعتی ہبہ برابر ہیں۔ صورت سہلی یوں کہ زید نے دعویٰ کیا عمر پر جو قابض ہے ایک غلام پر کہ یہ غلام میرا ہے اور ہندہ نے دعویٰ کیا کہ عمر نے اس غلام کو میرا ہبہ متقرر کر کے مجھے نکاح کیا ہے اور دونوں کے گواہ پیش کیے تو دونوں گواہ بیان اور دعویٰ اسے سمجھے جاوینگے تو وہی حکم سائلہ سابق کا ہوا ہوگا۔ ص اور دعویٰ رهن مع القبض اولیٰ ہے ہبہ مع القبض سے تو اگر دونوں دعویٰ خارج ہیں اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے اپنی ملک پر مع تاریخ یا اپنی خرید پر مع تاریخ ہر ایک شخص سے یا ایک خانہ تھا اسے گواہ قائم کیے ملک پر مع تاریخ اور ایک ذوالید تھا اسے بھی گواہ قائم کیے مع تاریخ تو قول مقدم تاریخ والے کا اولیٰ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے خرید پر اور تاریخ دونوں کی ایک میں لیکن ہر ایک شخص کا جدا جدا حرف مثلاً ایک کو تاریخ کہ میں نے زید سے خریدی اور دوسرے کو کہ میں نے عمر سے خریدی اور دونوں کی تاریخیں ایک میں لگا کر اصل حاصل ہے وقت بیان کیا تو دونوں برابر ہونگے۔ یہ بھی صورت اسی میں ہے جب ہر ایک دعویٰ خرید کا الگ الگ شخص سے ہے اور جو ایک شخص سے دعویٰ خرید کا کرتے ہوں اور ایک وقت بیان کرے اور دوسرا وقت بیان نہ کرے تو صاحب وقت اولیٰ ہوگا جیسا کہ اوپر گذرا۔ ص اور اگر ایک خارج ہے اور دوسرا قابض اور دونوں گواہ قائم کیے مطلق ملک پر۔ یعنی سبب ملک جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ بیان کیا۔ ص اور ایک نے وقت بیان کیا تو گواہ خارج ہی کے مقبول ہونگے اور اگر خارج نے گواہ قائم کیے ملک پر اور قابض نے خرید نہ کر لی شخص خارج سے یا خارج اور قابض نے دونوں نے گواہ قائم کیے اسی سبب ملک پر جو ایک ہی بار ہوا تو نہ کر کے جسے نتائج

یعنی سید الیشیح پھر چون کی یاد دہندہ دو رو کا یا سانا پتیر کا اور نمدہ بنانے پر اور بالوں کے تراشنے پر تو قابض ہی کے گواہ قبول ہو گیا اور وہی قابض کو دلائی جاوے گی اس واسطے کہ روایت کی داڑھنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ دو مردوں نے جھگڑا کیا ایک نے تکیا پر سو کہا ہر ایک نے اوہین سے کہ تکی پر پونٹھی سے پاس اور قائم کیے ہر ایک گواہ اپنے دعوے پر تو فیصلہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ڈوٹی کاوشن شخص کے لیے جس کے قبضہ میں تھی روایت کیا اسکو داڑھنی نے نص اور اگر گواہ لایا ہر ایک خواہ دونوں خارج ہوں یا ذی الید یا ایک خارج ہو اور دوسرا ذی الید یعنی صر و دوسرے کہ مینے اس سے خریدی ہے یعنی دونوں مدعیوں میں سے ہر ایک دوسرے سے یہ کہے کہ مینے تجھ سے خریدی ہے اور وہ دوسرا یہ کہے کہ مینے تجھ سے خریدی ہے صر اور بغیر ذکر وقت کے دونوں گواہ مکرہین اپنے اپنے بیان پر تو دونوں گواہ رد کیے جاویں گے اور مال اوشن شخص پاس رہے گا جسکے پاس قبل دعوی کے تھا اور لام حمر کے نزدیک خارج کو دلا یا جاوے گا اور اگر دونوں کے گواہوں نے وقت بیان کیا تو اسکی تفصیل مذکور ہے برائے میں تو تیرا جی چاہے تو اسکا مطالعہ کرے ف ہدیین یہ لکھا ہے کہ اگر دونوں کے گواہوں نے وقت بیان کیا دعوی عقار میں اور کسی نے قبضہ پناہت نکلیا اور وقت خارج کا مقدمہ تو قابض کو دلا یا جاوے گا نیز کشتین کے نو گویا ایسا کہ خارج نے پہلے خریدی ہے تو اسکو قبل قبض کے قابض کے ہاتھ اور یرام جائز ہے عقار میں نزدیک شین کے اور نام حمر کے نزدیک خارج کو دلا یا جاوے گا اسلیئے کہ نہیں صحیح ہے بیع خارج کی قبض قبض کے توباقی رہا وہ عقار ملک پر خارج کے اور جو کسی نے اپنا قبضہ ثابت کیا تو بالاتفاق قابض کو دلا یا جاوے گا کیونکہ بیان دونوں ہمیں درست ہو سکتی ہیں شین کے اور محمد کے مذہب پر اور جب وقت ذوالید کا مقدمہ ہوگا تو خارج کو دلا یا جاوے گا خواہ گواہوں نے قبضہ کی بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو گویا ایسا گواہ نہ ہوگا اسکو ذوالیہ نے قبضہ کیا اس پر پھر بچا ہوگا اسکو خارج کے ہاتھ اور تسلیم نہ کیا ہوگا خارج کو یا کسی اور سب سے شکر و یہ کہ قابض کے پانا گیا ہوگا انتہی صر اور جان تو اس بات کو کہ صاحب ہدیین ان مسائل کو بغیر ضبط اور ترتیب کے جمع کیا ہے اور میں اسکو ذخیرے سے بطور ضبط اور اختصار ذکر کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں کہ اگر دونوں مدعی گواہ لائے کہ تو جسکی تاریخ مقدمہ ہوگی وہ زیادہ حقدار ہوگا اور جو کسی تاریخ مقدمہ نہ ہو تو اگر دونوں ذوالیہ یعنی قابض میں تو دونوں برابر ہوں گے اسی طرح اگر دونوں خارج ہوں گے اور دعوی ملک مطلق کا یعنی بغیر ذریعہ سبب کرتے ہوں گے اور شامل ہر اس بات کو کہ دونوں تاریخ بیان نہ کریں یا صحت ایک شخص اون میں سے تاریخ بیان کرے یا دونوں تاریخ بیان کریں اور کسیکی تاریخ مقدمہ ہوگی کیونکہ اگر کسیکی تاریخ مقدمہ ہوگی تو وہی زیادہ حقدار ہوگا اسی طرح دعوی ملک بسبب میں مگر جب ایک ہی شخص سے حصول ملک دعوی کریں تو جو تاریخ بیان کرے زیادہ حقدار ہوگا تو خارج ہوگا تو خارج زیادہ حقدار ہے دعوی ملک مطلق میں سبب ہوتوں میں مگر جب دعوی کریں ملک مطلق کے ساتھ ایک فعل کا جیسے کہ ہر ایک اون میں سے کہ وہ میرا غلام ہے مینے اسکو آزاد کیا ہے یا مدبر کیا ہے تو شخص قابض حق ہوگا بر خلاف اوس صورت کجب ہر ایک اوہین سے کہیں کہ وہ غلام میرا ہے مینے اسکو مکاتب کیا ہے تو وہ دونوں برابر ہوں گے اس واسطے کہ مکاتب پر کسیکا قبضہ نہیں ہوتا تو وہ دونوں خارج ہیں اور اگر ایک نے کہا کہ وہ غلام میرا ہے مینے اسکو مکاتب کیا ہے اور دوسرے نے کہا کہ مینے اسکو مدبر کیا ہے تو یہ دوسرا اولی ہوگا تو قاعدہ یہ ہے کہ جسکے گواہ مثبت زیادتی ہوں گے وہ وقت ہر ایک سے تین خارج اور ذوالیہ کی ہیں ملک مطلق میں لیکن ملک بالسیب میں تو اگر دونوں نے ایک ہی سبب ذکر کیا اور حصول ملک

یعنی جانور کا دعوی
 اگر مرد و زواہ ہر دو گواہ
 کی گواہی سبب پر کلاؤ
 بیٹا ہوا تھا ہماری ملک
 میں یا بیٹا ہوا کی
 ملک میں بیٹا ہوا
 کی ملک میں ۱۲
 منہ ملاحظہ

خلاف حکم میں اسکا بطور ضبط

ایک ہی شخص سے بیان کرتے ہیں تو ذوالیہ الحق ہوگا اور اگر جدا جدا شخص سے بیان کرتے ہیں تو قلاب الحق ہوگا سب صورتوں میں
 اور اگر دونوں نے سب ملک علیہ علیہ بیان کی جیسے شر اور یہ تو جبکہ سبب قوی ہوگا وہ اولی ہوگا جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا
 ہے یہ خلاصہ ہر تمام مسائل مقدمہ کا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور ترجیح نہیں دی جاتی گواہوں کی کثرت سے نہ
 شہادت ایک کے دو گواہ ہیں اور دوسرے کے چار اور اسو اسلئے کہ ترجیح ہمارے نزدیک دلیل کی قوت سے نہ کثرت اور اسے نہ
 یعنی فی نفسہ دلیل قوی ہو جیسے ایک طرف دلیل متواتر ہے اور دوسری طرف آواز تو متواتر ہے اور یہ نہ ہوگا کہ ایک طرف
 دو حدیثیں ہیں اور ایک طرف ایک ہی حدیث ہے تو دو حدیثوں کو ترجیح ہو جائے گی ایک حدیث پر سبب ایک حدیث پر دو آیتوں کو
 ترجیح نہ ہوگی مسئلہ اصول کی کتاب میں بتفصیل مذکور ہے اور وہ خارجوں نے دعویٰ کیا ایک گھر کا اسطرچہ کیا ہے اسکا
 گھر کے آگے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے کل گھر کا اور دونوں دلیل لائے تو کل کے مدعی تو ہیں جسے اس مکان کے اور نصف کے
 مدعی کو چوتھائی حصہ لایا جاویگا اور صاحبین کے نزدیک کل کے مدعی کو دو ٹکڑا اور نصف کے مدعی کو ٹکڑا ٹکڑا
 دلیلین نام اور صاحبین کی اصل کتاب اور ہدایہ میں مسطور ہیں اور اگر ایک گھر پر شخصوں کے قبضے میں تھا اور ایک
 نے دعویٰ کیا اسکا نصف کا اور دوسرے نے کل گھر کا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو کل کے مدعی کو سارا مکان دلا یا جاویگا
 اور نصف کے مدعی کو کچھ نہ ملے گا اسوجہ سے کہ گھر جب دونوں کے قبضے میں تھا تو ہر ایک کے قبضے میں نصف نصف
 مکان تھا تو جو نصف مدعی کل کے قبضے میں تھا اسکا تو کوئی مدعی نہیں تو وہ اسکا ہوا کہ بغیر قضا قاضی کے اور جو
 مدعی نصف کے قبضے میں تھا اسکا مدعی کل مدعی ہے اور وہ خارج ہے تو گواہ خارج کے اولیٰ ہیں گواہوں کا قبضہ اسواسطے
 وہ نصف بھی قاضی اسکو دلاویگا اور وہ خارجوں نے دعویٰ کیا ایک جانور کی پیدائش کا اور دونوں کے گواہوں
 تاریخ اس کے پیدائش کی بیان کی تو اس جانور کا اس دیکھا گیا جسکی تاریخ نے موافق ہوگا اسکو دلا یا جاویگا اور اگر وقت
 اور محنت الفت کچھ معلوم نہ ہو سکے تو وہ جانور دونوں کا ہوگا اور جو سزا اسکا دونوں کے گواہوں کے مخالف ہے تو
 دونوں کے گواہ مردود ہو جائیں گے اور وہ جانور جسکی پاس تھا اویسے قبضے میں رکھا جاویگا اور دونوں خارجوں میں
 ایک نے دعویٰ کیا ذوالیہ پر کہ یہ چیز تو نے میری غصب کر لی تھی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے یہ چیز تیرے پاس امانت رکھی
 تھی اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے تو دونوں کے لیے حکم کیا جاویگا اس چیز کے نصف نصف کا اسواسطے کہ دونوں برابر
 ہو گئے کیونکہ جسے امانت پر وہ وہ چوبیس کا کر کے امانت اسے تو غاصب ہے جاتا ہے اسکو گواہ دونوں شخصوں کے غصب کے ہونے
 سے اور ان میں برابر ہونے کی ہی حرج نہیں ہے جو کچھ سے کو بیٹے ہونے سے وہ زیادہ مقدار اور اس سے جو آیتیں کو کچھ سے
 عرف یہاں سے وہ مسائل شرعی چھوٹے ہیں جن میں دوسرے مدعی ہیں سبب غصب کے کا دعویٰ پاس گواہ نہیں ہیں تاریخ میں
 کہ جس موضع میں ایک مدعی کی ملک کا حکم ہوگا اسوجہ سے کہ وہ شہادت اس کے قبضے میں ہے تو اوپر سبب واجب ہوگی اگر طرف ثانی طلبیہ
 پھر اگر وہ قسم کھائے تو بری الذمہ ہو گیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو وہ ہار گیا اور دوسرا شخص جیتے کا حاصل اس طرح جو گھر
 پر سوار ہو وہ مقدم ہوا اس شخص پر جو اسکی لگام کو پکڑے ہوئے ہے اور جو زمین پر بیٹھا ہے وہ اولیٰ ہے اس سے جو اونکی پھیاری پر بیٹھا ہے
 اور جو کلب جو حصہ اوتھ پر لہا ہوا ہے وہ اولیٰ ہے اس سے جسکا کوزہ اوتھ پر لٹک رہا ہے اور جو فرش پر بیٹھا ہے وہ جو اسکو پکڑے ہوئے ہے

بیان قوت شہادت اور کثرت شہادت

اور وہ اس مقام میں ذوالیہ پر ہے جو دونوں کے ہونے سے

دونوں برابر ہیں **ف** جیسے دونوں شطرنج میں ایک فرس پر یا سوار میں ایک زمین پر دس ہتھنار **ص** اور جو ایک ہتھنہ میں کچھ اور دوسرے کے ہتھنہ میں اس کا کنارہ ہو تو دونوں برابر ہونگے **ف** کنارے سے وار وہی کہے گا کنارہ جو بنا ہو اور نہ برابر فقط جو بنا ہوا نہیں ہوتا دس ہتھنار **ص** اگر ایک لڑکا جو بولتا ہے اور بات کو سمجھتا ہے ایک شخص کے قبضے میں ہو وہ کہے کہ میں اپنی آزاد ہوں تو قول اسی کا معنی ہوگا اور جو وہ قبضے میں آئے کہ میں علامہ عمر کا ہوں تو وہ زیدی کا غلام رہے گا اور جو وہ لڑکا بول نہ سکتا ہو اور بات کو نہ سمجھتا ہو تو جو شخص کے قبضے میں ہو اس کا غلام ہو گا دیوار اس شخص کی ہوگی کہیں اور کسی دیوار سے یہ دیوار متعلق ہے تو یہ متصل ہے اور طریق اتصال **ت** بیع **ف** اتصال **ت** بیع یہ ہے کہ ایک دیوار دوسری دیوار سے سطح ملی ہوگی ایک دیوار کی زمین دوسری دیوار کی زمینوں میں داخل ہوں اور اتصال **ت** بیع اس واسطے سکا نام ہے کہ اس سطح دو دیوار میں اس واسطے بنائی جاتی ہیں کہ اور دو دیواروں کے ساتھ ایک کان بیع کا احاطہ کر لیں اور گڈا والا اھل محل مقابل اس اتصال کے اتصال ملازقت ہر وہ یہ کہ ایک دیوار کا کنارہ دوسری دیوار کے کنارے سے ملا ہوگا یعنی دونوں دیواروں کا جوڑ معلوم ہوتا ہے دونوں صورتیں زمینوں کی دیوار میں معلوم ہوئیں اس کے لڑکی کی دیواروں کو تو اتصال **ت** بیع سطح ہوگا ایک دیوار کی لڑکی دوسری دیوار میں گئی ہو دس ہتھنار **ص** اور اگر وہ مخصوص دعویٰ کیا دیوار کا اور ایک اس دیوار پر تختے **ف** یا بانس جو گریوں پر رکھے جاتے ہیں **ص** دوسرے ہونے میں **ف** یا ایک کی دیوار کے ساتھ وہ دیوار متعلق ہے اتصال ملازقت کھتی ہے دس ہتھنار **ص** تو وہ شخص اولیٰ نہ ہوگا بلکہ دیوار دونوں میں مشترک رہے گی **ف** اور اگر ایک شخص کی کہیں دیوار پر کھئی ہوں اور دوسرے کی دیوار کے ساتھ اتصال **ت** بیع کھتی ہو تو صاحب اتصال زیادہ مقدار ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ جب کی کہیں بھی ہیں وہ اولیٰ ہوگا لیکن صحیح اولیٰ ہے اور جو کہ بیان غلط ہے کہ کئی زمین دوسرے شخص کی دیوار پر تو صاحب دیوار اگر اسکے اوکھانے کے مطالبے سے ابراہم دیوبند یا صلح یا غور کرے تو وہ حق مطالبہ یا تظاہر ہوگا پس اگر صاحب دیوار نے اس مطالبے سے ابراہم یا بدلہ اسکے وہ مکان کسی کے ہتھنہ چھوڑا تو مشتری کو مطالبہ اس میں چھوڑنا ہی ہے اگر صاحب دیوار نے وہ مکان کر لیا کو وہ یا زمینیاں رکھنے والے کو تب بھی اس کا حق مطالبہ یا تظاہر ہوگا دس ہتھنار **ص** اگر ایک زمین ایک شخص کے دست میں ہے اور دوسرے کا ایک بیت ہو تو وہ دونوں اس کے ضمن کے متعلق ہیں برابر ہونگے **ف** یعنی صاحب بیت واحد اور صاحب بیوت کثیرہ ضمن کے استعمال میں برابر ہیں یعنی پھر نے میں اور صاحب زمین اور لڑکیاں چہرے میں وغیر ذلک غایتہ الاوطار لیکن پانی کا حصہ لینے میں اگر نزع ہوگا تو بقدر زمین ہر ایک کے لیے حکم ہوگا اس واسطے کہ پانی کی حاجت سچنے کے لیے ہو جس کی زمین زیادہ ہو اس کو زیادہ حاجت ہے دس ہتھنار **ص** دو آدمیوں کے اگر ایک زمین کا دعویٰ کیا اور ہر ایک یہ کہتا ہے کہ وہ زمین میرے قبضے میں ہے تو قاضی حکم دیوبند کے کسی قبضے کا بیان کرے دونوں گواہ قائم کرے اپنے اپنے قبضے پر چرچہ دونوں گواہ قائم کرے تو وہ زمین دونوں کو نصف نصف دلائی جاوے گی اور جو ایک ہی شخص نے گواہ قائم کیے اپنے قبضے پر بالتحرف پر طرح کرے اس شخص نے زمین مستثنیٰ ہے زمین زمین بنائی زمین یا عمارت بنائی یعنی یا گڑھا کھودا تھا تو اسی کے قبضے کا حکم ہوگا **ف** اس واسطے کہ تمام مال و رتقت دونوں زمینیں قبضے کی ہیں ہلا آ

بیان متعلقہ امور

ص باب دعویٰ نسب کے بیان میں

عادتوں اور تالیفات کے مطابق

تیسرے ایک نوٹڈی تھی عشرت کے ہاتھ لجاو اسکے چھ مہینے کے اندر روختی اور زید نے دعویٰ کیا کہ یہ ولد میرا تو اس ولد کا
 ثابت ہو جاوے گا زید سے اور وہ نوٹڈی زید کی ام ولد ہو جاوے گی اور بیعت فتح کی جاوے گی اور دشمن عمر کو کہ واپس لانا لیا جائے گی اگر نہ ہو تو
 اس لڑکے کا دعویٰ کرے زید کے دعوے کے ساتھ یا بعد اسکے **ف** یہ چار اذہب کے اور فرار و شافعی کے نزدیک
 دعویٰ زید کا باطل ہو گا اس واسطے کہ زید کا بیچنا اس نوٹڈی کو اقرار ہی اس بات کا کہ میری ام ولد نہیں ہے بلکہ نوٹڈی ہے تو اس
 دعویٰ ولد میں تناقض ہے اقرار سابق سے اور ہمارے ذیل یہ کہ لفظ **نفس** ایک انحصاری ہے تو ہمیں تناقض معلوم کیا جاوے گا اور لفظ
 ٹھہرا زید کی ملک میں ذیل ہے اس بات کی کہ ولد زید کا ہے اس واسطے کہ وقت بیعت سے چھ مہینے پورے نہیں گذرے ہیں تا
 احتمال ہے اس بات کا کہ بعد بیعت کے لفظ ٹھہرا کیونکہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہیں اور یہ جو کہا کہ اگر وہ دعویٰ کرے اس لڑکا
 ساتھ زید کے یا بعد دعویٰ زید کے سو اس واسطے کہ اگر پہلے عروس نے دعویٰ کیا دلہ کا تو نسب اس سے ثابت ہو جاوے گا اور اس
 دعویٰ کی صحت اس طرح ہو جاوے گی کہ عروس نے اس سے نکاح کیا ہو گا جب وہ زید کے ملک میں تھی پھر استیلا دیا اس کا پھر خرید لیا
 اس کو لگا **ف** اصل زیادہ **ص** اور اگر اسی صورت مذکورہ میں نوٹڈی مرگئی اور لڑکا زندہ رہا اور زید نے اس کا دعویٰ کیا
 تو بھی نسب زید سے ثابت ہو جاوے گا اور صورت میں جب لڑکا مر گیا ہو **ف** اس واسطے کہ ولد اصل ہے ثبوت نسب
 میں فرمایا علیہ السلام نے ابتر سیم کی ماں کے لیے کہ لڑا دیا اس کو اس کے ولد نے روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے ابن عباس
 سے اور جب صحیح ہے دعویٰ زید کا بعد مر جانے نوٹڈی کے تو ماں پر حدیث کے نزدیک زید پوری شہن عمر کو پھر دیکھا اور صاحب
 نزدیک بقدر حدیث کے نہ اس کی ماں کے حصے کو لگا **ف** اصل زیادہ **ص** اور اگر اسی صورت مذکورہ میں عمر و اس نوٹڈی
 کو آزاد کر دیا تھا تو بھی نسب زید کا ثابت ہو جاوے گا اور زید صورت میں بقدر حدیث عمر کو پھر دیکھا **ف** صورت اس کی
 یوں ہوگی کہ ثمن کو تقسیم کرنے کے قیمت پر نوٹڈی اور اسکے لڑکے کے تو جو لڑکے کو پھر دیکھا اس کو زید پھر دیکھا عمر کو اور جو
 اس کی ماں کو پھر دیکھا اس کو نہ پھر دیکھا **ف** اصل **ص** اور اگر عمر نے ولد کو آزاد کر دیا تھا **ف** یاد و نون کو آزاد کر دیا تھا
ص تو اب دعویٰ زید کا صحیح نہ ہوگا جیسے اور صورت میں کہ وہ نوٹڈی چھ مہینے سے زیادہ لیکن دو برس کم ہیں تھی
 یاد و برس سے زیادہ میں جنی **ف** یعنی ان دونوں صورتوں میں بھی دعویٰ زید کا غیر مسموع ہوگا **ص** اور وقت
 کہ عمر زید کے دعوے کی تصدیق کرے تو اول دو مہینوں میں **ف** یعنی جب چھ مہینے سے کم ہیں تھی اور عمر نے ولد کو آزاد
 کر دیا ہے یا چھ مہینے سے زیادہ اور دو برس کم ہیں تھی **ص** تو ہی تمام اول کا حکم ہوگا **ف** یعنی زید کا نسب ثابت
 ہو جاوے گا اور وہ نوٹڈی زید کی ام ولد ہو جاوے گی اور بیعت فتح کر دیا ویلی اور دشمن پھر وادیا ویلی **ص** اور تیسری قسم میں **ف**
 یعنی جب وہ نوٹڈی دو برس سے زیادہ میں تھی اور تیسری نے بائع کے دعوے کی تصدیق کی **ص** بیعت باطل ہوگی اور نوٹڈی
 زید کی ام ولد ہوگی نکاح کی راہ سے **ف** ام ولد اس نوٹڈی کو گتے میں جسکی اولاد اپنے خاندان سے ہووے پھر خاندان اس کا مالک
 ہو جاوے گا جس نوٹڈی کا خاندان مالک ہے وہ پھر وہ ہے اور وہ دعویٰ کرے ولد کا اور اس جگہ مراد ہی قسم ہے کیونکہ صورت
 اس پر معمول ہے کہ بائع نے پھر وہ نوٹڈی مشتری سے خرید کر استیلا دیا ہوگا لگا **ف** اصل **ص** زیادہ **ص** جس میں
 اپنی نوٹڈی کے لڑکے کو جو اس کے پاس پیدا ہوا تھا بیچا اور مشتری نے اس کو پھر کسی اور کے ہاتھ بیچا اگر بائع نے

صاحب
غایب الامراض
تیسرے کا تیسرا اول
ان کی ان کی کیفیت
تشریح کی کہ یہ خلاف
تشریح کی کہ شای
دفعہ سے کہ یہ

دعویٰ کیا اوس لڑکے کے نسب کا تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا اور بیچ پھر جاوے گی یہی حکم ہے اگر مشتری نے معصیت کر دیا اوس لڑکے کو یا بائع نے اوس کی ان کو معصیت کیا یا اگر وہ گھایا کر لیا یا بچ کر دیا اوس کا پھر لڑکے کے نسب کا دعویٰ کیا تو بھی نسبت ثابت ہوگا اور یہ تصرفات تو بڑے جائیداد کے ہوتے ہیں اور اوس صورت کے مشتری اوس لڑکے کو آزاد یا بد کر دیا ہو تو اس میں صورت میں دعویٰ بائع کا صحیح نہ ہوگا جیسا کہ اوپر گذرا ہے اصل میں اس قدر پر ایک تقریر ہے جو متعلق ہے عبارت سے وہاں کی اس واسطے کہ جو شخص کی لڑکی سے دو بچے تو اعراف اوس کا بیان کے آثار و خصوصیات سے کیا پیدا ہونے اور ان دونوں میں سے ایک کو بیچ ڈالا اور مشتری نے اوس کو آزاد کر دیا بعد اوس کے بائع نے اوس لڑکے کا چاہا پاس موجود ہے دعویٰ کیا نسب کا تو دونوں لڑکوں کا نسب اوس شخص سے ثابت ہو جاوے گا اور مشتری کا آزاد کرنا باطل ہے اس واسطے کہ یہ ایک کا نسب ثابت ہو اوس شخص سے تو دوسرے کا بھی ثابت ہونا ضروری ہے تو آئین ان دونوں کو تہہ بزرگی پیدا کرنے کے چہ میں چہ میں سے کدیت گذری ہو اور اگر ایک شخص کے پاس ایک لڑکا تھا اوس نے یہ کہا کہ بیٹا زید کا ہے پھر کہنے لگا کہ یہ بیٹا ہے تو اوس کا بیٹا بھی نہ ہوگا اگر چہ زید ان کا کرے اس بات کا کہ یہ بیٹا ہے یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر زید ان کا کرے تو وہ اوس شخص کا بیٹا ہو جاوے گا اس واسطے کہ اقرار بائع رذہ ہو گیا زید کے انار سے دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ نسب اوس چیزوں میں سے ہے جو منقوض نہیں ہو سکتی تو ایسے ہی اقرار نسب کا بھی رد ہوگا ورنہ یہی اسی طرح اگر ایک صغیر کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر کہا کہ میرا نہیں ہے تو یہ بھی صحیح نہ ہوگی جب بیٹا تصدیق کرے کہ یہ میرا ہے تو تصدیق نہ کرے پھر تصدیق کرے لگے اور اگر بائع منکر ہو اوس کی فریاد کا اور بیٹا بائع کے اقرار پر گواہ قائم کرے تو نسب ثابت ہو جاوے گا اور یہ قرار کہ وہ شخص میرا بھائی ہے مقبول نہیں اس واسطے کہ وہ اقرار غیر پر ہے تو ضروری تصدیق اوس کی در ہفتاد اور اگر ایک بچہ ہو مسلمان اور کافر کے ساتھ سو مسلمان کہے کہ وہ میرا غلام ہے اور کافر کہے کہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ آزاد ہے کافر کا بیٹا اس واسطے کہ کافر کے بیٹے ہونے میں بالفعل ہے پورا ذی حال ہوتی ہے اور ہاں امام پنجام کا کہ اس لیے کہ ذرائع توحید ظاہر ہیں اور اگر بالعکس ہوتا یعنی مسلمان کا غلام ہے تو اس کا نام اوس کا بیٹا ہے حال ہو جاتا لیکن آزادی سے محروم ہوتا اور آزاد ہو جانا اوس کی عاقبت کا ہے اگر کافر کو آزاد کرنا اور جوہر کے پاس کہ وہ اس قسم کا کہ وہ اپنا حال بیان نہیں کر سکتا ہے در ہفتاد اور زوج اور زوجہ دونوں کے اوس کا دعویٰ کیا ہے ایک ساتھ در مختار اس طرح کہ شوہر کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور بیٹا ہے سوا اور دوسری زوجہ سے اور جوہر کہتی ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور دوسرے خاوند سے تو وہ دونوں کا بیٹا قرار دیا جاوے گا اور جوہر لڑکا خود اپنا حال بیان کر سکتا ہے تو جوہر تصدیق کرے گا اسی کا بیٹا قرار دیا جاوے گا در ہفتاد اگر زید نے ایک لڑکی خریدی اور اوس کا ولد زید ہے اور زید نے اوس کا دعویٰ بھی کیا ہے یعنی یہ کہا کہ یہ میرا لڑکا ہے اس لیے کہ لڑکی نے فرشتہ ضعیف کے نسب میں بیرون دعویٰ کے ثابت ہوا ہوتا ہے بعد اوس کے وہ لڑکی کسی اور کی نکلی تو لڑکا آزاد ہوگا اور بائع کو یعنی زید کو قیمت و لہ کے مستحق کو دینا پڑے گا اس واسطے کہ زید محروم یعنی فریب میں آیا ہے اور ولد غرور کا آزاد ہوتا ہے قیمت سے اور مرد غرور سے وہ شخص جو ایک عورت سے صحبت کرے اوس کی نکلتی میں یا ملک نکاح پر تھا اگر کہ پھر وہ عورت اوس سے بی بی بعد اوس کے وہ عورت کسی اور کی حاملہ ہوگی اور اس کو

صحیح
تشریح کی کہ یہ
صحیح ہے
تشریح کی کہ یہ

مغز پر ایسے کتبے میں کہ بائع نے زید کو دھوکا اور فریب دیا اور اسکے ہاتھ ایسی لوٹدی تھی جو ملک اس کی تھی لکن اذلال حاصل
 ص اور قیمت لڑنے کی وہ معتبر ہوگی جو فرض صورت اس کی قیمت ہوگی تو اگر وہ لڑے گا تو اس کے باپ پر کچھ لڑا تو لڑا
 و بلکہ صرف لوٹدی تھی جو اس کو چاہے اور لڑے اس کے باپ کو لڑے تو اگر اس لڑے کہ کو خود باپ نے قتل کر ڈالا
 یا کسی اور نے قتل کیا تو اور باپ نے دیت اس کی بقدر اس کی قیمت یا زیادہ کے لے لی اور قیمت سے کم دیت لیکتا تو اوپر
 تاوان اسی کے موافق تو لڑے اور تاوان لے اس کا باپ قیمت کا مستحق کو اور وہ قیمت اپنی بائع سے پھر لے لے
 جیسے ثمن لوٹدی کا پھر لیکتا اور عقرو اس لوٹدی کا بائع سے نہ پھرے اگرچہ مستحق کو اور تے فقہ دیا جو وہ مسماہل صلیحہ
 تا اقتض موضع خصا میں اور نسب میں عنقریب مثلاً ایک شخص نے کہا کہ میں اس کا وارث نہیں ہوں پھر اس نے دعویٰ کیا کہ میں
 اس کا وارث ہوں اور وہ وارث کی بیان کی تو دعویٰ صحیح ہو چکا اس کی طرح اگر ایک شخص ایک عورت کو کہا کہ یہ میری
 شیر خواہ ہے پھر اپنی خطا کا مستحق ہوا تو اس کا دعویٰ صحیح ہے بشرطیکہ ثابت رہتا مگر کا اپنے اقرار پر اس کے قول سے یا کو اپنے
 ثابت نہ ہوگا اسی طرح اگر ورثہ نے زوجہ کی تصدیق کی زوجیت میں اور میراث دیدی پھر میراث سے کچھ پھر لیتے کا دعویٰ کیا اس
 کہ مورث نے اس کو مطلق دیدیا تھا تو یہ دعویٰ سمجھ ہو گا اسی طرح ایک شخص نے اگر کہہ کر کو کر لیا ہے اس سے بعد اس کے مدعی ہوا
 اس بات کا کہ یہ گھر میرا ہے اور مجھ کو میرے باپ کے ترکے سے پہنچتا ہے تو دعویٰ سمجھ ہو گا اسی طرح اگر ایک عورت نے خلع کیا ہے تو وہ
 سے اور بدل خلع دیا بعد اس کے مدعی ہوئی اس بات کی کہ خاوند مجھ کو بدل خلع سے مطلق پائے دیکھا تھا تو یہ دعویٰ سنا جاوے گا اور
 بدل خلع پھر دیا جاوے گا اسی طرح اگر ایک لڑکا اور مال میں لپٹا ہوا کر لے لیا ہے اس کے جیب سے کھولا تو مدعی ہوا اس بات کا کہ یہ میرا ہے
 تو یہ دعویٰ سنا جاوے گا لکن اللہ تعالیٰ باختر ہا اگر مدعی یا مدعی علیہ سے نام کے بیان کیے نہیں غلطی واقع ہوئی پھر اس کا تدارک کیا
 تو صحیح ہے اس لئے کہ ایک شخص کے دو نام ہو سکتے ہیں لکن انما صمدیہ جو شخص دعویٰ کرے اپنے باپ کے حق کا ایک شخص پر
 تو مدعی علیہ خواہ جن کا انکار کرتا ہو یا اقرار دلا مدعی کو چاہیے کہ اپنا نسب ثابت کرے مدعی علیہ کے سامنے اور اگر دعویٰ کرے میراث کا
 تو اگر مدعی علیہ تعترف ہو اس کے نسب کا اور مال کا تو قاضی حکم کرے مدعی علیہ کو مال دینے کا اور یہ حکم اسکے باپ پر نافذ ہوگا
 کہ اگر مدعی کا باپ زندہ آوے تو وہ مال مدعی علیہ سے لے لے اور مدعی علیہ سے پھر لے لے اور اگر مدعی علیہ نے یہ دعویٰ کیا
 کا تو مدعی سے گواہ طلب ہوگا اثبات نسب کے اور اس کے مورث کی موت پر اور اگر گواہوں کا جزیہ ہو تو مدعی علیہ سے تسلیم ہوا
 اس طرح کہ میں نہیں جانتا یہ بات کہ تیلے کا بیٹا ہے اور وہ مر گیا ہے اگر اس نے قسم کھالی تو دعویٰ مدعی ساقط ہو گیا اور اگر نکول کیا
 یا مدعی نے اپنا نسب اور موت مورث کو اہوں سے ثابت کیا تو اب مدعی سے گواہ طلب ہوگا اثبات مال کے اگر اس نے گواہ قائم کیے
 تو دعویٰ اس کا ثابت ہو گیا اب مدعی علیہ پر حکم کر دیا جاوے گا اس مال کا اور اگر گواہوں کا جزیہ ہو تو مدعی علیہ سے بطور قطع اور
 یقین کے حلف ایجاوے گی اگر اس نے حلف کر لی تو پھر ورنہ اگر نکول کیا تو مال کا اور سپر حکم کر دیا جاوے گا لکن فی جابح الفیہ لہین
 ملخصاً اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے بھائی ہو چکا تو دادا کا نام ذکر کرنا ضرور نہیں اور اگر چچا اور بھائی ہو چکا تو دعویٰ کیا
 تو دادا کا نام بیان کرنا ضرور ہے اگر ایک شخص نے اپنا دین سمیت پر گواہوں سے ثابت کیا تو وہ دین سب وارثوں کے
 حصے سے لیا جاوے گا اور اگر کسی وارثہ کے قرار سے ثابت کیا تو جس وارثہ کے قرار کیا ہے وہی حصے سے دین لے لے

بیانات عنقریب تاقتض موضع خطا

بیان دعویٰ عیارت

عقوبات میں

کیا جاوے گا بعد اسکے حصے کے کذا فی الذل والذلخار وخواشیہ مسالہ شہادت نفی پر مقبول نہیں ہے مثال اسکی یہ ہے کہ کسی گواہ لیا اس امر پر کہ علی علیہ نے فلان تاریخ طالعان روز ملتے روز پوچھے سے قرض لیے تھے تو مدعی علیہ گواہ لیا اس امر پر کہ میں تو سن تاریخ کو اس جگہ تھی نہیں بلکہ دوسری جگہ تھی تو یہ شہادت مقبول نہوگی اسواسطے کہ اس جگہ یہ نافی ہی بلحاظ صورت اور عینی دونوں کے اور قول اسکا کہ میں دوسری جگہ تھا نفی ہی بلحاظ معنی کے اور اصل اسکی مذکورہ روایت تو اور میں امام ابو یوسف سے کہ گواہی دینی دو مردوں کے ایک شخص کے قول یا فعل پر تو لازم آجاوے گا وہ قول یا فعل مدعی علیہ پر یہ ہے کہ آجاوے گا یہ لیا یا ناطق یا عتاق یا عتاق یا عتاق یا عتاق کسی مکان یا وقت یا صفت میں تو اگر گواہ لیا یہ شہادہ علیہ میں امر پر کہ وہ اس جگہ تھا اسکا تو یہ شہادت مقبول نہوگی لیکن معین میں مذکور ہے کہ اگر نہوے اسکا مستواتر ہو جائے تو گواہ کے نزدیک اور جانتے ہوں سب لوگ کہ وہ اس وقت اس جگہ میں تھا تو دعویٰ اوپر سمع ہوگا اور حکم دیا جاوے گا مدعی علیہ کے برائے ذمہ اسواسطے کہ لازم آتی ہے کہ مذہب اس امر کی جو ثابت ہے بالبدیہ اور اس میں شک نہیں ہو سکتا اس طرح حال ہے شہادت کا جو قائم ہو اس امر پر کہ فلا نے یہ قول نہیں کیا یا یہ کام نہیں کیا تو یہ شہادت مقبول نہوگی ایسا ہی ہے کہ زبیر نے کذا فی الذل الخ لیکن صاحب پہلے نے شہادت علی النفی سے دس مسائل کو مستثنیٰ کیا ہے کہ اگر وہ میں شہادت نفی پر مقبول ہے تو یہاں اسکے یہ صورت ہے کہ خاندانی عورت کے طلاق کو ایک امر مدعی پر معلق کیا اور شہادت اوپر گزری تو یہ شہادت مقبول ہو جاوے گی اور یہ صورت ہے کہ شہادت شہادت وی میراث کی اور یہ کہ اسکا اسکے اور کوئی وارث نہیں ہے تو یہ شہادت مقبول آتی ہے اسی طرح شہادت نفی متواتر پر مقبول ہے باقی صورتیں اگر دیکھنا منظور ہیں تو شہادہ کو مطالعہ کر لے مسالہ البیعی علیہ نے اقرار کیا دین کا پھر مدعی ہو اور اسکے ادا کا ایک ہی مجلس میں تو مقبول نہوگا اور اگر مدعی اور مدعی علیہ دونوں کی مجلس میں لگے پھر دعویٰ کیا اور دین کا اور قائم کیے گا اس پر تو یہ دعویٰ سموع ہوگا بشرطیکہ دعویٰ الین کا قبل اقرار کے نہ ہو ورنہ باطل ہوگا اور جو دعویٰ کرے اداے دین کا بعد انکار دین کے تو مستحب ہے کہ اتفاق جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے

کے بیان الافتراف

اقرار کا حجت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلِيُحْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ** چاہیے کہ اقرار کرے وہ شخص سپر حق ہے تو اگر اقرار حجت نہوے تو اس حکم کے کچھ معنی ہوتے اور حدیث سے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **قُلِ الْحَقُّ وَكُلُّ كَانٍ مُّسْتَلِيمٌ** یعنی ہر شخص کی گرتی تلخ ہو روایت کیا اسکو ابن حبان نے بند صحیح ابو زر سے اذ حکم کیا حضرت نے ماغیرہ پر حکم بسبب اقرار زنا سے اور جماع سے کیونکہ اجتماع کیا امت محمدیہ نے کہ اقرار حجت ہے مستقر کے حق میں یہاں تک کہ ثابت کیا بخون نے حد اور قصاص کو اقرار مقرب سے تو مال بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اور قصص اسواسطے کہ شخص عاقل اپنی ذمہ چھوڑتا اقرار نہ کرے گا جس چیز میں اسکی مفرت جان یا نقصان مال ہو تو ترجیح ہوگی جانب صمدن کو اسکی ذمہ سے حق میں بسبب نہوے تمست کے اور مال ولایت کے طحاوی معزیرا کہ قصص اور قصص میں نہیں ہے کہ اس بات کی کہ غیر کا حق چھوڑنا لازم ہے کہ حق چھوڑنے اقرار کرے اسکو مقرر کرتے ہیں اور اسکے حق کو اپنے اور یہ ثابت کرے اسکو مقرر کرتے ہیں اور جس چیز کا اقرار کرے اسکو مقرر کرتے ہیں جس حکم قرار ہے کہ غیر ہوسکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقرار انشا ہی مقرر ہے جو ہوسکا

ف یعنی اقرار سے غرض اور غایت یہ ہے کہ ایک حق لازم کو ظاہر کرے نہ یہ کہ بالیقین اقرار ہو گیا اور اسے جیسے انشاء بقدر ہوتی ہے
 آگے ہی حکم پر فریغ کرنا ہے تو اگر کسی نے اقرار کیا کہ مسلمان کا نمبر میرے پاس ہے تو صحیح ہے اور اگر اقرار انشاء ہوتا تو یہ اقرار صحیح
 نہ ہوتا کیونکہ لازم آتا انشاء ہے تلک شرط واسطے مسلم کے اور صحیح نہیں اور جو کسی نے اقرار کیا طلاق اور عتاق کا زبردستی
 سے تو یہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر اقرار انشاء ہوگا تو صحیح ہو جاتا اس واسطے کہ زبردستی سے طلاق اور عتاق واقع ہو جاتے
 ہیں ف یعنی حیرت سے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق یا غلام کو آزاد کر دے تو طلاق اور عتاق نافذ نہیں ہونگے جیسا کہ بیان
 اس کا کتاب الاکراہ میں آویگا اور عتاق وغیر میں اور مسائل بھی اس پر مقرر کیے ہیں وغیرہ سے یہ کہ اگر کسی شخص نے غیر کے مال کا
 دوسرے کے لیے اقرار کیا تو وہ مال جب مقرر کے پاس آویگا مقرر کو دلا یا جاویگا اور زوجیت کا اقرار زوجہ کی طرف سے بلا شہود
 صحیح ہے اور اگر مقرر نے تصرف کا اقرار کر دیا تو صحیح نہیں ہوگا مگر جو عقود لازم میں جیسے نکاح وغیرہ اور نہیں اقرار کر
 نہوگا اور جب مقرر نے اقرار مقرر کا قبول کر لیا بعد اسکے رد کیا تو رد نہوگا اگر مقرر نے کہا کہ اقرار کیا اور مقرر نے اسکو رد کر دیا
 بعد اسکے دوسری بار صحیح مقرر نے اقرار کیا اور مقرر نے تصدیق کی تو یہ دوسرا اقرار لازم ہوگا ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا
 شخص پر بیٹا اقرار مدعی علیہ کے ایک شرمعین کا تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا مگر جب مدعی یوں کہے کہ یہ میری ملک ہے اور مدعی علیہ نے اسکا
 اقرار کیا تو میرے واسطے یا یوں کہے کہ میرا اور سپہ اتنا ہے اور مدعی نے اسکا اقرار کیا تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا باتفاق اس واسطے کہ
 مدعی نے اقرار مدعی علیہ کی سبب وجوب ملک کا نہیں ٹھہرایا پھر اگر مدعی اقرار کیا کہ اسے تو قبول مفتی چلفت مال پر لیا جاوے
 نہ اقرار پر البتہ اگر مدعی نے دعویٰ کیا مدعی علیہ پر ایک شہاد اور مدعی علیہ نے گواہ قائم کیے اس امر پر کہ مدعی نے اقرار کیا تھا اس
 بات کا کہ میرا کچھ حق مدعی علیہ کی طرف نہیں ہے تو یہ دعویٰ مدعی علیہ سموع ہوگا جس شخص آزاد عاقل بالغ نے ف عا
 سیداری میں خوشی سے یا غلام ماڈون یا تہی ماڈون یا معتوہ ماڈون نے دسر بٹھنا کہ اقرار کیا کسی حق معلوم یا مجهول
 کا تو صحیح ہے لیکن مقرر پر لازم ہوگا کہ اس شہدوں کو بیان کرے قیمت واجب سے پھر اگر مقرر اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے اور گواہ
 نہ رکھتا ہو تو قبول مقرر کا قسم سے مقبول ہوگا ف حاصل کلام یہ ہے کہ بہالت مقرر کی مانع صحت اقرار زمین ہے البتہ بہالت مقرر
 یا مقرر کی مانع ہے تو میں صورت میں مقرر مجهول ہوگا تو مقرر کہنا جاوے گا اسکے اظہار اور بیان پر اور جب مقرر یا مقرر مجهول
 تو اقرار نہ صحیح ہوگا اگر مقرر نے یہ کہا کہ فلاں کا میرے ذمے ہے پھر تو ایک دم کہ میں اسکی تصدیق نہوگی اور جو یہ کہا کہ فلاں کا
 میرے اور پر مال ہے تو سونے اور چاندی میں مقدار نصاب زکوٰۃ سے ف یعنی میں دینار و دو سو درم سے ص کم ہر
 اور اوشون میں بچیس اونٹوں سے کم میں اور سوا اسکے اور مالوں میں قیمت نصاب زکوٰۃ سے کم میں تصدیق کیجاوے گی ف
 در مختار میں ہے کہ اگر مقرر مفلس ہوگا تو نصاب ستر سے کم میں تصدیق نہوگی اور مقدار نصاب ستر سے کم میں تصدیق ہو جاوے گی
 اور اس قول کی تفسیر بھی ہونی ہے اور میں نصاب زکوٰۃ سے کم میں تصدیق نہوگی اگر مقرر نے یوں کہا کہ علی اکھوال عظام
 یعنی مجھ پر بے اموال ہیں ف اور اگر اموال عظام کی تفسیر غیر مال زکوٰۃ یعنی کپڑوں وغیرہ سے کر لیا تو میں نصابوں
 کی قیمت معتبر ہوگی دسر بٹھنا کہ اور در اہم کے اقرار میں تین درم سے کم میں اور در اہم شہرہ کے اقرار میں دس درم سے
 کم میں تصدیق نہوگی نیز بے امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک نصاب کم میں تصدیق نہوگی اگر مقرر نے کہا

ف یعنی اقرار سے غرض اور غایت یہ ہے کہ ایک حق لازم کو ظاہر کرے نہ یہ کہ بالیقین اقرار ہو گیا اور اسے جیسے انشاء بقدر ہوتی ہے
 آگے ہی حکم پر فریغ کرنا ہے تو اگر کسی نے اقرار کیا کہ مسلمان کا نمبر میرے پاس ہے تو صحیح ہے اور اگر اقرار انشاء ہوتا تو یہ اقرار صحیح
 نہ ہوتا کیونکہ لازم آتا انشاء ہے تلک شرط واسطے مسلم کے اور صحیح نہیں اور جو کسی نے اقرار کیا طلاق اور عتاق کا زبردستی
 سے تو یہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر اقرار انشاء ہوگا تو صحیح ہو جاتا اس واسطے کہ زبردستی سے طلاق اور عتاق واقع ہو جاتے
 ہیں ف یعنی حیرت سے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق یا غلام کو آزاد کر دے تو طلاق اور عتاق نافذ نہیں ہونگے جیسا کہ بیان
 اس کا کتاب الاکراہ میں آویگا اور عتاق وغیر میں اور مسائل بھی اس پر مقرر کیے ہیں وغیرہ سے یہ کہ اگر کسی شخص نے غیر کے مال کا
 دوسرے کے لیے اقرار کیا تو وہ مال جب مقرر کے پاس آویگا مقرر کو دلا یا جاویگا اور زوجیت کا اقرار زوجہ کی طرف سے بلا شہود
 صحیح ہے اور اگر مقرر نے اقرار مقرر کا قبول کر لیا بعد اسکے رد کیا تو رد نہوگا اگر مقرر نے کہا کہ اقرار کیا اور مقرر نے اسکو رد کر دیا
 بعد اسکے دوسری بار صحیح مقرر نے اقرار کیا اور مقرر نے تصدیق کی تو یہ دوسرا اقرار لازم ہوگا ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا
 شخص پر بیٹا اقرار مدعی علیہ کے ایک شرمعین کا تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا مگر جب مدعی یوں کہے کہ یہ میری ملک ہے اور مدعی علیہ نے اسکا
 اقرار کیا تو میرے واسطے یا یوں کہے کہ میرا اور سپہ اتنا ہے اور مدعی نے اسکا اقرار کیا تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا باتفاق اس واسطے کہ
 مدعی نے اقرار مدعی علیہ کی سبب وجوب ملک کا نہیں ٹھہرایا پھر اگر مدعی اقرار کیا کہ اسے تو قبول مفتی چلفت مال پر لیا جاوے
 نہ اقرار پر البتہ اگر مدعی نے دعویٰ کیا مدعی علیہ پر ایک شہاد اور مدعی علیہ نے گواہ قائم کیے اس امر پر کہ مدعی نے اقرار کیا تھا اس
 بات کا کہ میرا کچھ حق مدعی علیہ کی طرف نہیں ہے تو یہ دعویٰ مدعی علیہ سموع ہوگا جس شخص آزاد عاقل بالغ نے ف عا
 سیداری میں خوشی سے یا غلام ماڈون یا تہی ماڈون یا معتوہ ماڈون نے دسر بٹھنا کہ اقرار کیا کسی حق معلوم یا مجهول
 کا تو صحیح ہے لیکن مقرر پر لازم ہوگا کہ اس شہدوں کو بیان کرے قیمت واجب سے پھر اگر مقرر اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے اور گواہ
 نہ رکھتا ہو تو قبول مقرر کا قسم سے مقبول ہوگا ف حاصل کلام یہ ہے کہ بہالت مقرر کی مانع صحت اقرار زمین ہے البتہ بہالت مقرر
 یا مقرر کی مانع ہے تو میں صورت میں مقرر مجهول ہوگا تو مقرر کہنا جاوے گا اسکے اظہار اور بیان پر اور جب مقرر یا مقرر مجهول
 تو اقرار نہ صحیح ہوگا اگر مقرر نے یہ کہا کہ فلاں کا میرے ذمے ہے پھر تو ایک دم کہ میں اسکی تصدیق نہوگی اور جو یہ کہا کہ فلاں کا
 میرے اور پر مال ہے تو سونے اور چاندی میں مقدار نصاب زکوٰۃ سے ف یعنی میں دینار و دو سو درم سے ص کم ہر
 اور اوشون میں بچیس اونٹوں سے کم میں اور سوا اسکے اور مالوں میں قیمت نصاب زکوٰۃ سے کم میں تصدیق کیجاوے گی ف
 در مختار میں ہے کہ اگر مقرر مفلس ہوگا تو نصاب ستر سے کم میں تصدیق نہوگی اور مقدار نصاب ستر سے کم میں تصدیق ہو جاوے گی
 اور اس قول کی تفسیر بھی ہونی ہے اور میں نصاب زکوٰۃ سے کم میں تصدیق نہوگی اگر مقرر نے یوں کہا کہ علی اکھوال عظام
 یعنی مجھ پر بے اموال ہیں ف اور اگر اموال عظام کی تفسیر غیر مال زکوٰۃ یعنی کپڑوں وغیرہ سے کر لیا تو میں نصابوں
 کی قیمت معتبر ہوگی دسر بٹھنا کہ اور در اہم کے اقرار میں تین درم سے کم میں اور در اہم شہرہ کے اقرار میں دس درم سے
 کم میں تصدیق نہوگی نیز بے امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک نصاب کم میں تصدیق نہوگی اگر مقرر نے کہا

لازم آویگا اور جو طرف ہوئے لایق نہیں ہے جسے یوں کہے کہ فلاں نے کاٹھیر لیک درم ہر درم کے نذر تو صرف اول لازم ہوگا
 شمالی جسے شمار ص اور جو اقرار کیا ایک انکا بھی کا تو اسکا حلقہ اور گنہن دونوں لازم آویگے اور تلوار کا قرار میں ہاوسکا کیا
 اور پرتلا اور پھل لازم آویگا اور سہری کے اقرار میں اسکی لکڑیاں اور پرہرہ کی لازم آویگے اور جو اقرار کیا کھجور کا تو کہے میں یا
 کپڑے کا رومال میں یا کپڑے میں ف یا نلے کاشتی میں یا گون میں ہلایا ہر تو طرف اور طرف دونوں اور
 لازم آویگے اور جو اقرار کیا ایک کپڑے کا دس کپڑوں میں تو صرف ایک ہی کپڑا لازم ہوگا نزدیک شخصین کا سوا سوا کپڑا
 کپڑے ایک کپڑے کے تابع نہیں ہو سکتے اور نام محمد کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم آویگے اسوا سوا کپڑے نہیں کپڑا کیوں کہ
 میں ہوتا ہی اور جو اقرار کیا کہ مجھ پر پانچ کپڑے ہیں پانچ کپڑوں میں اور نیت کی طرف کی تو صرف پانچ کپڑے لازم آویگے
 اور اگر نیت کی پانچ کی ساتھ پانچ کے تو دس ہے ہونگا اور سن میں زیاد کے نزدیک جس کپڑے لازم آویگے اور جو کہا
 کہ فلاں نے میرے اور ایک درہم سے دس درہم تک میں یا ایک درہم سے بیس میں تو نو درہم لازم آویگا نام ابو حنیفہ نے
 نزدیک اور صاکن نزدیک دس ہوا اور فرج کے نزدیک نو درہم اور اگر یوں کہے کہ فلاں نے اس گھر میں اس دیوار سے لے کر دیوار
 تک تو دونوں دیوار میں داخل ہونگی صحیح ہوا اقرار کا دوسرے کے لیے مثل ایک کہ میری اس نوذری یا بکری کا حمل فلاں نے
 لے لیا اور یہ قرار قبول کیا جاویگا وصیت پر یعنی ایک شخص وصیت کر گیا اپنی نوذری یا بکری کے حمل کی کسی اور شخص
 کے لیے جو اسے موسیٰ اور کیا تو اب اسکا وارث یہی مقرر کرے کہ اس میں اس کا غیر یعنی موسیٰ اس کے واسطے آبی طرح صحیح ہوا اقرار
 کے لیے مثل ایک کہ فلاں نے عورت کے حمل کے میرے اور ہزار درم میں بشرطیکہ کوئی ایسا سبب بیان کرے جس سے وہ
 مال حمل کا ہو سکے جیسے وصیت یا میراث اسلئے کہ وصیت حمل کے لیے صحیح ہوا اور اس طرح حمل وارث بھی ہوتا ہے اگر وہ عورت
 وقت اقرار سے چھ مہینے سے کہ میں ایک بچہ زندہ بنے یا دو بچہ زندہ بنے تو وہ مال اون کا ہو جاویگا اور اگر مرد ہے تو وہ مال
 موسیٰ اور عورت کا ہوگا تو ان کے وارثوں میں تقسیم ہوگا اور اگر ایسا سبب بیان کرے جو حمل سے نہیں ہو سکتا جیسے
 کہ میں نے حمل کو ہر بیکھا یا سینے میں حمل لایا ہے ہوا اس چیز کو نہیں لے سکتا اور اس کے ہاتھ میں بیچ کی یہ یا سینے اس شخص لیا یا بالکل سونچا نہ کرے
 یہ اقرار ہو جاویگا باقیان ائمہ ثلثہ ص اور اقرار کرے کسی چیز کا بشرط خیار مثلا یوں کہے کہ فلاں نے مجھ پر ہزار درہم میں
 لیکن اس شرط پر کہ مجھ کو تین دن تک اختیار ہو تو اقرار صحیح ہوگا اور شرط خیار محض باطل ہوگی و ف اس واسطے کہ احتیاط کے لیے ہوا
 اور اقرار قابل فتح کے نہیں ہے ص اور ایک شخص نے اقرار کیا بعد اسکے دعویٰ کیا کہ میں نے جو ٹھہ کہا تھا تو طرفین کے نزدیک اسکے
 اس قول کی طرف التفات نہ ہوگا لیکن فتویٰ ابو یوسف کے قول پر کہ مقرر سے حلف لیا ویگی اس امر پر کہ مقرر نے جو ٹھہ نہیں
 بولا تھا آبی طرح پر اگر مقرر کے وارث نے دعویٰ کیا کہ میرے مورث نے جو ٹھہ کہا تھا تو بعضوں کے نزدیک وارث کے
 اس قول پر لیا نہ ہوگا اور صحیح ہے کہ مقرر سے بیان بھی اسی طور پر حلف لیا ویگی اور اگر مقرر لے گیا ہو تو اسکے وارثوں سے
 علم پر قسم لیا ویگی یعنی یوں کہ ہم نہیں جانتے کہ مقرر نے یہ اقرار جو ٹھہ کیا تھا حقائق ملحقہ کتابت اقرار کا حکم اس اقرار کے
 اس واسطے کہ جیسے اقرار زبان سے ہوتا ہے ویسے ہی او گئے ہونگے لکن سے ہوتا ہے تو اگر ایک شخص نے منشی سے کہا کہ خط لکھ کر
 اس اقرار کا کچھ ہزار درم میں یا لکھ میرے گھر کا بیٹا میری عورت کا طالب نام تو اقرار صحیح ہو گیا خواہ منشی اسکو لکھے یا نہ لکھے

اگر عدلی علیہ نے اقرار کیا کہ ایک گواہ کے سامنے پھر دوسری بار دوسرے گواہ کے سامنے تو یہ گواہی صحیح ہو سکتی ہے اور اگر عدلی علیہ نے اقرار کر کے بنا انکار تو قاضی اس کو قید کرے یہاں تک کہ یا اقرار کرے یا انکار کرے جب اقرار کیا نسبت کا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ماہوسلی آزاد ہو تو یہ اقرار فرزند ہی کا اقرار ہو گا اور سن عورت کے منکوحہ ہونے کا برقرار ہونے کے اقرار کے کہ وہ استر با النکاح ہو گا لکن الفرائد الحکامہ والقطاویب والقنیۃ سلت علیہ

باب استثنائے بیان میں

یعنی قرائن سے کچھ نکال لینے کے بیان میں جس میں چیز کا اقرار کیا ہو اور میں مستحسی قدر کفر ہوتا ہے لکن بعضی محالہ اس صحیح ہے بشرطیکہ یہ استثناء متصل ہو وہ اقرار سے فیشا کہ لکھنے کے مجھ پر سن رو پڑ ہیں دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی لکھنے کا تو یہ استثنائے صحیح ہو گا ص اور بعد استثناء کے جو باقی رہے گا وہ مقرب لازم لکھنے فیشا استثناء لکھنے میں آٹھ رو پڑ لازم لکھنے ص اور جو سب کا استثناء کر سب سے تو باطل ہے فیشا کہ کہ میرے اوپر ہزار روپیہ ہزار کم آتے ہیں ص اور اوپر سب لازم لکھنے فیشا کہ کہ میرے ہزار روپے دینے ہونگے جس جو چیزیں چینی ہیں یا پلتی ہیں یا کچھ روپیوں میں سے استثناء کرنا درست ہے تو اوپر مقرب کی قیمت کر کے باقی رو پڑ دینا ہونگے اور لکھنے سوا اور چیزوں کو کمالا اور بتیہیں ہر مشا اگر کہ ما کہ میرے اوپر سو روپے ہیں ایک دینا کہ ایک قفیر لکھنے کم تو استثنائے صحیح ہو گا اور سو روپے میں سے قیمت ایک دینا اور قفیر کی چھار کے باقی روپے دینا ہو گے اور جو کہا میرے اوپر سو روپے میں ایک کپڑا کہ تو یہ استثنائے صحیح ہو گا نیز ایک شخصین سے اور امام مجتہد کے نزدیک کسی صورت میں صحیح ہو گا اور استثنائے صحیح میں سب صورتوں میں صحیح ہو گا لکن اگر تفرز کیا گیا اور اس کے ساتھ نشاء اللہ تعالیٰ ملا دیا تو اقرار باطل ہو گا اور اگر کسی نے دار کے اقرار میں سے عمارت کا استثناء کیا تو صحیح ہو گا یعنی زمین اور عمارت اور اس دار کی دونوں مقرب کی ہو جائیگی البتہ اگر یوں لکھے کہ عمارت میری ہے اور زمین تیرا تو صحیح ہے اور ایسا ہی ہو گا اور انگریزی کا نگینہ اور بلغ کے درخت مثل عمارت کے ہیں فیشا یعنی اگر کسی نے کہا کہ انگریزی قفلا کی ہے مگر نگین میرا ہے یا بلغ اور سا بگر درخت مجھ کے جو زمین میں میرے ہیں تو یہ استثنائے صحیح نہیں البتہ اگر یوں لکھا کہ اس نگین کا چھلکا اور سا بگر زمین میرا ہے یا زمین اس بلغ کی اور درخت مجھ کے میرے ہیں تو یہ صحیح ہے اور ایسا ہی ہو گا لکن اگر اقرار باطل ہے اور اگر کہ ما کہ اس شخص کے میرے اوپر ہزار رو پڑ ہیں ایک غلام کی قیمت کے کہ بچی تک نشیہ ارض غلام پر قبضہ نہیں کیا ہے تو اگر ایک غلام میں کوئی کر گیا ہے اس صورت میں مقرب لے کر وہ غلام مقرب کے حوالہ کیا تب مقرب ہزار رو پڑ دینا چاہیے اور اگر غلام نہیں دیا تو کچھ دینا ہو گا اور اگر غلام میں کوئی کر لیا ہو تو مقرب ہزار رو پڑ واجب ہو گئے اور یہ قول اسکا کہ نشیہ آجی اور غلام پر قبضہ نہیں کیا ہے تو صحیح ہے اور اگر غلام مقرب کے حوالہ کیا تب مقرب ہزار رو پڑ دینا چاہیے اور اگر غلام نہیں دیا تو کچھ دینا ہو گا اور اگر غلام میں کوئی کر لیا ہو تو مقرب ہزار رو پڑ واجب ہو گئے اور یہ قول اسکا کہ نشیہ آجی اور غلام جب انکار کیا قبض لاکھ شہر میں میں تو گویا منکر ہو اور جو ہے انہر کا اسوے کے حالت میں بیچ میں ہلاک مبیع کے ہر توشن و واجب کی تو یہ صحیح ہو گیا اقرار سے اور وہ صحیح نہیں اور صاحبین کے نزدیک اگر یہ قول اس قدر ہے ملا ہوا ہے تو یہ صورت میں تصدیق اور علی کیجا وی کیوں کہ یہ بیان تغیر ہے لکن نزدیک کذا قول اصطلح مقرب نہیں کہ ما کہ میرے اوپر ہزار رو پڑ لکھنے کے بابت شہر یا سو سے کے فیا جو ہے کے مال کے یا آزاد کی قیمت یا مرد کے یا حوں کے جسٹا عتقاد ص تو مقرب

پسکان لکان
مفسر کا کتب
علیہ میرا اور

یہ ایک تفسیر ہے۔
 صواب ہے کہ یہ تفسیر صحیح ہے۔
 بہت مشکل ہے۔
 اگرچہ یہ تفسیر صحیح ہے۔
 اور اگرچہ یہ تفسیر صحیح ہے۔
 اور اگرچہ یہ تفسیر صحیح ہے۔
 اور اگرچہ یہ تفسیر صحیح ہے۔
 اور اگرچہ یہ تفسیر صحیح ہے۔
 اور اگرچہ یہ تفسیر صحیح ہے۔
 اور اگرچہ یہ تفسیر صحیح ہے۔

ہزار روپے لازم ہو گئے اور یہ تو مال لغو ہو جائیگا۔ **ف** امام صاحب نے نزدیک اگرچہ چار سو کا اقرار کے ساتھ لاکر کے یا بعد کے اور نزدیک صاحبین کے اگر لاکر کے گا تو اسکی تصدیق کیجاویگی لیکن یہ صورت جب تک مقررہ ان اقوال کا منکر ہو اور جو وہ فقر کی تصدیق کرے یا مقررہ قائم کرے ان امور پر تو اب ہزار روپے اور سو کو لازم نہ ہو گئے جس بخندان **صل** اور اگر کے کہ یہ اور ہزار روپے میں بابت قیمت یا قرض کے اور وہ روپے ٹیوٹ یا بیہرہ یا تہہ یا قرض یا ہا صا میں بن تو کہے ہزار روپے اور سو کو دینا ہو گئے **ف** امام صاحب نے نزدیک برابر ہے کہ یہ قول اقرار کے ساتھ لاکر دیا ہو یا بعد ہی ہو اور صاحبین کے نزدیک اصل کی صورت میں تصدیق کیجاویگی اس واسطے کہ یہ قول جمع ہی اقرار سے امام صاحب نے نزدیک اور میان تفسیر صحابہ میں کے نزدیک لگا کر اگرچہ کذا **صل** اور اگر کے کہ میرے اوپر فلا نے کے ہزار روپے میں جو معنیوں سے شخص کے تھے یا اسنے امانت لکھا تھے مگر وہ **صل** زیور یا بیہرہ ہیں تو اسکی تصدیق کیجاویگی برابر ہے کہ وہ نفل کے یا قرض کے اور اگر کے کہ وہ روپے ستوقہ یا ہا صا تھے تو جو صورت **صل** اسکی تصدیق ہوگی اور صورت نفل اسکی تصدیق ہوگی **ف** و جعفر اہل میں مذکور ہے **صل** جو شخص اقرار کرے ایک کپڑے کے غضب کا پھر عیب لکیر الاوے اور کے کہ یہی چھپینا تھا تو اسکا قول معتبر ہوگا یا اقرار کرے اس کو مالہ الا **صل** کے مجھ ہزار روپے میں لے کر گیا کہ یہ تھنا لاکر کیا تو قول اس کا معتبر ہوگا اور جو ٹھہر کے کیا تو ہتھنا باطل ہوگا اور پورے ہزار روپے اور پونے کے کہ یہ نے ہزار روپے سے ہزار روپے لے لیے تھے وہ تلف ہو گئے اور مقرر کے کہ تو نے غضب لے تھے تو مقرر چنانہ ہزار روپے کا لازم ہوگا اور جو مقرر کے کہ تو نے مجھ کو ہزار روپے لے لیے تھے اور مقرر کے کہ تو نے چھین لیے تھے تو مقرر چنانہ لازم نہ آویگا **ف** و جعفر یہ ہے کہ صورت اول میں مقررہ قرار کیا سبب وجوب ضمان کا یعنی لے لینے کا اور ثانی میں اقرار نہیں کیا اسکا بلکہ مقررہ اس پر دعویٰ کرنا ہے غضب کا اور مقررہ قرار تو قول منکر کا معتبر ہوگا لگا کر **صل** اگر زید کے عروسے کہ یہ چیز میری ہے پھر پاس لانت جھی سو سینے لے لی اور عروسے کہ لانت نہیں تھی بلکہ میری تھی تو عروسے کو زید سے لے لیبے کیونکہ زید کے اصرار سے قبضہ عروسے کا اس نے ہتھ لیا ہے تو ضروری ہے کہ یہ لے لیا ہے لکن کوئی کہ زید سے عروسے کو چھو اگر زید کو دعویٰ ہو تو گواہوں اپنا دعویٰ ثابت کرے اور اگر زید یہ کہے کہ میں نے اپنے اس گھڑے کو یا اس کپڑے کو عروسے کو لے کر آ رہا تھا سو عروسے کا گھوڑے یا ہا صا لے لیا اور اس کپڑے کو پہنا بعد اس کے مجھے پھر گیا یا عروسے کے پاس اس کپڑے کو لے کر لے گیا تو اس کو عرض کیا تھا بعد اس کے کہ لیا اور عروسے کے کہ یہ کپڑا لکھڑا میرا ہے تو ان صورتوں میں زید کے قول کی تصدیق کیجاویگی **ف** یعنی زید کو یہ حکم ہوگا کہ وہ مقرر کے حوالے کر دے پھر اوپر دعویٰ کرے جیسے کہ امانت میں گذر لیا گیا عروسے کو اختیار نہ کرے گواہوں اپنا دعویٰ ثابت کر کے بعد چوتھے اس چیز کو لے لیبے **صل** اور صاحبین کے نزدیک میان بھی زید کو حکم ہوگا کہ وہ چیز عروسے کے حوالے کرے بعد اس کے گواہوں اپنا دعویٰ ثابت کرے **ف** اور فتویٰ کلام قول پر **صل** **صل** محلی لکھتے لکھتے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہے نہیں بلکہ امانت عروسے کی تو ہزار زید کے اس پر ثابت ہو گئے اور اسی قدر ہی ہزار عروسے کو اور اسپر لازم تھا وہی حکم غضب میں ہزار اور مقررہ لکھتے **صل** ہو گا اور اسکے لیے دو اقرار کرے تو جو اقرار ہزار روپے مقرر کے زیادہ ہوا ہزار روپے کا نفل ہی لازم ہوگا جیسے کہ لاکر کے اور ایک ہزار روپے میں ہمیں بلکہ دو ہزار روپے یا بالعاکس تو دو ہزار لازم ہو گئے یا اس کے ہا **صل**

نہر رو بہ زمین کھوئے نہیں بلکہ کسے کسے یا العکس تو ہزار گھسے لازم ہونگے کفایاً والذرا العنار

باب مریض کے اقرار کے بیان میں

مریض پر چوہین ہو حالت صحت کا خواہ اوس زمین کا نسبت معلوم ہوگی یا صرف اوس کے اقرار سے ثابت ہوا ہو اور چوہین اور چوہ
 واجب ہو اور حالت مرض میں اسباب معروفہ سے صرف اوس کے اقرار سے جیسے بدل اوس چیز کا جس کا مریض مالک ہو یا اس
 چیز کو مریض نے تلف کیا یا مثل اپنی عورت کا دونوں برابر چوہین اولان دونوں قسموں کے کوہین ف یعنی چوہین صحت
 مطلقاً اور زمین میں اسباب معروفہ صحت مقدم ہونگے اور اگر زمین اوس میں پرچھالت مرض میں صرف مریض کے اقرار سے ثابت
 ہوا ہو کہ وہ یعنی پہلے ترکویت میں زمین صحت مطلقاً اور زمین مرض جو اسباب معروفہ سے ہوا اور اگر یہ نیکے بیان ہو سکے اگر
 کچھ بیان کچھ کیا تو وہ زمین اور کیا جاوے گا جو حالت مرض میں صرف مریض کے اقرار سے ثابت ہوا ہو اور شامعی کے نزدیک
 تینوں قسم کے دین برابر ہیں اور دلیل ہماری اصل میں مذکور ہر قسم لیکن تینوں قسم کے دین میراث پر مقدم ہونگے یعنی
 ترکہ وارثوں میں اوس وقت تقسیم ہوگا جب کہ سب طرح کے دین ادا ہو جائیں اگرچہ دیون پورے مال کو کچھ کم ہوں
 اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے من بعد الذی یورثون فی ما ترکوا من اموالہم لوالدینہم ولذو القربانہم من قبلہم ان یرزقوا مما ترکوا
 من قبلہم ان یرزقوا مما ترکوا من قبلہم ان یرزقوا مما ترکوا من قبلہم ان یرزقوا مما ترکوا من قبلہم ان یرزقوا مما ترکوا من قبلہم
 حق متعلق ہو تو بعض کے دین اور بعض کے مدینے میں اور دین کی حق تلفی ہو مریض کی قید سے معلوم ہوگا صحیح سالم شخص
 جو مجبور نہ ہو اور سکو یا مجبور نہ کرے تو شخص مہول میں کسی کا قرض مل اور کرے اور دوسروں کا بعد ادا کیے تک قیام الیٰ امتداد
 ص اور باطل مریض کا اقرار اپنے وارث کے واسطے دین کا یا عین کا اور نام شامعی کے نزدیک صحیح ہے اور دلیل
 ہماری قول ہے انہم یورثون ما ترکوا من اموالہم لوالدینہم ولذو القربانہم من قبلہم ان یرزقوا مما ترکوا من قبلہم ان یرزقوا
 اوس کو وارثی نے نسبن میں صرگ اور صورت میں جب باقی ورثہ اوسکی تصدیق کریں ف کیونکہ معتبر ہونا اقرار کا
 صورت اور ورثہ کے حق کے لیے تھا تو جب انھوں نے اقرار کر لیا تو اقرار صحیح ہو جاوے گا صحیح مریض نے اگر اپنے وارث پر چوہ
 دین تھا اوس کے معمول ہو جائیگا اقرار کیا تب بھی صحیح ہوگا مگر تصدیق سے اور ورثہ کے اور شہادہ میں ہر مریض کا اقرار وارث
 وارث کے موجود ہے اجازت پر اور وارثوں کے مگر کئی حکم ایک اقرار وصول یا پنے امانات کا وارث کے دوسرے نفی جیسے مریض کلون
 کہنا کہ میرا کچھ حق نہیں ہے یا پ کی طرف یا میری مان کی طرف اور یہی نفی جیہ ہر مریض کے ابر کرنے نکلنے وارث کو ص اور اگر
 اقرار کیا مریض نے ایک شخص کے لیے کسی چیز کا پھر وہی ہوا ہے یا نہ ہو کہ وہ شخص میرا بیٹا ہے ف اور اوس شخص اوسکی تصدیق
 کی مشروط ہے وہ شخص مہول النسب ہو اور مریض کا لڑکا یا اعتبار سن کے ہو سکے تو نسب ثابت ہو جاوے گا اور اقرار باطل ہوگا
 اور اگر مریض ایک عورت اجنبی کے لیے اقرار کیا پھر اوس صحیح کر لیا تو اقرار صحیح ہوگا ف اگر اوس کے لیے وصیت کی پھر
 اوس کے صحیح کر لیا تو وصیت باطل ہو جاوے گی جسے بخاندانہ ص اگر کسی نے اقرار کیا ایک لڑکے کی فرزندگی کا اور وہ لڑکا مہول
 ہو اور اوس سن کا لڑکا مقرر سے ہو سکے تو اور تصدیق کی اوسکی لڑکے نے تو نسب اوس لڑکے کا ثابت ہو جاوے گا مقرر سے
 اگرچہ مقرر وقت اقرار کے مریض ہو اور وہ لڑکا شریک ہو جاوے گا اور وارثوں کا میراث میں اور تصدیق لڑکے کی اوس وقت مقرر

صحیح نہیں ہے بلکہ اقرار
 صحیح نافذ ہے اور وارثوں
 کی اجازت پر موقوف
 نہیں ہے

کہ وہ لوگ گفتگو کر سکتا ہو ورنہ تصدیق کی کچھ حاجت نہیں ہر فاش اشباہ میں ہر علی بن احمد سوال کیے گئے ایک شخص سے کہ مرگیا اور ترک چھوڑ گیا تو اسکے وارثوں کی تقسیم کر لیا بعد تقسیم کے ایک شخص آیا اور اسے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا تھا اور ثابت کیا اس نے نسب کو نزدیک قاضی کے گواہوں سے اس طرح کہ میرے اقرار کیا تھا اس کی فرزند کی کا اور قاضی نے حکم کر دیا اس کے لئے نسب کا اب وارث اس سے کہتے ہیں کہ تو اس امر کو ثابت کر کہ میرے تیری ماں سے نکاح کیا تھا تو یہ قول و شکر کا دفع ہو گیا اگر یا نہیں تو کہا کہ علی بن احمد نے لگا قاضی اس کے ثبوت نسب کا حکم کر چکا ہے تو نسب اور فرزند کی اس کی ثابت ہو گئی اب کچھ حاجت نہ رہی کی نہیں ہر انہی اور پورے چکا فتا و اسے نتیجہ کہ اقرار بالولد عورت سے اقرار بالنکاح ہر حافظہ صمد اگر کسی کو اپنا بیٹا یا ماں یا بیٹیا بیوی یا مولیٰ یعنی آزاد کرنے والا بنا سے یا عورت کسی کو اپنا باپ یا ماں یا بیٹیا یا خاندان یا مولیٰ کہے اور وہ لوگ تفر کی تصدیق کریں تو اقرار صحیح ہو جاوے گا مگر عورت جب کسی کو بیٹا کہے تو ایک شرط اور یہ ہے کہ وہ یہ کہ ایک عورت کو اپنی داس امر پر یہ لوگ اس عورت سے پیدا ہوئے اور مقربے اگر اقرار کیا نسب کا حالت حیات میں اور مقربے نے اس کی تصدیق کی بعد موت مقربے کے تو صحیح ہے مگر جب زوج تصدیق کرے زوجہ کی زوجیت کی بعد رجوع زوجہ کے پنے اقرار پر یہ تصدیق صحیح نہ ہوگی امام صاحب نے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو جاوے گا اگر اقرار کرے سو ارشاد ولادت کے دو سر شہدے کا جیسے کہ ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے یا چچا ہے اور ختمائیں ہر کسی میں داخل ہے یہ اقرار بھی کہ میرا بیٹا ہے یا دادا ہے تو یہ تصدیق صحیح نہ ہوگا اس واسطے کہ اقرار اور بیٹا یا نسب کا ہر شخص غیر پرست کیونکہ جب سے یہ کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تو ثابت کیا اس کا نسب باپ سے اور جب یہ کہا کہ میرا چچا ہے تو بیٹا یا نسب کا ہر شخص یہ اور اقرار حجت قاصدہ یعنی صرف دلیل ہر مقربے غیر پرست اس کے کہنے سے دوسرے نسب کیسے ثابت ہوگا اور وارث ہر گاہ ایسا مقربے کوئی اور وارث مقربے کا نہ ہوئے نہ قریب اور نہ بعید یعنی نہ کوئی مقربے کا ذوی الفروض میں نہ ہو نہ عصباء سے نہ ذوی الارحام اور اگر کوئی دوسرے وارث قریب یا بعید مقربے کا موجود ہوگا تو ایسا مقربے محروم ہوگا میرے نص جس کا باپ مر گیا ہے وہ اگر اقرار کرے کیسے واسطے اپنا بیٹا ہے ہو بیٹا تو مقربے اسکے حصہ میراث میں شریک ہو جاوے گا لیکن نسب کا ثابت نہ ہوگا نیز کے عور پر سور و پڑاتے تھے اب زید و بیٹے خالد اور ولیہ چھوڑ کر گیا جن میں خالد نے یہ اقرار کیا کہ ہمارا باپ یعنی زید عمر سے پنج روز قرضہ پچاس روپیہ وصول پا چکا ہر فاش اور دوسرا بیٹا یعنی ولید سے منکر ہے اور خالد نے یہ بیان گواہوں سے ثابت کیا اس لئے خالد کو کچھ نہ لگایا اور پچاس روپیہ صرف ولید کو دلانے جاوے گا و باقی کے بعد قسم لینے کے اس طرح کہ والد اس کو معلوم نہیں کہ اس کے باپ سور و پڑ سے نصف وصول پائے اور قسیم بھائی کے حق کے لیے ہر اور جو خالد کی مائتا ہو کہ باپ ہمارا سارا دین وصول پا چکا ہے تب بھی ولید کو پچاس روپیہ دلانے جاوے گا لیکن یہ بیان قسم عروہ کے لیے ہوگی تو اول صورت میں اگر ولید قسم لگے تو خالد کے حصے میں شریک ہو جاوے گا اور ثانی صورت میں اگر ولید قسم نہ لگے تو عروہ کی ولید ہو جاوے گا

کتاب الصلح

یہ کتاب ہر صلح کے بیان میں فاصح کا جو ہر کلام اللہ ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے والصلح صلحاً یعنی صلح بیکے دیگر اور روایت کی ترقی سے عروہ بن عوف مزنی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صلح جائز ہے درمیان میں مسلمانوں کے مگر وہ صلح جو حرام کرے ملال کو یا حلال کرے حرام کو اور مسلمان ثابت رہیں شرطوں پر اپنی گروہ شرط حرام کرے

میں صلح کے بیان میں

میں صلح کے بیان میں

حلال کو یا حلال کے حرام کو صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور دیگر کما اوسکو بھی تو ان اسوے کہ روایت کثیرین علیہ
 ابن عمرو بن عوف کی ضعیف ہے اور شاید کہ ترمذی نے اعتبار کیا اوسکے لثرت طرک کا لیکن صحیح کیا اوسکو ابن جہان ابو ہریرہ
 کی روایت سے اور خارج کیا اوسکا ابو ہریرہ کتاب القضا میں صلح ایک عقد ہے جو ثار یا تجارت کو اور صلح
 اگر صلح ہر حال میں خواہ مدعی علیہ تہویہ یا منکر ہو یا چاہے ہو کہ نہ اقرار کرے نہ انکار کرے اور شافعی کے نزدیک صلح نہیں صحیح
 ہے مگر اقرار مدعی علیہ کی صورت میں کذا فی الاصل صلح اگر مدعی علیہ اقرار کرے تاہم اور صلح واقع ہوئی مال سے بعض مال کے
 تو صلح بیع کے حکم میں ہے تو تجارتی ہونے کا حکم بیع کے او میں جیسے شفعہ اور خیال العیب اور خیال الرویت اور خیال الشطر اور
 کہ صلح واقع ہوئی ہو ایک گھر کے دھوے یا گھر پر تو شفعہ کو شفعہ ہوگا اور پھر دینے کا اختیار ثابت ہوگا مدعی اور مدعی علیہ
 دونوں کو بل صلح اور صلح عنہ میں صلح جاننا چاہیے کہ مصلح علیہ در بدل صلح اوسکو کہتے ہیں جیسے صلح واقع ہوئی ہو
 اور مصلح عنہ وہ ہے جس چیز کا دعویٰ چھوڑ دیا مثلاً زید نے خالد سے ایک مکان کا دعویٰ کیا خالد نے کہا کہ مجھ سے اس مکان
 اور مکان کا دعویٰ نہ کر تو سو درم مصلح علیہ در بدل صلح ہے اور وہ مکان مصلح عنہ گھر شفعہ کی صورت میں ہے کہ زید نے عمر سے
 صلح کر لی ایک مکان پر یا ایک مکان کے دھوے سے تو دونوں مکان کے شفعہ ہونے کو دعویٰ شفعہ ہو چکا ہے اور صلح
 میں اگر بدل صلح معلوم نہ ہو بلکہ معمول ہو تو صلح فاسد ہو جاوے گی اور اگر مصلح عنہ قبول ہو تو کچھ حرج نہیں ہے
 اسوے سطر کہ وہ ساقط ہو جاوے گا مدعی علیہ کے ذمے سے اور ساقط کی جہات باعث منازعت نہیں ہے دوسرا مصلح عنہ
 مصلح عنہ میں صلح کے بقدر غیر کا لگنے تو اسکی موافق حصہ مدعی بدل صلح میں مدعی علیہ کو پھر دینا اور بدل صلح میں
 غیر کا لگنے تو اسکی حصے کے موافق مدعی علیہ مدعی کو مصلح عنہ میں پھر دینا اسوے سطر کہ صلح معاوضہ ہے اور معاوضہ
 کا یہی حکم ہے دوسرا مصلح عنہ اور جو صلح واقع ہوئی مال سے بعض منفعت کے صلح تو اگر وہ منفعت ایسی ہے جس میں
 مدت کا بیان کرنا ضرور ہے تو مدت کا بیان شرط ہوگا جیسے غارت گھر کا بہنا اور نہ زہر نہیں جیسے ایک چیز کا دوسری چیز
 پہنچا دینا کذا فی الاصل صلح اہارہ کا حکم ہے کسی صورت میں اگر اندر مدت دونوں میں کوئی امر ہوگا تو صلح
 باطل ہو جاوے گی جو صلح کہ مدعی علیہ کے انکار یا چاہے کہ صورت میں واقع ہو تو وہ مدعی کے حق میں معاوضہ ہے اور مدعی علیہ کے
 حق میں فدیہ ہے قسم کا یعنی جب مدعی علیہ منکر ہے تو اسے شہر عاقل قسم لازم آتی ہے تو گویا مدعی علیہ یہ بدل صلح عوض میں قسم کے
 دیتا ہے صلح اور قطع نزاع کا تو اگر مدعی علیہ منکر ہے اور ایک گھر مصلح عنہ ہے تو اس صورت میں شفعہ واجب نہ ہوگا اور جو گھر
 مصلح علیہ ہے تو شفعہ واجب ہوگا اسوے سطر کہ جب گھر مصلح عنہ ہے تو وہ گھر بیعت سابق مدعی علیہ قبضہ میں رہا اور مدعی علیہ کے مکان
 میں یہ نہیں ہے کہ یہ گھر مدعی کی ملک تھا اور اب بٹی ملک میری اس گھر پر ہوئی ہے شفعہ واجب ہووے بخلاف اوس صورت کے کہ وہ گھر
 مصلح علیہ ہے کیونکہ وہ مدعی کی ملک میں آیا اوسے حق کے عوض میں تو شفعہ واجب ہوگا صلح سکوت اور انکا میں اگر
 مصلح عنہ کسی قدر اور کتنا تو مدعی اور مصلح بدل صلح میں مدعی علیہ کو پھر دینا مستحق سے نہ صورت کر لیسے اور جو مصلح علیہ
 کل یا بعض کسی اور کا کھلا تو کل کی صورت میں کل مصلح عنہ کا دعویٰ اور بعض کی صورت میں بعض مصلح عنہ کا دعویٰ مدعی علیہ پر
 پھر کرنے لگے صلح اور بدل صلح کا تلف ہو جانا قبل تسلیم کے طرہ مدعی کے قسم کی صلحوں میں مثل استحقاق کے پھر

اوس قول کو درالجماعین دسراخذنا صحیح اور نہیں صحیح صلح دعویٰ حد سے اسواسطے کہ حد تک اور غلام ماذون
 جب وہ کسی دوسرے کو قصدا مار ڈالے اپنے نفس کی تلافی کے صلح نہیں کر سکتا اسواسطے کہ غلام ماذون کو بولی نے
 اذن تجارت کا دیا ہے اور ذات اوس غلام کی مال تجارت میں داخل نہیں تو اوسکو اپنی ذات میں کیونکر صرف جائز ہو گا کذا
 فی الاصل ص ۱۸ اوس غلام ماذون کا اگر ایک غلام ہوگا اور وہ کسیکو عمدہ مار ڈالے تو غلام ماذون کے نفس کی طرف سے
 صلح کر سکتا ہے اسواسطے کہ غلام ماذون کا غلام اوسکی کمائی میں سے ہر تو صرف اوسکا اپنی کمائی میں اور جو
 اوسکا جائز ہو گا کذا فی الاصل ص ۱۸ اسی طرح جو غلام کو غلام کے پاس تلف ہوگئی بعد اوسکے غلام کے مالک سے
 صلح کر لی اوسکی قیمت سے زیادہ پر یا کسی سبب پر تو صحیح و نام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صحابہ میں کے نزدیک قیمت سے زیادہ پر
 درست نہیں ہے اور بخاری قول امام صاحب کے ہے اور ویلیں دونوں کی اصل میں مذکور ہیں ص ۱۸ اگر ایک غلام میں دو شخص
 شریک تھے انہیں سے شریک تو نگرنے اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور دوسرے شریک نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو
 زیادتی باطل ہو جاوے گی بالاتفاق ہاں اگر نصف قیمت سے زیادہ مالیت کے سبب صلح کرے تو جائز ہوگا اگر ایک شخص
 وکیل کیا دوسرے کو قتل عمد سے صلح کرنے کے لیے یا جسد روم کا اسپر دعویٰ پر اوس میں سے ایک حصہ پر صلح کر نیکی لیے
 تو بدل صلح ہوگی پر لازم ہوگا نہ وکیل پر ص ۱۸ اسواسطے کہ ان دونوں صورتوں میں صلح مثل بیع کے نہیں ہے بلکہ
 مثل کی صورت میں تو ظاہر ہے اور لیکن دوسری صورت میں تو اسواسطے کہ دعویٰ نے بعض کو لیا اور بعض کو چھوڑ دیا تو حقوق
 راجع ہونگے طرف ہوگی کذا فی الاصل ص ۱۸ البتہ اگر وکیل صلح کرتے وقت ضمان ہو گیا ہو بدل صلح کا تو اس پر لازم
 آویگا اور جو صلح مثل بیع کے ہے اوس میں بدل صلح کیل پر لازم ہوتا ہے ص ۱۸ مراد اس سے وہ صلح ہے جو مال سے ہو جو ضمان کے
 اور بدل صلح عنہ کی جس سے چھوڑا اور دعویٰ علیہ قرار کرنا ہوگا کذا فی الاصل ص ۱۸ اگر ایک شخص فضولی نے صلح کی مدعی علیہ کی
 طرف سے ساتھ مدعی کے اور ضمان ہو ایدل صلح کا یا یوں کہا کہ صلح کرتا ہوں میں تجھ سے ہزار درہم پر اپنے مال میں سے یا
 اپنے اس ہزار روپے پر یا اپنے اس غلام پر یا اس ہزار روپے پر یا اس غلام پر اور اپنی طرف نسبت نہ کی یا یوں کہا کہ صلح کی مینے
 تجھ سے ہزار روپے پر یعنی مطلق کہانا اشارہ کیا نہ اپنی طرف نسبت کیا اور وہ ہزار روپے پر یا تو ان سبب
 صورتوں میں صلح صحیح ہو جاوے گی اور فضولی پر اوس رومیوں کا تسلیم کرنا باقی صورتوں میں لازم آویگا اور
 فضولی کا احسان ہو گا مدعی علیہ پر تو رجوع نہ کرے گا مدعی علیہ پر کیونکہ اس کے حکم سے صلح واقع ہوئی اور اگر فضولی نے
 یوں کہا کہ صلح کرتا ہوں میں تجھ سے ہزار روپے پر اور ہزار روپے پر یا تو موقوفہ سے صلح مدعی علیہ کی اجازت پر تو اگر
 جائز رکھیگا مدعی علیہ تو صلح جائز ہوگی اور مدعی علیہ کو ہزار روپے پر دینا پڑے گا اور جو اجازت نہ دے گا تو صلح باطل ہوگی جب تک
 اپنے قرض میں جو مدعی علیہ پر ہے اوسکے نصف یا ثلث یا ربع پر صلح کرے تو صلح بعض کلینا اور بعض کا چھوڑ دینا شمار
 کیا جاوے گا نہ عقار معاوضہ اسواسطے کہ بعض کل کا عوض نہیں ہو سکتا صلح ہزار روپے سے جو بدل
 تھے سوائے ہزار روپے یا بیاد پر ف تو پہلی صورت میں تو سوار پر کا اسقاط ہوا اور دوسری صورت میں بیع ہوا
 ہونا ساقط ہوگا کذا فی الاصل ص ۱۸ ہزار روپے سے سوا کھڑے روپیوں پر اسواسطے کہ اسقاط ہوگا

فضولی سے صلح
 شخص نے جو بولی ہے
 صلح صحیح ہے نہ اسکا
 صلح صحیح ہے نہ اسکا
 صلح صحیح ہے نہ اسکا

اور کھرے پن کا تو اس صورت میں صلح صحیح ہو جاوے گی اور بدل صلح پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے اور صلح و راجع سے معاہدہ
 دینا روں پر درست نہیں ہے اس واسطے کہ صلح معاوضہ ہے تو بیع صرف ہو جاوے گی اور اس میں قبضہ کرنا دینا روں پر
 قبل جاوے گی متعاقدین کے ضرور ہو گا لہذا فی الاصل صلح ای طرح ہزار روپے معاہدہ کی پانسو روپے نقد پر درست نہیں ہے
 اس واسطے کہ نقد ہونا لغوی ہے پان سو کے ہو گیا اور یہ وصف مال میں ہو گا لہذا فی الاصل صلح ای طرح سیاہ رنگ کے ہزار روپے
 پانسو روپے سفید رنگ پر جائز نہیں ہے جو اس واسطے کہ یہ معاوضہ ہوا ہزار سیاہ روپے کا پانسو روپے سے ساتھ زیادتی ہو گئی
 قاعدہ کلیہ میں یہ قوم ہے کہ احسان اگر دائن کی طرف سے پایا جاوے تو اسقاط حق ہے اور اگر دائن اور مدیون دونوں کی
 طرف سے پایا جاوے تو وہ معاوضہ ہے جو بیع و ہبہ معاوضہ کا حکم آؤں میں جاری ہو گا تو اگر بیع یا ہبہ کا کٹنا شرط ثابت ہو گا تو معاوضہ قاسد
 ہو گا اور نہیں تو صلح ہو گا لہذا فی الاصل صلح ای طرح زیور کے ہزار روپے کے ہزار روپے کے ہزار روپے کے ہزار روپے کے ہزار روپے کے
 تو تو باقی سے بری الذمہ ہوا اور عروہ نے اسکو قبول کیا اور صلح کے روز پانسو ادا کرے تو عروہ باقی سے بری الذمہ ہو جاوے گا اور اگر
 پانسو کو صلح کے دن ادا کیا تو سارا دین بچو و بچوٹ آوے گا یعنی ہزار روپے اور واجب ہو جائیگا اور نہیں ضمانت
 ابو یوسف کا ہر دلائل سے مذکور میں اصل کتاب اور ہر کتاب میں صلح اور ہبہ اور صلح کا وقت بیان نہیں کیا ہے یعنی یہ
 صرف اتنا ہی کہا کہ پانسو کو ہبہ ادا کرے تو تو باقی سے بری الذمہ ہو گا لہذا فی الاصل صلح ای طرح زیور کا دین پانسو روپے کا دین پانسو روپے کا دین
 اس صورت میں صلح کے روز پانسو روپے ادا کیے تو ہزار روپے نہ ہو گئے بلکہ پانسو روپے میں سے صلح اور اگر زیور سے صلح کر لی
 عروہ سے اپنے نصف قرض پر اس شرط پر کہ اگر عروہ اسکو صلح نصف قرض ادا کرے تو وہ باقی سے بری الذمہ ہو جاوے گا اور جو
 صلح نصف قرض ادا کرے تو صلح میں عروہ پر ہرگز اس صورت میں اگر عروہ قبول کرے اور صلح کے روز نصف قرض ادا کرے تو
 تو باقی سے بری الذمہ ہو جاوے گا اور ہزار روپے عروہ پر ہبہ کا بالاجماع اور اگر زیور نے عروہ کو نصف قرض سے بری الذمہ کر دیا
 اس شرط پر کہ صلح نصف ادا کرے تو عروہ نصف دین سے بری الذمہ ہو گیا خواہ باقی ادا کر دے یا نہ ادا کرے
 صلح بالاجماع امام اور صاحبین اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے صلح اور اگر زیور نے ابراہیم کو صلح شرط پر صلح کیا جیسے
 یونان کہا کہ اگر تو مجھے اس قدر ادا کرے یا جب یا جس وقت ادا کرے تو تو باقی سے بری ہو گیا اور صلح نہوگا اس واسطے کہ ابراہیم کی
 تعلیم صلح شرط پر باطل ہے اور اگر مدیون نے دائن سے نفی کہا کہ میں تیرے مال کا اقرار نہ کروں گا جب تو مجھے مہلت نہ دے گا پھر
 نہ چھوڑے گا سو دائن نے مہلت دی یا کچھ نہیں معات کر دیا تو صلح صحیح ہو گی تو دائن اسکو مہلت دیکو یا کچھ قرض چھوڑے
 صلح کے موافق اور اگر مدیون نے یہ قول پکار کر دائن سے کہا تو دائن کا پورا دین مدیون پر ثابت ہو گیا تو وہ صلح میں فی الحال کیسے

بیان علم تعلق ابراہیم شرط

فصل میں مشترک میں صلح کے بیان میں

ص اور خصوصاً دین مشترک تھا ایک شخص پر تو ان دونوں میں سے ایک شریک اپنے حصے کے بدلے میں مدیون
 ایک کپڑے پر صلح کر لی تو وہ مشترک کو اختیار کر لیا اپنا حصہ قرض کا مدیون سے وصول کرے خواہ نصف کپڑے شریک صلح سے
 لے لیتے مگر یہ کہ شریک صلح شریک غیر صلح کے چوتھالی قرض کی ضمانت کر لیتے تو اب شریک صلح کا حق ابراہیم کپڑے
 میں نہ ہگا مثلاً بکر اور خالد کے بالاشترک چار درم زید پر قرض تھے بکر نے اپنے دو درموں کے بدلے میں ایک کپڑے

لیکر زیر سے صلح کر لی تو خالد کو اختیار نہ کرنا یا تو اپنے دو درم زید سے وصول کرے یا ایک سے نصف کپڑا لیتو البتہ اگر لیکر خالد کے لیے ایک درم کا ضامن ہو جاوے تو اب خالد کپڑے کو بکر سے نہیں لے سکتا بلکہ درم اپنا لیا کا صلح دین مشترک اوسے کہتے ہیں جبکہ سبب جو بہ متحد ہو جیسے من اوس بچری جو ایک ہی عقد میں ہی لگی اور وہ چیز دو آدمیوں میں مشترک تھی باقیمت مال مشترک کی یا موروث کی یا تہنہ و مستتر ملک مشترک کی تو اوس قسم کے دین میں جتنا مال جو کوئی وصول کرے وہ اوس کا نصف یا قدر حصے اپنے کے اوس کے لے سکتا ہے مثلاً ان دونوں میں اگر ایک نے اپنا حصہ قرض کا قرضدار سے وصول کیا تو اوس میں دوسرا بھی شریک ہو جاوے گا اب دونوں قرضدار سے باقی کا مطالبہ کر سکتے ہیں یعنی قرضدار اوس کے جسکا حصہ قرض ادا کر چکا ہے نہیں کہہ سکتا کہ میں تیرا حق دیکھا اب تیرا کچھ بچہ نہیں ہے کہ نہ کہتا ہے اور نہ دین مشترکوں میں بٹ گیا لہذا فی الاصل کل صلح اور جو دو شریکوں میں سے ایک نے اپنے نصف دین کے بدلے میں کوئی چیز دین سے خرید لی تو دوسرے شریک کو اختیار نہ کرنا وہ اپنا نصف دین مدیون سے وصول کرے یا شریک مشتری سے راجع دین کا ضمان لیتو پھر دونوں شریک باقی کا مدیون مطالبہ کر لیں اور اگر لے کر لیں تو شریکین نے اپنے حصے قرض سے مدیون کو بری الذمہ کر دیا تو دوسرا شریک اس شریک سے کچھ نہیں لے سکتا اسی طرح اگر ایک شریک پر مدیون کا دین تھا پہلے کا اور دین اوس میں سے عوض میں ہو گیا تب بھی دوسرا شریک اس شریک سے کچھ نہیں لے سکتا مثال اسی کی یہ کہ زید کے عمرو پر پچاس روپے تھے تو عمرو بکر نے ایک غلام مشترک کو زید کے ہاتھ سے درم کو بیجا تو ہر ایک کے زید پر پچاس روپے اور عمرو کے پچاس روپے کے بدلے میں وہ پچاس روپے ہونے جو زید کے اوس پر اس معاملے سے پیشتر کرتے تھے تو اب بکر کو یہ نہیں پہنچتا کہ عمرو سے دین کے بدلے میں اپنے پچاس روپے کو یا وصول پائے تو نصف اوسکا حصہ ادا کر کے اوس سے طے کر لیا دین ادا کیا نہ یہ کہنے پر سے وصول پایا تا بلکہ اوس میں شریک ہو کر اور اگر اصد الشریکین نے اپنے بعض دین سے مدیون کو ادا کیا تو باقی دین اوس کے سہما مہم ہوتا ہے جو گا مثلاً جب ہر ایک کا دین نصف نصف مدیون پر تھا اب ایک شریک نے اپنے حصے کا نصف مدیون کو معاف کر دیا یعنی راجع کل دین کا تو اب دین کے تین حصے کے جاوے گئے دو حصے اوس شریک کے ہونگے جسے معاف نہیں کیا اور ایک حصہ اوسکا جسے معاف کر دیا اگر دو مردوں نے عقد کیا کیا لکھا ایک کہ میں گہیوں کے اور دونوں کا اس المال سو روپے تھا اور ہر ایک نے پچاس پچاس اپنے اپنے حصے کے دیے پھر ایک رب اس مال نے اپنے نصف کے بدلے میں پچاس روپے مسلمہ لیتے صلح کر لی اور وہ روپے اپنے لیے تو صلح جائز نہ ہوگی امام ابوحنیفہ اور محمد کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز نہ ہوگی جیسے دو آدمیوں نے مل کر ایک غلام خریدیا پھر ایک نے اوس میں سے اتنا کر لیا تو اور طرفین کی دلیل اس میں مذکور ہے

فصل تخریج کے بیان میں

تخریج کہتے ہیں ہر کوئی سب وارث اتفاق کر کے ایک وارث کو میراث سے خارج کرے اور کچھ مال میں دیکر گناہی صلح صلح خارج کر دیا وارثوں نے ایک وارث کو ترک سے اور وہ ترکہ اسباب ہو یا عقار کچھ مال دیکر یا ترکہ سونا یا اور انھوں نے چاندی دی یا ترکہ چاندی اور انھوں نے سونا دیا یا ترکہ چاندی سونا دونوں میں اور انھوں نے دونوں کے بدلے میں یعنی دبا ہم اور دنیا تیرے اور انھوں نے دونوں کے لیے تو یہ تخریج صحیح ہے سب صورتوں میں برابر ترکہ بدل قلیل ہو یا کثیر جسکو مخالف حدیث

کی طرف پھیر کر ف یعنی سوئے کو چاندی کا عوض ٹھہراؤ نیکے اور چاندی کو سونے کا تا بیاج کے شیبے سے احترا و ہو ویر لیکن
اس محتاج میں جہاں مبادلہ بطور عقد صورت ہے اگر تو وہاں قبضہ کرنا طریقین کا شرط ہے صحت کی ہمارے سوا ملازم نہ آوے و شہنا
ص اور جب حرکت متوفی کار و پیشہ ہر فی نقد اور سبب دونوں ہوں اور وارث مذکور کو صرف رو پر یا صرف اثرفیانیان دیگر
خارج کریں تو یہ محتاج درست نہ ہوگا جب تک کہ بدل اوس مقدار سے زیادہ نہ ہو جو وارث مذکور کو اسی جنس کے حصے سے پہنچے
مثلاً وارث مذکور کو میراث میں دس درہم اور کچھ سبب پہنچتا تھا تو صحت محتاج میں ضروری نہ کہ وارث دس
درہم سے زیادہ پر صلح کریں تاکہ اوس بعوض میں ہو جاوین اور زائد عوض حصہ سبب کے ہو ورنہ سود و جوا و کما صلح اور
صلح باطل ہے اگر ایک وارث تریکے سے خارج کیا جاوے اور حال آنکہ جملہ ترکہ پونہ میں متوفی کے اور لوگوں کے اس شرط پر کہ وہ پونہ
باقی وارثوں کے ہوں کیونکہ ایک کہ یا ہر دین کا دیون کے سوا اور کسی شخص کو اور یہ باطل ہے ف جب وارث محتاج
دیون کو باقی وارثوں کے لیے چھوڑتا تو اسے اپنے حصے کا دیون سے باقی وارثوں کو مالک کیا اور حال آنکہ تریکے میں کی
سوا دیون کے اور کسی شخص کو باطل ہے صلح اس صلح کے صحیح ہونیکے کئی حیلے ہیں ایک حیلہ یہ ہے کہ وارث شراکین بہت
کی کہ صلح اپنے حصہ دین سے قرضہ اردن کو برنجی الذمہ کرے اور صلح کرے اعیان ترکہ سے اوپر مال کے اور اس حیلے میں
باقی وارثوں کا فائدہ یہ ہے کہ وارث مصالح کا حق باقی نہ رہا دیونوں پر اور یہ نہیں کہ اوس کا حصہ دین بقیہ ورثہ کا ہو گیا و دوسرا حیلہ
یہ ہے کہ باقی وارث مصالح کا حصہ دین سے اپنے مال میں سے نقد ادا کریں بطریق احسان کے کوئی جانب اور مصالح اپنے حصہ دین
کا حوالہ کرے دیونوں پر یہی وارثوں کو اپنا حصہ لائے دیونوں اور اس حیلے میں ضرر باقی ورثہ کا کیونکہ وارثوں کو نقد دینا
پیرا اور لو کا حق دین ہوا تیسرا حیلہ اور وہ سب حیلوں میں بہتر ہے وہ یہ ہے کہ باقی وارث مصالح کو قرض دیون بقدر اوسکا
حصے کے دین اور صلح کریں دین کے سوا اور ترکے سے اور مصالح حوالہ کرے وارثوں کو اپنے قرض کا قرضہ اردن پر
مثلاً فرض کریں ہم کہ حصہ مصالح کا دین میں سے سود و مہر اور باقی ترکے میں سے بھی سود و مہر اور وارث صلح کرے تین ہونے
درہم کے تو ضروری ہے کہ بدل صلح زیادہ ہو سکے مثلاً ایک سو دس درہم ہوں تو سود و مہر تو وارث اوسکو بطور
قرض کے دیویں اور وہ اون سکو اوتار دیو قرضہ اردن پر اور وارث اوتروالی قبول کریں پھر صلح کریں دین کے سوا
چھوڑیں گے دس درہم پر اگر اس قدر درہم باقی ترکے کا بدل ہو سکے ہوں اور جو نہ ہو سکے ہوں تو کچھ اور برہاویں گے مثلاً
ایک چھری زیادہ کو دین گے تاکہ دس بیسے میں دس اور چھری باقی کے بدل میں ہو جاوے یہ حیلہ حسن بحال
اسولے سے ہو کہ حیلہ اولی میں مصالح کا ضرر برابر کر نیے اور سیانہ تا نہیں بقیہ ورثہ کا جیسا کہ گذرا اطمینان سے
جس ترکے کے اعیان معلوم نہیں او میں صلح میں جو میں بدل و موزوں پر اختلاف ہے شرح کاف اور صحیح
صحت صلح کے در پختہ و یسین دونوں کی اصل کتاب میں مذکور ہیں صلح اور اگر ترکہ غیر کیلے اور وغیر ذی جہول
الاعیان بقیہ ورثہ کے پاس ہو تو صلح صحیح ہے بقول اصحاب اور باطل ہے صلح اور تقسیم ترکہ دین ادا کرنے سے پہلے اگر
وہ دین محیط ہوئے کو اور جو محیط نہ ہو تب بھی صلح نہ کیجاوے قبل اذین صلح اور اگر صلح ہوئی تو قہمانے کہا کہ صلح
ہو جاوے گی یعنی دین غیر محیط میں نہ محیط میں صلح لیکن بقدر دین ترکہ روک لیا جاوے گا باقی کی قیمت کو دیا جائے

میان محتاج و غیر محتاج میں

زیر بے استحصال کے اور قیام میں یہ بجز کل ترک رکھنا چاہیے مگر چونکہ او میں ضرورتاً درشتہ کا واسطے استحصال روک رکھنا ہے تاکہ بقدر بین
 کافی ہو مسأله ایہ صحت صلیح کے لیے صحت دعویٰ شرط ہے یا شرط نہیں تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحت دعویٰ شرط ہے بلکہ
 یہ قول صحیح نہیں اس واسطے کہ مدعی نے اگر دعویٰ کیا ایک حق مجہول کا سکا نہیں اور مدعی علیحدہ صلیح کر لی تو یہ صلیح جائز نہیں ہے بلکہ
 گزرا ہوا ہے اور اس تحقیق میں اسکا نہیں دعویٰ مجہول کے لئے صحیح ہے اور یہ حق میں بہت مسائل میں جمنا ہے کہ میں ہمارا قول کی قرآن اللہ اعلم

کتاب المضاربت

عقد مضاربت شرح میں عبارت ہے اور اس عقد شرکت سے نفع میں کہ مال ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی تو جو محنت
 کرتا ہے اور اسکو مضارب کہتے ہیں اور جب مال بجز اس سے رب المال کہتے ہیں جو اسکا ثابت ہو شرع سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم بیعت ہو کر اور لوگ یہ معاملہ کرتے رہے اور حضرت نے منع نہ کیا اس اور صحابہ بھی اوس پر عمل کرتے رہے اور کہیں اور سکا نکاح
 نہیں کیا ہلا یہ صور اور مضاربت کے احکام چند طرح ہیں تو مضارب قبل عمل کے اصل مال میں بین کے حکم میں ہوتے تو
 ہلاک مال سے مضارب بہت تاوان نہیں حاصل اور بعد عمل کے کوئی بجز رب المال کا ف پھر جب تکوین ہوئی تو جو عداوت ہو سکو
 لاحق ہو گا وہ رب المال پر ہو گا فی اللہ ص اور جب نفع ہو تو شریک ہے اور جو مخالفت کرے رب المال کی ف
 مثلاً مضارب نے وہ تصرف کیا جس سے رب المال نے اوسا و منع کیا تھا ص تو غائب ہے اور در صورت شرط کر لینے سب
 نفع کے واسطے مال کے بیعت ہے اور در صورت شرط کر لینے سب نفع کے واسطے مضارب قرض ہے اور جاریہ فاسدہ
 ہو اگر عقد مضاربت فاسد ہو جاوے تو اب اس وقت میں مضارب کا نفع نہیں بلکہ اوسکی محنت کی مزدوری اور طرح خواہ
 تجارت میں نفع ہو یا ہوا ہوا ہو سکا لیکن زیادہ نہ جاوے مزدوری مقدار مشروط سے بخلاف محنت اور یہ نفع کے آجاریہ
 فاسدہ کا یہی حکم ہے کہ اگر اسکی اجرت مثل مشروط سے زیادہ نہیں ہوتی ص اور مضاربت فاسدہ میں بھی ہلاکت مال سے تاوان
 نہیں جیسے مضاربت صحیح میں صحیح نہیں ہے مضاربت مگر اس مال میں جس میں شرکت صحیح ہوتی ہے یعنی اس مال
 درہم یا دینار یا سونا یا چاندی ہو جیسا کہ کتاب الشریعہ میں گزرا ہے اس طرح ضروری ہے کہ رب المال اس مال کو مضارب کے سپرد کرے
 ف اس واسطے کہ عمل مضارب کی جانب سے ہو اور وہ بدون تسلیم مال کے متغیر نہ ہو اگر رب المال بھی اس مال میں اپنا حصہ
 رکھے تو مضاربت فاسد ہوگی ص اور نفع شائع ہو تو دونوں میں یعنی مثلاً نصف نصف یا تین تہا
 یا چار چوتھا وغیرہ ص تو مضاربت فاسد ہوگی اگر ایک لیے نفع کے حصے سے زیادہ مثلاً اس روپے مقرر ہو ف جاننا تھا
 کہ جو شرط نفع کی شرکت کو قطع کر دے یا نفع کو مجہول کر دے تو مضاربت فاسد ہوگی اور سوال اسکا اور مشروط فاسدہ مضاربت
 فاسد ہوگی بلکہ وہ شرط خود باطل ہو جاوے گی جیسے ٹوٹے کا شرط کہ نامضارب پر لگاؤ فی الاصل ص جب عقد مضاربت مطلق
 واقع ہوگا ف یعنی کسی مکان اور زمان اور تصرف خاص سے متغیر نہ ہو ص تو مضارب کو اختیار ہے کہ نفع صحیح یا غیر صحیح
 نتیجے مگر اتنی مدت پر جبکا تاجروں میں دستور ہو اور خریدے اور وکیل کرے ساتھ بیع و شریک اور سفر کرے ف اور عام
 ابو یہ سنت کے نزدیک ہے سفر کرنا درست نہیں اور مال ابو حنیفہ کے نزدیک گواہی رب المال نے اپنے فضل میں یا پھر وہ کو ضرورت نہیں اکثر میں یا تو ضرورت
 لگاؤ فی الاصل لیکن صحیح ہے کہ دونوں صورت میں مضارب کو سفر جائز ہے لگاؤ فی الاصل بخلاف الغنار ص اور مال کو بیعت ہے

اگر چہ رب المال ہی کو دیکھو اور فرسے نزدیک رب المال کو دینے سے مضاربت فاسد رہو گی اور امانت رکھانے اور گرو کرے یا گرو لیوے اور گرو کرے یا گرو لیوے اور حوالہ قبول کرے غنی اور تنگدست پر لکبتہ مضاربت کو نہیں پہنچتا اور مال کو بطور مضاربت کسی اور کو حوالے کرے مگر مالک کے اذن سے یا جس صورت میں مالک نے کہہ دیا ہو کہ تو اپنی سہ کے موافق عمل کر یا قرض لیوے یا قرض لیوے یعنی مضاربت کو قرض لینے اور لینے کا بھی اختیار نہیں ہے خاص اگر چہ رب المال نے وقت مضاربت کے کہہ دیا ہو کہ تو اپنی سہ کے موافق عمل کرنا البتہ اگر مالک تصریح سے ان دونوں کی اجازت دیدی ہو تو درست ہے اگر مضاربت مالک نے کہہ دیا تھا کہ تو اپنی سہ کے موافق کرنا اور اسے کپڑے خریدے اور اپنے پاس اوسکو پاتی وعلوایا یا لاد لایا تو مضاربت منقطع اور تبرع ہو گا یعنی مالک سے وعلوای اور لاد لای کی ضروری جو اپنے پاس خرچ کی ہو مگر مجرا نہیں لے سکتا کیونکہ وہ اوہار کرے گا مالک نہیں ہے اور اگر اون کپڑوں کو مضاربت اپنے پاس دام دیکر خرچ ہو گیا تو جب قدر رنگ و زمین بڑھ جائے تو زمین رب المال کا شریک ہو جاوے گا جیسے اپنا مال زمین ہلا دیکر اور زمین مالک کے اس قول میں کہ تو اپنی سہ کے موافق کام دراصل ہو جاوے گا برعکس وعلوای کے کہ زمین کوئی چیز بڑھی نہیں تو اگر نشاہتینی کلپ دیکر وعلوایا ہو گا تو وہ رنگ کے مانند ہو اور خرچ رنگ کی قید اس واسطے لگائی کہ سیاہ رنگ اس قول میں مالک کے نزدیک مال صاحب کے داخل ہو گا اس واسطے کہ سیاہی نقصان ہونے تک مال صاحب کے لیکن سیاہی کے سوا اور رنگ مثل سرخی کے بہن آگائی ارضی صغر زیادہ من الذل یعنی غنایا تو مضاربت خرچ رنگ سے یا اپنے مال کے ملا دینے سے دو صورت مالک کے ہوتی ہیں کے کہ تو اپنی سہ کے موافق عمل کرنا ہو گا تو جب یہ کپڑے کا تو مضاربت رنگ و مال کے لیے لیکھا اور کپڑے کے دام زمین لقمہ میں شریک ہو گا مثلاً وہ کپڑے یا خرچ رنگ کا سفید تھا جس میں رنگ لگ گیا تو چھرو پڑا کا ہوا اور آٹھ رو پڑا کو بچا تو مضاربت لیک رو پیہ تو رنگ لگنے کا اور ایک رو پیہ نفع کا اور ایک رو پیہ صاحب مال لیکھا جب نفع نصف تھا تو ہر حصہ اور مضاربت کو نہیں پہنچتا کہ رب المال نے اگر کوئی شہ خاص اس واسطے تجارت کے میں کر لیا ہو یا کسی مال خاص میں تجارت کو کہا ہو وہ یا کوئی وقت یا موسم یا کوئی خاص طے لایا ہو یا جو کہ اس تجارت کے تو اگر وہ کسی مخالفت کر گیا ضامن ہو گا اور وہ چیز جو خریدی کرے نفع مضاربت کی ہو گی اس طرح مضاربت کو نہیں پہنچتا کیا مال مضاربت میں جو غلام لوٹدی خریدی ہو و سکا خرچ کر دینے کے یا اپنے غلام اور لوٹدی کو خرید کر وہ رب المال پر لاد ہو جاوے گا مثلاً وہ غلام لوٹدی رب المال کا ذی رحم محرم ہو و یا رب المال نے اسے چلنے کی ہو کہ اگر زمین غلام یا لوٹدی کو خریدی تو وہ آزاد ہے اور اگر خرید گیا تو مضاربت پر لکبتہ رب المال پر مال مضاربت میں ہے اور وہ اس غلام لوٹدی کو خریدے جو مضاربت پر لاد ہو جاوے گا مال میں نفع ہو ا ہو و اور جو خرید گیا تو وہ مضاربت پر لکبتہ اور اگر نفع نہ ہو ا ہو و تو صحیح ہو گا اس واسطے کہ اس صورت میں مضاربت کچھ رو پیہ نہیں ہے تاکہ اسکی ملک اس غلام کو مالک میں آوے تو اگر لکبتہ اسے اس غلام لوٹدی کی قیمت بڑھ گئی تو مضاربت کے حصہ نفع کے مقدار وہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور مالک کو مضاربت کچھ ضامن نہ لگے بلکہ باقی قیمت کے لیے وہ غلام سعی کر گیا اگر مضاربت پس ہزار رو پڑا تھے نصف نفع نفع پر اسے اذن ہزار رو پڑا سے لیک لوٹدی خریدی کہ قیمت اسکی ہزار رو پڑا تھی بعد اسے اس سے و طی کی اور وہ لیک لوٹدی ہزار رو پڑا اور مضاربت اسے اس کے کہنے لکے دعوی کیا اب اس کے کی قیمت ڈیڑھ ہزار رو پڑا ہو گئی اور مضاربت غنی ہے تو رب المال

اختیار ہے اور اس لئے کہ سے سوا ہزار روپے میں کسی کو بیس چاہئے اور اگر بیس چوبیس رب المال ہزار روپے کے سے وصول کر لیتا تو ہانسو اونڈی کی قیمت کیا اور مضارب سے بھی کوئی یہ ترجمہ عبارت ہا یہ کا ہے اور اصل کتاب میں یہ مقام میں تفصیل کی ہے فقط

ص باب مضارب کے مضارب کر کے بیان میں

اگر مضارب اپنی مال سے کسی کو مضارب کے بغیر اذن مالک کے تو فقط مال کے دینے سے ضمان ہوگا یہاں تک کہ مضارب ثانی اور بین عمل نہ کرے ظاہر الروایت میں اور یہی قول ہے صاحبین کا اور سن کی روایت میں امام صاحب نے یہاں تک کہ مضارب ثانی اور بین نفع نہ لے سکے اور زکوٰۃ نہ لے سکے فقط مال کے دینے سے ضمان ہوگا اور یہ گاہ اور مفتی بادل روایت ہے

ص اگر رب المال نے مضارب کو اذن دیا مال دینے کا بطور مضاربت کے اور مضارب نے مضارب ثانی کو مال دیا یمن تھا تو نفع ہر دو مالک کے مضارب اول سے وقت مضارب سے لے لیا کہ تھا کہ چھپ لے گا وہ دھون دھ پھر تھارا بیچ میں نہ مضارب ثانی کو نفع حاصل ہو گا نصف مال کا اور چھپا حصہ مضارب اول کو اور تھائی اور کسی مضارب ثانی کو اور اگر مالک نے یون کہا تھا مضارب اول سے کہ جو کچھ لے گا وہ لے گا وہ ہم تم اڈھا اڈھا لیتے تو ایک تالی نفع کی مالک کو اور ایک تالی مضارب اول کو اور ایک تالی مضارب ثانی کو لے گی اور جو مال لے یون کہا تھا کہ جو تو نفع لے گا وہ ہم تم دونوں کے بیچ میں نصف نصف ہو اور مضارب اول نے مضارب ثانی کو نصف نفع پر لیا تو جو مضارب ثانی کو نفع حاصل ہوگا اس کا نصف مضارب ثانی کو لے گا اور نصف میں مضارب اول اور مالک شریک ہونگے اور اگر مالک نے یون کہا تھا کہ چھپ لے گا وہ اس کا نصف میں لے گا یا جو کچھ لے وہ ہم تم دونوں میں نصف نصف ہو اور مضارب اول نے نصف نفع پر لیا تو صورت میں مضارب ثانی کو نصف نفع اور مالک کو نصف نفع لے گا اور مضارب اول کو کچھ لے گا اور جو مضارب اول نے اس صورت میں دھن نفع کے مضارب ثانی کے لئے چھپ لے اور ایک حصہ لے لے تو مالک کو نصف نفع لے گا اور مضارب ثانی کو دو تہاں اور ایک سدس نفع کا جو بیس گنا ہے وہ مضارب اول سے بھر لیا جاویگا اور اگر مضارب نفع میں تھائی رب المال کی اور تھائی ایسے غلام کی اس شرط پر کہ وہ مضارب ساتھ کام کا ج کرے مقرر کرے اور تھائی پس لے تو درست ہے رب المال یا مضارب کے جانے سے اور رب المال کے تر ہو کر دارا حرب میں بلجانے سے مضارب باطل ہو جاتی ہے اور اگر مضارب ضرر ہو کر دارا حرب میں جاوے تو مضارب باطل ہوگی گدا فرا الصکل صو مالک کے بر طرف کرنے سے مضارب معزول نہیں ہوتا جب تک اس کو خبر اپنی بر طرفی کی نہ ہو چکر اور اس کو بر طرفی کی خبر ہوئی اور مال مضارب باقی تھا تو مضارب اس کو بچا لے گا اور پھر میں نصف لے لے ورنہ اس نقد میں جو رب المال کی جنس سے ہوگا اور اگر اس مال کی جنس سے ہووے تو اس کو مضارب بدل سکتا ہے اور استحسان کے نتیجے میں مالک اس مال کو دے رہا ہے اور مال مضارب بھی دے رہا ہے تو مضارب اور بین نصف نہیں کر سکتا البتہ اگر اس مال دے رہا ہے اور مال مضارب دنا میر پیا العکس وقع مضارب اور جنس اس مال سے بدل سکتا ہے تا نفع ظاہر ہو و **ص** اگر رب المال اور مضارب دونوں بعد فسخ عقد کے جدا ہو گئے اور مال مضارب قرض تھا تو لوگ تو اگر مضارب کی اس تجارت میں نفع حاصل ہو گیا تو مضارب پر وصول کرنا تو نفع کا قرضہ اس لئے لازم آویگا ورنہ نہیں **ص** کیونکہ جس میں نفع ہوا تو مضارب کا کام بعض اہمیت کے ہوا اور نفع ہونے کی صورت میں بطور تہیہ کے

صوبہ مالک کو اسکے وصول کرنے کے لیے ذیل کر دیوے اسی طرح سب ولکیوں کا حال یہ کہ اگر تقاضا کریں تو سوا کل ذیل کر دیوے اور ذلال اور مسافر کے جاوے گتیت کے وصول کرنے پر وہ اس واسطے کہ لال اجرت لیکر لوگ آتا ہے اور مسافر شخص خاص جس کے پاس غلو وغیرہ لوگوں کا جمع کیا جاتا ہے تاکہ وہ اجرت لیکر واپس چلے اور وہ مسافر شخص خاص مال مضاربت میں بقدر نقصان ہوگا اور وہ نفع سے بچا لیا جاوے گا اگر نفع سے بھی نقصان زیادہ ہوگا تو مضاربت کا خاصہ یہ ہے کہ جو نفع ہوگا وہ اس کے لیے ہے اور اگر نفع بانٹ لیا اور عقد مضاربت کو فسخ کر دیا جاوے گا تو اس کے لیے نفع مضاربت کیا اور اب اس کا بعض مال تلف ہو گیا تو پہلا نفع اس میں لگایا جاوے گا کیونکہ یہ تو نیا عقد ہے البتہ اگر نفع تقسیم ہو گیا اور عقد مضاربت باقی رہا پھر سب مال بعض مال جاتا رہا تو جو نفع دونوں نے بانٹ لیا ہے پھر سے جمع کریں اور اب رب المال اپنا مال لال اس نفع سے پورا کر لے جو بچے اور سے دونوں بانٹ لیں اور اگر اس نفع سے اصل مال پورا ہو جائے تو اس سے نفع ختم ہوتا ہے اور ان اسکا لازمہ اور کف اس واسطے کہ مضاربت میں ہر جیسا کہ ذرا جو مضاربت لیتے ہی ہر مہینہ رکھ کر کام کاج کرے تو اپنے کھانے پینے و وا کاج پر اپنی ہی سے اٹھائے یعنی مال مضاربت میں سے نہ لیوے اور جو سفر میں جاوے تو کھلائی پانی نوکر کی تنخواہ کپڑوں کی دھلائی تیل جہان تیل کی حاجت ہر جیسے ملک حجاز میں ف حجاز مکہ اور مدینہ اور طائف و رمان شہروں کو کہتے ہیں جو درمیان نجد اور غور کے واقع ہیں ملک حجاز میں تیل کی اس لیے حاجت ہے کہ بلا حجاز واقع ہیں قائمہ دومین اور زمین قائمہ دوم کی جائزہ اور یا بس تو وہاں برون تیل لے اور گھی کھانے کے لئے زمین ہوتا ہے سواری خواہ کرانے کی ہو یا خرید کی ہو وادہ چارہ اور سکاں سب کے مصارف مال مضاربت میں لے لئے موافق ہوتے ہیں اور جو چیز سے زیادہ صرف کر دیا گیا اس قدر کا ضمان ہوگا اور جب شہر کو کوٹ کر لے اور سفر کی چیزوں میں جو مال مضاربت میں لگائے ہیں زمین کچھ باقی ہو تو وہ مال مضاربت میں نہیں شریک کر دیوے اور اگر مضاربت ایسے مقام پر کام کاج کرتا ہے کہ جب حق کو وہاں جاتا ہے تو اس کو اپنے گھر میں نہیں رہ سکتا تو اس کا کھانا سفر کا ساہرا اور اگر شہر کو اپنے گھر میں رہ سکتا ہے تو وہ تیل ایک بازار کے جو شہر کے بازاروں میں سے پھر اگر مضاربت کو نفع حاصل ہوگا تو مالک مال اس قدر خرچ کرے کہ اسے لیوے جو مضاربت مال مضاربت میں سفر میں صرف کیا تھا اب اس پر جو زیادہ ہے وہ بانٹ دیا جاوے اور اگر مضاربت کسی چیز کو مال مضاربت میں بطور مرابحہ لیتے تو جو کچھ اس چیز پر صرف ہوا ہے جیسے کریمہ باریوری وغیرہ اصل لاکھت میں لگائی اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف ہوا ہے اور سکوٹ لگانے کے لئے اگر مضاربت میں ہزار روپے تھے نصف نفع پر دسے اور ہزار روپے کا کپڑا خریدیا اور سکوٹ دینا کو بیکر ایک غلام خریدیا اور بھی دینا اس کی قیمت کے باقی کو نہیں لے لے کہ وہ دینا مضاربت میں تلف ہوئے تو مضاربت پانچ کا ضمان دیکھا۔ رباقی۔ ام مالک دیکھا تو چھائی غلام مضاربت کا ہوا اور تین حصے اس کا مال مضاربت میں لگائے اور لال اڑھائی تیرا ہوا اور اگر مضاربت میں غلام کو بطور مرابحہ کے لیے تو اسے جمع دینا ہر شہر اور نہ ڈھائی تیرا کیونکہ قیمت غلام کی تو وہ ہی ہر تھی پس اگر وہ غلام چار تیرا کو بچا تو تین تیرا حصہ مضاربت ہوگا اور ہزار روپے کا مضاربت کے ہونے کے پھر ان تین تیرا میں سے اس مال اپنی ڈھائی تیرا کو کھانے کی جو پانچ سو پچیس گے وہ نفع کے سمجھے جائیں گے اور مال مال اور مضاربت بانٹ لیکھا اگر مضاربت نے رب المال سے ایک غلام تیرا کو خریدیا جو مالک نے پانچ سو لیوے لیا تھا تو مضاربت نے پانچ گے

کے وقت مضارب پانچ سو مل جمع بتلائیے اور جو مضارب ہزار روپوں کا ایسا غلام خرید جس کی قیمت دو ہزار تیرہ اور باس
 غلام نے بطور خط ایک شخص کو قتل کیا تو اس قتل کے خون بہانے میں حصے مالک پر اور ایک حصہ مضارب پر ہوگا اور جو شخص غلام
 نے خون بہا وہی تو اب وہ غلام مال مضارب کی کج جاویگا ستویں دن رب المال کی خدمت کرے اور ایک دن مضارب کی مضرت
 کے پاس ہزار روپوں میں ان ہزار روپوں کے بدلے میں ایک غلام خریدے اور قتل جو اگر نیکے مرنے یا بے کسے وہ روپوں کے لئے تو مالک کے
 پھر دینے ہو گئے پھر اگر تلف ہو گئے قتل یا بے کسے تو پھر دینے ہونگے یہی طرح پر جہاں تک تلف ہوتے ہاویگے مالک کو دینا ہوا
 اور یہ روپوں میں مال میں شریک ہو جائیگا اگر مضارب کے پاس دو ہزار روپوں اور رب المال سے لے کر تو نے چھو ایک ہزار روپوں
 نیلے تھے اور ایک ہزار نفع کے میں اور رب المال کے کہ سینے تھے دو ہزار نیلے تھے تو قول مضارب کا قسم سے معتبر ہوگا
 ایک شخص کے پاس ہزار روپوں میں وہ کہتا ہے کہ میرا اور مضارب کے طور پر پینے زید کے اور کچھ نفع ہو چکا ہے اور زید کہتا ہے کہ یہ لوق
 بضاعت میں تو قبول زید کا معتبر ہوگا قسم سے جیسے وہ شخص دن روپوں کو قرض کے بتلائے اور زید اس کو بھرتا عت یا امانت
 قرار دے تو بھی قول زید کا قسم سے قبول ہے اگر رب المال کہے کہ میں نے حکم کیا تھا مضارب کا قالانی چیز کی تجارت میں اور
 مضارب اس کا انکار کرے اور کہے کہ تو نے کسی تجارت خاص کی قید نہیں لگائی تھی تو قول مضارب کا قسم سے مقبول ہوگا
 اور اگر یہ کہنے ایک قسم خاص تجارت کا دعویٰ کیا تو قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا کیونکہ ان تجارت کا وہی کہتا ہے

۱۵
 قتل مضارب کی
 کتاب البیانات
 میں آیت ۱۸۰
 اور جگہ ۱۲۰

کتاب الودیعة

یہ کتاب ہر امانت کی بیان میں و امانت میں خیانت کرنا بزرگناہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ایمان ہوا
 جو امانت دان نہیں ہے روایت کیا اوسکو بہیقی نے شعب الایمان میں اس میں سے اور یہ بڑی عید ہے خائن کے لیے اور فرمایا اللہ
 نے **اِنَّ اللّٰهَ يَكْفُرُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا مَاتَاتِ الْوَالِئُ** یعنی اللہ حکم کرتا ہے تمکو اس بات کا کہ ادا کرو تم امانت کو اوسکے
 مالکوں کی طرف سے و دلیعت امانت ہے کہ چھوڑی گئی ہو اسے حفاظت کے تو نہ مانے ہوگا موقوف الزود و خورد بغیر و کئی زیادتی کے
 و دلیعت ہر مال اور تلف ہو جاوے جو چیز امانت رکھائی جائے اوسکو و دلیعت کہتے ہیں اور جو رکھا جسے یعنی صاحب مال اوسکو خورد
 بلکہ مال اور جس کے پاس کئی جاوے اوسکو موقوف و نفع دال اور میں کہتے ہیں تو و دلیعت جب بغیر زیادتی موقوف کے تلف ہو گئی
 تو اوپر سپردان اوسکا لازمہ آویگا اس وقت کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں ہے عاریت لینے والے پر جو خائن ہو
 ماوان اور نہ موقوف پر جو خائن ہو تو اوان روایت کیا اوسکو و دلیعتی او بہیقی نے اپنی سن میں اور روایت کیا ابن ماجہ نے
 عمرو بن شعیب عن ابرہیم بن عبدہ کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تینے امانت رکھی کسی کے پاس تو نہیں اوپر سپردان اور سپرد
 اوکی ضعیف ہے مگر یہ قول متفق علیہ ہے ائمہ اربعہ کا کذا فی المیزان کہ **موقوف کو یہ پہنچتا ہے کہ مال امانت کی حفاظت خود کرے**
 یا اپنے گھر والوں کے پاس رکھے یا امانت کو ساتھ لیکر سفر کرے اگر موقوف نے اوسکو سفر میں لیا ہے نہ منع نہ کیا ہو اور اسے میں
 خوف غارتگری کا نہ ہو اور جو موقوف نے اوسکو سفر میں ساتھ لیا ہے نہ منع نہ کر دیا ہو وہاں نہ ہو فحاک ہو و اور وہ میں امانت تلف
 ہو سکے تو اوسکو تاوان دینا پڑیگا اسے مطلق اگر موقوف نے اوکی حفاظت سوا اپنے گھر والوں کے اور لوگوں کے کر لی تو بھی وصیعت
 ہلاک نہمان دیگا البتہ اگر لگنے یا ڈوب جانے کے خوف سے اپنے پڑوسی یا دوستی والے کو دیکھو اور وہ تلف ہو جاوے تو نہمان

ت کہ توفیق ان عذرت کا بغیر گواہوں کے نہ ہو گا ہادیہ صورتاً اگر صاحب مال نے امانت اپنی طلب کی اور متوقع باوجود
تقریب ندی یا انکار کیا اگرچہ پھر بعد اسکے اقرار بھی کیا ف یعنی جب انکار کیا امانت کا بروقت طلب صاحب مال کے تو ضامن
ہو جاوے گا بلکہ اگر پھر اسکے اقرار کرے یا کرے اور جو سو مالک کے اور کسی سے انکار کیا تو ضامن نہ ہو گا کیونکہ یہی حفاظت مال کا طریقہ ہے
اور اگر متوقع نے مرتے وقت بیان کیا امانت کو جب بھی مناسبت ہو گا صریحاً متوقع نے اس امانت کو اپنے خیال میں اس طرح ملا دیا
کہ تمیز نہیں ہو سکتی و مثلاً امانت کی صورت تھی اور اس نے اپنے گیموں میں اولیٰ ملا دیا اور اگر خلاف جنس میں ملا دیا
جیسے گواہوں میں تو مالک کا حق جاتا رہیگا اور بالاتفاق ضمان لازم آویگا اسی طرح اگر اپنی جنس میں ملاوے نزدیک امام
صاحب کے ہی طرح نزدیک ابوہریرہ کے مگر جب امانت کو اسی جنس میں جو اکثر ہوتا ہے امانت ملاوے تو قیل و قال ہو گا اکثر کاتب جب اقل
میں ملاوے کیونکہ ہر صورت میں حق مالک کا بناوے گا بلکہ شریعت ثابت ہوگی اور ضمانت کے نزدیک ہر حال میں شریعت ہوگی خواہ قیل و قال
ملاوے اکثر میں گذر اذلال صحیح صریحاً متوقع نے امانت میں زیادتی کی اس طرح کہ اسکے کپڑے کو پہنایا امانت کے جانور پر سوار
ہوایا امانت کے روپوں میں کچھ خرچ کیے پھر اتنے روپوں میں شریک کر دیے یا جس گھر میں مالک نے حفاظت مال کا حکم کیا تھا متوقع
نے اس کے سوا دوسرے گھر میں حفاظت کی تو ان سب صورتوں میں متوقع ضامن ہو گا اور اگر وہ امانت متوقع کے مال میں خود
بجھڑائی لگی تو دونوں روپوں میں شریک ہو جائیگا اور اگر متوقع نے امانت میں زیادتی کی ہے اور زیادتی کو دور کر دیا تو ضامن بھی
زائل ہو جائیگا و جیسے امانت کو جس گھر میں متوقع نے لے لیا تھا نہ رکھا بلکہ دوسرے گھر میں رکھا بعد اسکے پھر توی گھر
میں رکھ دیا تو ضامن زائل ہو جائیگا اور امام شافعی کے نزدیک زائل ہو گا صریحاً اگر دوسرے گھر میں لے لیا مال ایک شخص کے
پاس امانت رکھا ایک شریک کیا تو متوقع کو نہیں پہنچتا اور اس کا حصہ جو اگر سے بغیر دوسرے کے لے لیا تو جیسے
یہ دو بیعت سوا کیل اور سوزون کے اور کوئی چیز ہو تو یہ حکم اتفاقی ہے اور اگر کیل و سوزون ہو تو یہی حکم نزدیک امام عظیم
کے برخلاف صحابین کے اس واسطے کہ متوقع کو ولایت تقسیم مال کی نہیں ہے گذر اذلال صحیح صریحاً جب ایک چیز امانت
رکھی دو مردوں کے پاس تو اگر وہ قابل قسمت نہیں ہے تو ان دونوں مردوں میں ہر ایک کی حفاظت کر سکتا ہے بغیر
دوسرے کے اذن اور جو قابل تقسیم ہے تو ہر ایک کو چاہیے کہ اسکے دو حصے کر کے ایک ایک حصے کی حفاظت کرے و
اور صحابین کے نزدیک یہاں بھی ہر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دے سکتا ہے صریحاً باوجود اسکے اگر کہ متوقع نے نصف حصہ اپنا
دوسرے کو دیدیا تو یہ دینے والا نصف کا ضامن ہو گا نہ جو قابل تقسیم ہے بلکہ مال پر کیونکہ متوقع ضامن نہیں ہوتا امام صاحب
کے نزدیک تو اگر متوقع نے منع کر دیا متوقع کو اس امانت کو اپنے گھر والوں کے سپرد کرنا اور اس نے دیا اس شخص کو کہ اگر اس کو
نزدیک تو کچھ اس کا حرج تھا تو ضامن ہو گا اور اگر اس کو دیا کہ جسے بغیر دے پارے پختہ جیسے امانت جانور سخت
اور اپنے غلام کے سپرد کیا یا وہ چیزیں تھیں جس کی عورت میں حفاظت کرتی ہیں لہذا بی بیوی کو دین تو ضامن نہ ہو گا جیسے
ایک گھر میں کئی کوٹھریاں ہیں اور متوقع نے ایک کوٹھری میں رکھنے کو کہا تھا اس نے دوسری کوٹھری میں رکھا تو
ضامن نہ ہو گا کیونکہ ایک گھر کی سب کوٹھریاں حفاظت میں برابر ہیں البتہ اگر گھر بدل جاوے تو ضامن ہو گا
صریحاً جب دوسری کوٹھری میں زمین اس نے مال رکھا کوئی غلطی ہو گا و جیسے اس کا دروازہ بند ہو

یا دیوار ٹوٹی ہوئی جو وہ صحت والہ تھیں ماضی میں ہو گا اور اگر موقوف نے لمانت کسی اور پاس رکھائی تو ضمان صرف اولیٰ ہر لازم اور یکا ف امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اور کا موقوف سے کیوں خواہ موقوف موقوف سے لیکن اگر موقوف الموقوف سے لیکھا تو وہ موقوف سے پھر لیکھا حاصل اور اگر غاصب کے لئے موقوف کو کسی کے پاس لمانت رکھا بعد اس کے وہ کسی اور شخص کے پاس تلف ہو گئی تو مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان اور کا غاصب سے کیوں اور چاہے موقوف غاصب سے یعنی اوست شخص سے جس کے پاس غاصب نے لمانت رکھا تھا سو اگر تاوان کیوں موقوف سے تو وہ غاصب پر رجوع کر لیسے جسے ضماند صحت کے پاس ہزار روپوں میں زید نے دعویٰ کیا کہ یہ میری لمانت ہیں اور بکنے دعویٰ کیا کہ یہ میری لمانت ہیں اور کیسے پاس گواہ نہیں ہیں اور جو دونوں کے دعویٰ سے منکر ہے تو قاضی عمر کو حلف دلاو گا ہر ایک کے لیے جدا جدا اور جسے حلف چاہے شروع کرے اور جو جگہ کرے تو قرعہ ڈال لیسے تو اگر ایک کے حلف سے عمر تکمیل کیا دوسرے کے لیے حلف دلاوے اگر اس کے لیے بھی نکول کرے تو یہ ہزار روپوں کے ٹھہرے اور عمر روپوں ہزار روپوں اور لازم آئے تنگ وقت دلیل سکی مع اور تفصیل کے ہر کتاب میں مذکور ہے فقط

کتاب العاریۃ

یہ کتاب ہے عاریت کے احکام کے بیان میں یعنی مالکی ہوئی چیز کے لینے کے بیان میں عاریت کی جو بی قرآن اور حدیث اور جماع سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَمِمَّا عَوَّنَ آتَيْنَا لَكُمْ لِيَمُنَّ بِهِمْ وَتُبَّ عَلَيْهِمْ** یعنی منع کرتے ہیں ماعون کو ماعون میں چیز سے عاریت ہے جس کی عاریت لینے کی لوگوں میں عاریت جاری ہو پھر عاریت مذکورہ مذموم ٹھہر تو عاریت دینا خوب ہے اور ایسے میں ہے کہ عاریت جائز ہے اس واسطے کہ یہ ایک قسم کا احسان ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی اربعین عاریت کی تھیں صفوان غزوہ حنین میں روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور بخاری میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کا گدوہ جس کا مندروب نام تھا بطور عاریت لیا تھا جس عاریت کہتے ہیں نفع کے مالک کہ لینے کو بغیر عوض کے جانتا چاہیے کہ تملیکات چار قسم ہیں ایک تملیک عین بعوض تو یہ بیع ہے دوسری تملیک عین بلا عوض یہ ہے ہر قسم کی تملیک منفعہ بعوض بلجا رہے جو تھی تملیک منفعہ بلا عوض یہ عاریت ہے **ف** اعازہ عاریت رہنا استعارہ عاریت مانگنا استعیر عاریت لینے والا استعیر عاریت لینے والا استعارہ ہے جو عاریت دیا صحیح ہے عاریت ان الفاظ سے کہ یہ چیز میں تجکو عاریت دی یا عطا کی یا اپنی زمین میں سے تجھے کھانا نیکو دی **ف** یعنی زمین کا غائب تیرے کھانے کو دیا صحیح ہے اسے جو اس جانور پر چرایا یا زمین یا پناہ غلام تجھے خدمت کے لیے دیا یا میرا گھر تیرا گھر سکونت کی راہ یا میرا گھر تیرا گھر تیرے رہنے کو ہے اور میرا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی چیز پھر لیسے **ف** اگر چہ چیز اس کا کوئی وقت بھی مقرر کر دیا جو اسے استعیر کو پھر دینا اس کا واجب ہے اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاریت ادا کی وہی طرف مالک کے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ابی امامہ سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کرنا لمانت کو اس کی طرف جس نے اس میں کیا تجھے اور نہ خیانت کر اس کی جسے خیانت کی تیری روایت کیا اس کو ترمذی اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور حسن کہا اس کو اور صحیح کیا اس کو حاکم نے اور ابن ماجہ اس کو ابو حاتم لازی نے **ص** اور بغیر زیادتی کے اگر مستعار مستعیر پاس ہلاک ہو گیا تو مستعیر تاوان اور اس کا لازم نہ آوے یکا ف اس واسطے کہ عاریت لمانت ہے اور لمانت کا تاوان نہیں ہوتا اولیٰ ما مشافعی کے نزدیک تاوان لازم

آویگا ص مستعیر کو اختیار نہیں کہ مستعار کو لایہ پر چلائے تو اگر اسے لایہ دیا اور ہلاک ہو گئی تو مستعیر کو اختیار ہے کہ اگر تاوان اوکا
یا مستعیر سے لیتے یا لایہ اسے سواگر مستعیر سے لیا تو وہ کسی پر رجوع نہ کرے اور جو لایہ اسے لیا تو وہ مستعیر پر رجوع کر لے
اگر اس کو لایہ لیتے وقت عیاسبات کا ہو کہ شیعہ عاریت ہو اور جہاں اس اگر ایک شہ عاریت ہی اور نفع اوٹھانے والے کو جہاں
نہیں کیا تو مستعیر کو درست ہے کہ وہ دوسرے کو بطور عاریت دے جو برابر ہے استعمال اور اسکا مختلف ہو جیسے سواری جانور کی یا
نہ مختلف ہو جیسے بوجھ لادنا جانور پر ف یا مکان میں رہنا یا غلام سے خدمت لینا اور اگر معین کر دیا اور اس شخص کو جو اس
شے سے نفع لے گا جیسے معیر نے کہہ دیا کہ تو ہی اس نفع اوٹھانا تو اگر استعمال اور اسکا مختلف نہ ہو تب مستعیر کو اوکا
عاریت دینا درست ہے اور اگر مختلف ہو تو وہ سب کے کو عاریت دینا درست نہیں ہے اس طرح موٹر کا مٹرف یعنی جس وقت کوئی
شے لایہ دینی تو اگر رجوع نفع اوٹھانے والا کو معین نہیں کیا تو سب سے رجوع کو عاریت دیا سکتا ہے برابر ہے کہ وہ مختلف استعمال ہے
یا نہ اور اگر معین کر دیا تو نہیں دیا سکتا مگر اس شے کو جو مختلف استعمال نہ ہو اور باہم شافی کے نزدیک مستعیر کو عاریت دینا
کسی صورت میں جائز نہیں لگتا اگر اصل صورت میں جس شخص نے ایک جانور کر رہا یا بطور عاریت لیا اور موٹر اور معیر نے
کوئی قید نہیں لگائی تو اس شخص کو چاہئے کہ اس جانور پر آپ بوجھ لاد دیا دوسرے کو بطور عاریت بوجھ لادنے کے لیے دے
اور خود سوار ہو اور دوسرے کو سوار کر دے اور جس کام کو کر لیا تو وہی فعل معین ہو جاوے گا اب اگر دوسرے لے کر گیا تو ضمان
ہوگا ف اس واسطے کہ مطلق ہر قسم کے نفع کو شامل ہے اور معین تر نفع میں مستعیر اور مستاجر کو اختیار ہے تو اگر اول آپ سواری
کی قیاد دوسرے کو سوار نہیں کر سکتا اور اگر بوجھ لاد تو سوار ہو نہیں سکتا اور اگر معیر اور موٹر نے انتقال کو مطلق رکھا تو
سے اور قسم سے تو مستعیر اور مستاجر کو اختیار ہے کہ جس وقت چاہے جس طرح کا چاہے نفع لے لے اور اگر ترقی کر دیا تو اگر مستعیر اور
مستاجر نے اس کے مثل یا بہتر دوسرے نفع لیا تو مستعیر اور اگر اس سے نفع لے لیا تو ضمان ہوگا اگر ایک شخص نے ایک جانور لایہ دیا
یا بطور عاریت لیا بعد فرغت کے اس جانور کو مالک کے مصل میں چھوڑ دیا یا اپنے غلام یا اس نوکر کے ساتھ جسکو چھوڑا
یا سواری یا لادتی ہو بچہ یا مالک کے غلام یا اسے نوکر کے ہمراہ روانہ کر دیا چھوڑا جانور مالک کو ملنے کا اول ہلاک ہو گیا
تو ضمان ہوگا ف اور جو نوکر روز پر ملازم ہو تو اس کے ہمراہ بچھوڑے ضمان ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ مستعیر امانت رکھنے کا
مالک نہیں ہے مستعیر مستعار کو جو نہایت عمدہ اور بیش قیمت ہو معیر کے گھر میں دے دے اور ہلاک ہو جاوے مالک کو بچھوڑنے
سے پہلے تو ضمان ہوگا اور اگر وہ نہایت نفیس ہو جیسے جو بہت وغیرہ تو گھر میں دے لے سے بری الذمہ ہوگا بلکہ خاص مالک
کو دینا چاہیے اسی طرح امانت اور مضمون کو اگر مالک گھر پر لے آویگا تو ضمان ہوگا یعنی در صورت ہلاک بلکہ امانت
اور مضمون کو خاص مالک کو دینا ضروری ہے اور عاریت لینا رو پیشہ بینی اور ٹریل در موزوں اور بعد و کا قرض میں دا
رغرف اس لیے کہ ان شہیا سے نفع حاصل نہیں ہو سکتا یوں استعمال کا بیخ الا اس صورت میں جب انتقال کو معین کر لے
جیسے ایک روپیہ مالگہ نہاد درست کر نیکی لے یا دوکان کی آرایش کے لیے تو عاریت ہوگا اور فائدہ قرض ہونے کا یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں
ہلاک ہو جائیںگی مستعیر یا اس نفع لینے کے تو ضمان اور سپر لازم ہوگا لگتا اگر اصل صورت صحیح ہے عاریت لینا زمین کا
واسطے مکان بنانے اور درست ہونے کے اور معیر کو چھوڑنا کہ جس وقت چاہے عاریت سے رجوع کرے اور مستعیر کو

ہبہ کے پھیر لینے کے بیان میں

حبیر کے تمام ہبہ جو بیگاف یعنی مہربوب کو ضرورت نہیں کہ اس پر دوسری تہہ قبضہ حبیر کرے **ص** اگر باپ **ف** یا چوتھے شخص جیکو ولایت ہوتی ہے یعنی جو صغیر کی پرورش کرتا ہو تو بیگانی اور چچا بھی آئیں داخل ہیں جب باپ نہ ہو بشرطیکہ صغیر اور بچے عیال میں ہو کہ در بخندار **ص** اپنے فرزند نابالغ کو کوئی شہر ہبہ کرے تو یہ ہبہ صرف اس بات تمام ہبہ جو باپ کا نہ آئیں قبول کی حاجت ہوتی ہے قبض کی **ف** اس واسطے کہ اولی کا قبضہ مثل قبضہ مہربوب کہ شہا لکھا جاوے گا دس بخندار **ص** اگر اجنبی کوئی چیز ہبہ کی ایک نابالغ کو تو ہبہ تمام ہبہ جو باپ کا خود اس صغیر کے قبضے سے اگر وہ عاقل ہو **ف** یعنی تحصیل مال کو سمجھتا ہو کہ دس بخندار **ص** یا اس کے باپ کے قبضے سے یا اس کے دادا کے قبضے سے یا باپ اور دادا کے کسی کے قبضے سے یا ماں کے قبضہ کرے اگر وہ صغیر ماں کے پاس ہو **ف** یعنی اسی کے پاس پرورش پاتا ہو اور اگر اسکی پرورش میں ہو تو اس کا قبضہ کافی ہوگا **ص** یا اجنبی کے قبضہ کرنے سے اگر وہ اجنبی اس صغیر کی پرورش کرتا ہو اور وہ لڑکا اسی کے پاس ہو اور اگر ایک شہر ہبہ کی صغیر کے لیے اور اسکی طرف سے اسکی خاوند مہربوب قبضہ کیا تو درست ہے بشرطیکہ بعد زفاف ہو **ف** اور قبل زفاف صحیح نہیں در بخندار زفاف کا روز ہبہ کا جانا ہر زوج کے گھر میں اجہ نکاح کے **ص** دو آدمیوں نے لڑکا لیا ایک شخص کو ہبہ کیا تو صحیح ہے اس واسطے کہ کل گھر ایک شخص کے پاس آیا تو شیعہ نہیں ہے اور اسکا اولیٰ یعنی ایک شخص اپنا گھر دو آدمیوں کو ہبہ کرے تو صحیح نہیں نزدیک نام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے **ف** اس واسطے کہ تمہیک متذکرہ تو شیعہ باقی نہیں رہا جیسے ایک چیز کو دو شخصوں پاس اولیٰ نام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک کو نصف گھر ہبہ کیا تو شیعہ ثابت ہوا ہر خلاف رہن کے کہ وہاں ہر ایک کے دین بیلے میں گل شہر میں رہی کہ **ف** اگر اصل **ص** جیسے دس درم تصدق کیے یا جیسے دو نو نگر دن کو تو درست نہیں اور وہ فقہروں کو اگر تصدق یا ہبہ کیے تو درست ہے **ف** اور صاحبین کے نزدیک اول صورت میں بھی درست ہے جیسے مکان کی ہبہ میں دو شخصوں کو دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ تو نگر دن کو جب ہبہ یا تصدق کیا تو مہربوب نہ ہو شخص ہو گئے اور وہ مہربوب ہر شیوع کو بر خلاف تصدق اور ہبہ کے دو فقہروں پر لکھو وہ اصل خدا کو دینا ہے اور خدا واحد ہے فرمایا حضرت علیؑ علیہ السلام تصدق ہر ایک اولیٰ میں خدا تعالیٰ کے برابر ہے کہ چاہے فقیر کے گناہ **ف** اصل اور یہ حدیث اس لفظ سے مجھے نہیں ملی واللہ اعلم

باب ہبہ کر کے پھیر لینے کے بیان میں **ص**

ہبہ کر کے پھیر لینا درست ہے ہاں سے نزدیک اس واسطے کہ فرمایا حضرت علیؑ علیہ السلام نے ہبہ کرنے والا زیادہ حقدار ہے مہربوب کا جب تک نہیں لاپاؤا و اسکا **ف** روایت کیا اور کولین ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور صحیح کہا ابن عمر سے **ص** اور امام شافعی نے نزدیک رجوع کرنا ہبہ میں درست نہیں مگر جو باپ اپنے بیٹے کو ہبہ کر کے اسلئے کہ فرمایا آنحضرت علیہ السلام والتمسوا منکم من یبہرکم فی اللہ والوالدین علیہما السلام اور ابن عمر سے کہ ہبہ کرنے والا اپنی ہبہ میں مگر باپ اس چیز میں جو ہبہ کرنے والی اور اسکی طرف روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور صحیح کیا اسکو ترمذی نے اور ابن حبان اور حاکم نے **ص** ہم کہتے ہیں کہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ دوسروں کو سزاوا نہیں کہ رجوع کرین البتہ باپ کو کہ وہ وقت احتیاج کے اپنی اولاد کے مال کا مالک ہو جاتا ہے **ف**

یعنی یہ حالت جو حدیث شافعی میں مروی ہے معمول ہے اور پرکراہت رجوع کے اور شک نہیں اس میں کہ پھرنا ہر سہ ہمارے
 نزدیک یا کورہ تہی ہی بقول صحیح یا کورہ تغیری ہے بقول ضعیف اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھرنے والا اپنی
 مہینہ میں جیسے گناہ گزرا ہے پھر اتارے اپنی تو کی طاعت روایت کیا اور سکون جاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ عمارت کا
 صلیب کی رجوع کے ساتھ موانع میں جو درمیان میں جمع ہیں وہ اسات امر مانع ہیں رجوع فی اللہ کے نام یعنی
 نے تسمیہ شرط کے واسطے اور موانع کی طرف اشارہ ان سات حرفوں میں کر دیا ہے معنی اس عبارت کے ہیں کہ اللہ نے
 فرمایا کہ اگر اللہ کو خرق مہینہ میں ہے تو کو کیا اللہ کو کورہی کے ساتھ مشابہت ہی گناہ گزرا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد وہ
 زیادہ ہے جو نفس شرم مہربوب میں ہو و اور اس کے سبب قیمت شرم مہربوب کی بڑھ جاوے اور متصل ہو و
 شرم مہربوب یعنی جدا ہونا اس زیادت کا شرم مہربوب ممکن نہ ہو و سے زیادت کی قیاسی سولے لگائی کہ نقصان مہربوب
 چنانچہ عامہ چونکہ لونی کا اور کاٹ ڈالنا کپڑے کا مانع رجوع نہیں اور نفس شرم مہربوب کی قیمت سے وہ زیادت مل گئی جو شرم
 نزع میں ہو و مثلاً بعد مہربوب کے شرم مہربوب کا نزع بڑھ جائے تو نیز زیادتی مانع رجوع نہیں زیادت قیمت کی قیاس سے وہ زیادتی
 مل گئی جو نقصان قیمت کا موجب ہے جیسے طولانی فرش غلام لونڈی کے قاست کا کہ یہی مانع رجوع نہیں جس جیسے
 عمارت بنانا اور زخمت کا جانات کہ ایک شخص نے عالی زمین مہربوب کی بعد اس کے مہربوب لگے اس میں عمارت بنائی یا ہر
 جمائے جس سے زمین کی قیمت بڑھ گئی تو اب وہ مہربوب کو رجوع جائز نہ کہ قسما قسما ہی عالمگیری میں کافی سے منتقل ہے کہ اگر عالی
 زمین مہربوب کی مہربوب نے ایک کنا سے پچھو جو اس کے یا عمارت بنائی اور یہ عمارت بنا اور پھر جو ان زمین کی زیادت ٹھہری
 تو وہ مہربوب کو مہربوب پھیر لینا جائز نہیں بلکہ زمین میں بعض میں ہیں اور اگر قیمت میں محدود نہ ہوتی نقصان میں شمار ہو تو مانع رجوع نہیں
 تو اگر وہ کان نہایت چھوٹی بنا ہے تو یہ ہرگز زیادت نہ ہوگی تو اس کا کچھ عتبار نہیں اور اگر زمین عظیم یعنی طویل اور عریض
 ہو تو عمارت مذکورہ حاضر میں کی زیادت نہ ہوگی بلکہ وہ ایک قطعہ کی زیادت ٹھہری تو وہ مہربوب کو وہ قطعہ چھوڑے کہ وہ
 قطعہ میں رجوع جائز ہوگا انتہائی غایت کا و کفار اور فریبی یعنی موٹا ہو جانا شرم مہربوب کا ف اور خوب تی
 اور زخمت اور رنگ اور شوب پڑنا کپڑے پر یعنی وہ دھلو لے جس سے قیمت بڑھ جاوے اور جوان ہونا صغیر کا اور بزرگ
 اور دیکھنا اندھے کا اور مسلمان ہونا غلام کا اور معالجہ ہونا اس کا اور معاف ہو جانا جنابت کا اور تعلیم قرآن کی یا کتابت
 کی یا قدرت کی اور لکھنے اور اے صحیف کی اور نقل متاع ایک شہر سے دوسرے شہر کو جہاں اس کی قیمت زیاد ہو جاوے اور مٹانے
 سے نہ وہ زیادتی جو جدا ہو و شرم مہربوب کا ف کہ وہ مانع رجوع نہیں جس جیسے پھینا شرم مہربوب کا ف اور پھل زخمت
 کا اور صورت میں وہ مہربوب اس شرم کو پھیرے نہ زیادت کو دہرنا عمارت اور زمین سے مراد ہے جو جانا وہ مہربوب کا یا مہربوب
 کا ف اور قطعہ کہ پھر تیار رجوع کا باقی نہیں رہتا اور قبل تیار کے کوئی مگر یا تو مقصد مہربوب مہربوب کا دہرنا عمارت اور زمین سے مراد
 عرض ہے جو مہربوب کے لئے زمین مہربوب لے لے وہ مہربوب کو دیا ہو و بشرطیکہ اس عوض کی اضافت طرف مہربوب کی ہو و مثلاً
 مہربوب لے لے وہ مہربوب کے لئے مہربوب کا عوض یا اس کا بدلہ یا مہربوب کا مقابل سے یا مانند اس کلام کے اور کوئی لفظ
 بولا جس سے وہ مہربوب کو معلوم ہو جاوے کہ یہ اس کے سبب کا عوض ہے اور وہ مہربوب اس پر قبضہ کیا تو اب جو رجوع سا قیام ہو جاوے گا اس سے

۱۵۶

۱۵۶

ہے تو قبا و ہیر کہ اگر زمین نزع جان پہلے تیرے تو یہ چیز تیری ہے اور جو تو مر جائے تو پھر وہ چیز میری ہے جاوے گی و رفتی مشق
 ہر تو تیرے جسکے معنی متظار کے ہیں گو یا ہر ایک اون دونوں میں سے دوسرے کی موت کا انتظار کرتا ہے اور یہ باطل ہے
 نزدیک طرفین کے اور نزدیک ایوہ سفت کے صحیح ہے اور شرط باطل ہے لکن اولاً اصل صدقہ کا حکم ہے کہ اس کا ہر ایک صحیح نہیں ہے
 بغیر قبضے کے اور نہ اس شاع میں جو قابل شمت ہے مثلاً تصدق کیا ایک شتر مثل القسرتیہ کے نصف کو تو صحیح نہیں
 البتہ اگر ایک شتر دو فقیروں کو تصدق کرے تو درست ہے اور صدقے میں رجوع درست نہیں ہے و کیونکہ صدقہ
 کا عوض ثواب ہے اور وہ متصدق کو حاصل ہو گیا بر خلاف ہبہ کے مسائل ملحقہ اگر تفرغ خواہ کے
 خود کہا کہ نام میرا تمسک میں بطور عاریتی ہے اور یہ قرضہ اصل میں دوسرے شخص کا ہے تو اس کا اقرار صحیح ہو گا اور فقیروں میں کوئی سکتا ہے
 ایسا ہی حکم ہے اگر لیون کہا کہ میرا قرضہ جو فلان شخص پر ہے وہ فلاں کے ہاں دو شخصوں نے باہم صلح کر لی اس میں ہر پر
 کہ عطائے سلطانی میں دفتر سرکار میں ایک شخص کا نام کھوایا جاوے تو عطائے سلطانی اسی کی ہوگی جس کا نام دفتر
 سرکار میں مرقوم ہے ایک شخص نے دعوت کی چند آدمیوں کی اور ہر ایک کو ایک ایک علیحدہ خوانوں پر بٹھایا تو
 ہر ایک خوان والے کو درست نہیں کہ دوسرے خوان والے کو پائین پاس سے کچھ کھانا دیوے یا کسی فقیر کو اس میں سے
 کچھ دیوے یا خادم کو یا صاحب خانہ کے مکان کے سوا اور مکان کے پانی یا گتے کو اگر یہ صاحب خانہ کا ہو وے
 دیوے مگر چلی ہوئی روٹی دینا درست ہے جو ہر ایک کے ایک سے دوسرے کو خط لکھا اور اس میں یہ لکھا کہ اسکی
 پشت پر جواب لکھو یا تو مکتوب الیہ کو اس خط کا پیچہ دینا ضرور ہے اور اگر جواب پشت پر طلب نہیں کیا تو کاتب الیہ
 اس خط کا مالک ہو جاوے گا تاکہ کو حیر نہیں ہو چتا اسے زکوٰۃ غیر سوا عیم اور زمر اور کفار پر دین کا اگر ہبہ
 کیا دیوں کو تو درست ہے چچک دائن کو رجوع اس سے خواہ دیوں نے قبول کیا ہو یا نہ ہو درست نہیں ہے
 عورت نے اپنا مہر معاف کیا اس شرط پر کہ خاوند اس پر نظر چھوڑ دیوے یا اسکو حج گرا لے وے اور خاوند نے
 ایسے شرط کی تو مہر اپنے حال پر باقی رہ گیا اور عفو ہو گا لکن فی الذکر العتقار و تہن و حصر من الطلاق و و الشاہد
 ائحہ شد کہ جلد ثابث کتاب نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اندکے فصل و کر م سے تیسری تاریخ رمضان شریف ۱۰۹۲ ہجری
 روز پنجشنبہ کو تمام ہوئی اب غفر یہ ترجمہ جو کئی جلد کا شروع ہوتا ہے خدا کے تعالیٰ سے اس پر دعا کہ اسے تمام کی
 بھی جلد توفیق دیا مقبول فرماوے اور اس کتاب کو آخرت میں ذریعہ مغفرت اور حصول ثواب گردانے لفظ

تذکرہ

شکر و احسان خداوند و ہاب کہ یہ کتاب برکت نصاب اسطے افادہ طلبہ می شاہ فقیہ کنہایت معنی کو شمس سے
 باہتمام راہی عسفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن معن فوراً اول شعبان المعظم ۱۲۹۳ ہجری میں چھپ کر تمام ہوئی

<p>وجہ مہر و دستخط ہر خانہ</p> <p>واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپی ہوئی ہو مہر و دستخط ہر خانہ کے ثبت کیے گئے فقط</p>	<p>محمد روشن خان معنی</p> <p>محمد روشن خان معنی</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم

کئی عقدوں پر اور ہر عقد میں تین برس یا کم کا ہووے تو اس طرح مدت اجارہ کی ہوتی ہے اور جب ایک عقد تمام ہو جاوے گا تو دوسرا عقد شروع ہو جاوے گا اور یہی جیسا ہے اور ان لوگوں کے نزدیک بھی جو غیر ارضی وقت میں ایک سال سے زیادہ مدت جائز نہیں رکھتے شرع نے اس قول کو اس طرح پر رد کیا کہ اجارہ طویل کی وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مدت اجارہ ایک مدت طویل کے ہستلال قبضہ اپنے کے موقوف میں دعویٰ ملک کرنے اور وقت ضائع ہو جاوے اور یہ وجہ صورت میں بھی پہلی جاتی ہے تو یہ جیسا بھی ناجائز ہوگا تو جب اجارہ طویل جائز ہو تو فسخ ہو جاوے گا کی مدت میں یعنی تین سال میں صحیح رہے گی تا زیادہ میں اور بعض کے نزدیک اجارہ طویل اگر ارضی میں ہے تو تین برس میں صحیح ہوگا اور باقی میں صحیح اور اگر گھریاں کان میں ہے تو ایک برس میں صحیح ہوگا اور باقی میں باطل لیکن اول قول کو ترجیح دی ہے مصنف تہذیب الاحکام والہ علیہ صواعق منفعہ صوم ہوتی ہے کہ اس کے بیان کر دیتے ہیں یہ رنگوانی یا سلوانی یا سبائی اور ٹھوٹی جس کا مقدار معلوم ہو و ایک سال سے تین تک فی سوار کی ایک ماہ کی ایک سال سے تین تک ایک وقت میں تک اگر مسافت یا وقت کا بیان ہو تو اجارہ فاسد ہے اور طویل اور زکوٰۃ اور طرح زرگری وغیرہ کو اس طرح بیان کر دینا لازم ہے کہ پھر خیر کو بنا نعت ہو و مثلاً زکوٰۃ میں کہ پھر کیا بیان اور اس کی قسم کا ذکر نہ کرے نہ جو مطلوب ضروری ہے اس طرح سلوانی میں روحت کی قسم اور پھر کیا بیان لازم ہے اور ایسا ہی دہلوانی میں کہ پھر کیا بیان ہو و حاضر و غائب اور اس طرح صواعق منفعہ معلوم ہو جاتی ہے اس کے جیسے ایک چیز کی طرف اشارہ کر کے کہ اس کو فلاں جگہ تک پہنچانے اور اجرت صرف عقد اجارہ کے واجب نہیں ہوتی اور شافعی کے نزدیک صرف عقد اجارہ کے واجب جاتی ہے خصوصاً جب اجرت کو پیشگی دیدیو بلا شرط یعنی شرط اجارہ میں نہ ہو کہ اجرت پیشگی لیا جائے بلکہ از خود مستاجر جلدی کر کے اجرت دیدیو تو اب وہ واجب ہو جاتی ہے اس معنی کر کے کہ پھر مستاجر اس کو پھر نہیں سکتا صرف اجرت کی شرط پیشگی لینے کی ہو گئی ہو یا مستاجر نفع اور نفع یا قدرت نفع اور نفع کی پوری ہو جاوے جب مستاجر کو اجارہ کی چیز لینے سے اسے اجرت سے ڈراوے اور اس کو بطور مستاجر یا مالک نہ کہ مستاجر کوئی مانع نہ ہو تو مستاجر قادر پھر گیا اس وقت میں اگر پھر مستاجر اس سے نفع نہ اوٹھاوے لیکن بعد گزرنے سے اس سے اجرت اس پر لازم ہوگی اگر تین صورتوں میں ایک اجارہ فاسد میں قدرت انتفاع سے اجرت لازم نہیں آتی بلکہ جب اس سے نفع اوٹھاوے دوسری جب جانور خارج شہر کے سواری کی واسطے کر لیا پھر اس کو اپنے پاس باندھ رکھا اور اس پر سوار نہیں ہوا دوسری یہ کہ ایک کچھ ہر روز ایک روپیہ کر لیا پھر اپنے کو لیا پھر اس کو چند سال تک رکھ چھوڑا اور اپنے کے تو اجرت صرف اتنے دنوں تک کی لازم ہوگی جہاں تک وہ کچھ اپنے سے چھٹ جاتا اس کے بعد کی لازم نہ آوے گی اس کا صلہ جیسے ایک گھر کر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا اور وہیں سکونت نہ کی تو اجرت واجب ہوگی بعد گزرنے تک اور جو مدت اجارہ میں اس گھر کو کر لیا وہ اس سے کہنے سے چھوڑا چھین لیا تو جس مدت تک وہ گھر اس کے پاس سے نکل کے غاصب پاس رہا ہے اس قدر کا کر لیا نہ پھر گیا اگر اس صورت میں اس کے غاصب کا مکان کھانا کر لیا کہ سفارش سے یا مددگاروں کی حمایت اور ذور سے اور اسے خود نہ نکالا تو ان دنوں کی بھی اجرت دینا پڑے گی اگر وہ اشتباہ صلہ اور جو کہ دور مدت ہے کہ کر لیا زمین اور مکان کا کر لیا اسے روزانہ وصول کرے اور جانور کا ہر منزل پر لپیوے یہ صورت جب ہے کہ کر لیا یہ مطلق مقرر کیا ہے وہ بلا قبضہ لینا تاخیر کا اور اگر قبضہ

یا تاخیر کا بیان ہو گیا ہو تو وہی تعیین ہوگا شرط کے موافق مگر اگر صراحت اور موعنی اور درزی مزدوری جب لیکھا کہ اپنے کام فرغت حاصل ہے
 قہار اگر وہی قبل اسکے تلف کی تو مزدوری اوکی ساقط ہو جاوے گی مگر اگر صراحت اور موعنی کا کام درزی نے نہ کیا ہو تو
 یہ ساقط لکھا کہ اگر کام ساجر کے گھر میں کیا اور کچھ کپڑا سیاتھا کہ چوری ہو گیا تو اوکو بقدر مال کی مزدوری ملے گی کذا فی الاصل ص ۱۰۲
 مزدور نے دیوار سالی اور بعد بنائیکہ گری تو اجرت اوکی دہیجے گی موافق مذکورہ ہے کہ اگر درزی ایک شخص کا کپڑا سی رہا تھا اور قبل سنا کپڑا درزی وہ
 کپڑا مالک کے پاس ایک شخص نے اوکی بیٹھون اور دھیر ڈالی تو درزی کو مزدوری نہ ملے گی بلکہ درزی کو بیٹھون اور دھیر نے مال سے تاوان لینے کا
 اختیار ہے کذا فی الاصل اور مان مزدوری سے لے سکتا ہے جیسے ٹی تو سے نکال لیسے تو اگر روٹی بٹھائے بعد نکال لینے کے تو اوکو
 اجرت ملے گی اور جو قبل نکالنے کے بل جائے تو مزدوری اوکو نہ ملے گی اور دونوں صورتوں میں مان پر نیز نقصان کا
 تاوان نہ ہوگا ف نزدیک امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک مان پر مالک کا جس قدر رٹا تھا جو اے کے
 اور اگر مالک چاہے تو مان پر سے پختہ روٹی کا تاوان لیکر لیکھانے کی مزدوری اوکو دیدی کہ یہ اختلاف صرف صورت
 اول میں ہے اور لیکن صورت ثانی میں یعنی جب روٹی قبل نکالنے کے بل جیو تو بالاتفاق اوکو مزدوری ملے گی
 اور تاوان لازم ہوگا یہ حکم جب تھا کہ روٹی مستاجر کے گھر میں پکائی جاتی ہووے اور جو اس کے گھر میں نہ پکیتی ہووے
 تو بل چٹا چوری جانے کی صورت میں بالکل مزدوری نیکی خواہ وہ روٹی قبل نکالنے کے تصور سے جلی ہووے یا بعد
 نکالنے کے دس ہنڈا صر اور دیگ اور ہاٹھی پکانے کی مزدوری واجب ہوئی ہے نکالنے کے بعد یعنی جب بے گیسے
 پیالون اور کابیون میں باوری نکال چکے تب مزدوری کا مستحق ہوگا ف پس اگر باوری نے کھانا بگاڑ دیا یا جلا
 یا بچھا رکھا خوب نہ پکایا تو وہ کھانے کا ضامن ہے یعنی طعاس کی ہمت کا تاوان او سپر لازم ہوگا دس ہنڈا صر اور
 چٹی نیت پانٹنے والے کی مزدوری واجب ہوگی جب آئین کھڑی کر دیوے ف یعنی الگ الگ بنا کر ڈال دیوے
 یہ قول امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک تشریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور ڈھیر لگانے کے بعد
 واجب ہوگی اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ دس ہنڈا صر جو اجیر کے اسکے کام کا فرم موجود ہو او اس زمین جیسے نگر
 اور وہ دھوبی جو نشاستہ اور انڈے کی سفیدی سے دس ہنڈا صر کڈان دو تون کے کام کا اثر کپڑے میں موجود تھا
 یعنی رنگ اور نشاستہ وغیرہ اور بعضون کے نزدیک اثر سے مراد یہ ہے کہ چونکہ کپڑے اور دکھائی نے اس صورت
 میں وہ دھوبی جو نقطہ کپڑا سفید کر دیتا ہے اور نشاستہ وغیرہ نہیں لگاتا اسی حکم میں داخل ہے در مختار میں ہے کہ قول ثانی صحیح ہے
 تو کپڑا دھونے والا اور پتہ توڑنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور درزی اور موزہ دوڑا اور غلام
 کا سر ہونڈنے والا صر ان سب کو روک رکھنا چیز کا مزدوری وصول کر نیکی سے جائز ہے ہر گوارا ان لوگوں نے چیز کو
 روک رکھا اور وہ چیز تلف ہو گئی تو نہ مزدور پر تاوان ہے اور نہ مالک پر مزدوری ہے ف یہ مذہب امام صاحب کا ہے
 اور صاحبین کے نزدیک چونکہ وہ شے قبل روک رکھنے کے مضمون تھی تو بعد روکنے کے بھی مضمون ہوگی پھر مالک کو
 اونکے نزدیک اختیار ہے چاہے تاوان لیوے ان لوگوں سے او اس چیز کی قیمت کا جو قبل اس عمل کے تھی تو مزدور
 نہیوے یا او اس قیمت کا جو بعد عمل کے ہو تو مزدوری بھی دیوے کذا فی الاصل صر اور جس اجیر کے کام کا اثر ہے

شرکین نہ ہوئے جیسے بوجھ لاونے والا یا ملاح یا کپڑا بھینچنے والا جو صرف پانی میں ڈبا کر لادوے تو ان لوگوں کو چیز کا روک رکھنا واسطے مزدوری لینے کے نہیں ہو جاتا تو اگر ان لوگوں نے چیز کو روک رکھا اور تلف ہو گئی تو ضمان دینے کے مثل غامس کے دس پختار صر البتہ جو غلام بھاگے ہوئے کو لیکر آوے وہ اپنی مزدوری کے لیے اس غلام کو روک رکھتا ہے اگر چاہو سکے کام کا اثر غلام میں کچھ پایا نہیں جاتا اس لیے کہ غلام آہن مثل مالک کے تھا تو لالہ نے مالک کو لیا اور سکو جلا کر مالک کے ہاتھ بیوہ من اجرت کے فروخت کیا اور نہ فرستے مزدور ایک اجیر کو حق جس میں برابر بیکراؤ اسکے کام کا اثر اس چیز میں ہو گیا ہو گا کذا فی الاحکام صر اگر مالک مال نے اجیر سے قیاسات کی نہ لگائی کہ یہ کام تو اپنے ہاتھ سے کرنا تو اس کو اختیار نہ کرنا خواہ آپ کے پاس کسی اور سے کام لیوے اور اگر یہ قید گادی اجیر کو دوسرے سے کام لینا درست نہیں ہے اگر وہ کہہ کہ اسکو غیر عورت سے دو پلو دینا جائز ہے بشرط اور بلا شرط طرح سے حد پختار صر ایک شخص نے ٹھیکہ لیا اس بات کا کہ بیکراؤ اہل عیال کو لے آؤ گا و مثلاً بصرہ سے جا کر درجب بصرہ میں گیا صر تو بعض اہل و عیال اس کے مرگئے تھے وہ شخص جو باقی تھے اونکو لیکر آیا اس صورت میں اجیر کو اجرت حسابے لیلی زید نے عمر کو ایاب خط دیا کہ بیکراؤ بچا ہے اجرت سے عمر کو جب لیکر گیا تو سب مر جانے لیکر کہ وہ خط پھر زید کے پاس واپس کر لیا اس صورت میں عمر کو اجرت نہ لیلی و یہی حکم ہے اگر کچھ کھانا لیا ہو کسی کے پونچھانے کے لیے اور اس کے مر جانے کے سبب وہ کھانا پھر مالک کے پاس پھر لادوے کہ اجرت نہ لیلی نزدیک شہین کے اور نزدیک محمد کے خط میں اسکو اجرت جانے کی لیلی یعنی نصف پوری اجرت کی اور کھانے میں کچھ نہ لیکا کذا فی الاحکام صر طحاوی میں ہے کہ یہ حکم جب ہے کہ مالک نے خط لیا اور جواب لائے دونوں کو کہا ہو واسو اسطے کہ اگر جواب لانا نہ ہو گا تو خط پھیر لائے سے تمام اجرت لازم ہوگی چنانچہ شرح مجمع میں مصرح ہے اور امام محمد کے ہاں شرح میں خط لیا جانا اور جواب لانا دونوں مذکورین اٹھنی مخصوص صر صحیح ہے کہ یہ لینا گھر کا یا دکان کا اگر چہ نہ لیکرے اس کام کا جو او میں کر گیا اسو اسطے کہ محل متعارف ان دونوں میں سکونت ہے تو مطلق منصرف ہو گا و متعارف کے کذا فی الاحکام صر اور کہ یہ در کہ جائز ہے کہ اس دکان یا مکان میں جو کام چاہے کرے مگر وہ کام جس سے عمارت مست ہو جاتی ہے جیسے بھلائی وغیرہ اور لوہاری اور لانا پھوسائی کڑاں کاموں سے عمارت میں نقصان آتا ہے تو بدون رضامندی مالک کے یا ان چیزوں کی شرط ہو جائے عقد اجارہ میں یہ کام درست نہیں ہے سطح متاجر کو اختیار ہے کہ جب مکان یا دکان کرایہ کو لیوے تو آپ سے یا اور کسی کو رکھے لیکن لوہار دھوبی وغیرہ جن سے عمارت میں نقصان ہوتا ہے نہ رکھے حد پختار صر اگر زمین کرایہ کو لی و اسطے عمارت بنانے کے یا درخت بونے کے تو درست ہے پھر جب مدت اجارہ تمام ہو جاوے تو متاجر کو لازم ہے کہ عمارت اور درخت اپنا او کھیر کے زمین خالی مالک کو تسلیم کرے یا جب کہ مالک زمین کا اس عمارت اور درخت کی قیمت دینے پر جو بیکر رکھ جانے کے ہوتی ہے راضی ہو جاوے تو جبراً اس قدر قیمت متاجر کو دیکر عمارت اور درخت بھی لے سکتا ہے اگر کھوونے سے عمارت کے اور درخت کے مالک کی زمین کا نقصان ہوتا ہو اور اسکا نقصان ہوتا ہو تو متاجر کی رضامندی سے لے سکتا ہے یا مالک زمین کا راضی ہو جاوے اس بات پر کہ عمارت اور درخت اپنا ہماری زمین پر ہونے دو تو زمین مالک کی ہوگی اور عمارت اور درخت متاجر کے

شرح
 شہین علی سے جو
 پختار صر لانا یا اجارہ
 کے درست ہے
 اور زمین کی عیال
 اگر وہ اس کو
 پختار صر
 پختار صر بڑی

ف لیکن عمارت اور درخت کا رہنے دینا اگر بیعوض اجرت کے ہو تو اجارہ ہوگا ورنہ عاریت ہوگا تو اب مالک
 زمین اور مالک مکان دونوں کو پہنچتا ہے کہ زمین اور عمارت ایک شخص ثالث کو کرانیہ یون اور زر کرانیہ عینیت زمین پر چلنے
 عمارت ہوگا اور عینیت عمارت پر چلے زمین ہوگا تقسیم کر کے بقدر اپنے اپنے حصہ کے بانٹ لیون درخت خاندان
 رطبہ کا حکم رطبہ طین درخت اور گھاس کے ہر مراد یہاں رطبہ سے وہ چیز ہے جو ایک منہ بون تو خیر و سلی
 ہمیشہ زمین میں باقی رہے اور اسکے پتے یا پھول توڑنے اور بیچنے جاوین صمثل درخت کے پتے یعنی مستاجر رطبہ
 او کھیر کے خالی زمین تسلیم کرنا واجب ہے اس لیے کہ رطبہ کی جب کوئی انتہا نہیں ہوتی تو مثل درخت کے ہو گئی لادو سکا
 او کھیر نا ضرور ہوا برنظان کھیتی کے لگا کر مدت اجارہ ختم ہو گئی اور ابھی تک کھیتی کٹنے کا وقت نہیں آیا تو مستاجر پر چر
 نہ کیا جاوے گا کھیت او کھیر نے پر بلا کٹنے کے وقت تک مملت دی جاوے گی اور مالک زمین کو اجرت مثل دلائی جاوے گی
 اور اسی کھیتی کے حکم میں وہ ترکاریاں جنکی ایک انتہا ہے جیسے موی گا جڑنگون وغیرہ درخت خاندان ص اگر ایک جانور سواری
 کو کرانیہ لیا اور کرانیہ لیتے وقت فقط اپنے سوار ہونے کا ذکر کیا بعد اسکے اپنے پیچھے ایک اور شخص کو بھی بٹھایا اور جانور ہلاک
 ہو گیا تو جانور کی نصف قیمت مستاجر کو دینا پڑے گی **ف** اور گرانی وزن کا اعتبار ہوگا اس واسطے کہ کبھی ہلاک آدمی
 جو ناواقف ہو سواری سے زیادہ ضرر پہنچاتا ہے اور بچا رہی دمی جو من سواری کو جانتا ہوگا لافالہ ص
 اور اگر مقرر بوجھ سے زیادہ لادنے سے جانور مر گیا تو تاوان دے بقدر زیادہ ہونے بوجھ کے **ف** مثلاً اگر
 من لادنا ٹھہرا تھا اور دس سے چار من لادنا دس سے جانور مر گیا تو چوتھائی قیمت کا تاوان دیوے **ص**
 یہ حکم ہے کہ وہ جانور اور سقدر بوجھ کے لادنے کی جتنا مستاجر نے لادنا طاقت رکھتا تھا اور جو اس سقدر بوجھ کی
 وہ جانور طاقت ہی نہ رکھتا تھا تو کل قیمت کا تاوان لازم آوے گا **ف** اسی طرح اگر روین کی سواری کی بالکل طاقت
 ہی نہ رکھتا تھا اور مستاجر نے سوار کیا تو کل قیمت کا تاوان دیگا جیسے روین کو اپنے کندھے پر بٹھایا بوجھ کی جگہ پر
 سوار ہو گیا یا بہت کپڑے لپٹے اور لادے ان سب صورتوں میں کل قیمت کا تاوان دیگا درخت خاندان **ص**
 اسی طرح اگر مستاجر نے جانور کو مالیا اسکے لگام کھینچ اور جانور ہلاک ہو گیا تو کل قیمت کا تاوان لازم آوے گا امام
 حنا کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک تاوان نہ ہوگا اگر جب کہ ایسی مارا رہے یا اس طرح لگام کھینچے جو موافق
 دستور کے ہو **ف** اسی پر فتویٰ ہے اور امام نے بھی اسی قول کو بطرف رجوع کیا درخت خاندان اور عدلیہ کا ظاہر
 تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز ہے خون عرفی کے سببے اور مارنا اپنے جانور کو پس غنیہ
 میں ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ اس کو ہرگز نہ مارے اور اس سے مواخذہ ہوگا اس ضرب میں جو تاویسے زیادہ ہر جنی
 ہر شخص کو منع کرنا درست ہے علی الخصوص جب مالک جانور کے سونہ پر یا درخت خاندان ص اگر ایک جانور کو کرانیہ
 لیا ایک مقام میں تک آئے جہاں لیے اور اس مقام سے آگے لے گیا بعد اسکے پھر اسی مقام تک پھیر لیا تو
 جانور ہلاک ہو گیا تو اس کو ضمان دینا ہوگا **ف** اسی حکم پر عاریت میں اور بعضوں کے نزدیک ضمان جب ہر نقطہ
 جانے کے لیے کرانیہ ہو اور جو گنے جانے کے لیے لیا ہو تو تاوان نہیں ہے لیکن صحیح قول اول ہے کہ دونوں صورتوں میں

ضمان کے صدر الشرعیہ نے کہا اگر جانور اس مقام میں انکر بلاک ہو گیا اور یقین ہو اس بات کا کہ وہ سکی ہلاکت میں افسوس سے آگے جانے کو ذمہ نہیں ہے تو فتویٰ ہو گا ضمان نہ کرنے پر اور اگر بلاک ہوا اسے سبب سے اسکا یقین نہیں ہو بلکہ احتمال ہو گا کہ جانے کو وہ سکی ہلاکت میں ذمہ ہو تو فتویٰ ضمان کرنے پر ہے تاہم یہی شخص کا صحر اگر ایک گدھا کر لیا گیا جس پر وزن کسا ہوا تھا اور مستاجر نے اسکا وزن اتوار کے پالان اور سپر باندھا اور بوجھ لاوا پھر وہ تلف ہو گیا تو ضمان لازم آویگا برابر ہے کہ اس طرح کلیان لیسے گدھے پر باندھا جاتا ہو یا نہ باندھا جاتا ہو اور اگر مستاجر نے اس وزن کو اتوار کے دوسرے وزن اور سپر کسا تو دیکھنا چاہیے اگر وہ وزن جسکو مستاجر نے کسا ہے ایسا ہے کہ اس قسم کا وزن ایسے گدھے پر نہیں کسا جاتا ہے تو ضمان ہو گا اور اگر کسا جاتا ہے تو ضمان ہو گا اگر جب بوجھ میں زیادہ ہو پہلے سے تو بقدر زیادتی وزن ضمان ہو گا یہ نہ بہ امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک پالان میں بھی یہی حکم ہے یعنی جب پالان اس قسم کا ہووے کہ ویسا پالان ایسے گدھے پر لا دیا جاتا ہے تو ضمان نہیں ہے اگر جب وزن میں زیادہ ہو وزن سے لگا کر فراہم کی جائے صحر اگر ایک شخص کو بوجھ پہنچانے کے لیے اجرت پر مقرر کیا اور حمال نے اسباب کے وہ بہتہ اختیار کیا جسکو مالک نے مقرر کر دیا تھا بلکہ دوسرے بہتہ سے گیا اور دونوں بہتوں میں فرق تھا فاشلاً مالک کا بہتہ مستقر کیا ہوا مامون اور محفوظ تھا اور مزدور کا لاستہ پرخوف و خطر یا دشوار گزار تھا صحر یا مزدور جس بہتہ سے گیا تو وہ لوگ آمد و رفت نہیں کرتے تھے یا مالک نے خشکی کے بہتہ جانے کو کہا تھا اور حمال دیا کے بہتہ سے گیا اور مال و اسباب تلف ہو گیا تو حمال ضمان ہو گا فاش اور جو دونوں بہتوں میں کچھ فرق نہ ہو تو ضمان نہ ہو گا یہاں یہ صحر اور اگر باہمہ حمال نے اسباب مالک کا منزل مقصود تک پہنچایا تو مالک کو اجرت دینا پڑے گی جس شخص نے زمین کرایہ لی گیہوں بونے کے لیے اور پھر زمین رطبہ لگایا تو جو کچھ نقصان زمین کا رطبہ لگانے سے ہو گا وہ مستاجر کو دینا پڑے گا اور اجرت نہیں دے گا اس لیے کہ وہ خلاف کرنے سے غاصب ہو گیا اور غاصب پر صرف تاوان ہے جس شخص نے درزی کو ایک کپڑا دیا کرتے سینے کے لیے اور اسے قبایہ والی تو مالک کو اختیار خواہ اپنے کپڑے کی قیمت درزی سے لے لیوے یا قبائے لیوے اور درزی کو اجرت دینا پڑے لیکن اجرت مثل اجرتی سے زیادہ نہ دیوے یعنی جس قدر کرتے کی سالی مقرر ہوئی تھی اس سے کم یا برابر اگر اجرت مثل قبائے کا ہو تو اجرت مثل دیوے اور جو اجرت مثل قبائے کا اجرتی سے زیادہ ہووے تو زیادہ نہ دے گا کیونکہ یہ جارہ فاسد ہو گیا اور جارہ فاسد میں ہمارے نزدیک اجرتی سے زیادتی نہیں ہوتی **مسائل** ملک سے زرنگری کو ایک کپڑا دیکر سرخ رنگنے کہا اور اسے زرنگا تو مالک کو اختیار ہے چاہے زرنگی میں لے لیوے اور زرنگی کو اتنا دیوے جتنی قیمت سفید کپڑے کی زرنگی سے زیادہ ہوئی اور زرنگری کے واسطے اجرت نہیں آوری ہے پس سفید کپڑے کے واسطے اس طرح اگر زرنگی سے بہت ناقص رنگا تو سفید کپڑے کی قیمت کا ضمان دینا درزی سے کہ مالک کو ایسا ہی قطع کرے چکا طول اور عرض اور آستین سفید ہووے وہ کہ ہوا مقدار معین سے سو اگر تھرا ہو گئی یا اس کے مانند ہو تو مستاجر اور اگر زیادہ ہو تو اسکا تاوان دے مالک نے درزی سے کہا کہ اگر یہ کپڑا میرے قبضے کی واسطے تعاقب کرتا ہوں تو اسکو

قطع کر لیک زمین کی مرزوری پر اور اسکوی سے سو درزی نے قطع کیا پھر لاکھ بیس پتھری نہیں کیواسطے کافی نہیں تو وہ پورا
 تاوان لازم ہوگا اسواسطے کہ اسے دھوکا دیا سا جان اور اسیدان میں یہاں تک کہ مال لٹ ہو گیا چوری یا باہاش سے
 اگر وہاں چوری اور باہاش بکثرت ہو کر گئی ہو تو ضمان ہوگا اگر ایک شخص نے اہل بازار میں سے دوسرے تاجر کا مال چھپایا
 بغیر تقریر اجرت کے بعد اسکا اجرت طلب کی تو عوف کا اعتبار ہوگا یعنی اگر اجرت لینے کا دستور ہوگا تو اجرت مثل واجب
 ہوگی ورنہ نہیں ظاہر الروایہ میں گھر اگر تھوڑا کر جاوے تو کرایہ ساقط نہیں ہوتا اور بعض کے نزدیک بقدر اہتمام
 کرایہ ساقط کر دیا جاوے گا اگر ٹالک خانہ نے کرایہ دار کو حکم کیا عمارت بنانے کا اور کرایہ میں عمارت میں دو وزن اقصاف
 کیا اور مقدار صرف میں اختلاف کیا تو صاحب خانہ کا قول مقبول ہوگا اور گواہ کرایہ دار کے سموغ ہونے کے سقراط ووضو

باب اجارہ فاسدہ کے بیان میں

اجارہ فاسدہ ہو جاتا ہے شرط سے جس سے بیع فاسد ہوتی ہے **ف** یعنی اوس شرط سے کہ مخالف ہو عقد کے مثلاً یہ شرط کہ اگر
 مکان بالکل خراب اور منہدم بھی ہو جاوے جب بھی کرایہ ساقط ہوگا یا پین چکی کا پانی بند ہوگا جب بھی اجرت لازم ہوگی اجارہ کو
 وہی شرط فاسد کرے پین جو بیع کو جیسے باجود اجرت اور مدت اور عمل کی جمالت اور فاسد کرنا یا اجارہ کو شیوع صلی یعنی جو
 وقت اجارہ موجود ہو تو پابین طور کہ اپنے گھنٹن سے ثلث یا ربع کرایہ دیوے غیر شریک کو نہ شیوع طاری یعنی جو بعد اجارہ کے عاثر
 ہو گیا ہو جیسے اجارہ دیا گل گھر کا پھر بعض میں فسخ کر ڈالا یا دوسرے کوین نے اپنی کل چیز کو اجارہ دیا پھر ایک شریک مرگیا
 اگر اجارہ دیا شیوع مشاع کو اور قبل باطل کرنے حاکم کے اسکا تقسیم کیا اور تسلیم کیا استا جرت کو تو جائز ہوگا نہ بعد ابطال حاکم کے
 اجارہ فاسدہ کا حکم یہ ہے کہ جب مستاجر اوس سے منفعت حاصل کر لیں تو اجرت مثل واجب ہوگی اور نہ زیادہ ہوگی اجرت
 سبھی سے اگر اجرت کا تسدیرہ یقین ہو اور جو اجرت نہ قبول ہووے جیسے ایک کپڑا یا ایک چار پائیہ یا اجرت کا ذکر
 نہ آیا ہو سے یا اجرت غیر یا غیر ٹھہرا ہو تو اجرت مثل واجب ہوگی جہاں تک پہنچے اجارہ فاسدہ جدارہ اجارہ باطلہ
 اجارہ فاسدہ وہ ہے جو اوپر گذر یعنی اصل اوسکی شروع ہووے اور ساد کسی شرط زائد وغیرہ کے سبب ہو گیا ہو تو اجارہ باطلہ
 جو اصل سے مشروع نہ ہو جیسے اجارہ لینا بعوض مردار اور خون کے یا بابت تراثی یا تصویب سازی کے لیے تو اجارہ باطلہ
 میں مطلق اجرت واجب نہیں اگر چہ مستاجر منفعت حاصل کر لیں سقراط ووضو بخاند ملخصاً اصل اور اس اجارہ فاسدہ
 میں اجرت مثل واجب ہوتی ہے اور نہ زیادہ ہوگی اجرت سبھی سے **ف** ہاں سے نزدیک اور فر اور شافعی اسکے نزدیک
 جہاں تک پہنچے اجرت مثل واجب ہوگی جیسے بیع فاسد میں قیمت بیع کی جہاں تک پہنچے واجب ہوتی ہے دیکھنا ہی
 یہ کہ منافع غیر مستقیم ہر فی نفساً بلکہ مستقیم ہو جائے ہیں سبب عقد کے اور عقد میں خود متعاقبین نے زیادتی کو اجرت سے
 ساقط کر دیا ہوگا **ف** اصل صریح مکان کرایہ دیا ہر مینے کا کرایہ اتنا تو فقط ایک مینے میں اجارہ صحیح ہوگا
 اور باقی مدت میں فاسد ہوگا سبب قبول ہونے مدت کے یعنی معلوم نہیں کہ پانچ مینے یا دس دس ہر بخاند اصل
 اور مینے کے اول میں ایک ساعت بھی مستاجر ہوگا تو دس مینے بھی اجارہ صحیح ہوگا **ف** یہ نہ ب بعض مشائخ کا
 کہ جب چاند دیکھا جاوے تو ہر ایک کو حق فسخ ہے چہ تھوڑا زمانہ بھی دوسرے مینے کا گذر تو اوس مینے میں بھی

عقد فاسدہ
 بیع فاسدہ
 بیع فاسدہ
 بیع فاسدہ

عقد اجارہ لازم ہو جاوے گا اور ظاہر الروایۃ میں ہر ایک کو حق فسخ ہونے پر چاندزات اور پہلی تاریخ کی شام تک سونے سے
 کہ فقط رویت چاند کی آن کے اعتبار کرنے میں جمع ہو گا اگر لاکھوں سال کا کٹھا ذکر دیوے تو سب
 میں صحیح ہو جاوے گا مثلاً یوں کہ دیوے کہ یہ گھر میں ہے تجھ کو چھ مہینے تک اجارہ دیا ہر مہینے پر اتنا کر ایہ سیطح اگر سال بھر تک
 اجارہ دیا اسی طرح ف یعنی یوں کہ کہ یہ گھر میں ہے تجھ کو سال بھر اجارہ دیا ہر مہینے میں اتنا کر ایہ ص اگر ص ہر مہینے کے
 کر ایہ کا ذکر کرے ف یعنی سال بھر کا کر ایہ ذکر دیوے اور ہر مہینے کا کر ایہ بیان کرے تو صحیح ہو گا اور اس سال
 کے کر ایہ کو ہر مہینے پر تفسیر کر لیں گے درخت خنار ص اور استبدلے مدت اجارہ وہ جو مذکور ہو ف مثلاً یہ کہ دیا
 ہو گا کہ اجارہ شروع ہو گا غزہ ماہ جب یا غزہ ماہ رمضان سے ص اور اگر استبدلے مدت مذکور نہ ہو تو وقت عقد اجارہ
 وہی اول مدت ہو گا اگر اجارہ منعقد ہوا ہو اور سوقت جب چاند دکھا گیا تو مہینوں کا شمار چاند چاند ہوا کر گیا اور اگر
 اجارہ ہوا ہوا اتنا ہے مہینے میں ف مثلاً دسویں اٹھویں چودھویں بیسویں وغیرہ ص تو امام ابوحنیفہ کے
 نزدیک مہینوں کا شمار دنوں سے ہو گا یعنی جب تیس دن پورے ہو کر تکے تو ایک مہینا ہو جاوے گا اور صاحبین
 نزدیک پہلا مہینہ دنوں سے پورا کیا جاوے گا اور باقی چاند چاند رہے گا پچیس اگر ذبح کی دسویں تاریخ سال ہو کہ اجارہ
 ہو تو امام جمعے کے نزدیک سال پورا ہو گا دنوں کے شمار سے ہر مہینہ تیس دن کا تو ایک سال تین سو ساٹھ
 دن کا ہو گا اور صاحبین کے نزدیک ذبح اگر تیس دن کا ہو تو سال تمام ہو گا دوسرے سال کے ذبح کی دسویں تاریخ
 اور اگر ذبح تیس دن کا ہو گا تو سال تمام ہو گا ذبح کی گیارہویں تاریخ کو اور حق یہ ہے کہ تمام ہو گا سال دسویں تاریخ
 کو دونوں صورتوں میں کیا تو نے سنا ہے کہ ایک سال میں دو عید منجی ہو دیں ف ہاں عرفے کے موافق
 مذہب صاحبین کا اولیٰ بالعمل ہے ص اور جائزہ اجرت دینا حرام کی اور حجام کی ف درختائین و پیریت
 حجام کے جواز کی یہ فر قوم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحفہ کے حجام میں تشریف لیکئے تھے لیکن مواہب لزیب
 میں لکھا ہے کہ دخول حجام صحفہ کی حدیث موضوع ہے اس صورت میں اولیٰ یہ ہے کہ استدلال کیا جاوے تعارف ناس اور
 اجرت سے ناجائز اس واسطے نہ ہو کہ اس پر اجماع ہے مسلمان کا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کو مسلمان
 نیک جائیں وہ اللہ کے نزدیک بھی نیک ہے اور جب کو مسلمان بد جائیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بد ہے کہ انبیاء
 تاریخ پر ایمین کہ یہ حدیث غریب ہے مرقاۃ البتہ روایت کیا اوسکو حمزہ نے موقوفاً ابن مسعود نے اور اس طرح روایت
 کیا اوسکو نزار اور طبرانی اور طیبی نے ترمذی نے مسعودی نے اور حجام کی اجرت کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ روایت کی
 بخاری نے ابن عباس سے کہ ان کے پچھنے لگائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہی صحفہ لگانے والے کو اجرت
 اوسکی اور اگر جوتی ضروری اوسکی حرام تو مذہب نے آپ اوسکو اور وہ جو مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا
 آپ نے حرام سے ہے کہ مانی حجام کی اور حدیث ہے کہ سب حجام کا روایت کیا اوسکو مسلم نے رائے بن خبیث سے سورہ حدیث
 منسوخ ہے یا محمول ہے اور پیرا اجرت تشریحی کے واللہ اعلم ص اور روایت ہے اجارہ لینا اتنا کہ ایک جریعین ف سبب
 رواج لوگوں کے بخلاف باقی حیوانات کے یعنی شیر نوشی کے واسطے گاسے یا بکری کو اجارہ دینا یا اجارہ دینا جائز نہیں۔

عدم رواج کے سبب سے صریحاً انکو نوکر رکھنا اوسکے کھانے اور کپڑے پر جائز ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور حجاز کے نزدیک جائز نہیں ہے اور جہول ہونے پر اجرت کے اور بھی موافق قیاس کے ہیں اور امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ یہ جہالت موجب سناعت نہیں ہوتی کیونکہ تاہم خوراک اور پوشاک کی کشائش کی عادت ہے بچے کی محبت اور شفقت سے و فتاویٰ کبریٰ میں ہے کہ ان کے نوکر رکھنے میں دو دھپلانے کی مدت معین کرنا بالاجماع شرط ہے دلیل اسکا جواز کی صاحب ہدیہ نے قول لسنہ کا فان ارضعت لکھو فانوٹھن ابوہوٹھن یعنی اگر دو دھپلاوین تھامے سے یہ تو دو تم اجرت اونی بیان کیا ہے دوسرے یہ کہ عمل در مدرس امر پر جاری تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور حضرت نے اوسکو قبول کیا اور ثابت رکھا ص اور ان کے خاندان کو جائز ہے کہ اپنی زوجہ سے وطی کرے لیکن نہ مستاجر کے گھر میں و اسواسطے کہ گھر ملک ہے مستاجر کی تو وہ منع کر سکتا ہے صرتا کے خاندان کو وضع اجارہ پہنچتا ہے اگر اوسکا نکاح ظاہر ہو لوگوں میں یا اوسپر گواہ ہووین اپنے حق کی حیثیت کے لیے اور نکاح کا ثبوت صرت ان کے اقرار سے ہووے تو وضع اجارہ نہیں کر سکتا کیونکہ صرف ادا و نون کا قول مستاجر کے زوال حق میں قبول نہوگا درمختار ص اور بچے والے وضع کر سکتے ہیں عقد اجارہ کو اگر انما بیار ہو جاوے یا حاملہ ہو جاوے و اسواسطے کہ دو دھورت مرلیضہ اور حاملہ کاڑکے کو ضرر کرتا ہے لکن فی الاصل سے وضع جائز ہے وضع اگر اوسکی زنا کاری اور فسق و فجور ظاہر ہو جاوے یا لڑکا اوسکے دودھ کو توڑ داتا ہو و یا وہ چور ہو و یا لڑکا اوسکی چھاتی تو نہیں لیتا ہو و یا دودھ اوسکا نہ پیتا ہو و یا حاصل چوڑھے کو مضر ہو تو اوسکا منع مستاجر کو پہنچتا ہے چنانچہ زمانہ دراز تک انکا غائب رہنا اور جو مضر ہو اوسکا منع جائز نہیں اور اوسقدر اجارہ سے مستثنیٰ ہوگا نماز کے اوقات کے مانند گذر اطفال و حیوانی اور کفر کے سبب سے وضع اجارہ جائز نہیں اسواسطے کہ کفر اوسکا صغیر کو ضرر نہیں کرتا اور اگر بچے کا باپ مر جاوے گا تو اجارہ نہ ٹوٹے گا البتہ اگر لڑکا یا انما کوئی ان میں سے مر جاوے تو اجارہ وضع ہو جاوے گا درمختار ص انما پر لازم ہے بچے اور اوسکے کپڑوں کا دھونا اور اوسکا کھانا تیار کرنا اور اوسکے بدن میں تیل لگانا ان چیزوں کی قیمت اور ان چیزوں کی قیمت اور اوسکے دودھ پلانے کی اجرت بچے کے باپ پر ہے اگر بچے کا مال شوکو ورنہ اوس کے مال سے دیجاوے گا درمختار ص سواگر انانے بچے کو بکری کا دودھ پلایا اوسکے کھانا کھلا کر کھیا اور مدت اجارہ کی گذر گئی تو اجرت نہ پاوے گی و بر خلاف اوس صورت کے کہ تانے اپنی لونڈی سے یا اویک عورت کو نوکر رکھ کے دودھ پلواوے کہ اس صورت میں انکو اجرت ملیگی مگر جب خود ان کے دودھ پلانے کی شرط ہو گئی ہو تو بغیر سے دودھ پلوا دینے میں سخت اجرت نہوگی بقول صحیح اور اوجہ یہ ہے کہ اجرت واجب ہوگی درمختار و طحاوی ص اور نہیں صحیح ہے اجارہ لینا اذان کے واسطے و اسواسطے کہ روایت کیا ابو داؤد عثمان بن ابی العاص کے کہ انما سئلے یا رسول اللہ صیحیحاً بوا ما م اپنی قوم کا فرمایا ہے تو امانت کا ذکر اور رکھتے تھایسا مؤذن چونہ لیوے اذان پر اجرت ص اور حج اور امانت کے واسطے اور قرآن اور فقہ کی تعلیم کے واسطے و اور مثل فقہ کے اور علوم دینیہ میں اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پڑھو قرآن کو اور نہ روئی کیا تو اسکی روایت کیا اور سکو امام احمد نے مستندین کا یہ سکا یہ کہ جمیع عبارات اور احادیث
 کے لیے اجارہ درست نہیں ہے۔ **ص** اور علی بن ابی طالب نے من فتویٰ اسپر تو کہ تعلیم قرآن اور فقہ **ف** اور
 امامت اور اذان و دیندار **ص** کے لیے ہجرت لینا درست ہے **ف** کیونکہ قاعدہ ہمارے نزدیک یہ ہے
 کہ اجارہ طاعات اور معاصی پر درست نہیں ہے لیکن جب کسی شے کی بے گنی دین میں تو اب فتویٰ دیا جاتا ہے ساتھ صحت اجارہ کے
 تعلیم قرآن اور فقہ کے لیے اس خوف سے کہ سب اہل بیتین محاور ضائع نہ ہو جائیں گنا **ف** الاصل کی میں کہتا ہوں موافق
 قول مفتی بر کے ایک حدیث بھی موجود ہے جسکو روایت کیا بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم نے زیادہ لایں اور چیزوں میں کہ جسے لیا جئے اجرت کتاب اللہ کی ہے **ف** **ص** تو جب بیٹرزمانہ محال
 ان چیزوں کی اجرت لینا درست ٹھہری تو متا جہر چہر ہو گا اور اجرت کے فیہ پر جو اوستے قبول کی ہر اور درست
 نیچے کے اوستے عوض میں مجوس ہو گا اور بھی جہر ہو گا اور اس صحابی کے فیہ پر جو اوستا دون کو دیا کرتے ہیں **ف**
 عربی میں اور سکو علوہ کہتے ہیں مکوہ ایک ہدیہ ہے جو حملوں کو دیا جاتا ہے بعض سورتوں کے شروع ہونے پر چنانچہ سورہ بقرہ
 اور فتح اس ہدیہ کا نام معلوہ ہوا اسطے ہوا کہ اکثر علوہ دیا کرتے ہیں اور لغت کے اہل ماوراء النہر کی گنا **ف** الاصل اور نہیں جانا
 ہر اجارہ مشاع کا اگر اپنے شریک سے **ف** یعنی جب ایک ہی شریک ہو اور جو دو میں شریک ہوں تو ایک شریک کے
 اجارہ دینا درست ہو گا درخت اور یہ نیز سب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک اجارہ مشاع کا درست ہے شریک
 اور غیر شریک کے گنا **ف** الاصل لیکن مفتی بر قول امام صاحب کا ہے اور اوس پر ہمدان کیا ہے از باب شریح اور متون طحاوی
ص اور نہیں جائز ہے اجرت لینا نہ کے چھوڑنے کی مادہ پر گنا جن کر نیکی واسطے **ف** اسواسطے کہ حدیث شریف میں ہے
 کہ فرمایا حضرت نے حرام سے ہے اجرت لینا نہ کی گدا والی کی مادہ پر یہ حدیث ہادیہ میں از زیلعی نے کہا کہ اس لفظ سے غریب
 ہے البتہ روایت کیا بخاری نے ابن عمر سے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کی گدا والی سے مادہ پر **ص** اسطے
 حرام ہے اجرت لینا راگ اور لود اور بلجہ اور تمام آلات لود واجب کے بجانے کے لیے **ف** اسواسطے کہ یہ معاصی تہ
 داخل ہیں اور معاصی پر اجرت لینا ناجائز ہے اور بیان انکی حرمت کا انشاء اللہ گنا **ص** اگر ایک شخص نے دوسرے کو
 سوت دیا اسطے پر گدا آدھے سوت کا کپڑا بن دیوے اور دھاسوت بنوائی کی فروری میں سے لیوے یا ایک
 گدھا غایا دھانے کے لیے لے کر لے کر لیا بعض کچھ غلے کے پون سے یا ایک تیل اجارہ لیا واسطے آٹھ پینے کے بچو کچھ
 تھوڑے آٹے کے اوس میں سے تو یہ اجارہ فاسد ہے **ف** قاعدہ کلیہ سکا یہ ہے کہ جب اجرت وہ شے ہوگی جو متاجر کے عمل سے
 پیدا ہوتی ہے تو وہ اجارہ فاسد ہو گا اور تیسری صورت کا نام فقیر عثمان ہے یعنی آٹھ پینے والے کا اجارہ اوس آٹھ پینے
 دیوے اور منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس روایت کیا اور سکو دار قطنی اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے
 اور اول اور دوسری صورت محمول ہیں اور یہ صورت ثانیہ کے گنا **ف** الاصل **ص** زیادہ **ص** یا ایک
 نان پز کو منظر کیا تاکہ اسقدر آٹے کی روئی پکا دیوے آج کے روز بعض کہ کہیم کے **ف** تو یہ اجارہ فاسد ہے نزدیک
 امام اعظم کے اور نزدیک صاحبین کے درست ہے صاحبین یہ کہتے ہیں کہ تاجرت سے محذور علیہ عمل کو کیا ہے اور وہ

ذکر محض تعجیل کے لیے ہر امام اعظم یہ کہتے ہیں کہ مستاجر نے جمع کر دیا عمل اور وقت میں اور عمل کے معقود علیہ ہو نہیں
 مستاجر کو نفع ہر اور وقت کے بیان کرنے میں صرف تسلیم نفس معقود علیہ ہوتا ہے اور اس میں نفع ہر اجیر کو تو آئندہ حسب
 منازعت ہوگا اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ معقود علیہ و نون ہوں مثلاً روٹی پکایا کرے سارے دن کہ ایک آن خالی
 نہ ہے اس لیے کہ یہ ممکن نہیں ہر عاویہ یہاں تک کہ اگر یوں کہا کہ روٹی پکا دیوے آج کے دن میں تو امام سے مروی ہے
 کہ صحیح ہوگا اور اس واسطے کہ میں نے کہنے سے استغراق جاتا رہا لکن فی الاصل صحیح ہے یا زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ
 مستاجر اسکو دوبار چوتے وقت تو اگر مراد یہ ہے کہ مستاجر زمین پھیرتے وقت جوت کر دیوے تو کچھ شک نہیں اس
 اجارے کے فساد میں اس لیے کہ ایسی شرط ہے جسکو عقد جارہ مقضی نہیں ہے اور اس میں نفع ہر اصل مستحقین یعنی موجرا
 اور اگر یہ مراد نہیں ہے بلکہ وہ زمین ایسی ہے کہ بدون دوبار کے جوتنے کے کھیت نہیں ہوتا تو عقد فاسد نہ ہوگا اس
 کہ اس صورت میں یہ شرط ایسی ہوئی جسکو عقد مقضی ہے اور جو بدون دوبار کے جوتنے کے کھیتی ہو جاتی ہے تو اگر
 اثر اس دوبارہ جوتنے کا بعد ختم ہو جائے عقد جارہ کے باقی رہے گا تو اجارہ فاسد ہوگا اس واسطے کہ زمین منفعت
 ہر مالک زمین کی اور جو باقی نہ رہے گا تو اجارہ جائز ہوگا لکن فی الاصل صحیح ہے یا اس زمین کی نہ رہے کہ وہ دیوے
 و مراد نہ ہوں سے یہاں بڑی نہ رہے ہیں نہ چھوٹی چھوٹی نالیان اس واسطے کہ منفعت بڑی نہ ہوں کی بعد
 مستاجر کے بھی باقی ہوگی لکن فی الاصل صحیح ہے یا زمین بائس ڈال دیوے اس واسطے کہ اسکی منفعت بھی بعد عقد باقی رہے گی لکن
 فی الاصل صحیح ہے یا زمین اجارہ زراعت کے لیے اس جوت پر کہ جو مستاجر کی زمین میں جوت کے ہر اور شامی کے نزدیک مستاجر ہر ہر ایک
 ایک نفع کا اجارہ ہر جس نفع سے چنانچہ اجارہ سکنی کا سکنی سے اور کوب کا کوب سے فاسد ہے لکن فی الاصل صحیح ہے تو یہ
 سب زمین اجارہ کی فاسد ہیں ہاں اگر زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ مستاجر اسکو جوتے اور پوے یا اسکو بیچے اور
 پوے تو درست ہے کہ کیونکہ یہ شرط موافق عقد کے ہے اس زمین اجارہ لی اور یہ بیان نہیں کیا کہ اگر
 میں زراعت کر گیا یا کس چیز کی زراعت کر گیا تو اجارہ فاسد ہوگا اگر جو جوتنے تمیز کی ہو اور جو عام کر دیا ہو وہ
 مثلاً یہ کہد یا ہو کہ جس چیز کی چاہے زراعت کر تو جائز نہ ہوگا برخلاف مکان کے کہ اسکا اجارہ سکونت پر مجمل
 ہوگا اگر چہ شک ہے اگر زمین اجارہ لی اور بیان نہ کیا زراعت وغیرہ کو اور اجارہ فاسد ہو اجارہ سکے مستاجر نے
 اس میں زراعت کی اور مدت گذر گئی تو اجارہ صحیح ہو جائے اور محمد کے نزدیک صحیح ہوگا اگر ایک اونٹ مصر
 تک کہ یہ کوئی اور بوجھ بیان کیا کہ تباہ ہے اور پھر بوجھ موافق عادت کے لاوا اور اونٹ مر گیا تو مستاجر پر تاوان نہیں
 ہر اس واسطے کہ اجارہ فاسد ہے تو وہ اونٹ مستاجر کے پاس امانت رہے گا جیسا کہ جارہ صحیح میں امانت ہر
 و اور امانت کا ضمان نقدی سے ہوتا ہے اور مستاجر نے جب بوجھ بقدر معتاو لاوا تو اس نے
 نقدی نہیں کی پھر ضمان کی کیا وجہ ہے اور اگر اس اونٹ نے بوجھ مصر تک پہنچا دیا تو اونٹ کا
 اجرت مقررہ ہوگی تو اگر موجرا در مستاجر میں قبل طبعی کرنے کے و اجارہ زمین کی صورت میں بغیر
 زراعت کے صحیح ہے لکن کے ہر اجارہ اونٹ کی صورت میں صحیح تو فانی عقد جارہ کو صحیح کر دینے کو فاسد ہے

باب اجیر یعنی مزدور کے ضامن ہونے کے بیان میں

اجیر مشترک وہ ہے جو مستحق ہو اجرت کا بعد عمل کے ف برابر ہے کہ جب شخصوں کا کام کرتا ہو جیسے درزی رنگریز
 و عوبی وغیرہ یا ایک شخص کا کام کرے بلا تعیین وقت یا تعیین وقت لیکن بلا تخصیص مشاخر کے کام کے مشترک
 ص تو وہ عام ملائق کا کام کر سکتا ہے اسی لیے نام اس کا اجیر مشترک ہوا ہے اور مقابلہ اسکے اجیر خاص اور اجیر
 وحد جب کامیاب آئے گا تو اجیر مشترک ہر تاوان لازم نہ ہوگا اوس چیز کا جو اس کے پاس تلف ہو جاوے اگر وہ اوس پر
 تاوان دینے کی شرط ہو گئی ہو اسی پر فتویٰ ہے کہ یہی قول مروی ہے حضرت عمرؓ اور علیؓ سے اس لیے کہ مال اجیر مشترک
 پاس امانت ہے اور امانت کا ضمان نہیں ہوتا مگر تعدی سے اور صاحبین کے نزدیک اجیر مشترک ضامن ہوگا مگر
 اوس صورت میں کہ وہ مال ایسے سبب ہلاک ہو جائے جس کا بچاؤ ممکن نہیں جیسے خود مر جاوے یا آتش زنی عظیم
 ہو جائے اگر وہ مال چوری جاوے اور اجیر مشترک نے اس کی حفاظت میں کمی نہ کی ہو جب بھی ضمان ہوگا نزدیک صاحبین
 کے مثل اوس بردہ جت کے جو اجیرت کے ہووے کہ وہ میں حفاظت مال کی مودع پر لازم ہوتی ہے اور ابو حنیفہ
 یہ کہتے ہیں کہ اجرت مقابلہ عمل میں ہے نہ حفاظت کے بدلے میں تو مثل اوس و دینت کے ہوں جو بلا اجرت ہووے لیکن اگر
 مستاجر نے شرط کی ضمان کی تو بعض مشایخ کے نزدیک یہ کہ ضمان ہوگا نزدیک امام اعظمیؒ کے اور نزدیک بعضوں کے
 ضامن نہ ہوگا اور تالیف میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ شرط ضمان کی و دینت میں بالکل ممکن ہے کہ کہا جاوے
 کہ جب تاجر نے ضمان کی شرط کر لی ہے تو اجرت بہ مقابلہ عمل اور حفاظت دونوں کے ہو گئی تو اس صورت میں اوس دینت
 کے حکم میں جو بلا اجیر ہو گئی ہے اس میں اصل کتاب کا اور زلیعی میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ یہ
 اہل حرفہ وغالباً اور فائز ہوں گے ہن اور تاوان کے لازم آنے سے لوگوں کے مال محفوظ رہیں گے اور مستاجرین نے
 نصف قیمت پر صلح کر لینے کا فتویٰ دیا ہے غایت کا و طار ص البتہ اوس مال کا تاوان لازم ہوگا جو تلف ہو گیا اور
 عمل سے جیسے دھوبی کے کوٹنے سے کپڑا پھٹ جاوے یا مزدور کے پھسلنے خواہ جس قسم کی سے بوجھ کو باہر دھا ہووے
 اوس کے ٹوٹنے سے مال ضائع ہو جاوے یا ملاح کے ناؤ کھینچنے سے ڈوب جائے اور مال غرق ہو جاوے یا پتھر
 ہمارے اور زعفران اور شافعی کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اس لیے کہ عمل اوس کا مالک کے اذن سے ہے جو اب یہ کہ مالک کا
 اذن عمل صالح کو تھانہ ہے عمل کو جس سے نقصان ہووے میں کہتا ہوں کہ مراد عمل سے تلف ہونے سے یہ ہے
 کہ عمل اوس کا مستحاج ہو گیا اوس قدر سے جو موافق عادت کے ہے جیسے جام میں آنا ہے یا وہ عمل جس میں مفاد مطلق مستحاج ہوں
 کہتا ہے اور درختا میں ہادیہ منقول ہے کہ ضمان دونوں صورتوں میں ہے خواہ تجاؤز ہو قدر مستحاج سے یا تاوان
 جام کے اور تالیف میں ہے کہ گشتی کے ہونے سے تاوان لازم ہونا اس وقت پر ہے جب کہ اس کا مالک یا اوس کا
 وکیل گشتی میں موجود نہ ہوے ورنہ تاوان لازم نہ ہوگا اور جو اس ناؤ کے ڈوبنے سے یا رستی کے
 ٹوٹنے سے کوئی آدمی تلف ہو جاوے تو اوس کا تاوان لازم نہ ہوگا اور تاوان میں ہے کہ اگر مالک پر اور کسی دوسری
 پر اور اوسوں کی قصد نہ ہو جیسے کہ یہ ہے چاہے وہ مالک سے تباؤز نہیں کر گیا ہے پھر اگر مکان مستحاج

مثلاً لیکن نصف ذرم سے زیادہ نہ بچا دیگی لکن فی الاصل صحت بلام کو فسخ رکھا نہ دست کے لیے تو بچا
 اوسکو اپنے ساتھ سفر میں لیا نہیں سکتا مگر جب پہلے سے شرط کی ہو تو فسخ اسکو کھٹے کہ سفر کی شق سے زیادہ ہوا
 حضرت نے صریح غلام مجبور و فسخ یعنی ضد افون وہ غلام جبکہ مولیٰ نے اجازت عمل کی نہ ہی ہو تو صحت سے اپنے
 تین فروری میں لگایا اور مستاجر نے اوسکو فروری کو ہی بعد معلوم ہوا کہ وہ غلام مجبور تھا تو مستاجر فروری پھر لگایا
 فسخ اس واسطے کہ مستاجر اجارہ بے نسبت رعایت حق مولیٰ کے ہر اور بجز فسخ کے مولیٰ کے حق کی رعایت اس میں ہے
 کہ اجارہ صحیح بجا جاوے اور اجرت واجب ہو لکن فی الاصل صحت غاصب نے ایک عبد مجبور غصب کیا اور اس عبد مجبور
 نے اپنے تین فروری پر لگایا اور غاصب فروری اولیٰ لیا لکھا لیا تو وقت غلام بھرنے کے تاوان فروری کا
 غاصب کو نہ دینا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دینا ہوگا اس لیے کہ وہ مال مولیٰ ہے اور صحیح غلام کو اپنی فروری کے لینا
 اور اگر وہ فروری کے پیسے غاصب کے پاس موجود ہوں تو مالک اوسکو لے لیا غاصب اگر ایک غلام کو نوکر رکھا تو
 ایک ایک مہینے پار و پیر اور ایک مہینے پانچ روپیہ پر تو صحیح ہے پہلے مہینے میں چار اور دوسرے میں پانچ واجب ہو
 اگر ایک غلام میں چھ روپیہ مستاجر نے اختلاف کیا اس طرح کہ مستاجر یہ کہتا ہے کہ یہ غلام اول مدت اجارہ میں بھاگ گیا تھا یا
 مریض ہو گیا تھا اور موجر یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ آخر مدت میں البتہ بھاگ گیا تھا یا مریض ہو گیا تھا تو مال کو حکم بناوینے
 فسخ یعنی وقت منازعت کے دیکھا جاوے گا لکن فی الواقع غلام بھاگا ہو یا بیمار ہو تو مستاجر کا قول قسم سے مستاجر ہوگا
 اور جو وقت منازعت کے بھاگا ہو یا بیمار نہیں ہے تو قول موجر کا قسم سے معتبر ہوگا پھر اگر فسخ کے پانی کے مساکہ کی
 جب مالک یہ کہے کہ پانی جاری تھا مدت اجارہ میں اور مستاجر یہ کہے کہ پانی نہ تھا تو مال کو حکم بناوینے لیکن جس کا قول مقبول ہوگا مستاجر سے مقبول ہوگا
 صراحت مالک میں اور اجرت میں اختلاف ہو اسکا مالک یہ کہتا ہے کہ مہینے تھے قبائلیں کو کہا تھا یا اس طرح کہ تو کہا تھا اور تو نے
 کرتے سیایا زور دینا اور اجیر یہ کہے کہ چوتھے کہا تھا ویسا ہی مہینے کیا تو قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا اسی طرح اگر مالک
 یہ کہتا ہے کہ تو نے یکم سے مفت کر دیا ہے اور اجیر کہے کہ مہینے اجرت سے کیا ہے تب بھی قول مالک کا قسم سے مقبول ہوگا
 فسخ اس واسطے کہ مالک منکر ہے اجیر کے تقوم عمل کا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اگر کارگر اور مالک کے اجرت کے ساتھ معاملے
 ہوا کرتے ہیں تو اجرت واجب ہوتی ورنہ نہیں اور محمد کے نزدیک اگر وہ کارگر اس پیشہ کے ساتھ مشہور ہو تو یعنی کارگر
 بعض اجرت کے اور دوسکا گذر ہی اجرت پر ہو تو کارگر کا قول مقبول ہوگا ظاہر حال کی شہادت کے سبب سے اور اگر ایسا
 نہ ہو تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ مالک کا قول مقبول ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے کہ دینا اگر زمین اجارہ لی واسطے کہ مہینے
 کے اور کھیتی کسی آفت سے ضائع ہو گئی تو مستاجر پر اجرا لازم آوے گا برخلاف حنہ راج سلطانی کے کہ در صورت
 تلف ہو جانے زر اہت کے حنہ راج کا قول مقبول ہوگا

باب فسخ اجارہ کے بیان میں

اجارہ کا فسخ حاکم کے حکم یا رضامندی عاقلین سے ہو سکتا ہے نہ بخندانہ صحت مستاجر فسخ کر سکتا ہے اجارہ اور عیب سے
 فسخ خواہ وہ عیب حاصل ہو اور ہر قدر اجارہ سے پہلے یا عقد کے بعد قبضہ کے پہنچے یا قبضہ کے پہنچنے سے پہلے

منتفعت فوت ہو جاوے جیسے گھر کا ویران ہو جائے یا بی بی کا یا زمین زراعت کا یا بی بی بند ہو جائے اگر باکل بی بی ہو
 بلکہ کم ہو گیا تو مستاجر کو اختیار ہے صلح یا بارہ کو فسخ کر دیوے کل زمین میں یا چند روز میں سیراب ہووے اور اسکے حساب سے
 اجرت دیوے اگر تمام اجارہ لیا ایک سببی میں پھر اوس سببی کے لوگ سب وہاں سے کوچ کر گئے تو اجرت مستاجر سے
 ساقط ہوگی اور اگر بعض محل گئے تو اجرت ساقط ہوگی حدیث بخاندہ ص ۱۸۰ میں منتفعت میں غلغل ہو جاوے جیسے غلام
 کا بیمار ہو جانا اور جانور کی پیٹھ لگ جانے یا گھوڑی ایک دیوار گر جانا حدیث بخاندہ ص ۱۸۰ اگر مستاجر نے باجہت
 غلغل کے اوس سے لفع اٹھایا یا موجد نے اوس عیب کو زائل کر دیا تو اب مستاجر کو حق فسخ نہ رہے گا اسی طرح فسخ
 اجارہ کا ہو سکتا ہے خیار شرط اور خیار الویت سے فسخ اور شافعی کے نزدیک خیار شرط سے فسخ اجارہ کا نہ ہوگا
 صلح اور قدرت سے عذر دوسکو کہتے ہیں اگر مستاجر اجارہ کو باقی رکھے تو ایسا نقصان اوس کا ہوتا ہے جو عقد اجارہ اوس پر
 لازم نہیں ہوا تھا مثال و سکی بی بی کو ایک شخص نے دروے کے سبب اپنے زانت اور کھاٹے کو ایک شخص کو اجیر کر لیا
 اور قبل و کھڑنے کے درو جاننا ہوا کیونکہ اس صورت میں اگر عقد اجارہ باقی رہے تو صحیح سالم دانت کو اٹھانا پڑتا ہے
 اور یہ مستاجر پر لازم تھا تھا لکن فی الاصل صلح یا رضیعت و عورت و عید کے لیے یا ورنہ کو مقرر کیا پھر وہ برکتی یا
 اوسے خلع کر لیا کیونکہ اس صورت میں اگر عقد باقی رہے تو مستاجر کو ضرر ہوتا ہے بیرون و عید کے کھانا پکانا لکن فی الاصل
 صلح یا رضیعت میں اسطر کا لائق ہوا کہ بیرون اوس شکر کے بیچے جو اجارہ میں دی گئی وہ قرض و انہیں ہو سکتا ہے برابر
 کی کہ وہ قرض میں سب لوگوں کو معلوم ہو گیا گو اہوں کے بیان سے یا موجد کے اقرار سے ثابت ہوا ہو کہ درمختار صلح
 یا ایک غلام خدمت کے لیے نوکر رکھا یا شہر کے اندر کے کاموں کے لیے نوکر رکھا پھر مستاجر کو سفر کرنا پڑا تو اسے
 کہ اگر اطلاق خدمت کے لیے نوکر رکھا جب بھی مرد و بی بی خدمت ہوگی جو شہر میں ہوتی ہے تو اس صورت میں اگر غلام کے
 مالک نے مستاجر کو سفر سے روکا اور کہا کہ عقد اجارہ پر قائم رہ تو مستاجر کو حق فسخ ہو چکا ہے اور اگر خود مستاجر نے غلام
 کو غلام کو اپنے ساتھ سفر میں لیا وے تو مالک کو فسخ ہو چکا ہے اور جو مالک غلام کے پچاسے پر لائی ہو گیا تھا
 مستاجر کو فسخ نہیں ہو چکا لکن فی الاصل صلح یا دکان تجارت کے لیے کر لیا کوئی پھر مستاجر سلسل ہو گیا
 یا ایک درزی نے ایک غلام نوکر رکھا سینے کے لیے پھر اوسنے یہ کام چھوڑ دیا تو فقہائے کہا کہ مراد درزی
 سے وہ درزی ہے جو اپنا مال صرف کر کے سلانی کرتا ہے اور اسکا مال بہتا رہا کیونکہ یہ الیبتہ عذر ہے لیکن وہ درزی
 جسکا مال وہ اسوائی اور بی بی کے کچھ نہیں اور اجرت پر وہ سلانی کرتا ہے تو وہ مراد نہیں ہے اس واسطے کہ عذر تحقیق ہے
 ہے لکن فی الاصل صلح یا ایک جانور سفر کو جانے کے لیے کر لیا پھر سفر کا جائداد اور جو کچھ بی بی نے اپنے مال کا غیر
 سفر کا جائداد یا تو یہ عذر ہوگا اس واسطے کہ اوسکو ممکن ہے کہ جانور کے ساتھ اپنے ساتھ کر لیا کسی اور ضرور کو لے لے
 ہذا لہذا صلح یا بی بی نے اگر غلام کو اجارہ لیا واسطے سلانی کے پھر سلانی ترک کی اور صرفنی کا ارادہ کیا
 تو یہ عذر نہ ہوگا اس لیے کہ ممکن ہے کہ ایک ہی دکان میں ایک طرف غلام سیار کرے اور دوسری طرف بی بی لے
 فسخ اور اگر مستاجر نے ایک گھر کر لیا پھر ارادہ سفر کا کیا یا ایک پیٹھ کے دکان لے پھر پیٹھ چھوڑ دیا تو عذر نہ ہوگا

درمختار ص سہل اگر مروجہ نے ایک چیز کو اجارہ میں دیا پھر وہ چیز بیچنے والی تو یہ ہندو کا ف بدون لاجح ہوگا
 دین کے اور بیچ اوسکی موتوں سے بیچگی مدت اجارہ کے گزرنے تک اور یہی قول مختار ہے لیکن مستاجر کو منسوخ بیچ نہیں
 پہنچتا درمختار ص اجارہ خود بخود منسوخ ہوتا ہے اور مالکین کی موت سے جنھوں نے اپنی ذرا سے یہ عقار اجارہ کیا ہو اور اگر غیر کے لیے عقار اجارہ کیا ہو
 وصی ہی سے لیکر ف بیاب یا دادا اور کے لیے بیچنے والے کو بیچنے سے منع ہے اور تو ان کے مرتے سے عقار اجارہ منسوخ ہوگا

باب مسائل متفرقہ کے بیان میں

اگر زمین اجارہ اجارت کی ٹھوس بیان جلا میں اور اسکے سبب دوسرے کی زمین میں کوئی چیز صل کی تو جلاز و الیہ تیراوان
 نہیں ہوگا اگر جلاز تے وقت زور کی ہو انہو اور جو ہوا زور کی ہو وے تو تاوان دینا ہوگا ف اسی طرح اگر کوئی
 شخص اوسجا میں جہاں رکھنے کا استحقاق رکھتا ہو کوئی چیز رکھے اور اس کوئی اور چیز مال یا جہاں تلف ہو جاوے تو ضمانت کا
 اور اگر وہاں رکھے جہاں رکھنے کا استحقاق نہ ہو جیسے دوسرے کی ملک میں یا راہ میں تو ضمانت ہوگا تو اگر راہ میں آگ
 ڈال دی اور اس کے کچھ نقصان ہوا تو تاوان دیکھا الا اوس صورت میں کہ وہاں آگ کو اور ڈالو اور کہیں بیجا اور
 اوس سے نقصان ہو تو ضمانت ہوگا ہذا خلاصۃ الہ المذتار ص اگر درزی یا زرگر یا ایک شخص کو اپنی دکان پر بھجاوے
 جو دکان دار کو بیٹھنے یا ننگے کا کام لوگوں سے لیکر دیوے سے لفظا شفت اجرت پر تو صحیح ہے ف برابر ہے کہ درو
 کا پیشہ ایک ہو یا مختلف درمختار ص جیسے ایک اونٹ کر لیا ہو ایک مقام میں تک یہ بیان کر کے کہ دوسرے ایک
 نعل لاوا جاویگا اور وہ شخص سوار ہوئے ف تو یہاں اگر اونٹ غیر معین ہو اور گجا وہ اور سوار دیکھے نہیں گئے
 لیکن یہ اجارہ جائز ہے بوجہ رواج کے جیسا چاہے اب تک حجاج کا کہہ کر عظیم میں بی بی و غیرہ رکھ لیں گجا وہ اور بوجہ دکھا دینا جلال
 کو بہتر ہے تاکہ بعد کھیر انہو اور قضا یعنی بچ کے نزدیک یہ اجارہ درست نہیں بوجہ جہالت کے ص تو اگر اونٹ کر لیا بیٹھ
 لادے ایک مقدار میں کے تو شے سے بعد اسکے اوس تو شے میں کچھ کھالیا تو اسکے بے او مقدر تو شے اور بھرا
 اگر ایک شخص نے دوسرے کا گھڑی کیا اور مالک نے یہ کہا کہ تو میرے گھڑ کو خالی کرنے ورنہ میں تجھے ہر عینے پیچھے
 اتنا کر لیا ہوگا اور غاصب نے یہ گھڑ خالی نہ کیا تو اسہو مقدر کر لیا لازم ہوگا جتنا مالک کہد یا تھا الا اوس صورت
 میں کہ غاصب مالک کی ملک کا گھڑ ہوو اگر یہ مالک بعد اسکے اپنی ملک پر گواہ قائم کرے یا مالک کی ملک کا اور کرتا ہوو
 لیکن اجرت دینے کا حکم کر ویو ف اگر ان دونوں کو توین غاصب پر کر لیا یہی لازم نہ آویگا ایسے کہ وہ اجارہ پر رضی ہو
 ص صحیح ہے اجارہ فسخ اجارہ اور مراد است اور ساقا اور کالت اور کالت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور سیر
 کرنا اور وصیت کرنا اور آزاد کرنا اور طلاق دینا اور وقت کرنا ایک زمان آئندہ کی طرف نسبت کر کے کہیے
 محرم میں کہے کہ بیٹھ یہ مکان تجکو کر لیا ہوا ہے رمضان سے فلانے سال تک بیچ اور بیچ کی اجازت دھورت سنی بنا
 کے بیچ کر نیکی اور فسخ کرنا بیچ کا اور ثمت اور شرکت اور سبب اور نکاح اور وصیت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بی بی نامہ
 کرنا دین سے کہ ان ہر کو زمانہ آئندہ کی طرف مضام کرنا صحیح نہیں ہے مسائل صلے سے ہر شہادت اور بی بی
 تو سے پر اجرت لینا درست ہے کتابت کی اجرت پر سطر حیر کہ ہر وقت میں غلطی کا یہ مالک کو اختیار ہے چاہے

وہ کتاب لے لیے اور کتاب کو اجرت مثل دیوے لیکن اگر زمین سے زیادہ نہ دیوے اور چاہے اپنے کاغذ اور شٹائی کے دام پھر دیوے صرف نے اجرت لیکر روپہ پھر نیے پھر کچھ روپہ کھوٹے نکلے تو اس کے حساب سے اجرت پھر لیا دیگی دلائل سے وہ کپڑا جسکو بیچ کے لیے لے پھر پتایا ماجر کو دیا اگر بنا بر سفر کر جاوے تو دلال پر تاوان نہیں ہوا اگر مستاجر سبب سفر کے فسخ اجارہ کیا جاوے اور موجد کو اس کے قول کا یقین نہیں تو اسکو قسم دیو یا اس کے رفیقوں سے پوچھ لیا اگر ایک شخص بیرون راہ اور اس کے بعض اشیاء کو کون پاس بکر زمین جگہ از کلامیہ پر لے چکا تھا تو مستاجرین بعد ازاں وہاں تیز فو تو مقرر ہو کر

کتاب المکاتیب

مکاتیب وہ غلام ہے جس سے مالک نے اسے آزاد کر نیے لیے کچھ عوض ٹھہرایا ہوگا لانا تو وہ دیوے تو آزاد ہوگا کتابت آزاد کرنا ہے غلام کا آزادوے تصرف کے بالفعل اور آزادوے رقبہ کے بعد ادا کرنے بدل کتابت کے یعنی جسوقت عقد کتابت ہوا تو غلام آزاد ہو گیا باعتبار یہ یعنی تصرف کے یعنی اسکو اختیار تصرف کا اپنی کمائی میں حاصل ہو گیا لیکن رقبہ یعنی ذمہ اسکی بعد ادا کے بدل کتابت آزاد ہوگی تو اسکو ملکید بالفعل حاصل ہوتا ہے اور ملک رقبہ مال کا زمین جہاں کتابت کا کلام اللہ شریف سے ثابت ہوا یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذَلِكَ فَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ عَمْدًا فَهُوَ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ وَبَرِيٍّ إِلَى اللَّهِ** یعنی کتابت کرو تم اونکو اگر جانو تم اونہیں بہتری اور یہ مستحب ہے **رِصَص** تو اگر مکاتیب کے اپنے غلام کو اگر چہ صغیر عاقل ہو پھر اس مال کے جو بالفعل بعد ایک مدت معین کے یا باقساط ٹھہرے اور شافعی کے نزدیک کتابت حالہ یعنی جو پھر اس مال کے ہو جو نقد ٹھہرے درست نہیں ہے تم کہتے ہیں ممکن ہے کہ غلام کسی سے فرض لیکر بالفعل دیر یا سولی یون کہے کہ بیٹھے تیرے اوپر نہار روپہ کروٹے تو اونکو قسطوں سے ادا کرے پہلی قسط آئی اور اخیر قسط آئی تو اگر تو ادا کر دیا تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر عاجز ہو جاوے گا تو غلام ہو جاوے گا اور غلام قبول کر لے وہ صحیح ہوگا اگر چہ صورت میں مولیٰ نے لفظ کتابت کا نہ کہا اس واسطے کہ معنی اس کے ادا کرنے **رِصَص** اور وہ غلام مولیٰ کے تصرف سے نکل جاوے گا اسکی ملک سے **رِصَص** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتیب غلام ہے جب تک اس پر ایک مہیاتی ہے روایت کیا اور اسکو ابوداؤد اور بی روایت کیا ابوداؤد نے کہ فرمایا آنحضرت نے جو غلام مکاتیب کیا جاوے سو دینار پر تو سب ادا کر دیوے مگر دس دینار جب بھی وہ غلام بے عہد لایہ **رِصَص** تو اگر بعد کتابت مولیٰ اسکو آزاد کرے مفت آزاد ہو جاوے گا اور تاوان دیکھا مولیٰ اگر اپنی ٹوٹی سکتا تہ سے وطنی کرے یا کوئی جنایت کرے اوپر یا اس کے لڑکے پر یا اس کے مال پر **رِصَص** یعنی جماع کی صورت میں عقود کیا اور جنایت نفس کی صورت میں دیت اور جنایت مال میں مثل اس مال کے یا نیت اسکی کذا **فَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذَلِكَ فَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ عَمْدًا فَهُوَ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ وَبَرِيٍّ إِلَى اللَّهِ** اگر مولیٰ نے غلام کو مکاتیب کیا اسکی قیمت پر یا ایک شخص اجنبی کی معین چیز پر یا سو دینار پر اس شرط سے کہ مولیٰ اسکو ملک غلام غیر معین پھر دیوے یا مسلمان نے مکاتیب کیا اپنے غلام کو شراب یا سور کے عوض میں تو ان سب صورتوں میں کتابت فاسد ہے اور مکاتیب اگر شراب یا سورا ادا کر دیا تو آزاد ہو جاوے گا لیکن اپنی ذات کی قیمت مولیٰ کو دینا پڑگی مگر کسی بڑھ چاویگی اور زمین گھٹے کی اگر ایک جانور کے ہتے میں مکاتیب کرے اور اسکی جنس کا لاونٹ ہے یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دیوے تو درست ہے ورنہ نہیں اور غلام کو اس جنس کا جانور تو سوا قیمت دینا ہوگا یا اسکی قیمت دینی ہوگی **رِصَص** اصل کتابت

ان مقامات میں کچھ طویل کیا ہے لیکن ہمتے نظر اسکے کزمانہ حال میں مسائل مکاتب کی کم احتیاج پڑتی ہے کہ کیا ص
 اگر مولیٰ بھی کافر ہو اور غلام بھی کافر ہو اور اسے سے مکاتب کیا غلام کو بوجہ من ایک مقدار بعین کے شراب سے تو درست ہے
 اور جوادوں دونوں میں سے مسلمان ہو جاوے گا تو مالک قیمت یہاں بھی اور اگر مولیٰ شراب سے لیکتا تب بھی غلام آزاد ہو گا لیکن اپنی حیثیت پر کیا

باب تصرفات مکاتب کے بیان میں

مکاتب کو درست ہے خرید اور فروخت اور مسافرت کو شرط ہو گئی ہو کہ سفر نہ کرے اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کا نکاح
 کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب بدلے کتابت بعد مکاتب اول کے آزاد ہونے کے ادا کیا تو اسکی اول مکاتب کو بیلی دینا اور اسکے مولیٰ کو
 بیلی مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بدون اذن مولیٰ کے درست نہیں ہے اگر کسی طرح جائز نہیں مکاتب کو سپرد کرنا اگرچہ بوجہ من ہو اور نہ بیعت
 مگر قرض قلیل کا اور نہ ضمانت اور نہ قرض دینا اور نہ اپنے غلام کا آزاد کر دینا اگرچہ بوجہ من مال کے ہو اور نہ اپنے غلام کا بچنا اور اسکے
 ف اسلئے کہ یہ درحقیقت اعتاق ہے اور نہ اسکا نکاح کر دینا اور باپ اور وصی کے اختیارات صغیر کی حملوں میں منحل کتابت کے
 میں اور ان امور میں سے کہ یہ کام مضارب اور شریک اور عیب یا ذون کو بھی اختیار نہیں ہے اور اگر مکاتب اپنے اصولی یا فروع
 کو خریدے تو وہ بھی اسکی کتابت میں داخل ہونگے بجا ف یعنی جب مکاتب آزاد ہو گا تو وہ بھی آزاد ہونگے ورنہ
 مکاتب کے ساتھ وہ بھی مولیٰ کے غلام ہو جائیگے اور جو اصولی اور فروع کے اور شہدہ دارون کو خریدے تو وہ کتابت
 میں داخل ہونگے اگر مکاتب اپنے مال کو بدون مالک کے خریدے تو اسکی بیعت بھی درست ہے اور جو بیعت کے ساتھ خریدے تو اسکی بیعت جائز نہیں ہے اور اول مکاتب
 کی لونڈی اگر مکاتب کو بنا دیکھے کتابت میں منحل ہو جاوے گا اور اسکی کمائی بھی مکاتب کی ہوگی اور اگر مولیٰ نے ایک لونڈی
 اور ایک غلام کو اپنے خواہش میں جو رو اور خاوند تھے مکاتب کیا بدلا سکے اور نہ دونوں سے ایک لڑکا پیدا ہو تو وہ لڑکا مالک
 کی کتابت میں داخل ہوگا اور اسکی کمائی بھی مالک کو بیلی ف اسولئے کہ اولد تابع ہوتا ہے مالکان کا حق اور حق اور فروع
 میں لگنے ص اگر مکاتب نے یا عیب یا ذون نے باذن مولیٰ ایک عورت سے نکاح کیا جو اپنے متین آزاد کہتی تھی اور
 اسکی اولاد مولیٰ کے بعد اسکے وہ کسی مملوک نکلی تو اولاد بھی اسکی لونڈی مالک کی مملوک ہو جاوے گی ف اور مکاتب اسکی بیعت
 نہیں لے سکتا آیت یہی صورت اگر شخص آزاد میں ہو تو وہ اپنی اولاد لونڈی کے مولیٰ سے قیمت لے سکتا ہے ص
 اگر عیب یا ذون یا مکاتب نے بغیر اذن مولیٰ کے اپنی لونڈی سے وطن کی بیعت نہ کی کسی اور کی نکلی یا ایک لونڈی بطور فاسد
 خرید کر اسکی وطن کی بیعت نہ کی مالک پر تو انکو عقوبتی الحال دینا پڑیگا اور جو ایک لونڈی سے بیعت اذن مولیٰ کے نکاح
 کر کے وطن کی تو عقوبت بعد از اذنی کے دینا ہوگا اگر مولیٰ نے اپنے مکاتب کو بدر کیا تو صحیح ہے آپ اسکو اختیار ہے چاہے اپنے متین
 عاجز کر دیے لے بدلے کتابت سے اور بدر ہو جاوے یا عقوبت پر چلا جاوے تو اگر مولیٰ مر گیا اور سو اس کتابت کے مال نہیں
 رکھتا تھا تو دولت اپنی قیمت یا دولت بدل کتابت کے کما کر دیو ف یعنی مکاتب کو اختیار ہے اسلئے لگا اسکو فی الحال
 عشق منظور ہوگا تو دولت قیمت کے کما بیگا اور جو مولا منظور ہوگا تو دولت بدل کتابت کے کما بیگا اور صا میں کے نزدیک
 جو دونوں میں سے کم ہوگا اور میں سنی کر بیگا ص اگر لونڈی مکانیہ کا ولد ہو اور مولیٰ نے اسکا دعویٰ کیا تو اب وہ لونڈی
 ام ولد مولیٰ کی ہوگی اسلئے اسکو اختیار ہے کہ خواہ اپنے عقد کتابت پر باقی رہے اور بدل کتابت اور کے بالفعل آزاد ہو جاوے

صحبت نہیں کی بلکہ اوسکو بدر بردیا اب وہ نوٹدی عاجز ہو گئی تو مدبر کا نام لیا اور وہ نوٹدی ام ولد زید کی پہلی اور ولد بھی زید کا ہوگا لیکن زید نصف عمر اور نصف قیمت نوٹدی کی عمر کو لیا اور اگر زید عمر میں سے کہتے اوسکو آزاد کر دیا اور آزاد کرنے والا مالدار ہے اب وہ نوٹدی عاجز ہو گئی بدل کتابت سے تو آزاد کرے والا اپنے شریک کو نصف قیمت کا تاوان دیکر نوٹدی سے وصول کر لیوے ایک غلام دو مضمون میں مشترک تھا ایک اوسکو بدر بر کیا اور دوسرے اوسکو آزاد کیا اور آزاد کرنے والا غنی ہے اسکا اولاد ہوا یعنی پہلے ایک آزاد کیا پھر دوسرے اوسکو بدر بر کیا تو بدر بر نہیوا الزواہ ابتدا جسے بھی آزاد کر دیوے یا غلام سے سعی کر لیوے دونوں صورتوں میں اور پہلی صورت میں ہم صرف یہ بھی اختیار کر کے اپنے شریک سے ضمان لے لیوے **ف** اس مقام کی اصل میں طویل کیا ہے تمہیں اوسکو ترک کیا

اصحاب کتاب کے عمر نے اور بدل کتابت عاجز ہو جانے اور اس کے نیکے سامعین

اگر کتاب ایک قسط کے قیضے سے عاجز ہو جائے اور کہیں سے اوسکو مال ملے کو ہو تو حاکم اوسے بچ جائیں دن تک حکم نہ کرے **ف** اور جب تین دن بھی گزر جائیں اور وہ قسط ادا نہ کرے تو اوسے عجز کا حکم کر دیوے **گناہ ذوالصلیٰ** اصل **ص** اور جو اوسکو کہیں سے مال ملے والا ہو تو حاکم اوسکو اسی وقت عاجز کر دیوے **ف** یہ امام ابو حنیفہ اور محمد کا قول ہے اور ابو یوسف نے نزدیک حاکم کتاب کو عاجز کر کے جب تک اوس پر قسطنین نہ بچ رہیں ذلیل امام ابو یوسف کی قول ہے حضرت علیؑ کا کہ جب کتاب پر قسطنین چڑھ جائیں تو غلامی میں رد کیا جاوے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنفین ہم یہ کہتے ہیں کہ معارض ہے اوسکی وہ جو مروی ہے ابن عمر رضی سے کہ ایک مسکاتہ اونکی عاجز ہو گئی ایک قسط ادا کر سے تو رد کیا اوسکو طرغلامی کے ذکر کیا اس اثر کو صاحب ہدایہ نے لیکن زلیحی نے کہا غریب ہے **ص** اور عقد کتابت کو حاکم نسخ کرے اگر یہ کتابت نسخ پر راضی نہ ہووے اور جو کتابت خود نسخ پر راضی ہووے تو مولیٰ بھی اوسکو نسخ کر سکتا ہے پھر جب عقد کتابت نسخ ہو گیا تو وہ کتابت بہ طور سابق غلام بن جاوے اور جو کچھ مال اوس پاس ہوگا وہ مسجلی کا ہوگا تو اگر کتابت قبل اسے بدل کتابت کے اوس قدر زکوٰۃ چھوڑ کر جس سے بدل کتابت ادا ہو سکے مر جاوے تو عقد کتابت نسخ نہ ہوگا اور اوسکے سے جس سے بدل کتابت ادا کر کے اوسکی آزادی کا حکم آخر حیات میں کرے اور جو کچھ مال بعد ادا کرے بدل کتابت کے بچ رہے گا وہ اوسکی ولد ہون کو لیکھا اور وہ اولاد اوسکی آزاد ہو جائیگی جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی ہو یا اوسکو خریدیا ہو یا اوسکے ساتھ کتابت کیا گیا ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر **ف** اور شافعی کے نزدیک موت کتابت اگر چہ مال چھوڑ کر مرے عقد کتابت نسخ ہو جائیگی دلیل ہمارے مذہب کی قول حضرت علیؑ اور عیاد بن مسعود کا ہے جسکے پہلی نے روایت کیا اور ذیل شافعی کی قول زید بن ثابت کا ہے روایت کیا اوسکو قتی نے **گناہ ذوالصلیٰ** اصل **ص** اور جو ہتھور کرنے مرے تو جو اولاد اوسکی حالت کتابت میں پیدا ہوئی ہووے وہ اپنے باپ کی قسطوں سے ادا کرنے میں کوشش کرے گی اور قسطنین ادا کرے گی تو ادا نہ کرے اور کتابت کی آزادی کا قبل موت کے حکم کیا جاوے گا اور جس اولاد کو کتابت نے حالت کتابت میں خریدیا تھا اونکو یہ حکم ہوگا کہ اگر بدل کتابت نقد دے تو آزاد ہووے ورنہ غلام ہو جائیگی **ف** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انکا بھی حکم مثل اوسکی ہے کہ جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی ہووے تو اگر کتابت مر جاوے اور ادا نہ کرے گا اوسکا ہووے صورت حشرہ سے اور ہتھور

قرض کسی پر چھوڑے کہ اس کے بدل کتابت کو کافی ہوگا اور وہ اگر کافی نہ ہو تو ان جنایت کا حکم ان کے حاکم پر کیا جائے تو یہ کتابت کے عاجز ہو گیا حکم ہوگا البتہ اگر مولی مان کے اور مولی باپ کے مکاتب کے ولد کے ولایت میں نزلے کرین اور ولا کا حکم مولی ام کے لیے کیا جائے تو یہ حکم عجز نہ کتابت کے ہوگا اگر کتابت کے مال کو لیکر مولی کو بدل کی کتابت میں اور کیا بیدار کے عاجز ہو گیا تو وہ مال مولی کو حلال رہے گا اگر چہ مولی حضرت زکوٰۃ کا نہیں ہے لیکن مکاتب حضرت زکوٰۃ سے لیکر مولی کو بدل کی عاجز ہو گیا تو ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مال مولی کو درست ہوگا اس لیے کہ مولی ہی ہے اور غرضی کو روک لینا درست نہیں ہے بلکہ جسے مولی کو وہ مال خوش اور حلال ہے اس واسطے کہ اسے جس وقت لیا تھا بعض معنی لیا تھا اور علامت سے بطور صدقہ لیا تھا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ لونڈی سے فرمایا تھا کہ تیرے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہے یہ ہے گناہ والا حصہ اگر غلام کوئی جنایت کی اور مولی کو اس کی خبر تھی اسے مکاتب کر دیا پھر وہ عاجز ہو گیا تو اب مولی کو اختیار ہے چاہے اس غلام کو بچوں جنایت کے دیدیو یا جنایت کا تادان ادا کرے اور اگر حالت کتابت میں تادان جنایت کا حکم ہو پھر وہ عاجز ہو گیا تو بیع کیا جائے اور کتابت مالک کے مرجع سے نسخ نہیں ہوتی بلکہ مکاتب مولی کے وارثوں کو حسب و تورق سطا ادا کرے تو اگر بعض وارث اس کو آزاد کر دین تو صحیح ہوگا البتہ اگر کل وارث آزاد کر دیوں تو غت آزاد ہو جائے گا

کتاب الولاء

اس میں وللا کا بیان ہے ولانا نام اس ترکہ کا ہے جس کا آدمی مستحق ہوتا ہے بوجہ آزاد کرنے کے یا بسبب عقدہ وللا کے تو وللا دو قسم ہے ایک وللا عقدہ دوسرا وللا وللا اللہ تو پہلے بیان وللا عقدہ کا ہوتا ہے جس شخص کسی غلام کو آزاد کرے اعتاق سے یا غم سے اس کے مثل کتابت اور تہیہ اور تہیلان کے یا پینڈی رہے کے محرم کے مالک ہو جائے اور جس سے تو ترکہ وللا کا یعنی وللا اس کی مولی کو بیگی اگر چہ وللا یعنی کی شرط ہو گئی ہو تو اس واسطے کہ یہ شرط مخالف ہے مقتضی عقدہ کے تو عقیدت نافذ ہوگا اور شرط ظاہر ہو جائے گی اگر کوئی کہے کہ میرا رام ولد تو ہے مولی سے مرنے کے آزاد وقتے ہیں تو اولی لا مولی کو کیسے بیگی ہم کہیں گے کہ صورت اس کی بیوں ہے کہ مولی مرتد ہو کر دارالحریت آ جاوے اور قاضی اس کی موت کا حکم کرے اس کے بعد وللا مولی کی آزاد کیا حکم کر دیوے بعد اس کے مولی پھر مسلمان ہو کر چلا آوے اب وہ میرا ام ولد ہے اور وللا اس کی مولی کو بیگی گناہ والا حصہ دلیل اس باب میں قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ولا اس کو جو آزاد کرے روایت کیا اس کو ائمہ ستہ نے حضرت عائشہ سے اور فرمایا آپ نے کہ مولی قوم کا قوم میں ہے اور علیک اور کا بھی اور سعی میں ہے اور علیک مراد مولی وللا ہے روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے اور حضرت حمزہ کی بیٹی کی ایک معتقہ مرثی اور ایک بیٹی چھوڑ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدھا مال اس کی بیٹی کو دلایا اور آدھا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو روایت کیا اس کو انسائی نے اور حاکم نے مستدرک میں صحیح سے ایک لونڈی کو آزاد کیا اور خاوند اس کا غلام تھا کسی اور شخص کا اب وہ لونڈی ہی وقت آزاد می سے چھ مہینے سے کم میں ایک بچہ جنی تو وللا بیٹی کی لونڈی کے علی کو بیگی اور غلام کے مولی کو نہ بیگی اگر چہ غلام کا مولی بھی اس کو آزاد کرے یہی حکم ہے اگر دو بچہ جنی تو اب میں اور پہلے کی ولادت وقت آزاد می سے چھ مہینے سے کم میں ہووے البتہ کہ وہ لونڈی چھ مہینے سے زیادہ میں جنی تو وللا بیٹی کی لونڈی کے مولی کو بیگی لیکن اگر باپ کا مولی باپ کو آزاد کر دیوے تو وہ وللا اپنے بیٹے کی

اپنی قوم کی طرف سے بیخ لیگات یعنی اب اگر وہ بچہ مر گیا بعد باپ کے مرنے کے تو والد اور سہیلی سوا سہیلی کو والد
 بمنزلہ نسب کے ہر اور نسب آبا کی طرف ہوتا ہے تو ایسی طرح ولا بھی ہوگی فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ولا ایک ایسا رشتہ
 مثل اپنا میت نسب کے نہیں بیچ کی جاتی ہے اور نہ مہرب کی جاتی ہے روایت کیا اسکو شافعی نے اور صحیح کیا اسکو
 ابن جان نے اور عاک نے ص ایک عجمی کے مولی الموالاة نے اس عورت سے نکاح کیا جسکو عرب آزاد کیا تھا اس
 اسکا بچہ پیدا ہوا تو والد اس کے بچے کی ماں کے مولی کہو بیگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک باپ کے مولی کہو بیگی اور مولی
 عتاقہ خصمہ پر سہیلی اور عصباء نسبی سے جیسے باپ بیٹا وغیرہ ص مقدم ہین او سپر اور وہ مقدم ہین ذوی الارحام
 نسبی یعنی متعلق جو صاحب فرض سے بچے گائے گا اور اگر کوئی صاحب فرض نہ ہوگا تو کل مال سے لیکھا اسو سہیل
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو جسے ایک غلام خرید کر کے آزاد کیا تھا کہ اگر وہ مر جاوے گا اور کوئی عصبہ پورے
 تو مال اسکا بچہ لیکھا روایت کیا اسکو جبہ الرزاق اور بھی روایت کیا عبد الرزاق زین ثابت کہ وہ میراث لڑاتے تھے مولی عتاقہ ذوی الارحام
 کو اور عصباء نسبی تین قسم ہین ایک عصبہ غیر نسبی یعنی وہ مذکر جسکا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اور میت کی طرف اگر اسکو نسبت کن
 تو بیچ ہین عورت کا واسطہ نہ آوے اولیک عصبہ غیر یعنی وہ عورت جو مذکر کے سبب عصبہ ہو جاوے جیسے بیٹی ساتھ بیوی
 ایک عصبہ مع الفیر جو دو سر صاحب فرض کا ساتھ ملکر عصبہ ہو جیسے ہین ساتھ بیٹی کے تو یہ سب قسم عصباء کے مقدم ہین
 مولی عتاقہ پر اور مولی عتاقہ مقدم ہے ذوی الارحام یعنی اولاد وارثین پر جسکا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اور کوئی نسبت نہیں
 میت عورت کا واسطہ آتا ہے جیسے نانا اور بیٹی کی اولاد وغیرہ گناہ الاصل مع زیادہ ص تو اگر مولی مر جائے بعد بچہ
 وہ غلام آزاد کر تو اسکا ترکہ مولی کے قریب تر عصبہ کو موافق فرض کے مایگا اور عورتوں کو ولانہ بیگی مگر اس غلام
 کی جو وہ خود آزاد کرین جیسا حدیث میں آیا ہے پوری حدیث یوں ہے کہ عورتوں کو ولانہ ہین مگر اس غلام کی جو خود
 آزاد کرین یا اونکا آزاد کیا ہو آزاد کرے یا وہ خود نکات کرین یا اونکا نکات نکات کرے یا وہ خود مدبر کرین یا اونکا مدبر
 کرے یا اونکا آزاد کیا ہو غلام ولا کو بیچ لاوے یا آزاد کرے ہونے کا آزاد کیا ہو ولا کو بیچے انتہی لیکن یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہے

افضل ولای موالاة کے بیان میں

ایک شخص دوسرے کے ہاتھ پر سلام لایا اس قرار پر کہ تو مسلم کا وہ شخص مولی ہے تو تو مسلم کے مرنے کے بعد وہ اسکا مال کا
 وارث ہوگا اور اگر وہ تو مسلم کہے تصور کرے تو اسکی طرف سے میت دیکو یا اسلام کسی اور سے کہ ہاتھ پر لایا اور ایک شخص سے
 مای عقہ موالاة کیا تو یہ عقد صحیح ہے اس صورت میں اگر وہ تو مسلم گیا تو یہ شخص اسکا وارث ہوگا اور اسکی طرف سے وصورت صحیح
 خیانت کے تاوان و گجاف اور شافعی کے نزدیک یہ عقد غیر صحیح ہے اور ہمارے لیل قبل اللہ تعالیٰ کا ہے والدین عقد
 ایما نکو فانقہم تصدیقہم اور یہ آیت عقد موالاة میں اور ہی ہے اور روایت کیا ابو یوسف نے تمیز داری سے کہ پوچھ
 گئے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا طریقہ ہے اس شخص میں کہ مسلمان ہووے دوسرے کے ہاتھ پر فرمایا آپ نے وہ شخص جسکے ہاتھ
 پر مسلمان ہو انیا یہ مقدار ہے اس تو مسلم کا حیات اور مات میں ہلا یہ ص لیکن مولی الموالاة اس صورت میں وارث
 ہوگا کہ اس شخص کا دوسرا کوئی وارث نہوے ذوی الارحام میں سے بھی آوے جب تک مولی الموالاة نے اس شخص کی طرف سے

یا اوس کے ولد کی طرف تاوان جنایت کا نہیں دیا ہوا و اوس کو درست ہے کہ اوس کو چھوڑ کر اوس کی اپنی مولیٰ الموالاة بناوے
 اور اگر تاوان دیکھا تو درست نہیں اور عن لام آذا و کو درست نہیں کہ کسی کو مولیٰ الموالاة بناوے و اسے
 کہ اوس کا مولیٰ عتاقہ موجود ہے اور ولادہ الموالاة کی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مہول النسب ہووے و دوسرے یہ کہ
 عربی نہ ہووے کیونکہ عربوں کے قبائل موجود ہیں تو اوان کے متعلقہ غیر ملکی وراثت ہو سکتا ہے و قالہ الاعمال

کتاب الاکراہ

یعنی زبردستی ایک کام کرنا یا بیان صراحتہ و عقل پر چھوڑ دینی غیر ملکی سے اس طرح سے کہ اس غیر کی رضامندی جاتی
 ہے یا اوس کا اختیار فاسد ہو جاوے یا وجود باقی ہے اہمیت کے و اسے یعنی اکراہ و قسم کے ایک جو رضامندی مکرہ کو خوت
 کر دیوے جیسے تمہید کرنا جس اور ضرب و دوسرے فاسد کر دیوے اس کے اختیار کو مثلاً تمہید کرتے قتل سے یا کسی عیب کے
 قطع سے تو رضامندی کا وقت ہو جانا عام و فساد اختیار سے مثلاً جس اور ضرب میں رضامندی فوت ہو جاتی ہے لیکن اختیار
 صحیح رہتا ہے اور قتل کی صورت میں بھی رضامندی فوت ہوتی ہے اور اختیار بھی صحیح نہیں رہتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہے تحقیق اس کی ہر
 کر رضا کے مقابلہ میں کراہت ہے اور اختیار کے مقابلہ میں جبر ہے جو جس یا ضرب کا اکراہ میں بلاشک کراہت موجود ہے تو رضا
 معدوم ہے لیکن اختیار وجود ہے ساتھ وصف صحت کے اس واسطے کہ اختیار جب فاسد ہو جائے کہ تلف جان یا عضو کا خوت
 ہووے دیکھو جس امر میں جان یا عضو کے تلف ہونے کا خوت ہے اوس بازرہنا حیوانات کی طبیعت میں جمالی اور خلقی ہے کہ کیا تو
 نہیں دیکھتا کہ قوہ ما سکا انسان بلکہ جمیع حیوانات کو کس طرح روکتی ہوں دکان سے گرنے سے یا آگ میں پڑنے سے اور
 گمان تلف ہے تو اوس بازرہنا اگر اختیار ہی ہے لیکن اختیار ضروری ہے جو حیرت سے قریب ہے اسی طرح اوس اکراہ میں جو تلف
 جان یا عضو سے ہووے اختیار ہوا بازرہنا سے کا منقذہ ہلاک سے لیکن اختیار فاسد ہے اس لیے کہ انسان او سپر میں حیث الطبع مہول
 اور خالق ہے باوصف اسکے اہمیت دونوں قسم کی اکراہ میں باقی ہے بلکہ او غیر ملکی میں واسطے پاؤں جانے نقل اور بلوغ کے
 گناہ اول اصل صراحتہ کی شرطیں یہ ہیں کہ اکراہ کرنے والا قادر ہو اوس امر پر جس کا خوت دالما تا ہر امر ہے کہ وہ یا مشاہدہ
 یا چور ہو یا اور کوئی شخص عاجز ہووے مثلاً زوج اپنی زوجہ کے حق میں اس طرح مجنون مسلط سے اکراہ ممکن ہے تو اگر مجنون
 نہ کو ایک شخص سے دوسرے کو قتل کروے تلف نفس کی تحریف ہے تو قاتل پر قصاص نہیں ہے اور نہ دیت تو قاتل مقول
 کی میراث سے محروم ہوگا اگر اوس کا وارث ہو اور دیت نہیں کی قوم پر ہوگی گناہ الطحطاوی ص ۱۰۱ اور امام اعظم سے
 ایک روایت ہے کہ اکراہ سوا سلطان کے اور کوئی نہیں کر سکتا تو شاید یہ قول او کا نظر ہے نہ نیت کے ہووے
 والا نظر نہ مخالف سوا سلطان کے اور لوگ بھی اکراہ کر سکتے ہیں ہدایہ ص ۱۰۱ دوسرے یہ کہ نگہ کو طبع غالب ہے جاوے اس بات کا
 کہ نگہ اسکے ساتھ وہ امر کرے جس کا خوت لانا ہر قسم سے نہ کہ وہ امر جس کا نگہ خوت دالما تا ہر ایسا جو رضامندی کو معدوم کرے
 جیسے تلف نفس یا عضو یا اور کوئی چیز جو غم و اندوہ کو موجب ہووے جیسے ضرب اور جس وغیرہ و جاننا چاہیے کہ یہ
 امر مختلف ہے باعتبار اختلاف مردم کے مثلاً کہنے اور ذلیل لوگ کبھی لوگوں کو ضرب اور جس سے کچھ باک و غم نہیں ہوتا تو انکو
 ضرب خفیف اور جس قلیل سے اکراہ ہوگا بلکہ ضرب شدید سے اور جس حدید سے اور شرف کو ایک سخت کل کہنے سے نہایت

سے
 اور اگر کسی نے اوس
 سے کسی کو چھوڑ کر
 دوسرے کو چھوڑ کر
 جبر کیا ہوگا

احکام اکراہ کے سبب ان میں

درجہ اندوہ اور ہلال ہوتا ہے تو اس کے حق میں اسی قدر اکراہ کے لیے کافی ہے کہ وہ فی الواقع مکمل صورت میں ہو کہ اگر وہ اس کا حصہ
 کرنے سے جس چیز کو کیا جاتا ہے اگر گناہ قبول کرے کہ اپنے حق کے لیے جیسے اپنا مال بیچنے یا تلف کرنے میں یا اپنے غلام آزاد
 کرنے میں یا دوسرے کے حق کے لیے جیسے کسی شخص غیر کے مال تلف کرنے میں یا شرع کے حق کی وجہ سے مثلاً شراب پینے
 یا زنا کرنے میں تو اگر کوئی شخص جبر کیا گیا بخوف قتل یا ضرب شدید یا حبس و غیرہ برخلاف ضرب خفیف
 اور حبس تعلیل کے بلکہ صاحب منصب اور عزت کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ وہ درخت کا حصہ اور اگر اسے اس جبر کے سبب سے
 اپنا مال بیچنے والا یا کسی چیز کو خریدنے یا کسی طرح کا اقرار کیا اپنے اوپر یا اجابہ کیا تو بعد زوال اکراہ کے اس شخص کو اعتبار ہے کہ ان
 عقود کو بیخ کنڈائے اور حق نسخ جابر یا مجبور کی موت سے ساقط نہ ہوگا بلکہ مجبور کے ورثہ کو بھی ہوگا اسی طرح
 ساقط ہوگا مشتری کی صورت اور چند مرتبہ دست یا دست اور سببی بیع ہو جانے سے یا بیع میں زیادت ہو جانے سے
 درخت کا حصہ یا اونٹوں یا فدا کر دیئے یعنی وہ عقود موقوف زمین کے اسکی نسخ اور امضا پر ہی تو قبل نافذ کرنے
 مالک کے بیوقوف و فاسد ہونے نہ باطل اسی لیے اگر مشتری اس غلام کو جو بکالت اکراہ بائع نے بیچا ہے اپنے قبضہ میں کر کے آزاد کر دیا
 تو عتاق اور کاتب ہو جائے گا اور مشتری پر اسکی قیمت و جہی لازم آوے گی و امثال عتاق کے اور تصرفات میں جتنا نقص
 نہیں ہو سکتا وہ سب صحیح ہو جائینگے جیسے بیسیر آبیاد وغیرہ درخت کا حصہ تو اگر بائع نے اپنی خوشی سے زمین اور زمین
 کی ساری یا بیع کو خوشی سے مشتری کو دیدیا تو بیع نافذ ہوگی اور اگر زبردستی سے زمین ساری تو بیع نافذ ہوگی بلکہ بائع اگر
 اس کے پاس وہ زمین باقی رہے تو بیع سبکداری ہے اور جو بائع پاس وہ زمین تلف ہو جائے تو اوپر تاوان کچھ نہ ہوگا اس لیے
 کہ اس کے پاس زمین رہا تو بیع صحیح بائع نے بیچ ایک شے کو بیچا اور مشتری نے باراجبر اسکو خرید لیا اور اس کے وہ بیع مشتری
 پاس تلف ہوگئی تو اسکی قیمت کا تاوان بائع کو دینا اور بائع کو اختیار کر کے اسکی قیمت کا تاوان خواہ مشتری سے وصول
 کرے خواہ اس شخص سے جس نے اسکو خرید لیا تھا تو اگر اس سے نہ لے سکے تو اسکی قیمت سے وصول کیا تو اگر مشتری سے وصول کر لیا اور اگر
 مشتری سے وصول کیا تو اب جو خرید بعد ضمان لینے کے ہوئی ہوگی نافذ ہوگی نہ وہ خرید جو ضمان لینے کے ہوئی ہوگی ہر
 و ایہاں پر دوسرا لے ہیں پہلا سال کہ اگر بائع پر اکراہ ہو نہ مشتری پر اور بیع تلف ہو جائے تو مالک چاہے
 اکراہ کرنے والے سے تاوان قیمت کا لے چاہے مشتری سے دوسرا سال کہ یہ بیع نہ ہو کہ مشتری اول مشتری ثانی کے ہاتھ
 بیع کرے اور ثانی ثالث کے ساتھ اور ثالث رابع کے ساتھ مثلاً اور مالک مشتری ثانی یا ثالث سے تاوان قیمت
 کا لے سکتا ہے تاوان کے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ پہلی کی اور اگر مشتری اول سے تاوان لے لیا تو تاوان خریداری جائز
 ہو جائے گی اور صرف ان دونوں مسئلوں کو حل کر دیا گیا کہ فی الواقع اسکی کوئی شخص اکراہ کیا گیا اور اس کے گھانے پر
 یا شراب یا خون پینے پر یا سور کے گوشت کمانے پر جس یا ضرب یا بیٹری کی تہدید سے تو ان چیزوں کا تاوان
 درست نہیں و اس واسطے کہ یہ اکراہ غیر ملکی ہے تو اس میں ضرورت نہیں ص البتہ اگر خوف کیا گیا ساتھ
 قتل یا قطع کسی عضو کے تو درست ہے و اس واسطے کہ یہ اکراہ ملکی ہے اور یہاں ضرورت واقع ہے اور ان چیزوں کی قیمت
 سے منبص آیت حالت خطر مشتری ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسما حرام علیکم المیتة و الدم و العظم

وَمَا أَهْلٌ مِنْكُمْ بِمَرْغُوبٍ لِّمَنْ أُضْطُرَّ بِغَيْرِ اللَّهِ فَلَاحِقٌ عَلَيْهِ تَرْجُمَةٌ سَوِيَّةٌ لِّسَائِرِ النَّاسِ لِيُحْتَمَلَ عَلَيْهِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَمَّا مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ مَرْغُوبٍ فَهُوَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ مَرْغُوبٍ لِيُحْتَمَلَ عَلَيْهِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَمَّا مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ مَرْغُوبٍ فَهُوَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ مَرْغُوبٍ لِيُحْتَمَلَ عَلَيْهِ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ

مردار اور ماہور گوشت سور کا اور جو کچھ بیکار جاوے اور اس کے واسطے غیر خدا کے پس جو کوئی نے بس میں نہ صدمے نکل جانے والا اور نہ بجا کرنے والا سو نہیں کہ گناہ و پاپوں کے انتہائی حصہ سو اگر اسے صدمہ کیا اور قتل ہو گیا اور ان چیزوں کو نہ کھایا تو گناہ بھاری ہو جیسے حالت شدت بھوک میں و اگر ان چیزوں کو نہ کھا دیا تو گناہ بھاری ہو گیا البتہ اگر کفار کے حصہ نہ لانے کے لیے یا مسالہ معلوم ہونے کی وجہ سے نہ لکھایا تو گناہ گناہوں کا دسترخوار ص اگر قتل یا قطع عضو کی تخویف سے اکراہ ہو کر ہو گیا یا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکت پر تو اس کو خصمت ہو کر کہنی زبان سے کہہ دیے مگر دین اپنا اعتقاد اور یقین مضبوط رکھے و اگر جس یا ضرب یا قید سے تخویف ہوئی تو کہہ کر کھانا ہرگز جائز نہیں ہر دلیل اس میں قول ہے اللہ تعالیٰ کا اَلَا مَرْءٌ اَنَّكَ وَقَلْبُكَ مَطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ یعنی مگر شخص اکراہ کیا جائے اور دل ہو سکے اس میں ہر ساتھ ایمان کے انتہائی اور روایت کی حاکم نے مستدرک بن محمد بن عمار بن ہارث سے کہ مشرکین نے ان کے پاپ عمار بن یاسر کو پکڑا تو نہ چھوڑا تو انکو بیان تک کہ ہر گز نہ آیا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور تعریف کرائی اپنے بتوں کی توجیب کے عارضہ پاپس سو نہ کیا انھوں نے یہ واقعہ تب پوچھا حضرت کہ کس طرح پایا تو نے اپنے دل کو کما عمار نے کہ میرے دین میں ایسا مضبوط تھا تب فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر مشرکین ایسا کریں تو تو بھی ایسا ہی کہ زلیحی اور مختارین ہر کہ اگر توریہ کا خیال اسکو آیا اور اسے توریہ نہ کیا تو عورت اسکی دیانتہ اور قضاء باہین ہو جاوے گی اور جو اس کے دین کا بالکل خیال نہ آیا اور دین اس کے ایساں مضبوط تھا تو عورت اسکی باہین نہوگی نہ قضاء نہ دیانتہ نہ قطع نہ عارضہ اور جو ہر بھی نہ کے اور صبر کرے اور قتل یا قطع ہو جائے تو ثواب پاپوں کا اور سو قتل و قطع کی تخویف کے اور قسم کی تہدید میں خصمت نہیں ہر و اس واسطے کہ عمار بن یاسر اور غیبی بتوں میں اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے تو عمار بن یاسر نے خصمت پر عمل کیا اور غیبی نہ لکھایا بیان تک کہ سولی دی گئی تو نام ہو گیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سپہ لشکر کے کھانڈا فلول اللہ اللہ ص اور اگر قتل یا قطع کی تہدید اکراہ ہو کسی مسلمان کے قتل یا قتل کے پیر ص تو اسکو جائز ہر کہ قتل کر ڈالے و اگر تہمت نہ کیا اور صبر کر گیا تو ثواب پاپوں کا دسترخوار اور صاحب مال تاوان اسکا گناہ بالکسر یعنی اکراہ کرنا پاپ سے لیکر نہ گناہ بالفتح سے یعنی جس پر اکراہ ہو اور جو قتل یا قطع کی تخویف سے اکراہ ہو کسی مسلمان کے قتل کر ڈالنے پر و اسکو کسی عضو کا ٹسے پر یا گلادریک مار ڈالنے پر یا جان کے جلانے پر یا اپنی من و بونے پر یا زنا کرنے پر ص تو اسکو خصمت نہیں ہر کہ ان کاموں کو کرے یا اینہما اگر اسے قتل کر ڈالا تو قصاص لکراہ بالکسر پر یہ گناہ بالفتح پر و اور فرہ کہ نزدیک لکراہ بالفتح پر اور شافعی کے نزدیک دونوں پر اور ابو یوسف کے نزدیک کسی پر نہوگا اور اگر اسے زنا کی تو حد نہ پڑے گی آسمان مالک زانی نامور مرگاتاوان دیکھا اگر چہ عورت رہی ہو و اس واسطے کہ صلہ و زہد دونوں کے دونوں سا قوت نہیں ہو جاتا دسترخوار ص صحیح ہر نکاح اور طلاق اور عتاق لکراہ کاف اس واسطے کہ یہ عقود ہمارے نزدیک صحیح ہو جاتے ہیں اکراہ سے جیسے ہزل اور جو من طبعی سے اور شافعی کے نزدیک صحیح نہیں ہوتے اور دلائل ہمارے کتاب الطلاق میں گذرے ص تو اگر طلاق پر اکراہ کیا اور اسے طلاق ویدیا تو لکراہ بالفتح لکراہ بالکسر سے نصف مہر ص ورنہ نصف متہ

مشکل سے کما حقہ
دین عیسوی و ہندو
توڑ ڈال کر ہمارے
کرنیہا مات اور دین
شکرا کرنا اور جس چیز
کی فرضیت قرآن مجید
سے ثابت ہوں
تلفی الاصل
تہدید کی
مستدرک بن محمد بن
عیسوی و ہندو
اور ان کے کفر و فسق
کو کھینچنے پر جو
کسی کا بھی گناہ
ہو اور اس سے
تصاریف سے
کسی اور شخص کا
نہ نہ ہو

اگر معتقد نہوا ہو دزدی جو عورت کو دنیا پڑا پھیر لیوے یہ صورت جب ہرگز گمراہ بالفتح نے اپنی عورت سے غمی نہ کی ہو اور جو غمی کر چکا ہو تو کچھ پھیر نہیں سکتا ف ایسے کہ مرد و سپرد غمی سے واجب ہو چکا تھا خاص اس طرح عتاق میں قیمت، غلام کی گمراہ بالکسر سے پھیر لیوے اور یہی صحیح ہنڈرا اور یمن اور ظہار اور حجت اور ایلا اور رجوع ایلا سے حالت اکراہ میں اور جائزہ اسلام اکراہ سے لیکن اگر وہ شخص پھر عاویگا اسلام سے تو قتل نہ کیا جاوے گا ف یعنی زبردستی سے اسلام لاکر پھر کافر ہو گیا تو اسکو قتل نہ کرینگے جیسے اور مردین کو قتل کرینگے اسواسطے کہ اس کے اسلام میں شیعہ ہرگز شاید رو سے دل سے قبول نہ کیا ہو وے لیکن جب کیا جاوے گا اسلام پر اسلام مع الاکراہ اسطے صحیح ہرگز فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا میں اس بات کا کہ قتل کروں لوگوں سے یہاں تک کہ میں وہ لوگ لالہ الا السعیرین نہیں ہرگز کوئی معبود سوا خدا کے روایت کیا اسکو بخاری سلم نے ابن عمر سے اور اس حدیث کو ہی قدر شائع وقایہ نے بیان کیا لیکن پوری حدیث صحیحین میں یوں ہرگز نہ لکھا اس بات کا حکم ہوا کہ قتل کروں گون سے یہاں تک کہ وہ شہادت دین اس بات کی کہ لالہ اللہ اور محمد رسول اللہ اور قائم کرین نماز کو اور اکرین زکوٰۃ کو تو جب انھوں نے ان کا نہ کو کیا بچایا انھوں نے مجھے اپنے خونوں کو اور مالوں کو لگایا سب حق اسلام کے اور حساب و سکا المدبر ہرگز انتہی ص صحیح نہیں حالت اکراہ میں معاف کر دیا اپنے مدیون کے دین کا ف تو اگر عورت نے اپنے شوہر کی تخریب نہ کرے مہر معاف کر دیا تو یہ بہ صحیح ہوگا اگر شوہر قادر ہو ضرب پر اور اگر شوہر نے تہدید ساتھ طلاق دینے یا دوسری عورت سے نکاح کرینے کی تو یہ اکراہ نہیں ہرگز اس صورت میں ہرگز مہر نافذ ہوگا اسی طرح اگر شوہر نے اپنی زوجہ رضیہ کو والدین کے گھر جانے سے منع کیا الا جبکہ وہ مہر اپنا بخشد یوں سے سوا سے کچھ مہر بخشد یا تو یہ بہ باطل ہے ایسے کہ یہاں عورت کا منہ ہرگز جب اکراہ ہوا دھنڈا ص یا کینسل کی کفالت کا یا مہر ہو جانا تو اسکی زوجہ بائن نہ ہوگی اور اگر زنا کر گیا حالت اکراہ میں تو اوپر حد پڑے گی مگر جب طہان اکراہ کے ف یہ فرق الام صاحب کے نزدیک ہرگز اور صائین کے نزدیک مطلقاً حد پڑے گی جیسا اوپر پڑ چکا

بیان اس حدیث صحیحین میں

کتاب الحج

حجرتے ہیں تصرف قوی کے نفاذ کو روک دینا ف تصرفات قوی جو زبان سے متعلق ہیں جیسے بیع اور شرا اور ہبہ وغیرہ اور تصرف فعلی جو بخلان اسکے جیسے قتل امان مال تو حج میں صرف تصرف قوی نافذ نہیں ہوتی نہ تصرفات فعلی جو افعال جو این چنانچہ اگر کسی کسی کا مال تلف کیا تو ضمان واجب ہوگا ایسا ہی جنون میں ص حج کے سبب تین ہیں ایک صغیرن دوسرے جنون تیسرے رق یعنی مملوکت بطور غلامی اور لونڈی پنہ کی تو صحیح نہیں ہرگز طلاق ص صبی اور جنون مغلوب العقل کا ف مجنون مغلوب وہ ہر جسکی عقل جاتی رہی ہو سطر چہرہ کہ اس سے افعال اور اقوال بطریقہ عقلاً نہ ہو سکیں مگر کبھی کبھی اور غیر مغلوب وہ ہر جسکے کلمات مختلط ہوں یعنی کبھی کلام اسکا بطور عقلاً کے ہو و اور کبھی بطور جانین کے اور اسکو معتوہ کبھی کہتے ہیں اسکا حکم کے آویگا کہ کہ فلا عقل ص اور عتاق اون دونوں کا اور اثر اون کا اور صحیح و طلاق غلام کا اور قرار اسکا اپنی ذات پر نہ اس کے مالک کے حق میں تو اگر غلام مجبور نہ کیسے قرض کا اقرار کیا تو اسکا مطالبہ بعد از ادوی کے اوپر سے کیا جاوے گا اور گویا قصاص کا اقرار کیا تو صد اور قصاص او سپرد فی الحال نافذ کیا جاوے گا

شخص ان بیویوں میں سے **ف** یعنی عبد اور بھئی جنہوں **ص** کوئی عقد ایسا کرے جس میں امینہ نفع اور ضرر دونوں کی طرف
تو وہ سو قوت رہے گا اسکے ولی کی اجازت پر اور ولی کو اختیار ہوگا اگر اجازت سے پہلے تو نفع اور ضرر دونوں کا باطل ہوگا **ف** جو
سے یہاں وہ بیویوں مراد ہے جو بیع و شرا کو جانتا ہے اور اس کا قصد کرتا ہے اگر یہ صلحت کو اسکے مفید سے ممتاز
نہیں کر سکتا وہی معنوں ہے جو غیر کی طرف سے وکیل ہو سکتا ہے اور عقیدت یہ قید کہ امینہ نفع اور ضرر دونوں کی ہو اور اس واسطے
لگائی کہ جس عقیدت میں نفع ہی نفع ہے جیسے قبول کرنا ہے کا تو وہ بغیر اجازت ولی درست ہے اور جس میں محض ضرر ہی نفع ہے
طلاق یا عاقق تو وہ ولی کی اجازت سے بھی درست نہیں گناہ الاصل **ص** اور جو کوئی چیز تلف کر دیوں تو نفع
دیئے **ف** ایسے کہ افعال میں جو نہیں ہیں برابر ہیں کہ عاقل ہوں یا غیر عاقل **ص** اور جو نہیں کیا جاوے گا جو
شخص جو کلف ہو بلیب سفارست **ف** سفارست مراد ہونے مال اور اس کا ضائع کرنا ہے خلاف مقصد
شرعی یا عقل کے گناہ الاصل **ص** یا فسق کے یا قرض کے **ف** یہ مذہب امام کا ہے اور صاحبین اور شافعی کے
مزید کہ سفید پر حجر ہو سکتا ہے اور یہی مفتی ہے کہ البتہ اگر سفلس کے تر ضخواہ قاضی سے طلبگار حجر کے ہو ہیں تو قاضی اسکو
محو کرے اور اسکی بیع اور قرار کرورک دیوے اور جب دیوں مجبوس ہو قاضی کے پاس اور بعد میں کے کہ جسکی شخص کے
مال کا قرار کرے تو اسکو اور اگر نالازم ہوگا بعد ازاں ہوجانے اون دیوں کے جبکہ واسطے وہ مجبوس ہوا البتہ اگر اس شخص کا
مال گواہوں سے ثابت ہو جاوے تو مقر لاصحاب دیوں کے ساتھ پناہ دین وصول کر گیا اور امام شافعی کے نزدیک فسق
پر بھی حجر ہو سکتا ہے واسطے حجر کے گناہ الاصل **ص** زیادہ **ص** من الی الخ **ص** البتہ حجر کیا جاوے گا مستحق ما جن پر
ف مفتی ما جن وہ مفتی ہے جو لوگوں کو باطل حیلے سکھائے جیسے عورت کو ازراہ کی تعلیم کرنا تاکہ باہن ہو جاوے اپنے شوہر سے
یا اس سے زکوٰۃ ساقط ہو جاوے پھر مسلمان ہو جاوے **ص** اور طبیب جاہل پر **ف** طبیب جاہل وہ ہے جو بیمار کو روکا
مملک پادیتا ہو و خواہ اسکو مملک جانتا ہو یا جانتا ہو اور جب کہ وہ دوام میں پر شدت کرے تو وہ دوسکا
دور کر سکتا ہو گناہ الاصل **ص** اور درکاری فلس پر **ف** یعنی جو کہ یہ جانور کا لے لیا کرے اور جب وقت
سفر کا آوے تو جانور نہ دیکھے تب کر لیا اپنے رفیقوں سے چھوٹ جاوے گناہ الاصل **ص** حاصل یہ ہے کہ جس سے ضرر
عام ہو تو اس کے وقع کے لیے ضرر خاص یعنی ہر ایک شخص صاحب پر درست ہے **ص** اور جو صغیر یا نہ ہو جائے
اور ہو قوت سے تو اسکو کمال اور سکون دیا جاوے کہاں تک کہ پچیس برس کو پہنچے **ف** درمیں ہے کہ ۲۵ برس کی قوت
اسو لگائی کہ غرق سے مروی ہے کہ عقل مرد کی تھا کو پہنچ جاتی ہے جب کہ وہ ۲۵ برس کا ہو جاتا ہے اور یہاں تک کہ
روکنا مال کا اس کے بطریق تادیب تھا اور ظاہر ہے کہ بعد پچیس برس کے تادیب نہیں ہوتی کیا تو نہیں دیکھا کہ اس
کا آدمی بھی دادا ہو جاتا ہے انتہی دادا ہو جانے کی صورت ہے کہ آدمی مدت بلوغ لڑکے کی ۱۳ برس میں اور ولی مدت حمل چھ مہینے
تو فرض کیجیے کہ بارہ برس کی عمر میں اس نے نکاح کیا اور چھ مہینے میں اسکا لڑکا پیدا ہوا اس کے کا بارہ برس کے سن
میں نکاح ہوا اور چھ مہینے میں اسکا لڑکا ہوا تو شخص اداں فرزند نامی کا دادا ہوا یا وصفت اسکے کہ عمر کو پچیس برس ہی
ص تو اگر تصرف کر گیا قبل اس مدت کے تو صحیح ہوگا اور بعد پچیس برس کے مال اسکا اسکو دیر یا جاوے گا اگر یہ سو قوت

در فتاویٰ میں مذکور
یعنی جو غیر عاقل
میں مراد نہ ہوگا
تو اس میں نکاح اداں
و جب تک کہ اسکا
عقل اداں ہو گیا
تو اسکا نکاح درست
ہوگا اور اگر نکاح
اداسے پہلے ہو گیا
تو اسکا نکاح درست
نہیں ہوگا
یہاں جو شرطیں بیان
کی گئی ہیں ان میں
بعض ایسی ہیں جن
کا بیان فقہاء نے نہیں
کیا ہے

یہاں جو شرطیں بیان
کی گئی ہیں ان میں
بعض ایسی ہیں جن
کا بیان فقہاء نے نہیں
کیا ہے

بلوغ غریبہ کے بیان میں

ہے اور ہوشیار ہو کر شخص آزاد کرے یا بیویوں کو تو قاضی اور کو مجبوس کرے تا مال اپنا اپنے اہل بیت کے لیے بیچے اور جو اسکے مال میں روپی یا شرفیان ہو دین اور قرض بھی روپی یا شرفیان ہو دین تو قاضی بغیر امر بیوں قرض ادا کرے اور اسکے مال سے اور قرض شرفیان ہو دین اور مال میں روپی یا قرض روپیہ اور مال شرفیان تو بھی قاضی کو بیچے یا لے بغیر اسکے اور کے واسطے اگلے دین کے درست ہے اور سبب اور مکان اور زمین اور کسی قاضی نیچے مگر اسکے قید کرے تا وہ خود مجبور ہو کر نہ بیچے لیکن صاحبین کے نزدیک جب وہ نیچے تو قاضی اسکا سبب اور زمین وغیرہ بھی بیچے قرض ہونے حصوں کے ادا کر دیے اور صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے کہ درختخدا ص ایک شخص مفلس ہو گیا اور اسکے پاس وہ چیزیں جو اسے خرید کی لیکن ہنوز نہیں ادا کی تو اسکا بائع اور فروختہ ہونے کے ساتھ مساوی ہر طرف بینی وہ چیزیں بیچے کہ جو حصہ اسکی قیمت میں سے دیا جاوے گا یہ نہوگا کہ پہلے بائع اپنی قیمت وصول کر لے بعد اسکے چونکہ تو وہ اور فروختہ ہوں کہ مٹے اور شامعی سے کے نزدیک قاضی مشتری پر حرج کر کے بائع کو اختیار فسخ نہ کرے گا اور بائع اپنی

فصل صلیوغ کے بیان میں

بلوغ لڑکے کا ثابت ہوتا ہے احتلام سے یعنی خواب میں منی نکلنے سے اور عورت کو حاملہ کر دینے سے اور انزال سے اور اصل انزال ہے اسلیے کہ جب تک انزال نہ ہوگا نہ احتلام ہوگا اور نہ عورت اس سے حاملہ ہوگی اصل اور لڑکی کا بلوغ احتلام سے اور حیض سے اور اصل سے ثابت ہوتا ہے اور عورت کا چمن اور پستان کا اونچا ہونا ظاہر الروایہ میں معتبر نہیں اور اس طرح پندلی اور موٹو پچھ اور غل کے بال اور آواز کا بھاری ہو جانا معتبر نہیں بلوغ صغیر میں گندار لکھنے کا وہی صغر اگر صغیر اور صغیرہ میں ان علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جاوے تو بلوغ کا حکم نہوگا جب تک لڑکا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ برس کی نہوے اور صاحبین کے نزدیک جب تک پندرہ برس کے نہو جاوے نہ یعنی جب لڑکا لڑکی پندرہ برس کے پہچاوے تو اونکو حکم بلوغ کا دیا جاوے گا اگرچہ علامت ظاہر نہ ہو دین اسی پر فتویٰ ہے اسلیے کہ ہمارے زمانہ میں عین بہت چھوٹی ہوتی ہیں درختخدا ص اور ادنی مدت بلوغ کی فرزند کے لیے بارہ برس اور دختر کے لیے نو برس ہے تو اگر دونوں قریب بلوغ کے ہوں اور انھوں نے کہا کہ ہم بالغ ہو گئے تو قول راو کا معتبر ہوگا اور بالغ شمار کیے جاوے گئے جب ظاہر حال اونکے قول کی تکذیب نہ کرنا ہو مثلاً بارہ برس لڑکا کہ ہوگا بارہ برس کا اور نو برس کہ ہوگا تو اب دعوی بلوغ معتبر نہوگا اور شہ زنیلا میں ہے کہ صناعت الیہ کا یہ قول معتبول ہے کہ جسم بالغ ہو چکے جب وہ علامت بلوغ کی بیان کر دیوں بیرون قسم کے

کتاب الماذون

اذن کہتے ہیں حجر کے دور کرنے کو اور حق کے ساقط کر دینے کو ف جان تو کہ اصل انسان میں یہ ہے کہ مالک کے تصرفات کا تو جب اسپر نٹامی عارض ہوئی اور مولی کا حق اس سے متعلق ہو گیا تو اپنے ملک تصرفات کو روک دیا اسباب مولی نے اپنا حق ساقط کر دیا تو مالغ نائل ہو گیا اور حجراوس کا جاتا رہا تو یہی اذن ہے ہمارے زمانہ میں شافعی

کے نزدیک توکیل ہے اور نایاب کرنا کرنا کذا فی الاصل ص تو جب مولیٰ نے غلام کو اذن دیا اب وہ غلام جو تصرف کر گیا اپنی اہلیت سے کر گیا اپنی ذات کے لیے تو اس کی جوابدہی مولیٰ پر نہ ہوگی یعنی جب غلام ماذون نے کوئی چیز خریدی تو شہن اور اس کی مولیٰ سے طلب نہ کیا وگرنہ بوجہ اذن وکیل کے کہ وہ موکل سے من طلب کر سکتا ہے اس واسطے کہ اس سے موکل کے لیے خریدی ہے اور اذن اور تصرف کسی وقت کے ساتھ متفق نہ ہوگا تو جس غلام کو اذن دیا ایک روز کے لیے تو وہ ماذون رہے گا جب تک مولیٰ اس پر تصرف کرے اسی طرح کسی قسم خاص کے ساتھ متفق نہ ہوگا پھر جب مولیٰ نے ایک قسم خاص تجارت کا اذن دیا تو وہ صحیح اقسام تجارت میں ماذون ہو جاوے گا وگرنہ اگر وہ چیز کہ جب ایک نوع تجارت کا اذن دیا تو اذن اس کا تمام اطلاق میں عام ہو جاوے گا اسی طرح جب اذن دیا کہ ایک رنگ بڑی ٹھلے تو لہذا اذن ہوگا اسکے تمام لوازم اور ضروریات کی خریدی اسی طرح اگر کہا کہ ہر مہینہ اتنا مال تو مجھے ادا کر دیا کہ بخلات اس صورت کے کہ مولیٰ نے ایک شخص معین کے خرید کی اجازت دی کہ یہ اذن ہوگا بلکہ یہ استخدام یعنی خدمت لینا ہے کذا فی الاصل ص اور ثابت ہوتا ہے اذن دلالت حال سے تو جو غلام کہ مولیٰ اس کو خرید و فروخت کرتے دیکھے اور چپ سے ہے تو وہ ماذون ہے اور صراحت سے تو اگر مطلق اذن دیا تمام ہوتا ہے تجارت کو عام ہوگا تو خرید و فروخت کرے اگر چہ نہیں فاحش سے ہوگا مگر صاحبین کے نزدیک جنین فاحش سے درست نہیں اور خرید و فروخت میں وکیل کرے اور رہن رکھے اور رہن کیوں اور زمین کو بطور اجارہ اور ساقاۃ اور فراغت لیوے اور بیچ بونیکے لیے خریدے اور شرکت عنان کرنے نہ شرکت مفاد صلہ و مال بطریق مستشار دیوے اور دوسرے سے لیوے اور اپنی چیز کر لینے دیوے اور دوسرے کی لیوے اور اپنی ذات کے متعلق کھلی کر لینے دیوے نہ شافعی کے نزدیک اور فرکرے امانت و غصب اور دین کا اور ہر یہ نئے قبیل طعام کا اور ضمانت کرے اس کی جو وہ سلو کھلائے اور شہن گھٹا دیوے اگر عینیکے بیع میں موافق دستور کے اور اپنے ملکوں کا بڑھایا ہو یا غلام نکاح نہ کرے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اپنی نو بڑی کا نکاح کرے اس لیے کہ عین بچہ تحصیل مال ہے اور نہ نکاح کرے اور نہ ادا کرے اور نہ فرض نہیں اور نہ ہب کرے اگر چہ بعض ہجو اور عورت کو درست ہے کہ اپنے خاوند کے گھر میں سے ایک شہ قبیل خاکی راہ میں دیوے یا پیرا لہ اگر چہ اس بات نہیں ہے لیکن اس کو بیضا سبت ذکر کیا اس لیے کہ عورت بھی بقدر صدقہ کے لیے ماذون ہے عا و کذا فی الاصل ص جو دین عبد ماذون پر واجب ہے جو تجارت کے سبب سے جیسے خرید و فروخت اور اجارہ اور تجارت کے سبب سے یا جو اسکے حکم میں ہے جیسے ماوان غصب اور وصیت کا جس کا ماذون نے انکار کیا اور وہ عقر جو واجب ہو اس کی کو خریدی ہوئی کے استحقاق سے متعلق ہوگا اس غلام کی ذات سے بیجا جاوے گا اس میں من اور اس کی من تقسیم ہوگی قرض خواہوں کو بطور صلہ رسد اور اس کی کمانی سے جو قیل دین کے پابعد دین کے اولوس جو چیز اس کو سب کی گئی اور اس سے ہبہ قبول کر لیا تھا یہ ہا لہذا تب ہے اور نہ تو شافعی ہے نزدیک وہ خود دین میں نہ بیجا جاوے گا بلکہ اس کی کمانی بیجا جاوے گی اس واسطے کہ مولیٰ کی غرض اذن سے اتصال اس چیز کا جو حاصل تھی نہ فوت کرنا اس چیز کا جو اس کو حاصل تھا اور ہم یہ کہتے ہیں کہ دین ظاہر ہو مولیٰ کے حق میں تو متعلق ہوگا اس کے رقبہ سے تا لوگوں کو ضرر نہ ہو ص لیکن وہ دین متعلق نہ ہوگا اس مال سے جو ماذون کے مولیٰ نے اس سے

سے لیا تھا قبل حقوق دین کے اور جو دین کے اوس کے کسب اور شن سے بھی باقی ہے تو اس کا مطالبہ اوس سے آزاد ہونے کے بعد کیا جاوے گا اور دوسری بار نہ بیجا جاوے گا درختنا کہ صوملی کو ماذون سے وہ رقم مقررہ لینا قبل حقوق دین کے اوس سے لیا کرتا تھا بعد حقوق دین کے بھی جائز ہوتا ہے اگر صحیح کیا سن یہ چاہتا تھا کہ جائز ہو بعد حقوق دین کے لیکن اس واسطے لینا جائز ہوا کہ اگر صوملی اوس سے منع کیا جاوے تو احتمال ہے کہ وہ اپنے غلام کو مجبور کر دے تو کمانی کا دروازہ بند ہو جائے اور دین والوں کو نقصان ہوگا اور جو اوس سے بڑھے وہ قرضخواہوں کو سٹے گا اور عید ماذون اگر بھاگ جاوے یا صوملی مر جاوے یا صوملی کو جنوں مطبق ہو جاوے تو محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنوں مطبق وہ ہر جو سال بھر ہے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہووے وہ مطبق نہیں لکن فی الاصل صوملی یا صوملی دارا حرب میں مرتد ہو کر چلا جاوے یا صوملی اوس غلام کو مجبور کر دیوے اور غلام اور اکثر بازار والوں کو اسکی خبر ہو جائے تو ان سب صورتوں میں وہ غلام مجبور ہو جاوے گا اور لوٹنے کی ماذونہ کو اگر مال ولد بنا یا تو وہ مجبور ہو جاوے گی ہمارے نزدیک اور امام زفر کے نزدیک نہوگی اور جو مرتد ہو گیا تو مجبور نہوگی لیکن صوملی کو لوٹنے کی ذات کی قیمت اوسکے قرضخواہوں کو دینا نہوگی یعنی استیلا اور تدبیر کی صورت میں اگر مستقولہ اور مدبرہ پر دین محیط ہو تو صوملی تاوان اوسکا بقدر اوسکی قیمت کے دیگانہ زیادہ کا اسلیے کہ صوملی نے اس تصرفات سے صرف لوٹنے کی ذات کو روک لیا تو اوسکی قیمت دینا نہوگی لکن فی الاصل صوملی اگر غلام مجبور ہو گیا بعد اوسکے اوسے اقرار کیا کہ جو مال میرے پاس ہے وہ امانتاً ہے یا میرے ادرے قرضے کا اقرار کیا تو یہ اقرار صحیح ہوگا و امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہوگا اگر اوس غلام پاس قدر قرضہ ہو کہ اوسکے ذات اور مال کو محیط ہو تو صوملی اوس مال جو اوسکے پاس ہے مالک نہوگا و امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مالک ہوگا اسواسطے کہ ذات غلام کی حلوک تو صوملی کی تو اوسکی کمانی بھی حلوک نہوگی اور امام صاحب کہتے ہیں کہ ملک صوملی کی بطور خلافت غلام کی طرف سے ثابت ہونی جب وہ غلام اپنی حاجت سے فارغ ہو جیسے ملک وراثت کی جب ثابت ہوتی ہے کہ مورث بچے جو بچ ضروری مقررہ سے مال بچ ہے اور ماخذ فیہ میں مال غلام کے حوالے سے فارغ نہیں ہے لکن فی الاصل صوملی تو ایسی صورت میں اگر صوملی اپنے غلام کے غلام کو آزاد کرے گا تو آزاد نہوگا و امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جاوے گا اور صوملی اوسکی قیمت کا تاوان قرضخواہوں کو دینا لکن فی الاصل صوملی اوسکے مال اور ذات کو محیط نہوگا تو غلام کا غلام صوملی کے آزاد کرے آزاد ہو جاوے گا اور عید ماذون اپنے صوملی کے ہاتھ ترخ بازار سے چیز فروخت کر سکتا ہے کہ کو اور صوملی اوسکے ہاتھ کو بھی فروخت کر سکتا ہے و جب بھی کہ غلام کی ذات اور مال کو دین محیط ہووے ورنہ بیچ ہی نا جائز نہوگا تو اگر صوملی نے قیمت بازار سے زیادہ کو کوئی چیز غلام کے ہاتھ بیچی اس صورت میں صوملی کو حکم ہوگا کہ زیادتی کو کم کر دیوے یا بیچ کو منسوخ کرے تو اگر صوملی نے بیچ کو غلام کے حوالے کیا قبل قیمت لینے کے تو اب صوملی کو قیمت نہ ملے گی و اسلیے کہ صوملی نے جب چیز غلام کو دیدی اور قیمت اوسکی نہیں لی تو صوملی کا دین غلام پر رہا اور صوملی کا دین غلام پر بشرطاً باطل ہے اس صورت میں میں باطل ہوگی لکن فی الاصل صوملی اگر

عبد مازون مدیون ہو لیکن مولیٰ اوسکو آزاد کر سکتا ہے اور دین اور قیمت میں سے اوس غلام کے جو کہ ہوگا اوس قدر مولیٰ کو تیار دینا ہوگا یعنی اگر دین کم ہوگا تو مولیٰ دین ادا کر گیا اور جو دین اوسکی قیمت سے زیادہ ہوگا تو مولیٰ صرف قیمت دیکر قرض خواہوں کو اسلئے کہ قرض خواہوں کا حق صرف غلام کی ذات سے متعلق تھا اور مولیٰ نے اوسکو تلف کر دیا تو قیمت کا تادان دینا ہوگا لکن فی الاصل صحرا اور جو دین اوسکی قیمت سے زیادہ ہوگا وہ عبد مازون کو ادا کرنا پڑ گیا اگر ایک غلام جس پر دین محیط تھا فروخت کیا گیا اور مشتری نے اوسکو غائب کر دیا تو قرض خواہوں کو اوسکے اختیار پر کہ خواہ بیع جائز رکھ کر مثنیٰ روکی لے لیون یا مشتری یا بائع سے اوسکی قیمت یعنی شرح بازار کا تادان لیون تو اگر وہ تادان لیون بائع سے اور پھر سبب یہ ہے کہ وہ غلام بائع کے پاس پہنچے تو بائع دام قیمت کے جو قرض خواہوں کو اوستے دیے تھے پھر پوسے اور قرض خواہوں کا حق پھر غلام سے متعلق ہو جاوے گا تو اگر غلام کے مالک نے بیچے وقت مشتری کو تباہ کیا کہ یہ غلام مدیون ہے تو ب قرض خواہوں کو یہ بیچ کر دین اور اگر دین ادا ہو گیا تو بیچنے والے کو نہ پونجی ہو اور جو بیچ نہیں ہو سکا تو بیع و ضمانت کر سکتے اور جو بیچ ہو تو کوئی مطاویج یا بیع صحیح یا جواد اور جو مشتری سنا ہو دین کا اور بائع غائب ہو تو قرض خواہ مشتری سے ضمانت نہیں کر سکتے مثنیٰ کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک ضمانت کر سکتے ہیں اگر ایک غلام شہر میں آیا اور اوستے کہا کہ میں غلام کا غلام ہوں اور اوستے مجھے اذن دیا ہے کہ تجارت میں اور وہ خرید و فروخت کرتا ہے تو وہ مازون سمجھا جاوے گا اسی طرح اگر مولیٰ نے اپنے غلام کو خرید و فروخت کر کے دیکھا اور کچھ نہ کہا تو وہ مازون ہو جاوے گا لیکن اگر ایسا غلام قرض دار ہو جاوے گا تو وہ قرض کے لیے فروخت نہ کیا جاوے گا مگر جب مولیٰ اقرار کرے اوسکے مازون ہو جائے گا ایسے کہ جب تک مولیٰ نے اقرار نہیں کیا اذن کا تو دین اوسکے حق میں ظاہر نہوا اور معاملہ کرنے والوں نے نقصان ادا ٹھایا اس لئے کہ انھوں نے ظاہر حال پر پھرتا کیا اور مولیٰ نے اونکو کچھ دھوکا نہیں دیا لکن فی الاصل صحرا نابائع کا تصرف اگر محض نافع ہو ف یعنی کیسے طرح کا ضرر اوس میں نہ ہو جسے مسلمان ہونا اور ہر بہ قبول کرنا تو صحیح ہے بلکہ اذن ملی کے ف اگر وہ بیعتی تھا تو ہمارے نزدیک اس میں مائل کا صحیح ہے اور شافعی کے نزدیک صحیح نہیں دلیل ہمارے یہ ہے کہ بہت سے مساجد کا ام حالت نابالغی میں مسلمان ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا اسلام صحیح رکھا کہا ابن الہمام نے کہا خراج کیا ہمارے نے تاریخ میں عروہ سے کہ اسلام لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ آٹھ برس کے تھے اور نکالا حاکم نے مستدرک میں طریق ابن احماق سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور آپ دس برس کے تھے اور مجاہد روایت کیا ابن عباس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان حضرت علی کے سپرد کیا اور ہمارے اور اوسکی عمر دس برس کی تھی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بشرطہ یحییٰ کے کہا نہیں ہے کہ یہ حدیث نص پر اس بات پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آٹھ برس کی عمر میں ایمان لائے اور مروی ہے حضرت علی سے یہ شخص سبقت کو الی الاسلام طناً ۶ غلام کا مبلغ اوان حلوہ یعنی سابق ہوا میں تم پر پوت اسلام کے سب پرہ حالانکہ میں اوسکا تھا کہ سن احکام کو ہمیں پہنچا تھا روایت کیا اوسکو بہت سی نے اوضعیف کیا اوسکو اور ابن عساکر نے تاریخ میں صحرا اور جو محض ضامن یعنی نقصان دینا ہو جانے والا ہو جیسے طلاق اور عتاق و اور صدقہ اور ہبیہ اور قرض وغیرہ صحرا تو جائز نہوا اگر مولیٰ اجازت دیوے اور ہمیں نفع اور ضرر دونوں کا احتمال ہے جیسے بیع اور شرا تو موقوف ہوگا

بیان شرط بیعت

ساتون کی تشریح مستقیم نہیں ہے اس لیے کہ اثبات قبضہ ناحق یہاں مفقود ہے پھر ایک اور قید لگانا ضرور ہے کہ یہاں کا لفظ لفظاً بطور افتخار ہو تاکہ چوری لکھ جائے لکن فی الواقع اصل ص اور حکم منصب کا یہ ہے کہ غاصب گنہگار ہوتا ہے اگر اس کو معلوم ہو کہ وہ غاصب ہے اور نہ غاصب غیر کا مال ہے عرف ورنہ گنہگار ہوگا لیکن تاوان در صورت بلاک عین اور رد عین در صورت بقا بطریق حاکم کی طاعت و بی متفق علیہ حدیث میں سعید بن زید سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایک باشت بجز زمین ظلم سے لے لیا تو اللہ تعالیٰ سات طبقوں زمین کا اسکے گائے میں طوق ڈالے گا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ساتون زمین ایک دھسایا جاویگا اور امام احمد نے علی بن مروہ سے روایت کی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو زمین کسی کی ناحق چھین لیا تو روزِ محشر حکم ہوگا کہ اس کی مٹی اٹھاوے اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے ایک باشت بجز زمین ظلم سے لے لی تو اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف دیگا اسکے گھوڑے کی ساتون زمین کے آخر تک پھر طوق ڈالے گا اسکے گائے میں دن قیامت تک یہاں تک لوگوں کا فیصلہ ہووے ان حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زمین بھی سات ہیں جیسے مکان سات ہیں جس اور جب تک شیئ منصوب غاصب کے پاس قائم ہے تو اس کا پھیر دینا لازم ہے اور در صورت تلف ہو جانے کے تاوان اس کا دینا واجب ہے عرف اس لیے کہ روایت کیا ابو داؤد و ترمذی نسائی ابن ماجہ نے سمرہ بن جندب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پر لازم ہے وہ چیز جو اسے لے لی ہے یہاں تک کہ پھیر دیکے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہلال ہے کہ کسی کو لے لے جو چیز اپنے بھائی کی نہ ہنسی سے نہ غیر ہنسی سے اور جب تم میں سے کوئی دوسرے کی لاشی لےوے تو پھیر دے اور اس کو روایت کیا اس کا ابو داؤد اور ترمذی نے اور روایت کی احمد اور ابو داؤد و نسائی نے سمرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص پاپا اپنی چیز یعنی کسی دوسرے کے پاس تو وہ حقدار ہے اس کا صلہ تو تاوان مثل سے ہوگا اگر وہ چیز شلی ہے جیسے وہ چیزیں جو وزن کر کے پاپائے میں بھر کے کہتی ہیں یا شمار کر کے لیکن مقدار میں قریب قریب ہیں ف جیسے اخروٹ وغیرہ صلہ تو اگر مثل سے لے تو جو خصوصیت کے دن ف یعنی حاکم کے حکم کے وقت درمندانہ صلہ اس کی قیمت ہوگی دینا پڑگی ف اور امام محمد کے نزدیک جو قیمت اس کی بازاریں نہ لےنے کے روز ہوگی دینا پڑگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جو قیمت منصب کے دن ہوگی دینا پڑگی خزائن میں ہے کہ قول امام ابو حنیفہ کا صحیح ہے اور صحیح میں ہے کہ وہ قول صحیح اور نایاب میں ابو یوسف کے قول کو مستحکم رکھا اور ذخیۃ الفقاوی میں محمد کے قول کو مفتی بہ رکھا و طحاوی اور جو وہ چیز غیر شلی ہے جیسے وہ چیزیں جو شمار سے کہتی ہیں اور ایک دوسرے میں فرق رکھتی ہیں مثل جانور وغیرہ کے تو اس کی قیمت جو دن منصب کے ہوگی دینا پڑگی ف اسی طرح جو شلی مخلوط ہو غیر جنس سے جیسے گیون اور جوئے ہون یا کتوں کا تیل زمین کے ساتھ ملا ہو اور مانند اسکے چنانچہ جنس تیل کے ساتھ مخلوط ہو تو اس کی قیمت دینا ہوگی صلہ تو اگر غاصب کے شیئ منصوب میرے پاس تلف ہوگئی تو حاکم اس کو قید کرے یہاں تک کہ معلوم ہو جاوے یہاں تک کہ اگر شیئ منصوب اسکے پاس موجود ہوتی تو ظاہر کرتا ف اور اس میں جس کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ مفوض رائی حاکم و تدبیر صلہ پھر دوسرے مفوض نے کے حاکم کے ف خواہ وہ عوض مثل ہو اگر شیئ منصوب شلی ہو و یا قیمت

بہاؤ الدین

اگر وہ غیر شہنی ہووے اور جو مالک نے کھا کر وہ منسوب غاصب پاس تلف ہوگئی اور غاصب نے دعویٰ کیا کہ میں مالک کو پھیر دی اور اسے پاس تلف ہوئی اور دونوں نے گواہ قاضی کے تو گواہ غاصب کے اولیاء ہونگے صل اور غصب کی شرط یہ ہے کہ منسوب احوال متعلقین سے ہووے تو اگر کسی شخص نے دوسرے کا عقار ف یعنی مال غیر متعلقہ یا چھ گھڑن میں پونہ صل غصب کیا پھر وہ غاصب کے پاس ہلاک ہو گیا ف آفت سماوی سے جیسے سیلاب کی اکثر حالتیں میں ڈوب گئی یا گھر گر پڑا صل تو غاصب ضمانت ہوگا یعنی کے نزدیک اور محرم کے نزدیک ضمانت ہوگا ف اور یہی قول ہے انہما کہ باقیہ کا اور ای پر فتویٰ ہے کہ ہر شخص اور اگر زمین کوئی نقصان ہو گیا اور اسے فصل سے جیسے اوسکی سکونت سے مکان گر گیا یا اوسکی کتبکاری سے زمین میں نقصان ہو گیا تو نقصان کا ضمانت ہوگا ف باجماع سب علماء کے صل جیسے قول میں نقصان کا تاوان دینا ہوگا مثلاً ایک غلام غصب کر کے اسکی زوری میں لگایا اور اسوجہ سے وہ غلام بیمار یا ڈوبلا ہو گیا تو تاوان نقصان کا دینا ہوگا ف اگر شکار یا غصب کر کے اوسکے درخت کاٹ ڈالے تو تاوان دینا ہوگا مثلاً

صل نفع ہے اگر شہ منسوب کو اجارہ دیا اوسکا کہ یہ لیا تو اس کر یہ کی رقم کو خیرات کر دیوے اسی طرح شہ مستعار کی اجرت کو بھی شہ دینا ہے یعنی فقر کو تقسیم کر دیوے یا اپنے غنم میں دلاوے صل آیت جو نفع اوستے لکھا ہے شہ منسوب یا غنم تصرف کر کے ایشہ طیکہ وغیرہ اشارہ کرنے سے متعین نہ ہووے ف یعنی سبب کی قسم سے ہووے درہم اور دینار و صل یا امانت کے یا غصب کے روپیوں کے بدلے میں کوئی چیز خرید کر وہی پر لے لے اور زمین نفع لکھا اور اگر خریدتے وقت امانت یا غصب کے روپیوں کے بدلے میں خرید لیا اور وہی پر لے لے یا زمین نفع لکھا

روپیوں کے بدلے میں خرید لیا اور وہ روپیوں کے جو منسوب یا امانت کے اور نفع لکھا تو اوسکو مقدم کرنا ضرور نہیں اور پے صرف میں لاسکتا ہے اسی پر فتویٰ ہے ف اور قول مختار یہ ہے کہ طلقاً نفع حلال نہیں ہے اگر پے بعد اوسے ضمانت کے ہووے بھی قول صحیح ہے چنانچہ فتاویٰ نوازل میں ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ہر حال میں حلال ہے چنانچہ تلف ہووے درہم یا صل اگر غاصب نے ایک شہ کو غصب کر کے اسے زمین ایسا تغیر کیا جس سے اوسکا نام بدل گیا اور غنم منافع ف یعنی اکثر نفع اوسکے صل فوت ہو گئے ف جیسے گنم کو غصب کر کے اوسکو پیش الا کر نام اوسکا بدل گیا یعنی اٹا ہو گیا اور اکثر منافع بھی اوسکے جیسے ہر سید اور گنم گنم وغیرہ فوت ہو گئے صل تو غاصب پر تاوان اوسکا واجب ہو گیا اور غاصب اوسکا مالک ہو جاوے گا لیکن قبل ادا کرنے تاوان کے اوسکو نفع لینا اوس شہ سے درست نہیں ہے ف اور جب تاوان اوسکا دیدلوے یا مالک معاف کر دیوے یا قاضی اوس سے تاوان لے لے لے تو درست ہے صل مثال اوسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے بکری غصب کر کے اوسکو فروغ کیا پھر اوسکو بچا ڈالا یا بچوں لیا یا گنم غصب کر کے اوسکو پیش الا لیا یا قیمت میں پو دیا یا بویا غصب کے اوسکی تلوار بنالی یا پتیل غصب کے اوسکے برتن ڈالیے یا ساگوان یا اینٹ غصب کر کے اوسکی عمارت بنوالی ف ایشہ طیکہ قیمت عمارت کی اوس ساگوان کی لکڑی سے زیادہ ہووے اور جو مساوی ہووے اوسکو بچا دوونوں کو من اوسکی دلاوے بچا و قاعدہ کلیہ اس مقام کا یہ ہے کہ ضرر شدہ کو دور کرنے کے واسطے ضرر خفیف کے پھر صاحب ضرر خفیف اپنا نقصان دوسرے سے لے لے گا درہم یا صل اگر غاصب نے سونا یا چاندی خریدی

اوسکی شہرتی روپیہ بنو اولے یا برتن بنو ایسے تو اوسکا مالک نہوگا بلکہ یہ چیزیں مالک کو دلادی جاوینگی اور غاصب کو
کچھ نہ ملےگا اگر ایک شخص کی بکری لیکر اوسکو قح کر ڈالا تو مالک کو اختیار ہوگا اوس بکری کو غاصب کے سر سے
اور اپنے دام سے بچو یا بکری کے پو اور اوسکے نقصان کا تاوان بھی غاصب سے پھرے ہی حکم ہے اگر غاصب کپڑے کو مستند
پھاڑے کہ کچھ منفعت فوت ہو جاوے اور کچھ باقی رہے اور جو ایسا پھاڑے کہ بالکل نفع اوٹھانے کے قابل نہ رہا
تو کل قیمت کا تاوان غاصب لیا جاوےگا اور جو بہت کم بھارتے کہ منفعت سب باقی رہے تو صرف نقصان کا
تاوان اوس لیا جاوےگا اور جس شخص نے دوسری زمین میں عمارت بنائی یا درخت کاٹے وہ بھی زمین مالک کے اختیار ہے تو اوسکو حکم ہوگا کہ اپنی
عمارت یا درخت دیکھ لے اور زمین مالک کو سپرد کرے اگر قیمت زمین کی عمارت اور درخت زیادہ ہووے اور یہی حکم کا قول ہے اور ظاہر ہے
میں ہر طرح اوکھڑنے کا حکم ہے اسلئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمینیں ہر درخت ظالم کو کچھ جوت روایت کیا اوسکو
ایو داؤد نے سعید بن زید سے کھرا اور اگر اوس درخت یا عمارت کا اوکھڑنا مالک کی زمین کو ضرر پہنچاوے یعنی اوس سے
زمین ناقص ہو جاتی ہووے تو مالک کو پوچھنا ہے کہ غاصب کو قیمت اوس عمارت اور درخت کی دیکر وہ بھی لے لیوے تو او
زمین کی قیمت بغیر درخت اور عمارت کے پہلے لگا کر پھر درخت اور عمارت کے ساتھ بھی لگا دینگے اور جس قدر دوسری قیمت
پہلی قیمت پر زائد ہوگی مالک غاصب کو دیکھا ف دوسری قیمت پر لگائی جاوےگی تو اوس زمین درخت یا عمارت کی وہ
قیمت لگائی جاوےگی جو اوکھڑنے والی درخت یا عمارت کی ہوگی یعنی اوکھڑی ہوئی عمارت اور درخت میں سے اوسکی
اجرت اوکھڑنے کی جوا کر کے باقی کو قیمت اوس درخت یا عمارت کی قرار دینے مثلاً قیمت زمین کی سو روپیہ تھی اور
قیمت اوس درخت کی اگر وہ اوکھڑا ہو اہو تاؤد میں روپیہ تھی اور اوکھڑ والی کی مزدوری ایک سو پینچ تھی تو اوس قیمت
درخت کی لگائی جاوےگی تو اب زمین سے شجر ایک سو نو روپیہ کی ہوگی تو مالک نو روپیہ کا تاوان غاصب کو دیکھا اور
درخت بھی لے لگا لگا اگر اوصال غاصب نے کپڑے کو سوخ دنگا یا زردنگا یا سنو تو غصب کر کے اوسکو گھسی میں
رلا یا تو مالک کو اختیار ہے خواہ غاصب سفید کپڑے کی قیمت اور سوخے کپڑے کے مثل سنو لے لیوے یا اوسی کپڑے اور سوخے کو لیکر
غاصب کو لگوائی اور گھسی کے دام دیدیوے اور اگر غاصب اوس کپڑے کو سیاہ رنگو یا تو مالک کو اختیار ہے خواہ سفید
کپڑے کی قیمت لے لیوے یا وہی سیاہ کپڑے لے لیوے اور غاصب کو کچھ نہ دیوے اسلئے کہ سیاہ رنگے سے
کچھ کپڑے کی قیمت نہیں رہتی بلکہ نقص ہو جاتا ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور حدیث کے نزدیک سیاہی کا حکم ہی
سوخ کا ہے **مسائل** کے قمر اگر روپہ غصب کر کے غاصب گلا ڈالے تو مالک کا حق اوسکے عین میں زائل
نہوگا اگر چاندی سونا غصب کر کے اوسکے روپہ یا شہرتی بنا لے تو مالک اوسکو لے لےگا اور غاصب کو کچھ نہ ملےگا
کو اختیار ہے کہ تاوان شو کا غاصب سے لیوے یا غاصب غاصب سے یا کچھ اول سے اور کچھ ثانی سے اگر ایک شخص نے
اپنے واسطے قبر کھودی اور اوس میں دوسرے شخص نے مرد کاڑا تو وہ زمین صوفیوں پر ہے اگر وہ زمین قبر کھونے والے کی ملک
ہو تو اوسکو مردہ اوکھڑنا اور زمین کا برابر کر دینا جائز ہے اور اگر زمین مساجد ہو تو اوسکو قبر کھونے کی اجرت ملےگی اور اگر
وقت کی ہو تو اسی طرح اوسکی اجرت ثابت ہے دوسرے کے مال میں تصرف جائز نہیں مگر حد مساجد میں نہ مالک والو

سائے دل کے مال میں دوسرے دل کو لیے والد کے مال میں بقدر حاجت ضروری جیسے طعام یا دوا وغیرہ سے
 کسوت کو وراثت پر کہ مورث کا مال کے مال میں سے اوسکے والدین غسکو بقدر حاجت بلا اذن مورث کے دیو جب
 قاضی کا حکم حاصل کرنا وہاں مگر نہیں چھوڑتے تھے حالت مسافرت میں اگر ایک شخص مر جاوے تو باقی رفقا کو وہ مال کا اسباب
 بیچنا اور اوسکی تجویز و کفین کرنا اور باقی ورثہ کو دینا درست ہے اور ان پر تاوان نہیں ہے کہ ان کے مال غنما والا مال کا مال

افضل مسائل متفرقہ متعلقہ غصب کے بیان میں

غاصب نے کسی معصوب کو چھپا دیا اور مالک کو اوسکی قیمت کا تاوان دیدیا تو اب غاصب اوس مالک کو چھپا دیا
 اور امام شافعی کے نزدیک ہوگا تو غاصب اوسکی کمائیوں کا بھی مالک ہو جاوے گا نہ اوسکی اولاد کا نہ دینا وصیت
 معصوب میں اختلاف ہے اول قول غاصب کا حلف سے مقبول ہوگا اگر مالک زیادتی قیمت کو اہوں سے ثابت کرے
 تو اگر مالک نے گواہ قائل کیے یا دونوں گواہ قائل کیے تو گواہ مالک کے مقبول ہونگے اور غاصب کو مقبول نہ ہونگے اور جو غاصب نے معصوب کو بیچنا
 نہ کی لیکن یہ کہا کہ مالک کے قول سے کم ہے تو غاصب پر جرح ہوگا بیان قیمت پر اور جو بیان کرے تو اوس نفی زیادتی پر
 قسم لیا ہے تو اگر قسم سے انکار کرے تو زیادتی قیمت کی اوسکو لازم ہوگی اور جو قسم کھالیوے تو نہیں دینا بخلاف غاصب
 غاصب نے مالک کو کسی معصوب کی قیمت ڈاڑھی بعد اسکے وہ بھی پیدا ہوئی اور قیمت اوسکی زیادتی اوس قیمت سے جو غاصب
 نے مالک کو دی تھی اور مالک نے غاصب کی کچی ہوئی قیمت کی تھی تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنی قیمت سے اوس قیمت سے
 واپس کر لوے یا اوس قیمت پر لکھا کرے اور جو غاصب نے مالک کی کچی ہوئی قیمت دی تھی یا مالک نے جو قیمت کو اہوں سے
 ثابت کی تھی یا مالکوں سے غاصب کے وہ دی تھی تو غاصب غاصب کی ہوگی اور مالک کو کچھ اختیار ہوگا اگر غاصب نے شر
 معصوب کو بیچ کر ڈالا بعد اسکے اوسکے مالک تاوان دیا تو بیع نافذ ہو جاوے گی اور اعتاق نافذ ہوگا اور زائد شر معصوب
 خواہ متصل ہوں جیسے غلام معصوب ہو یا جو جاوے یا تیس میں ہو جاوے یہ متصل جیسے معصوب کی اولاد اور اشجار کے چل
 غاصب کے پاس امانت ہوئے تو وہ مالکانہ دینا ہوگا مگر جب غاصب نقدی کرے یا بعد طلب کرنے مالک کے دیوے
 تو البتہ ضمان لازم ہوگا اور شافعی کے نزدیک زائد کا ضمان مطلقاً لازم ہوگا گناہ الاصل سے اگر
 لوٹھی معصوب کی قیمت بچتے سے کم ہو گئی تو کمی کا تاوان غاصب کو دینا ہوگا اور پھر سے اوسکے نقصان قیمت
 کا جبر کیا جاوے گا اگر بچکی قیمت بقدر نقصان ہو اگر غاصب نے معصوب لوٹھی سے زنا کیا پھر مالک کو بھیری اور وہ مال
 تھی بعد اوسکے مالک کے پاس ولادت سے وہ مر گئی تو غاصب اوسکی قیمت کا تاوان مالک کو دینا بخلاف عورت جو کہ
 نہ کہ اگر اوس سے زنا کر کے حالت حمل میں پھر دیا اور وہ ولادت سے مر گئی تو تاوان نہ آوے گا کیونکہ عورت حرمہ مال ہے
 کہ اوس میں غصب منتقل ہووے غاصب کے منافع کا تاوان غاصب کو دینا ہوگا برابر پھر غاصب نے معصوب
 سے منفعت اوٹھا ہے مثلاً مکان میں سلوٹ کرے یا بیچارہ رہنے دیوے گناہ الاصل سے اگر کسی شخص نے
 مسلمان کا شراب یا سو تلف کر دیا تو اوس پر کچھ تاوان نہیں ہے اور جو زنی کا شراب یا سو تھا تو تاوان لازم ہوگا اور اگر
 مسلمان کی شراب غصب کر کے تکر نہ ڈالا اوسطور سے جس میں کچھ دام خرچ نہیں ہوتے جیسے دھوپ میں رکھ کے یا مردہ

مسائل متفرقہ متعلقہ غصب کے بیان میں
 غاصب کو دینا
 ہونا مالک کے معصوب
 وقف معصوب کی قیمت
 غاصب نے معصوب کو بیچ کر
 ڈالا تو بیع نافذ ہوگا
 اور زائد شر معصوب
 خواہ متصل ہوں جیسے
 غلام معصوب ہو یا جو
 جاوے یا تیس میں ہو جاوے
 یہ متصل جیسے معصوب
 کی اولاد اور اشجار کے
 چل غاصب کے پاس
 امانت ہوئے تو وہ مالکانہ
 دینا ہوگا مگر جب غاصب
 نقدی کرے یا بعد طلب
 کرنے مالک کے دیوے
 تو البتہ ضمان لازم
 ہوگا اور شافعی کے
 نزدیک زائد کا ضمان
 مطلقاً لازم ہوگا گناہ
 الاصل سے اگر لوٹھی
 معصوب کی قیمت بچتے
 سے کم ہو گئی تو کمی
 کا تاوان غاصب کو دینا
 ہوگا اور پھر سے اوسکے
 نقصان قیمت کا جبر
 کیا جاوے گا اگر بچکی
 قیمت بقدر نقصان ہو
 اگر غاصب نے معصوب
 لوٹھی سے زنا کیا پھر
 مالک کو بھیری اور وہ
 مال تھی بعد اوسکے
 مالک کے پاس ولادت
 سے وہ مر گئی تو غاصب
 اوسکی قیمت کا تاوان
 مالک کو دینا بخلاف
 عورت جو کہ نہ کہ اگر
 اوس سے زنا کر کے
 حالت حمل میں پھر
 دیا اور وہ ولادت سے
 مر گئی تو تاوان نہ آوے
 گا کیونکہ عورت حرمہ
 مال ہے کہ اوس میں
 غصب منتقل ہووے
 غاصب کے منافع کا
 تاوان غاصب کو دینا
 ہوگا برابر پھر غاصب
 نے معصوب سے منفعت
 اوٹھا ہے مثلاً مکان
 میں سلوٹ کرے یا بیچارہ
 رہنے دیوے گناہ الاصل
 سے اگر کسی شخص نے
 مسلمان کا شراب یا سو
 تلف کر دیا تو اوس پر
 کچھ تاوان نہیں ہے اور
 جو زنی کا شراب یا سو
 تھا تو تاوان لازم
 ہوگا اور اگر مسلمان
 کی شراب غصب کر کے
 تکر نہ ڈالا اوسطور
 سے جس میں کچھ دام
 خرچ نہیں ہوتے جیسے
 دھوپ میں رکھ کے یا
 مردہ

جانور کی کھال لیکر اور کسی دباغت کی اوس چیز سے جین دام خرچ نہیں ہوتے مثلاً مٹی اور موہن سے تو مالک اس کو بیچ لے گا اور غاصب کو کچھ بڑھایا اور جو غاصب اور سکہ تلف کرنے کا تو فیضان ہو گا وہ اگر کوئی بیچ لے گا یا مالک کو لے کر لے کر تو وہ غاصب کا ہو جائیگا اور مالک کو کچھ بڑھایا جائے گا یہ بہت نامہ البصیفہ کا ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک اس کو بیچ لے گا اور نکت کی زیادتی غاصب کو اور اگر کچھ لے گا تو اس سے اس طرح اگر کھال کی دباغت مصالح لگا کر کی جیسے قرظ یا مازو سے تو مالک اس کو لیکر دباغت کا خرچ غاصب کو دیدیوے اور جو غاصب اس کو تلف کرے تو فیضان نہوگا اور صاحبین کے نزدیک فیضان ہوگا جو اور کھال کی قیمت حالت دباغت میں ہو اور اولام صاحب کی دلیل کا فرق اس کتاب میں مذکور ہے جو شخص کسی کے گناہ جاننے کے لئے اور اس سے جیسے برہاس تاروف طبل طنبور وغیرہ ص تو او سپر تاوان لازم ہوگا اور صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک لازم ہوگا اور نام صاحب کے نزدیک جو لازم ہے تو وہ لازم ہے جو اوسکی قیمت نفس الامرنہ قطع نظر کموت سے ہو جیسے ستارین اوسکی لکری یا تار کا عنان آویگا ص اور جو طبل غازیوں کا ہے یا دوت وہ کسی کا بیچنا ملال ہر شادی میں تو اوس کا عنان بالاتفاق آویگا اسی طرح اگر کسی شخص کا سکر یا منصف اس کا سکر نام ہے پانی کا کچھور کے جب وہ قیوم ہو جائے اور منصف وہ پانی پڑا گور کا جب نصف بل چکا ہو و اگر پر پکانے سے اور بیان اس کا کتاب الا بشرین آویگا ص اور بادیو تو تاوان اوس کا دینا ہوگا اور صاحب کے نزدیک اس طرح گانے والی لوٹھی اور سیڑھی حال لڑائی کا اور کبوتر اڑنے والا اور مرغ لڑنے والا اور خضی غلام کہ ان چیزوں کی قیمت تلف کرنے سے واجب ہوگی جو ان کی قیمت نفس الامرنہ ہو و قطع نظر معصیت کے لڑنے یا حاصل اگر کسی شخص کو دوسرے کی ام ولد کو غصب کیا پھر وہ ہلاک ہو گئی تو او سپر تاوان لازم نہ آویگا بظرف میرہ کی جس شخص نے دوسرے کے غلام کی بیٹی یا بیوی سے کھول دی یا جانور کی سی نکال دی یا اس کی لڑائی لڑا اور وہ کھول دیا یا بیچہ پر نہ کا کھول دیا اور بیچہ میں جاتی رہیں یا پادشاہ سے ایسے آدمی کی چٹائی کھالی جو او سیکو ستا ہے اور حال سیر کے وہ دن حاکم سے ناش کر سیکے وہ ٹکراتا نہیں ہے یا ایسے کی چٹائی جو مشق کا ترکیب ہوتا ہے اور اسکے کتے سے باز نہیں آتا یا کسی ایسے پادشاہ سے جو بی ڈانڈ لیتا ہے اور کبھی نہیں لیتا کہ یکہ یا کہ خلان شخص نے مال پلایا پھر پادشاہ نے اوس سوڈی یا فاسق یا مال پانے والے سے کچھ ڈانڈ لیا تو شخص مذکور پر اوس کا تاوان نہ آویگا البتہ اگر وہ پادشاہ ایسا ہو جو ہمیشہ ڈانڈ لیا کرتا ہو تو چلوں پر تاوان لازم آویگا اسی طرح عنان لازم آتا ہے چلوں پر اگر اوس نے ناحق چٹائی کھالی زجر اور توبیخ کے واسطے امام مجہد کے نزدیک اور اسی پر تاوان ہے اور شخصین کے نزدیک لازم نہیں آتا مسائل ص لے متوجہ اگر مسلمان نے ذمی سے شراب لیکر لی تو مسلمان پر نہیں اوس شراب کی واجب نہوگی تاوان حاکم کرنے والے پر نہیں ہے بلکہ فعل کرنے والے پر ہے مگر کئی جگہ ایک سلطان دو شہرے بناپ تیسرے ہو لی جب مامو صی یا عید ہو و اگر جو شہر میں سے ایک فرد تلف کرے تو فرد باقی بھی اوسیکو دیا جوتھے اور وہ تاوان گل کا اذکرے ابو یوسف کہ مالک ایک شخص سے ذمیں غصب کی اور اویڈ مسیحی ہائی اور زکا میں اور حمام تو اوس مسجد میں نماز کا نصف انجم نہیں لیکن حمام میں نہ جانا چاہیے اور وہ کانوں کے لہ لینا بھی درست نہیں مانچو رہش اسم قاسمین ہا وہ جو لوگو اور لوگو کا نہ ہو جانا رہتہ ہو یا کیش یا بیعتہ اندہ و اخذہ و اٹھانے

کتاب الشفعة

شفعہ مشق پر شفع سے جیکے معنی ملانے کے ہیں اور اصطلاح بیع میں صفت تہ عبادت ہر مالک ہونے سے عقار کے جہر اور پر مشتمل ہونے کے بعوض منقول قیمت مشتری کے **ف** یعنی زمین و اونوں کو مشتری نے لیا کہ اوسمی دامن کو جہر اور عقار کے لینا صل اور واجب ہوتا ہے شفعہ بعد بیع کے اور مضبوط ہونا چاہتا ہے کہ گواہ کرنے سے **ف** اس واسطے کہ حق شفعہ کا قیل گواہ کرنے کے مشق نزل کرے اسلئے کہ اگر وہ طلب میں تاخیر کرے گا تو شفعہ باطل ہوگا تو جب اوسے گواہ کر دے شفعہ مضبوط ہو گیا گا **ف** اور شفعہ اوس عقار کا مالک ہو جائے کہ مشتری کی رضا مندی سے یا قاضی کے حکم سے اور شفعہ واجب ہوتا ہے بقدر شفعیوں کی تعداد کے نہ بقدر ملک کے **ف** یعنی اگر دو زمین آدمی ایک عقار کے شفعہ ہوں تو وہ عقار علی السویہ سب میں تقسیم ہوگا نہ بقدر ملک مثلاً ایک زمین میں تین آدمی شریک ہیں ایک نصف کا دو سہر نامت کا تیسرا سہر کا اب صاحب نصف اپنا حصہ چاہے اور دونوں شریکوں نے شفعہ طلب کیا تو نصف عقار سببہ کا دونوں کو دلایا جاویگا اور شافعہ کے نزدیک اوس نصف عقار سے چھ حصے صاحب شت کو اور ایک حصہ صاحب سہر کو بلا گنا **ف** اور شفعہ اول اوس شریک پہنچتا ہے جو ذات بیع میں شریک ہو وہ پھر جو حقوق بیع میں شریک ہو وہ مثلاً پانی کے حصے میں یا راہ میں شریک ہو وہ اور مراد پانی کے حصہ اور راہ سے وہ ہیں جو خصوص ہوں مثلاً پانی کا حصہ اوس چھوٹی نہر کا جس میں کشتیاں نہیں چلتیں اور راہ وہ جو نافذ نہیں ہے **ف** اور جو پانی کا حصہ یا راہ عام ہے تو شفعہ ثابت نہوگا در بخندار **ف** پھر ہمسایہ کو جو ملا ہوا ہو اور دروازہ اوس کے مکان کا اوس کو بیع میں ہوں اور جو اوس کا دروازہ اوس کو بیع میں ہے اور وہ کو بیع میں ہے تو وہ شریک ہے حق بیع میں نہ جاے تو جب تک شریک فی البیع موجود ہے شفعہ شریک سے حق البیع اور جا کہ وہ بیگ کا پھر اگر وہ شفعہ نہ لیبے تو شریک فی حق البیع کو بیگ اور جا کہ وہ پونچے گا پھر اگر شریک فی حق البیع بھی شفعہ نہ لیبے تو جا کہ وہ پونچے گا لیکن اوسمی جا کہ جسکی زمین یا مکان عقار سببہ سے ملاصق اور متصل ہے اور جو اون دونوں کے بیچ میں طریق نافذ موجود ہے تو اوسکو حق شفعہ ثابت نہوگا نیز شفعیوں کے اور تحقیق امام اعظم کے نزدیک ہے اور شافعہ اور مالک کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے ہمارے اہل بہت سی احادیث ہیں پہلی حدیث ابو رافع کی روایت کیا اوسکو بخاری نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ تقدیر ہے اپنے شفعہ کا دوسری حدیث انس بن مالک کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے روایت کیا اوسکو نسائی نے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے تیسری حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمسایہ زیادہ حقدار ہے اپنے ہمسایہ کے شفعہ کا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو جب ہو راہ اون دونوں کی ایک روایت کیا اوسکو امام احمد اور چاروں عالموں نے اور راوی اسکے سب سے متبرین ان احادیث سے تحقیق ہمسایہ کا واسطے شفعہ کے ثابت ہوا ہے ترتیب تو روایت کی صاحب ہر ایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شریک زیادہ حقدار ہے حلیط اور حلیط زیادہ حقدار ہے شفعہ سے شریک مراد شریک فی نفس البیع ہے اور حلیط سے فی حق البیع اور شفعہ سے ہمسایہ کہاں بیع نے تخریج میں کہ یہ حدیث غریب ہے اور کہا ابن جوزی نے کہ یہ حدیث غیر معتبر ہے

اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شرح سے کہ خلیفہ احنقر شفعی سے اور شفعی جبار سے اور جبار اپنے سوا اور لوگوں سے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم شمری سے کہ کہا انھوں نے شریک اول ختار کے شفعہ کا تو اگر شریک نہ تو ہوسا یہ ختار کے اور خلیفہ احنقر شفعی سے اور شفعی احنقر سے اپنے سوا اور لوگوں سے انتہائی اور قیاس کا مستقنی بھی یہی ہے کیونکہ شریک فی نفس المبیع ذات بیع میں شریک ہے تو اس کا حق زیادہ ہے بعد اسکے وہ جو ذات بیع میں شریک نہ ہو بلکہ حق میں شریک ہو وہ ہے پھر وہ جو ہمسایہ جو صاحب اور جس کا کو بیان دیو اور عقار مسجد پر رکھی ہوں تو وہ بھی ہمسایہ ہے کہ یعنی شریک نہیں ہے اسی طرح جو ہمسایہ کا اور سا گھر عقار مسجد کے سامنے ہے کہ جو غیر نافذہ میں تو اس کو بھی شفعہ ہے اور اگر کوئی شفعہ نہیں ہے اگر کوئی شفعی غائب ہو تو شفعی حاضر کو کل شفعہ ملجا ویگا پھر حسب شفعی غائب حاضر ہووے اور شفعہ طلب کرے تو اس کو بھی بلانا یا استحقاق شفعہ ملیگا اگر شفعی نے قبل بیع عقار مسجد کے اپنا شفعہ سا قطل کر دیا تو اس کا اعتبار ہوگا بعد بیع کے پھر طلب کر سکتا ہے شفعی نہیں کر سکتا کہ عقار مسجد میں سے کچھ لےوے اور کچھ نہ لےوے بدون رضامندی مشتری کے اور عقار وقف اور اس کے جو زمین شفعہ نہیں ہے وہ عقار

یہ روایت ابن ابی شیبہ سے ہے جس میں ہے کہ جب لوگوں نے مجلس میں بیویوں اور اولاد کے اور ان کے عقار مسجد کے اور شفعی لیا تو شفعی طلب کر سکتا ہے اگر وہ کیوں اس کے اور کوئی وہاں سے

باب طلب شفعہ کے بیان میں

صلی عنین میں طلب ضرور میں پہلی یہ کہ شفعی کو جب بیع کی خبر ہو چکے تو مجلس علم میں شفعہ کو طلب کرے ایسے الفاظ سے جسے طلب شفعہ کی سمجھی جائے مثلاً یوں کہ کہ میں نے شفعہ طلب کیا یا میں نے شفعہ کا یا میں طلب کرتا ہوں شفعہ کو یا اختیار ہے کہ حرمی کا اور بعضوں کے نزدیک ضرور ہے کہ جب وقت شفعی کو خبر شفعہ کی ہو چکے اسی وقت طلب شفعہ کی کرے اگر ذری دیر بھی چپ سے گاتو شفعہ اس کا باطل ہوگا ہاں یعنی مجلس تک انتظار نہوگا بلکہ خبر ہو چکے تو طلب شفعہ ضرور ہے دہ ختار میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اختیار کر حرمی اصح ہے اور متون سب اتوی پر ہیں صحرا اس طلب کو طلب موثبتہ کہتے ہیں ہاں اس لیے کہ موثبتہ کے معنی کو دینی اور او چھلنے کے میں تو یہ طلب بھی غایت تجمل کی ہے تو یہ شفعی کو دتا ہے اور شفعہ طلب کرتا ہے اگر گناہ الاصل صحیح ہے وہ شفعی گواہ کے عقار پر جا کر یا اس شخص پاس جس کے قبضے میں وہ عقار اس وقت ہووے تو وہ باطل ہو یا مشتری پس لگا کر فلاں شخص نے اس گھر کو خرید لیا اور میں اس کا شفعی ہوں اور تحقیق کہ میں نے شفعہ طلب کیا تھا اور اب بھی طلب کرتا ہوں تو گواہ ہوا اس بات پر اور اس طلب کو طلب شہاد کہتے ہیں ہاں جاننا چاہیے کہ طلب ضرور ہے جب قادر ہو شفعی گواہ کرنے پر گھر پاس جا کر یا قابض کے پاس جا کر یہاں تک کہ اگر باوصف قدرت کے شفعی نے طلب شہاد کی تو شفعہ اس کا باطل ہو جاویگا اور ذخیرہ میں ہے کہ جب شفعی نے کہتے کہ راستے میں ہووے اور اسے بیع کی خبر نہ ملے موثبتہ کی اور عاجز ہو طلب شہاد سے گھر پر جا کر یا قابض کے پاس جا کر تو وہ ایک شخص کو وکیل کرے اگر باوے اور جو سیکو نہ پاسے تو ایک قاصد یا خط بھیج دیوے سو اگر یہ بھی ممکن ہووے تو شفعہ اس کا باقی رہے گا تو جب حاضر ہو شفعہ کو طلب کرے اور جو لے مورگن ہووین اور نہ کرے تو شفعہ اس کا باطل ہو جاویگا گناہ الاصل صحیح ہے شفعی نے طلب شفعی شفعہ کو قاضی پاس سو گئے قاضی پاس جا کر کہ فلاں شخص نے ایک گھر لیا خرید کیا ہے اور میں اس کا شفعی ہوں

یہ روایت ابن ابی شیبہ سے ہے جس میں ہے کہ جب لوگوں نے مجلس میں بیویوں اور اولاد کے اور ان کے عقار مسجد کے اور شفعی لیا تو شفعی طلب کر سکتا ہے اگر وہ کیوں اس کے اور کوئی وہاں سے

ابھی مشتری کے قبض میں نہ دیا ہو تو شفعہ شفعہ کا بائع ہوگا لیکن گواہ نہ ہونے یا بیگانگی یا بیع پر جب تک مشتری حاضر ہو سکے
ف ایسے کہ وہی مالک ہو تو اس کے حضور میں شفعہ کیا جاوے گا پر خلاف اور صورت کے کہ مشتری کے قبضہ میں ہو
 اگیا تو بائع کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے ایسے کہ وہ اتنی ہی ہو گیا کہ اگر بائع اور فیصلہ شفعہ کا بائع پر کیا جاوے گا اور عدو
 ثمن **ف** جب وہ بیع کسی اور کی تکلیف سے بائع پر ہوگا اور شفعہ کو اختیار لاوے اور عیب ثابت ہوگا اگر مشتری شرط
 کر لے بہرہ کی ہے اور شفعہ اور مشتری نے اختلاف کیا ہے اس میں اس عقار کے **ف** اور گھر مشتری کے قبضہ میں
 ہے اور ثمن بائع کو نقد مل گئی ہے درمختار **ف** تو قول مشتری کا قسم سے مقبول ہوگا اور جو دونوں گواہ لائے تو شفعہ کے
 گواہ مقبول ہونگے **ف** طرفین کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک مشتری کی اور قوی طرفین کے قول پر جو حصہ اگر مشتری
 نے ثمن زیادہ بیان کی اور بائع نے اس سے کم ہی تو اگر ثمن بائع سے بچا کر تو قول مشتری کا ورنہ بائع کا صحیح سمجھا جاوے گا
ف اور جس صورت میں اس کا عکس ہو تو قبضہ ثمن کے بعد مشتری کا قول مقبول ہے اور قبضہ قبض کے دونوں کو قسم کھانا
 ہوگا اور جو نکول کر گیا صرف ثانی کا قول مقبول ہو جاوے گا اور جو دونوں نے قسم کھالی تو بیع صحیح ہو جاوے گا اور شفعہ بائع کی کمی قیمت
 دیکر عقار لے لیا درمختار **ف** اگر بائع مشتری کو کل ثمن چھوڑ دیوے تو شفعہ کو پوری ثمن مشتری کو دینا ہوگی اور جو بائع
 کچھ ثمن مشتری کو چھوڑ دیوے تو اسی قدر شفعہ سے بھی چھوٹ جاوے گی **ف** اور جو کچھ بائع بڑھا دے تو شفعہ پر نہ بڑھوگی
 درمختار **ف** اگر مشتری نے ثمن مثالی کے بدلے میں عقار خریدو تو شفعہ بھی ثمن مثالی دیوے اور جو غیر مثالی سے خریدو
 تو شفعہ اس کی قیمت مشتری کو دیوے **ف** یعنی جو قیمت روز خریدو اس چیز کی ہووے درمختار **ف** تو عقار کی بیع
 میں بعض عقار کے ہر ایک عقار کا شفعہ دوسرے عقار کی قیمت کے بدلے میں لیوے اور اگر بیع بعض ثمن ہو چل کے ہو
 تو شفعہ نقد رقم لیکر لے لیوے یا شفعہ بھی طلب کرے اور عقار لے لے جانے سے ثمن دیکر لے لے اور شفعہ طلب کیا تو شفعہ
 باطل ہوگا اگر زمی نے عقار کو بیع میں شراب یا سوڑے خریدو اور شفعہ بھی زمی کے لئے شراب کی صورت میں شراب دیکر اور
 سوڑے کی صورت میں قیمت اس کی دیکر عقار لے لیوے اور جو شفعہ مسلمان ہو تو دونوں صورتوں میں قیمت دیوے اگر
 مشتری نے اس عقار میں عمارت بنائی یا درخت لگائے تو شفعہ کو اختیار ہے کہ ثمن عقار کے ساتھ اون دونوں کی
 قیمت جو حالت استحقاق قلع میں ہو دیکر لے لے لیوے یا مشتری پر جب کہ کہے کہ ایسا علمہ اور درخت اون لگا
 لیاوے اگر شفعہ نے زمین لیکر اور میں عمارت بنائی یا درخت لگائے پھر وہ کسی اور کی تکلیف تو شفعہ مشتری
 سے صرف ثمن چھوڑ لیوے اور قیمت عمارت اور درخت کی کسی سے نہیں لے سکتا پر خلاف مشتری کے
 کہ اگر وہ ان ایسی صورت ہووے تو وہ بائع سے ثمن چھیرے اور قیمت درخت اور عمارت کی بھی
 لیوے اگر مشتری نے ایک گھر خرید لیا ہو سکے وہ ویران اور خراب ہو گیا یا باغ خرید لیا
 اوسکے درخت سوکھ گئے تو شفعہ اگر اوسکو لیوے تو پوری ثمن دیکر لیوے کچھ کہ نہیں کر سکتا اگر مشتری نے مکان لیکر
 اوسکو گرایا تو شفعہ صرف زمین کی قیمت دیکر زمین لے لیوے اور زمین لکری چو یا وغیرہ مشتری کا ہو گیا اور اگر مشتری نے
 زمین خریدی اور اوسکے اندر کے درخت اسی کے ساتھ مع پھل مول لے یا جس وقت خریدا سو وقت درخت پھل پھل تھے

پھر لگ آئے تو شفعہ بھی دونوں صورتوں میں درخت مع پھلون کے لے لیا گیا اور اگر مشتری نے اونکو کاٹ لیا تو صورت اول میں
 پھلون کے دام جو ایک شفعہ میں بیوسے اور صورت ثانی میں کل شفعہ ادا کر کے اس واسطے کہ اصل مشتری نے بیس وقت
 خریدتا تھا نہ اگر شفعہ کے لیے حکم شفعہ کا قاضی نے کر دیا تو اب شفعہ کو اوس کا چھوڑنا یا جائز نہیں دسرا مٹنا اس

ص باب بیان میں اس کے ضمن میں شفعہ ہوتا ہوا اور زمین نہیں ہوتا اور جسے شفعہ باطل ہو جاتا ہے

شفعہ واجب ہوتا ہے قصداً یعنی بالذات نہ بالتبع اس واسطے کہ بالتبع زمین کے اعتبار اور بنا میں بھی شفعہ ہو جاتا ہے لیکن
 بالذات اوس زمین ہونا مثلاً فقط تجارت یا عمارت فروخت کیے جاویں بدون زمین کے تو اوس میں شفعہ واجب ہوگا جس
 اوس شفعہ منقول میں جو ملک میں آئے عوض کے بدلے میں اور وہ عوض مال ہوگا اگر وہ اسکی تقسیم ہو سکے جیسے مکان کی کچھ
 مسجلی کے اور حمام اور کنواں وغیرہ عوض کے قید سے ہر ایک کی کیا بیان تک لگا کر مالک کے مکان ایک شخص کو ہر ایک کی مالک
 تو شفعہ کو حق شفعہ ہوگا اگر نہ اگر ہر ایک عوض کر گیا تو شفعہ ثابت ہوگا اور مال کی قید سے وہ صورت کل گئی کہ عقار کا عوض مال ہو
 جیسے ایک گھر عوض میں نکاح یا صلح کے دیا جاوے اور غیر مقسوم کے بیان سے یہ فائدہ ہر کس نامی سے کے نزدیک غیر مقسوم
 میں شفعہ نہیں ہے اس لیے کہ شفعہ واسطے وقوع کرنے محنت قسمت کے ہر اور ہر اسے نزدیک شفعہ ہے کیونکہ
 شفعہ واسطے وقوع ضرور کے ہر گنا فراز الاصل مع زیادہ صورت سبب بقولہ اور کشتی اور عمارت اور اشجار میں جب نہ
 نیچے جاویں بدون زمین کے شفعہ نہیں ہے اسی طرح شفعہ نہیں ہے میراث اور صدقہ اور ہبہ بلکہ عوض اور جو گھر زمین کی تقسیم کیا جاوے
 شرکاء میں یا ہجرت کے عوض میں دیا جاوے یا بدل میں صلح کے یا آزادی کے یا بدل میں صلح کے قتل عمد سے یا ہتھیار
 اگر چہ بعض گھر کے مقابلے میں مال بھی ہوگا جیسے ایک مکان کو ہتھیار کر کے اوس پر نکاح کیا اس شرط سے کہ عورت ایک ہزار
 روپیہ پھیرے بیوسے تو تمام گھرین شفعہ ہوگا اما صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہزار کے سے میں شفعہ واجب ہوگا
 گنا فراز الاصل صورت عقار اس طرح بیع ہوا کہ بائع کو پھیر لینے کا اختیار ہے تو جب تک بائع کو اختیار رہے پھر شفعہ واجب ہوگا
 پھر اگر اختیار ساقط ہوا تو شفعہ واجب ہوگا بشرطیکہ شفعہ اوس وقت طلب کرے قول صحیح میں اور بعضوں کے
 نزدیک بیع کے وقت طلب کرنا ضروری ہے اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہے کہ دھننا حص اگر عقار کی بیع بطور فاسد
 ہوئی تو جب تک حق فسخ باقی ہے شفعہ کہ شفعہ نہ ہو چکے گا ف اور جب حق فسخ ساقط ہو جاوے مثلاً مشتری اوس میں نکاح
 بناوے تو شفعہ ثابت ہو جاوے گا گنا فراز الاصل اگر بیع کیونکہ شفعہ نے شفعہ نہ لیا بعد اس کے بیع بسبب
 خیال اوسیت یا نیا شرط یا نیا العیب میں حکم قاضی بائع پاس پھر کئی تو اب شفعہ کہ شفعہ ہو چکے گا اور جو غیر حکم قاضی وہ شفعہ
 خیال العیب میں یا باقی بیع بائع پاس آئی تو حق شفعہ ثابت ہوگا اور غلام ماذون مدیون کو اپنے بیوی کے مال میں اور مدیون کو
 اپنے غلام ماذون مدیون کے مال میں حق شفعہ ہو چکا ہے اور شفعہ ثابت ہے اوس شخص کے لیے جو خرید کر کے یا دوسرے
 کے لیے خریدے یا کوئی دوسرا اس کے لیے خریدے فائدہ ہر کس کی لگا کر مشتری یا موکل شریک ہوں اور ایک دوسرا او
 شریک ہو تو مشتری اور موکل کو بھی شفعہ ہو چکا ہے مثلاً ایک گھر میں تین شخص شریک ہیں اب ایک شریک نے
 دوسرے کو وکیل کیا تو مشتری کا حصہ خریدنے کے لیے تو موکل شفعہ ہے اور وکیل مشتری ہے تو دونوں کو حق شفعہ ہو چکا ہے

مطلوبہ شفعہ

مطلوبہ شفعہ

کذا فی الاصل حص اور اگر مشتری شریک ہووے اور گھر کا ایک ہمسایہ ہووے تو شریک ہوتے ہوئے ہمسایہ کو شفعہ پہنچا اور شخص بیچے اساتیا و کاتیا اور کسی طرف سے دوسرے شخص بیچے یا وہ ضمانت ہو کر کا اور وہ شفعہ ہو تو اس شفعہ ساتیا ہو جاوے گا اس لیے کہ بیچ اور ضمانت و رک بیچ کی عدم خوش بردلات کرنا ہر گز شفعہ باطل ہو گیا جس اگر کسی نے اپنی زمین پہلے بیچی کہ جو جانب شفعہ کی طرف ملی تھی اور دوسرے ایک ہاتھ لگ کر کے فروخت کی یہ ہر گز حلیہ و استقامت شفعہ کا جو بلب جوار کے ہووے صورت اس کی یہ ہر گز گھر کو بیچ کرے لگا ایک ہاتھ یا ایک بالشت یا ایک اونچل کے موافق عین میں اور طول میں بقدر شفعہ کی زمین سے ملی ہر چھوڑ کر باقی کو بیچ کرے ص تو شفعہ کو شفعہ نہ پہنچا

ف اس واسطے کہ شفعہ کو شفعہ صرف اتصال کی وجہ تھا اور اتصال بیچ سے یہاں نہ رہا ص یا ایک حصہ اس ریز کا پہلے خرید کرے اور پھر باقی تو شفعہ کو صرف حصہ اول میں شفعہ پہنچا نہ ثانی میں ف یہ دوسرا حلیہ ہے واسطے استقامت حق شفعہ ہمسایہ کے تاجیر اس کی یہ ہر گز جب ایک گھر کے خرید کا ارادہ کرے بلے میں ایک ہزار روپیہ کے تو اس گھر میں سے کسی قدر حصہ اگر چہ قلیل ہو جیسے ہزار روپے حصہ اس گھر کا نو سو تالیف روپے کو خرید لے لے پھر باقی گھر ایک حصہ کو خرید کرے تو ہمسایہ کو حق شفعہ صرف ہزار روپے حصہ میں گھر کے پہنچا اور اس کو بھی ادھار لے سکے گا جو ہر گز انی قیمت اور قات بقدر زمین کے اور دوسرے حصے کو نہیں لے سکتا اس لیے کہ مشتری دوسرے حصے کے خریدتے وقت شریک تھا اور شریک مقدم ہر جوار کے کذا فی الاصل مع زیادہ ص یا متن کے عوض میں خرید کر کے ایک کچھ ابلع کو دیدے تو شفعہ نہیں لے سکا مگر کلشن کے بلے میں ف پیسٹرا حلیہ ہے واسطے استقامت شفعہ شفعہ کے برابر ہر گز کہ ہمسایہ ہو یا شریک صورت اس کی یوں ہر گز ایک گھر سٹور و لکی مالیت کا ہر گز اس کو ہزار روپے کے بلے میں خرید کر کے عوض ہزار روپے کلشن کے بلع کو کچھ ایا اور کوئی جنس سو روپے کی مالیت کی دیدیوے تو شفعہ اب اس گھر کو نہیں لے سکتا مگر ہزار روپے کے عوض میں کذا فی الاصل ص حلیہ شری کرنا واسطے اس وقت کرنے زکوٰۃ اور شفعہ کے امام ابو یوسف سے نزدیک کر وہ نہیں ہر اور شفعہ کے نزدیک کر وہ ہر گز تیسوی شفعہ میں ابو یوسف کے قول پر ہر گز اور زکوٰۃ میں محمد کے قول پر ف اس واسطے کہ زکوٰۃ عبادت ہر اس میں حلیہ کرنا اتنا کی برائی ہر اس لیے کہ یہ اختیار کرنا ہر گز حلیہ اور قطع ہر فقر کے حقوق کا جنکو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا اغنیاء کے مال میں اور وہ نمل ہو جانا ہر زمرہ میں اون لوگوں کے جنکی برائی اس آیت میں ہر وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَتَّقُونَ اللَّهَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اُولَٰئِكَ اَوْسِدَ اَعْيُنُهُمْ اَلَهُمْ صُرُوفُهُمْ وَلَا يَنْجُوا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ اَلَا تَتَذَكَّرْنَ اِنَّ اللَّهَ قَدِيرٌ

واسطے دفع کرنے ہر جوار کے تو مشتری اگر ایسا شخص ہر جس سے ہمسایہ کے لوگ ایذا پاتے ہیں تو شفعہ شفعہ حلال نہیں ہر اور اگر مشتری مرونیک ہر ہمسایہ اس سے نفع اوٹھاتے ہیں لیکن نافع شفعہ اس کا لینا نہیں چاہتا تو اس وقت میں حلیہ کے واسطے استقامت شفعہ کے کذا فی الاصل ص اگر شفعہ نے طلب ہر توبہ نہ کی یا طلب استہادہ کی یا بیع کے شفعہ پہنچا چھوڑ دیا اگر شفعہ چھوڑ دینے والا باپ یا وصی یا وکیل ہر بیع کا یا شفعہ نے صلح کر لی اپنے حق شفعہ کے بلے میں کسی عوض کو تو ان سب صورتوں میں شفعہ باطل ہو جاوے گا اور صورت اخیرہ میں شفعہ کو وہ عوض بھی بھینچنا ہوگا اسی طرح اگر شفعہ مر جائے تب بھی شفعہ باطل ہوگا اور اس کے ورثہ کو نہ پہنچے گا ف جب ہر گز شفعہ قبل

قضاے قاضی بعد صبح کے مر جاوے اور بعد حکم قاضی کے مر جائے قبل اور اگر نے زمین کے یا بعد ذکر زمین کے تو شرط
 کو شفعہ ملے گا گذار اگر اصل صحت اگر مشتری مر جائے تو شفعہ ساقط نہ ہو گا **ف** ایسا کہ اسکے ورثہ سے شفعہ طلب کیا جاوے
ص اگر شفعہ قبل مر جانے کے کہ قاضی شفعہ کا حکم کرے اور جانے کو اپنی سیڑھی کے سبب سے اور سکو اتحقاق شفعہ کا
 حاصل ہے تب بھی شفعہ اس کا باطل ہو جاوے گا **ف** اگر جب کہ بیع بشرط خیار کرے یا بعد حکم قاضی کے بیچے جس اگر شفعہ
 کو خریدے ہوگی کہ مکان زیر خریدہ یا اور اور سے شفعہ چھوڑ دیا بعد معلوم ہو کہ خریدہ یا شفعہ کو پہلے معلوم ہو کہ مکان نہ رہا ہو اور
 فروخت ہو تو اس سے شفعہ چھوڑ دیا پھر پیکھا کہ نہ رہا سے کہ کو کھایا ایسی چیز کیلی یا وزنی یا صدوی متقارب بے میں بجا کہ گیت
 اس کی ہزار یا زیادہ ہے تو شفعہ کو پھر دعویٰ شفعہ پر نہ چے گا اور جو یہ کھلا کہ اسباب کے بے میں بجا جسکی قیمت ہزار روپے یا زیادہ ہے
 تو شفعہ نہ ہو چکا **ف** اسو سطرے کہ کیلی وزنی اشیاء دینا کبھی شفعہ کو آسان ہوتا ہے نسبت زر نقد کے اس سبب
 میں اگر اسکی قیمت ہزار روپے یا تو شفعہ کو ہزار روپے دینا ہو گا اور ہزار روپے پر وہ شفعہ چھوڑ چکا ہو اور اگر زیادہ ہے تو بطریق
 اولیٰ شفعہ نہ ہو گا گذار **ف** اصل صحت اگر چند شخصوں نے ایک مکان ایک شخص سے یا تو شفعہ ایک شخص کا حصہ کتا ہے
 اور جو چند شخصوں نے اپنا مکان ایک ہاتھ بیچا تو شفعہ ایک ہاتھ کا حصہ نہیں سکتا اگر ایک شخص نے اپنی زمین میں سے نصف
 زمین بیچا لی پھر اسکو تقسیم کیا یعنی اپنا نصف جدا کیا اور مشتری کا نصف علیہ کیا تو شفعہ اس نصف کو نہ سکتا ہے
مسائل **ص** اگر ایک عام سے شفعہ ساقط ہو جائے یا قضا نہ دیا جائے اگر شفعہ کو نہ دیا جائے اور اگر وہ بیع
 کی ملک کا بھی دعویٰ ہے اور شفعہ کا بھی تو یوں دعویٰ کرے کہ میں اس گھر کی ملک کا دعویٰ کرتا ہوں اگر یہ گھر مجھے
 پونہ چا تو بہتر ہے ورنہ میں شفعہ کے دعویٰ پر ہوں جس لڑکے کا کوئی ولی نہیں ہے تو اس کا شفعہ
 باطل نہ ہو گا اگر قاضی اسکی طرف سے کوئی کارہہ قرار مقرر کرے تو وہ شفعہ کو طلب کرے در بخندار

کتاب القسمة

قسمت کہتے ہیں ایک حصہ شائع **ف** یعنی پھیلے ہوئے **ص** کو جمع کر دینا اور معین کر دینا **ف** اور قسمت کا
 سبب طلب کرنا ہے شریک کا یا بعض کا منفعت کو اپنی ملک سے تو اگر شریکوں کی طلب نہ پائی جائے تو قسمت کرنا صحیح نہیں
 اور شرط قسمت یہ ہے کہ منفعت فوت نہ ہو جائے تو دیوار اور حمام اور مانند اسکے قسمت نہ کی جاوے گی در بخندار **ص** جو
 چیز مثلی ہے تو اسکی قسمت میں انوار یعنی اپنے حق کا جدا کر لینا غالب ہے اور جو غیر مثلی ہے تو تو میں مبادلہ غالب ہے **ف**
 مثلی میں جیسے گھوڑا چانول جو غیر میں انوار اسلئے غالب ہے کہ اسکے اجزا اور ابعاض میں تفاوت نہیں اسو سطرے کہ مثلاً
 گھوڑا اور بچہ میں سے جو ایک شریک لیتا ہے وہ اسکی مثل ہے ظاہر اور باطن میں جو دوسرا شریک لیتا ہے اور غیر مثلی میں
 جیسے حیوانات اور سبب اور زمین میں مبادلہ غالب ہوا اسلئے کہ اون میں تفاوت بہت ہوتا ہے چنانچہ ایک گھوڑا
 سو درم کا اور دوسرا ہزار درم کا تو اسکو معین حق قرار دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ دونوں حصوں میں بالیقین مماثلت
 اور مساوات نہیں ہے **ص** تو ہر شریک حصہ اپنا دوسرے شریک کی قیمت میں مثلی میں لے سکتا ہے نہ غیر مثلی میں
ف اسلئے کہ مثلی میں تفاوت نہیں ہے برخلاف غیر مثلی کے در بخندار **ص** اگر غیر مثلی کی قسمت پر جبر کیا جاوے گا

مستند بنفس میں ہے جو اب ہر ایک سوال کی کہ مبادیہ غالب پر غیر ملکی میں پھر کیا وجہ ہے کہ مستند بنفس غیر ملکی میں جبر کیا جاتا ہے قسمت پر مبادیہ وجود میں ہے کہ مبادیہ مال پر نہیں کیا جاتا حاصل جو بیکاریہ کہ اگر یہ مبادیہ ہے لیکن اس میں معنی افزائی کے پائے جاتے ہیں اور شریک چاہتا ہے کہ اپنے حصے سے نفع اٹھائے اسوجہ اس میں جبر جاری ہوا تھا وہ اسکے کبھی مبادیہ میں بھی جبر ہوتا ہے جو اس کے غیر کا حق متعلق ہے جیسے اے دین میں گناہ کا اکل حصہ اور قسمت کرنے والا مال میں سے مقرر کیا جائیگا تاکہ لوگوں کے مال بغیر اجرت تقسیم کر دیا کرے اور یہ ولی ذرا اور جو اجرت پھر مقرر کیا جاوے تب بھی صحیح ہے اور اجرت سب شریکوں پر برابر ہوگی امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جسکا حصہ زیادہ ہو وہ زیادہ اجرت دینے والا ہے اور جسکا کم ہو وہ کم دینے والا ہے کیونکہ اجرت محنت کے ملک کی امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ اجرت اجرت میں نہیں دینے کے ایک حصہ کو دوسرے حصے سے اور زمین آفاقیہ نہیں قلیل اور کثیر میں بلکہ کبھی قلیل میں کثیر ہوگا اور کثیر میں آسان اور کبھی آسان اور کثرت ہوگا تو اسکا اعتبار معتد بہو اس سب شریکوں پر اجرت برابر ہوگی باعتبار اصل تفریق کے گناہ کا اکل حصہ اور اجرت تاپے اور قوت لے اور پر کھنے اور چرانے اور لادنے والے کی اور محافظت کرنے والے کی باتفاق امام اور صاحبین بقدر حصوں کے ہوگی درختدار حصہ ضرور ہے کہ قاسمہ قسمت کو خوب جانتا ہو وہ اور عادل امانت دار ہو کہ درختدار حصہ اور صاحبین کے قسمت کے لیے خاص ایک شخص کہ مقرر کرنے سے اس طرح کو ہی شخص اجرت لیکر تقسیم کیا کرے کیونکہ وہ اجرت کران لیکھا اور لوگوں کو بلکہ جو بیوری کرے یا تیرگی سے اور نہ یہ کہ اجرت قسمت کی سب قاسموں میں مشترک ہو کرے وہ نہ وہ آپس میں اتفاق کرے اجرت کران لینے سے قسمت صحیح ہے سب شریکوں کی رضامندی سے مگر جب وہ کوئی شریک صغیر میں ہو یا جنون ہو جسکا کوئی نائب نہیں ہے یا کوئی شریک غائب ہووے جسکی طرف سے کوئی ذرا نہیں ہے کہ ان سے بیوقوف میں قسمت لازم ہوگی درختدار حصہ بلکہ اس وقت اجازت قاضی کی ہے یا غائب یا کما بعد یونہی کے یا اسکے ولی کی درختدار حصہ ضرور ہے جب کہ شریک وارث ہوں اور جو مشتری ہوں تو قسمت باطل ہے اگرچہ ان اشخاص کی اجازت ہو جاوے جب تک وہ ہی بالغ ہو کر یا اسکے ولی اجازت نہ دیوے یا غائب حاضر ہووے درختدار حصہ اور قسمت کیا جاوے وہ مال منقول جسکی میراث کا شرکاء دعوی کرتے ہیں یا اسکے شرکاء یا مطلق ملک کا اسی طرح غیر منقول اگر اسکے شرکاء یا ملک کا دعوی کرتے ہوں اور جو اسکی میراث کا دعوی کرتے ہوں تو وہ تقسیم نہ کیا جاوے گا امام صاحب کے نزدیک یہاں تک کہ گواہ لاوین موت پر مورث کے اور ورثہ کی تعداد پر اور صاحبین کے نزدیک تقسیم کر دیا جاوے گا مشمل اور صورتوں کے اور قسمت نہوگی اگر دو شخصوں نے دعوی کیا کہ عمارت کے قبضے میں ہے جب تک وہ اپنی ملک پر گواہ نہ لاوین باتفاق امام اور صاحبین کے اگر دو وارث ایک شخص کے قاضی پاس آئے اور ان دونوں نے موت کی موت پر اور ورثہ کے شمار پر گواہ قائم کیے اور ایک عمارتوں دونوں کے قبضے میں ہے اور سچا وارث ایک وارث نامائے یا غائب ہے تو عمارت کو تقسیم کر کے قاضی ایک شخص کو مقرر کر دے جو نفع یا غائب حصہ پر قبضہ کر لے اور جو ایک وارث حاضر ہو اور اسے گواہ قائم کیے موت پر مورث پر اور شمار ورثہ پہنچائی شخصوں نے ایک چیز ملکر خریدی اب ایک خریدار غائب ہے اور باقی شریک حاضر ہیں یا کل یا بعض عقدار اس نفع نامائے یا غائب حصہ پر قبضے میں ہووے تو قسمت کی جائیگی مال شریک

قسمت کیا جاوے ایک شریک کی طلب سے اگر شریک اپنے اپنے حصے سے نفع اٹھائے اور جو ایک کا حصہ بارہ ہر
اور دوسرے کا استقدر قلیل ہو کہ وہ اوس سے نفع نہیں اٹھا سکتا تو زیادہ حصے والا اگر قسمت طلب کرے گا تو قسمت ہوگی اور حصہ
قلیل والے کی طلب سے قسمت نہ کی جاوے گی **ف** اسلئے کہ صاحب حصہ قلیل کو قسمت میں کچھ نفع نہیں تو وہ نقصان نہ پہنچا تو
ہو طلب قسمت میں اور بعضوں نے برعکس کہا ہے یعنی صاحب کثیر کے چاہنے سے قسمت ہوگی کیونکہ صاحب کثیر میں نفع
چاہتا ہے صاحب قلیل کا اور صاحب قلیل اگر چاہے تو قسمت کی جاوے گی اسلئے کہ وہ اپنے نقصان پر آپ راضی ہو اور بعضوں
نے کہا کہ ہر ایک کی طلب سے قسمت کی جاوے گی درخت میں ہر کہ ای قول پر فتویٰ ہے **نقل عن** **الحنابلیہ** حصہ اگر قسمت کرنے سے
سب شریکوں کو ضرر ہو تا ہو تو قسمت نہ کی جیب تک سب شریک طلب کریں تقسیم کو اور قسمت کی جائے اور اسباب اور
عروض کی جلی جنس متحدہ ہوتی ہے مثلاً زمین بکریاں ہو وین یا نرے اونٹ ہو وین یا اور کوئی سبب ایک قسم کا ہو وکھل اور
جو مال مشترک ہو جنس کے ہون **ف** یا کسی جنس کے جیسے بکریاں اور اونٹ یا اور سبب مختلف جنس کے حصے یا
غلام تو بڑی ہوں یا جو اہرات ہوں یا حمام **ف** یا کو ان یا کھلی یا کتا میں درخت خداداد **ف** تو قاضی قسمت نہیں کرتا
مگر جب سبب ایک راضی ہو جاوے تو تقسیم **ف** اور صاحبین کے نزدیک رقیق اور جو اہرات بعض خرک کی طلب سے
تقسیم کرنے پر جاوے گی جیسے اونٹ وغیرہ امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ آدمی آدمی میں بہت تفاوت فاضل ہو جاوے تو مثال جناس
مختلفہ کے ہو و اور جو اہر میں بعضوں کے نزدیک اگر جنس مختلف ہو تو قسمت نہ کی گئی **ف** الاصل **ف** تم کہتے ہیں کہ جو اہرات
اگر متحدہ جنس ہو وین جب بھی ایک کی قیمت دوسرے سے بدرجات متفاوت اور کم و بیش ہوتی ہے تو مساوات
قیمت او میں ممکن نہیں ہے اور جو اہر الفتاویٰ میں ہر کہ کتا میں تقسیم نہ کی جاوے گی وارثوں میں لیکن ہر وارث اوس سے
نفع حاصل کرے ہاری ہاری اور قسمت کتا ہون کی اور ان کے شمار سے نہوگی ای طرح جلاہ سے اگر ایک کتا بکنی جملہ
میں ہو وے اور اگر وہ شریک باہم راضی ہو جاوے ہیں بات پر کہ کتا ہون کی قیمت معین کی جائے اور ہر شریک کچھ کتا میں
یوں تقسیم حساب ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں درخت خداداد **ف** کئی گھر شریک ہیں یا ایک گھر اور زمین مشترک ہے یا ایک گھر اور
ایک دکان مشترک ہے تو ہر ایک کی قسمت جدا جدا ہوگی **ف** یعنی یہ نہوگا کہ ایک شریک کو گھر دیا جاوے اور دوسرا
کو زمین یا دکان یا دوسرا گھر دیا جاوے بلکہ ہر ایک میں علیحدہ علیحدہ قسمت کی جاوے گی اگر سب چیزیں ایک شہر میں ہو وین
امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک قسمت مجتمع ہوگی اگر وہ سب گھر ایک شہر میں ہیں اور جو دو شہروں میں ہیں
باتفاق امام قسمت ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ کی جاوے گی **ف** الاصل **ف** اور قسمت کرنے والا شریکوں کو تقسیم کا نقشہ کھینچے **ف**
قاضی کے دکھانے کے لیے درخت خداداد اور مقسوم کو قسمت کے حصوں پر تقبیل اور تسویر کرے **ف** اگر چہ
کہ اقل سهام کو دیکھا کرے کہ نفع پر مقسوم کے حصے کرے یوں مثلاً کمتر سهام ثلاث ہے تو شریک مقسوم کے تین حصے
اور جو سب سے ہے تو چھ حصے کرے علیٰ ہذا القیاس **ف** او گزروں سے اسکو بیابا کرے اور عمارت کی قیمت
مقرر کرے اور ہر حصہ کی آمد کی راہ اور پانی جدا کرے اور حصوں کا نام پہلے دوسرے تیسرے کے ساتھ رکھ دے
تو جس کا نام پہلے رکھا اسکو پہلا حصہ دے اور جس کا نام دوسری بار میں رکھا اسکو دوسرا حصہ دے **ف** یعنی نام

اوس کاغذ پر دونوں کو لکھا جدول قلم سے ہر ذراع فی ذراع کو شکرین قسمت غام کے بنا لے اور مکان اور ساٹھ بانوں کو کھینچ کر دونوں سے ناپ لیوے اور عمارت کی قیمت لگا لیوے اور جس جانب سے چاہے قسمت شروع کریں تو اگر جانب غربی سے مثلاً شروع کریں تو اول حصہ کا نام پہلا حصہ رکھے پھر اوس کے متصل دوسرا حصہ پھر تیسرا حصہ اس طرح جتنے حصے ہوں ان میں سے بعد اوس کے شریک کا نام قرعہ پر یا کسی اور چیز پر لکھ کر پہلے جس کا نام رکھے اوس کو ابتدا کی جانب سے جو حصے پہنچے ہوں دیدیوے پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو خواہ سب کے حصے برابر ہوں یا کم و بیش انتہی گنا فراصل حاصل اور نقد روٹی گھر اور زمین کی قیمت میں داخل نہ کیے جاویں گے مگر شریک کی رضامندی سے وہ تو اگر زمین میں عمارت بھی ہو تو اوس کی قسمت قیمت سے ہوگی امام ابو یوسف کے نزدیک اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ زمین برابر برابر تقسیم کر کے جسکے حصے میں عمارت آئے وہ دوسرے کو موافق اوس کے روٹی پھر دیدیوے تا حصہ برابر ہو جائے تو ضرورت کے سبب روٹی داخل کیے جاویں گے اور اگر حصہ سے مروی ہے کہ جسکے حصے میں عمارت آئے وہ دوسرے شریک کو کچھ زمین داپس کر دیوے تو اگر اس سے بھی بڑا ہو تو کچھ روٹی دیدیوے گنا فراصل حاصل کرے اگر گھر کی یا زمین کی قسمت ہو گئی اب ایک شریک کی گھر یا راہ دوسرے شریک کے حصے میں سے آئے اور اس کی شرط قسمت کے وقت نہیں ہوتی تھی تو راہ اور گھر کی اوس کی بدل دینے اگر ممکن ہو ورنہ کوفت کر کے اس طرح تقسیم کرنے کے ہر ایک کے پانی پھینکے کی اور آمد و رفت کی راہ بڑا ہو اگر ایک مکان اور پورے شجرے کا مشترک ہوا تو ایک مکان نیچے کا خاص ایک شخص کا ہوا اور اوپر کا مشترک اور ایک اوپر کا مکان خاص دوسرے کا ہوا اور نیچے کا مشترک تو ان مکانات مشترک کی قیمت مقرر کر کے بلحاظ قیمت تقسیم کیا وین امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہر ذراع اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک گزوں سے ناپ کر تقسیم کر دینے اس طرح کہ نیچے کے مکان سے لیکر گز کے مقابل میں دو گز اوپر کے مکان سے دینگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گزوں سے تقسیم ہوگا لیکن اوپر اور نیچے کا مکان برابر رہیگا گنا فراصل حاصل کرے اگر بچہ قسمت کے لیکر شریک اپنے حصے پانے کا اقرار کیا پھر کہنے لگا کہ کچھ زمین میرے حصے کی دوسرے شریک کے پاس چلی گئی غلطی سے تو اوس کی تصدیق نہوگی مگر گواہوں سے اس لیے کہ وہ چاہتا ہے کہ قسمت کا توثیق تصدیق کیا جاوے گا مگر گواہوں اور یہ استہین ہے کہ دعویٰ اوس کا مقبول نہ ہونا چاہیے بسبب تراضی اور عداوت اور قاضی قاضی خان میں بھی ایسی تائید ہے اور روایت متن کی دلیل ہے کہ اوس شریک کے قاسم کے فعل پر اعتماد کر کے اپنے حق پانے کا اقرار کر لیا پھر جب اوس نے خوج سے چاہا تو اوس کے فعل کی غلطی ظاہر ہوئی سو اوس اقرار سے موافق نہ کیا جاویگا وقت ظاہر ہو حق کے گنا فراصل میں کہتا ہوں کہ اگرچہ بیان اوس کے دعویٰ میں تناقض ہے لیکن تناقض محل ضمانت میں دعویٰ ہے جیسا کہ استہابہ والنظار اور اکثر کتب فقہ میں مصرح ہے کہ اگر شخص قسماً سم تھے تو ان کی شہادت احد شریکین پر جب وہ انکار کرے اپنے حصہ پانے کا مقبول ہے عرف شیخین کے نزدیک اور محمد اور شامی کے نزدیک مقبول نہیں ہے اس لیے کہ یہ شہادت خود اپنے فعل پر تکیہ کر رہا ہے دیتے ہیں نہیں اپنے فعل پر شہادت نہیں ہے بلکہ احد شریکین کے اقرار پر ہی بات کے کہ مینے اپنا حصہ سبب پایا ہے اور جو ایک شریک ہے یہ کہنا کہ مینے اپنے حصہ پر قبضہ کیا پھر دوسرے شریک نے اوس میں سے کچھ لے لیا تو اوس شریک نے حلف دلا دینا اور جو قبل اقرار سے تیغ سے حق کے اوس نے یہ کہنا کہ جو اس قدر حصہ چنچا تھا اور دوسرے شریک نے اتنا نہ دیا تو دلو

قسم کھاوین اور قسمت فتح کی جائے اور جو شریک راہ کی عرض میں اختلاف کریں ثور اور کاغز میں موافق دروازہ
 مکان کے عرض کے کر دیا جائے اور طول و سکا بقدر طول دروازہ کے اور زمین میں بقدر طے میل کے اور جو شریکوں
 شہر کر لی کہ مقدار راہ کا تفاوت ہے تو جائز ہو درخت با درخت کے ایک سے زمین سے کچھ زمین میں یا
 غیر میں کسی سختی کی نکلی تو قسمت کا فتح کرنا ضرور زمین بلکہ وہ شریک موافق اوس سے کے پناہ ضرور ہر شریک کی
 زمین سے لے لیوے اور جو ایک حصہ غیر میں کل زمین میں کسی شخص ملک کا کھلا تو قسمت فتح کی جاوے گی اور اس کتاب
 میں مقام تفصیل کی اگر شریک کا چاہے تو کچھ لیوے جس صحیح و باری باری نفع لینا شریک سے جسکو نہایا
 کہتے ہیں مثلاً ایک دارم شریک میں ایک طرف ایک شریک ہے دوسری طرف دوسرا شریک ہالیہ پرے کے مکان میں ہے
 اور دوسرا شریک کے مکان میں ہے یا ایک غلام شریک سے ایک دن یکم کر لیا کرے دوسرا دن دوسرا شریک کے گھر میں
 ایک دن ہے دوسرا دن دوسرا یا دو غلام شریک ہوں ایک ایک کام کر لیا کرے دوسرا دوسرے سے ف
 مسکن اقل حلقہ اگر ترکہ تقسیم ہو گیا پھر میت پر دین نکلا تو قسمت کو فتح کر ڈالینگے اگر جب سب وارث ملکر عرض
 ادا کروین یا تو سخاواہ اپنا حصہ بناوین کے فتنے سے معاف کر دیوین یا اور ترکہ ہر قدر باقی ہو جو حصہ کو کافی ہو اگر قسمت
 ترکہ کے ایک وارث نے دعویٰ دین کیا تو مسیح ہر نہ دعویٰ میں اگر بعد قسمت کے دوسرے حصہ میں دینت کی ملک کا معنی ہوا
 تو باطل ہے اگر ایک شریک حصہ کا دینت ہوگی شافعیں دوسرے شریک کے حصے میں لگتی ہیں تو اوسکو جبراً دینت کے حصے میں نہیں
 پہونچتا اگر زمین شریک میں لہذا شریکین نے بغیر زمین دوسرے کے عمارت بنائی تو اوسکے شریک نے عمارت کا فاعل یا یا تو زمین
 قسمت کرینگے اگر حصے عمارت بنائی اوی کے حصے میں آگئی تو بہتر ہے ورنہ اوسکو منہدم کر دینے اور یہی حکم دینت کا ہے
 البتہ اگر دوسرا شریک رہنی ہو جاوے تو نہ کر دینگے اگر سب شریک قسمت کو توڑ کر پھراپنا حصہ شریک کر لیں تو دست
 جو حصہ قسمت فاسدہ مقبوض ہووے تو اوس میں ملک قابض کی آجاوے اور جو اوس میں تصرف کر گیا وہ نافذ ہوگا
 نسل مقبوضہ یعنی شراعی فاسدہ کے اگر مکان شریک کر گیا اور ایک شریک اوسکی تعمیر نہیں کرتا تو قسمت کر دیوین اور جو قسمت
 نہو سکے تو ایک شریک اوسکو بنا کر ایسے پر چلائے اور دام اپنے وصول کر لیوے اگر قابضی کے حکم سے بناوے
 ورنہ قیمت عمارت جو بنا کے وقت ہو کر لیوے انسان کو اپنی ملک میں تصرف کرنا اگر حصہ ہمسایہ کو اوس سے ضرر
 پہونچے دست ہر اسی پر فتویٰ اور بعضوں نے کہا نہیں دینت ہے اور اوی پر فتویٰ کر دینا سخت کار

کتاب المزارعۃ

شرح میں مزارعت عبارت ہے اوس عقد سے جو زراعت پر منعقد ہو بقدر بعض غایف یعنی تہائی یا چوتھائی اناج
 جو پیدا ہو پھر انشاؤ زبانی زمین کو اس شرط پر دیوے کہ عمر اوس زمین رعیت کرے جو کچھ پیدا ہووے اوسکی تہائی زید کو ملے باقی
 عمر و اسی کا نام مزارعت ہے اگر کان میں مزارعت کے پانچ ایک زمین دوسرے شریک سے عنت چو تھے میل دیر بخاند
 حصہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ عقد صحیح نہیں ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا تھا یہ ہے ف
 روایت کیا اوسکو مسلم نے ہمارے سے اور بخاری نے لخت میں اہل مدینہ کے مزارعت کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں مسلم کی

صاف زراعت کا لفظ موجود ہے اور اس واسطے کہ یہ عقد و حقیقت اجارہ لینا ہی بعض پیدوس کے پھر جو اجارہ کے عمل سے نکلتی ہے
تو مثل فقیر طمان کے ہوا اور وہ منوع ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے اور ہی پرفوتوی ہے اس لیے کہ لوگ اس پر عمل کرنے
پہلے کرتے ہیں اور حاجت کے طرف اس کے مثل مضاربت کے اور اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملہ کیا تھا اہل خیر سے
اور پخصت خارج کے خواہ بچل ہوں یا اناج ہو روایت کیا اور سکوا بودا و ترمذی ابن ماجہ بخاری مسلم نے ابن عمر سے
ہوئے میں اس کا جواب دیا ہے کہ یہ معاملہ اہل خیر کا مزارعت تھا بلکہ خارج مقاسمہ کے طور پر تھا اور وہ امام صاحب کے نزدیک جائز
ہے یا بخاری میں امام عظیم کی فہم حدیث سے قوی ہے اور عمل کرنا نہ ہر صاحبین پر نہ ہر ضرورت اور احتیاج کے ہے خاص لیکن مزارعت
کے صحیح ہونے کے لیے کئی شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ زمین زراعت کے قابل ہوئے دوسری شرط یہ ہے کہ عاقدین اہل ہوں و
یعنی عاقل ہوں تو ہونوں اور صغیر غیر عاقل سے یہ عقد درست نہیں ہے لیکن جس عاقل اور غلام اور کافر سے درست ہے خطا و
ص تیسری شرط یہ ہے کہ مدت مذکور ہو و موافق دستور کے اور در مختار میں ہے کہ ہمارے زمانے میں ذکوہت ضرور
نہیں اور اسی پرفوتوی ہے کہ جو چوتھی شرط ہے کہ تخمینے والے کو معین کر دینا یعنی بیع ہونے کے لیے
کون دیوے جسکی زمین کو وہ دیوے یا جو محنت کرنا کہ وہ دیوے اسکی نتیجہ ضرور ہے اور بعضوں کے نزدیک موافق
عرف کے عمل ضرور ہے حدیثاً ص پانچویں شرط یہ ہے کہ جو چیز ہونی جاوے اسکی جنس مذکور ہو و یعنی باجرا بولہ
یا گیہوں ص چھٹی شرط یہ ہے کہ دوسرے شخص کا حصہ مقرر ہو و یعنی جس کا بیع نہیں ہے اور سگھ
مقرر کر دینا ضرور ہے ص ساتویں شرط یہ ہے کہ زمین محنت کرنے والے کے بالکل سپرد کر دی جاوے تو اگر صاحب
زمین کا عمل بھی شرط ہو یا دونوں کا عمل مشروط ہو وے تو عقد صحیح نہیں تجلیہ ہونے کے سبب سے اور تخلیہ یہ ہے کہ زمین کا
مالک کے مینے زمین بچا جو تسلیم کر دیا کلا فی الطحاوی ص آٹھویں شرط یہ ہے کہ جو غلہ پیدا ہو و او میں دونوں کی شرکت ہو و
تو مزارعت باطل ہوگی اگر احد العاقدین کے واسطے سے یا دونوں غلہ معین کر دیا گیا ہو و یعنی مثلاً یہ کہد یا گیا ہو و
کہ دس میں غلہ فلان کو ملے گا بعد اسکے نصفانصاف یا اٹھواں تقسیم کر لینے مزارعت مصورت میں اس لیے باطل ہے کہ احتمال
ہے کہ سوا دس میں غلہ کے اور کچھ پیدا ہو وے تو ضرور ہے کہ جب قدر غلہ کے دونوں میں مشترک ہے ص یا ایک مقام خاص
میں جو غلہ نکلے وہ ایک کے لیے معین کر دیا جاوے یا بقدر تخم کے صاحب تخم پہلے نکال لیوے یا بقدر خراج معین کے
پہلے دیدیا جاوے پھر باقی تقسیم ہو وے و ان سب صورتوں میں مزارعت باطل ہے اس لیے کہ شاید اوسے مقام خاص
میں غلہ نکلے اور کہیں نہ نکلے یا بقدر تخم ہی کے پیدا ہو یا بقدر خراج معین کے اوی قدر غلہ نکلے زیادہ نہ پیدا ہو و اوساگر
خراج مقام جو بقدر ثلاث یا دس خراج کے ہوتا ہے جو وے تو عقد مزارعت باطل نہوگی جیسے عشر کی پہلے دیدینے کی شرط ہو و
اس لیے کہ زمین شرکت منقطع نہیں ہوتی بلکہ جس قدر پیدا ہو گا خواہ کتنا ہی قلیل ہو و اسکا بیع یا دس جو خراج مقام میں ہو و اوساگر کہ
باقی بطور شرط کے تقسیم کر لینے کلا فی الاصل ص یا گھانس ایک کی ہو وے اور دانہ دوسرے کا و اس لیے
کہ شرکت اس صورت میں منقطع ہو جاتی ہے اور زمین جو مشق و زراعت ہے یعنی اناج کلا فی الاصل ص یا دانہ نصف
ہو وے اور گھانس اوسکی جو صاحب تخم نہیں ہے و اس لیے کہ یہ شرط خلاف ہر مقصد ہے عقد کے کیونکہ عاقل

سحق وہی ہے جس کے بیج میں حصہ یا گھانس نصف نصف ہو اور دانہ ایک کا ہو وہی اس لیے کہ مقصود میں شرکت
 منقطع ہو جاتی ہے حصہ اور اگر یہ شرط کی کہ دانہ نصف نصف ہو اور گھانس تخم کے کوٹے یا گھانس کا بالکل کر ہی نہ کیا تو درست
 ہے اس لیے کہ اول صورت میں شرط موافق مقصد کے ہے کیونکہ گھانس اس لیے ملک کی یا فزائیش ہے جس کا تخم
 اور دوسری صورت میں مقصود یعنی اناج میں شرکت حاصل ہے تو اس صورت میں گھانس صاحب تخم کو ملے گی اور بعض
 کے نزدیک شرکت ریگی ملنے کی متابعت سے گذار فرما کر اصل حصہ اس طرح مزاحمت درست ہے اگر تخم اور زمین ایک کی ہے
 اور بیل اور محنت دوسری یا زمین ایک کی اور بیل اور محنت اور تخم ایک کا یا محنت ایک کی اور بیل اور زمین اور تخم
 ایک کا اور باطل ہے اگر زمین اور بیل ایک کا ہو اور محنت اور تخم ایک کا ہو یا تخم اور بیل ایک کا ہو اور زمین اور محنت ایک
 کی ہو یا زمین اور بیل ایک کا ہو وہی اور بیل اور تخم ایک کا ہو یا تخم ایک کا ہو اور بیل اور زمین اور محنت ایک کی ہو وہی
 اس لیے کہ صورتیں یہاں سات زمین زمین سے زمین درست ہیں اور پارنا درست ہے یہاں تک کہ جو اصل جب عقد
 مزاحمت صحیح ہو تو اب پیداوار موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جو کچھ پیدا ہووے تو محنت کرنے والے کو کچھ نہ ملے گا
 اور جو کیا جاوے گا عقد مزاحمت کے پورا کرنے پر جو بجا مزاحمت کے اوس پر چلنے سے انکار کرے گا صاحب تخم پر جو بجا
 بیچنے والے کے پہلے حصہ اور بیل بیچنے والے کے اوس پر بھی جو بجا بیچنے والے حصہ اور زمین صورت میں عقد مزاحمت فاسد
 ہو جاوے تو بیل اور سب اوسکو ملے گی جس کا تخم اور دوسرے کو اگر اوسکی زمین ہے تو اگر زمین کا اور اگر محنت ہے تو محنت
 کی اجرت ملے گی لیکن جب قدر شرط ہو اتنا اوس سے زیادہ نہ ملے گا اور امام محمد کے نزدیک جہاں تک پہنچے اجرت مثل
 دیجاوے گی اگر شرط سے بڑھ جائے اسے اور جو مزاحمت فاسدہ میں کچھ پیدا ہووے تو اگر تخم عامل کی طرف سے ہو تو زمین
 اور بیل کی اجرت اوس پر واجب ہوگی اور اگر تخم مالک زمین کا ہووے تو اجرت مثل عامل کی ہو سکتا ہوگی حدیثنا اس
 صورت اور اگر زمین کا مالک مزاحمت کے جاری کھنے سے باز رہے احوال انکے محنت کرنے والا زمین کو جو جوت بجا ہے تو قاضی کے
 حکم سے اوسکو کچھ نہ ملے گا لیکن دیانہ یعنی فیما بینہ وہیں اللہ اوسکو راضی کرنا چاہیے اس لیے تو فی قوی دیا جاوے کہ زمین کا مالک
 عامل کی اجرت مثل را کرے اس کے فریب دینے کے گذار فرما کر اصل حصہ اور باطل ہو جاتی ہے مزاحمت اس لئے کہ
 کے مطالبہ سے افسخ کی جاتی ہے اگر دین کے سبب اوس زمین کی بیج ضرور ہو جاوے اس لیے کہ بیج پیدا ہونے پہ لیکن
 دیانہ واجب ہے کہ اگر عامل عمل کر چکا ہو تو اوسکو راضی کیا جائے اور جو کھیتی اوگ ملی ہو اور ابھی کھٹنے کا وقت نہ آیا ہو تو زمین
 کی بیج نہ ہوگی اس لیے کہ مزارع کا حق اوس سے متعلق ہے اصل جو مدت مزاحمت کی گذر گئی اور کھیت پختہ نہیں ہوئی تو مزارع
 پر کھیت کے پختہ ہونے تک اجرت مثل نہیں کی واجب ہے اور اور تراجات اوس کے دونوں پر ہونے کے بقدر حصوں کے
 جیسے اجرت کھیت کاٹنے اور اٹھانے اور رونے اور غلہ کو جو سب سے صاف کرنے کی دیوٹوں پر بقدر حصوں کے ہونے
 اور جو اسکی شرط محنت کرنے والے پر ہو تو مزاحمت فاسد ہو جاوے گی اور جو بیسے سے نزدیک صحیح ہے اور عامل کو کام کرنا پڑے اس لیے
 رواج کے تو حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ جو عمل قبل پختہ ہو کھیت کے تو وہ عامل ہے اور جو بعد اس کے ہو وہ دونوں پر ہونے کے

مساقات کہتے ہیں تجارتیہ کو اسلئے کہ دوسرے شخص اسلئے پرورش کرتے بعض ایک کے اور نکلے پھلون میں سے
 اور مساقات مثل فراغت کا ہر حکم میں وقت یعنی مساقات صحیح ہوا اور اپنی پر قوتی ہر صورت اور اختلاف میں وقت یعنی
 امام ابو حنیفہ کے نزدیک باطل ہے اور صحابہ میں کے نزدیک درست ہے اور دلائل ہر ایک کے وہی ہیں جو کتاب البزاری میں گورچکے
 صحابہ شریفوں میں وقت یعنی جو شرطیں فراغت کی ہیں وہی شرطیں مساقات کی ہیں جیسے اہل ہونا عاقدین کا اور عامل کا
 حد بیان کر دینا اور شجاریہ پر ذکر دینا عامل کے اور خارج کا مستحق ہونا لیکن جو کابیان کرنا ممکن نہیں مساقات میں اور
 امام شافعی کے نزدیک مساقات جائز ہے اور فراغت نہیں ہے مساقات درست ہے اسلئے کہ اصل ان عقود میں مضاربت ہے
 اور مساقات بہت مشابہہ مضاربت سے اس میں کہ دونوں میں نفع میں شرکت ہے اور فراغت میں صرف نفع میں شرکت
 جائز نہیں یعنی اس نفع میں جو ختم ہوا ہو بلکہ کل میں شرکت چاہیے گا کہ اگر اصل صحرا گرت کا ذکر مساقات میں نہیں ہو
 نہیں تو اگر مدت ذکر نہ کی تو مساقات صحیح ہو جاوگی وقت ان کے آسمان کے وسیلہ کہ پھل پکے گا ایک وقت مقرر کرنا کافی ہے
 صل اور اول ہار کے پھلون پر واقع ہوگی اور شرط میں جب تک اسکا بیج نہ پکے گا وقت شرط کو فانی میں سپست تر نہیں
 اور وہ ایک گھاس ہے کہ جانوروں کو کھلا یا کرتے ہیں تو جب کہ پھل کو لٹو مساقات کے دیا تو میان مدت شرط نہیں ہے
 جب تک بیج کی نہ بیج اسکا نہ پکے اسلئے کہ اس کے بیج کا پکنا جیسے پھل کا پکنا ہے شہر میں میں کہتا ہوں کہ اکثر زمین ختم نہیں مقصود
 ہوتا ہے بلکہ ہر سال میں پھسوات مرتبہ کافی جاتی ہے اور اگر ختم مقصود ہو تو ایک دورہ کات سے چھوڑ دیا جاتی ہے ختم کے کہنے تک پس جان
 ختم نہ لیا جاوگا تو چاہیے کہ ایک سال مساقات سے گزرا کر اصل صحیح مساقات میں اپنی مدت بیان کی جس میں اصل نہیں پکنا
 تو فاسد ہوگی اور جو مقدار مدت بیان کی کہ اس میں کبھی یک جاتا ہے اور کبھی نہیں پکتا تو صحیح ہوگی تو اگر اس میں عاقدین یک گیا
 تو موافق شرط سے عمل ہوگا ورنہ عامل کو اجرت مثل مینا ہوگی اور صحیح مساقات انگور اور دست اور کاربون اور زمین کی
 اور جو زمین اگر چاہوں میں موجود ہوں لیکن پکے ہوں تو اگر پکے ہوئے پھل ہوں تو پھر مساقات صحیح ہوگی بسبب حاجت
 جیسے فراغت تیار تھی میں صحیح نہیں ہے تو اگر اصل عاقدین مرہو یا مدت مساقات کی گزرا ہے اور پھل کچے ہوں تو عامل یا
 وارث اس کے کام کے جاوین اگر چہ زمین کا مالک یا اس کے ورثہ خوش نہوں مساقات نہیں نفع ہوگی مگر عذر سے یا عامل
 کے ہار ہو جائے سے یا جو ہونے سے کہ اوپر طرف سے خوف ہو پھل اور شاخوں کا اور نالی جنگل کا دیدنیاک کیو ایک مدت معبر
 کر کے تاکہ وہ اس میں درخت لگائے پھر زمین اور درخت دونوں میں نصف نصف ہو جاوے درست نہیں ہے بلکہ درخت اور
 پھل زمین کے مالک کے ہونگے اور دوسرے کو درخت کی قیمت اور اجرت ملے گی یعنی جو درخت کی قیمت کاڑنے کے دن تھی
 جیسا کہ جو زمین کا یہ کہ عامل آدھے درختوں کو بعض اُدھی زمین کے مالک کے ہاتھ بیچ کرے اور زمین کا مالک عامل کو مثلاً
 تین سال کے واسطے نوکر رکھ کر جو کھوڑی ہی اجرت تیار کہ مالک کے حصے میں وہ محنت کر کے درخت تیار کرے پوسے واللہ اعلم

کتاب الدبک

قبایح صحیح اور صحیح کی توجیہ اس میں کہ نام کے ہونے کا کیا چاہئے ہے فح بالک حیوان بل بوج کا نام ہے اور فح بالفتح تو عبارت ہے
 قطب عرو سے در پختا ہے ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲

اللہ تعالیٰ نے الاضاحہ کی کوئی بھی حرام نہیں اور پھر تھامے میتہ اور دم بیان تک کہ کما لکرجہ تم نے ذکات کی دوسلی اور ذبیحہ سے مراد وہ حیوان ہے جو قابل ذبح کے ہو تو اس سے بچھلی اور بڑھی نکل گئی اس لئے کہ اونکا نشان سے ذبح نہیں ہوا اس سے معلوم ہو گئی حرمت اوس جانور کی جو اس بچے سے گر کر مر گیا یا سینک کا زخم کی کر مر گیا اور جو کما از ذہ جانور سے قطع کر لیا گیا کما لکرجہ الاضاحہ باختصار و زیادہ ص ذکات قوم کی تو ایک نے کات ضروری یعنی زخم پونچا کما کسی مقام پر بدن سے اور ایک نے کات اختیاری جو ذبح کرنا درمیان طعن اور لیسہ کے ف البتہ بفتح لام اور تشدید با حبات ہر سحر سے اور سحر موضح ہر سحر کا میتہ سے کما لکرجہ الاضاحہ یعنی سر میتہ جہاں سے میتہ شروع ہوا ہوا وہاں سے لیکر بیرون تک ذکات اختیاری کا مقام دلیل اسکی صاحب ہلہ نے یہ بیان کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح درمیان میں لبہ اور بیرون کے ہر کما لکرجہ یعنی نے سحر میں کہ یہ حدیث غریب ہے اس لفظ سے ص اور ذبح کی گرگین جیسا کہ قطع ذبح میں ضروری ہے جہاں میں حلقہ ہوتے یعنی ہر سحر جس سے سانس آنی جاتی ہے ص دوسری امرنی ف امرنی ہر وزن ہر سحر اوس رگ کا جس سے کھانا پانی جاتا ہے ص تیسری اور چوتھی دو شکر گین کہ وہ نہیں خون پھر تار کا اور اونکو عربی میں درجان کہتے ہیں ف یہ دونوں رگین ہلہ سے بائیں حلقہ ہوتے اور مری کے واقع ہیں ص تو جانور نہیں ہے ذبح فوق العقدہ یعنی اوپر گرو کے ف اور بعض کے نزدیک جانور اس واسطے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے ذکات درمیان میں لبتہ اور بیرون کے ہر اور درمیان میں اسی قول کو صحیح رکھا ہے ص اور حالانکہ وہ صحیح ہے ذبیحہ لگاؤ جانور کو گون میں سے تین رگین بھی کت جاوین ف اس واسطے کہ تین اکثر ہیں اور اکثر حکم کا ہے یہی قول ہے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کا اور امام شافعی کے نزدیک ہر رگ کا اکثر قطع ہونا ضروری ہے ص صحیح ہے ذبح ہر ایک دھارہ از تیز چیز سے بخوان چاروں رگوں کو کاٹ دیوے اور خون ہما دیوے اگر چہ نرک کا یوست یا پھر تیز دھارہ ہو و ف اس واسطے کہ روایت کی بخاری مسلم نے ریح بن خدیج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز ہما دیوے خون کو اور ذکر کیا جاوے اور سہرا مہ اللہ تعالیٰ کا تو کو نو و سکو ہا دانت اور ناخون کے لیکن دانت تو بڑی ڈاؤ لیکن ناخون سوچے پانچ ہیشیوں کی ہیں اور روایت کی بخاری نے نے سعید بن مالک سے کہ ایک عورت نے ذبح کیا کبیری کہ پیچھے سے تو پوچھا گیا حکم اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو آپ نے حکم کیا اوسکے کھانے کا ص مگر دانت سے اور ناخون سے جب بدن میں جھے ہوئے ہوں ف لیکن اگر دانت اور ناخون جدا ہوں بدن سے تو اونسے ذبح حلال ہے ہما کے نزدیک لیکن مکروہ ہے اور شافعی کے نزدیک حرام ہے اور ذبیحہ مردار کے واسطے کہ رافع بن خدیج کی حدیث میں چلو پو گزری حضرت نے استننا کر دیا دانت اور ناخون کا اور فرمایا آپ نے کہ وہ پھر مان ہیں ہیشیوں کی اور جواب ہمارا اس حدیث سے چند وجوہ پہلی یہ کہ یہ نہیں ہلہ کر اہر کے ہے اور ذبح دانت اور ناخون سے ہا کے نزدیک بھی مکروہ ہے دوسری کہ لہو اور حدیث میں دانت اور ناخون سے ذبیحہ دانت اور ناخون ہیں جو انسان کے بدن میں جھے ہوتے ہوں اسلئے کہ ہیشیوں کی یہی عادت تھی کہ ناخون پڑھایا کرتے تھے اور اوسے سے ذبح کیا کرتے تھے اور جب ناخون اور دانت جدا ہو گیا تو اب حکم اوسکا مثل اور آلات کے ہو گیا اب کیا وجہ فرق کی ہے تیسری یہ کہ روایت ابو داؤد اور نسائی میں موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ پنا تو خون جس چیز سے چاہے تو اور ذکر کرے تو نام اللہ کا اور ایمن استننا میں دانت اور ناخون کا تو یہ حدیث عام ہے

اور عام معارض پر خاص کی **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** اور سبب ہے کہ چھری تیز کر کے قبل جانور کے لٹانے کے **ف** اور
 کہ روایت کی سلسلے میں شدت میں اس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے ضرور کیا احسان خبر پر
 سو قبل کر تو اچھی طرح کرو اور جب زنج کرو تو اچھی طرح کرو اور چاہیے کہ تیز کرے ایک تمہن سے چھری اپنی کو اور اگر نام ہو
 اپنے تیز کر اور بعد لٹانے کے چھری تیز کرنا مکروہ ہے **ف** اس واسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ لٹانے ہوئے ہو بکری کو اور تیز کر رہا ہے چھری کو تو فرمایا آپ نے
 کہ تو نے چاہا کہ بکری کو کئی بار مارے کیوں نہ تیز کر لی چھری تو نے قبل لٹانے کے **ص** جسے
 اوس کا پاؤں پکڑ کے پھینچنا منع کی طرف مکروہ ہے اس طرح مکروہ ہے ذبح کرنا گردن کے
 پیچھے سے **ف** لیکن وہ حلال ہے ہمارے اور شافعی کے نزدیک اگر رگون کے کٹنے تک
 وہ زندہ رہے اور جو قبل اوس کے مر جاوے تو حرام ہے اس واسطے کہ بدون ذبح کے مر گئی
 اور امام مالک صح اور احمد کے نزدیک ہر طرح سے حرام ہے **ص** اور اس طرح سخت ذبح کرنا
 کہ چھری حرام مقوی تک پہنچ جاوے یا اوسکی کھال پھینچنا یا سر کاٹنا قبل ٹھٹھے ہونے کے
ف کیلئے یہ کہ جس میں عذاب دینا اور تکلیف دینا بلاناہ ہے وہ سب مکروہ ہے **ص** اور شرط ہے کہ خبر نبوی الا مسلمان
 ہو یا اہل کتاب میں سے ہو **ف** اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ **وَالَّذِينَ اَوْفُوا الْكَيْفَ اٰتٰهُمُ لَكُمْ**
 یعنی ذبیحہ اون لوگوں کا جو بے گئے کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ حلال ہے واسطے تھاے اس واسطے کہ وہ نام اللہ تعالیٰ کا
 لیتے ہیں وقت ذبح کے اور اگر اہل کتاب ذبح کے وقت سوا خد کے خبر یا عیسائی مسیح علیہ السلام کا نام لیویں تو ذبیحہ حرام
 ہو جاوے گا جیسے مسلمان اگر ذبح کیوقت سوا خد کے کسی نبی یا ولی کا نام لیوے گا فایہ جاننا چاہیے کہ مر او طعم
 سے اس آیت میں ذبیحہ ہر ذبح وغیرہ اسلئے کہ اگر ذبح مر او طعم تو تخصیص اہل کتاب کی ہے کیونکہ اہل ذبیحہ
 مشرکین سے بھی لینا درست ہے **ص** اگر چہ کتابی ذمی ہو یا عربی اور ذبح کرنے والا اللہ کے نام اور ذبح کو سمجھتا ہووے
 تو درست ہے ذبیحہ اوس صبی یا چھون کا یا عورت کا جو بسم اللہ اور ذبح کو جانتے ہوں **ف** اور جو صبی یا چھون لیا ہے
 کہ بسم اللہ کرنا اور ذبح کرنا سمجھتا ہووے تو اوس کا ذبیحہ درست نہیں ہے **ص** اور درست ہے ذبیحہ جبکا ختمہ نہوا ہووے
 اور گونگے کا **ف** اسلئے کہ گونگا اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے معذور ہے تو وہ مثل ناسی کے ہوا **ص** اور زمین حلال ہے
 ذبیحہ پرست اور نجوسی کا **ف** اس واسطے کہ مسند عبدالرزاق میں حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ہجر کی شان میں کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اور نکلی عورتوں سے اور نہ کھالے والے ہو ذبیحہ
 اونکے **ص** اور مرد کا اور جو عذر اور قصد وقت ذبح کے بسم اللہ کو ترک کر دیوے **ف** یہ ہمارے نزدیک ہے کہ اگر مسلمان قصد
 ذبح کیوقت تسمیہ ترک کرے تو ذبیحہ حرام ہو جاوے گا اسلئے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا رَاٰی كَيْفَ اٰتٰهُمُ لَكُمْ**
 یعنی نہ کھاؤ تم اوس جانور کو جس پر لیا جاوے خدا کا نام اور روایت کی رزیں نے بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ شخص بھول جاوے
 بسم اللہ کو وقت ذبح کے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور صحیح ہے کہ اگر کسی نے ذبح کیا اور اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بچھیننے کے وقت دوسرے ذبح کرنے کے وقت صر اور جو قبل اس نے جانور کے یا بعد ذبح کے کوئی دعا پڑھے تو مکروہ نہیں ہے
 و جیسا کہ گذرا صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت ذبح کے فرماتے تھے بسم اللہ و اللہ اکبر اور اودا و اودا و ترمذی
 نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خر کے دن دو شخصی منڈھے ذبح کیے سواؤنکو جب قبل خر گر آیا تو یہ دعا
 کی اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهَیَّ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی رَاٰیَاتِهَا حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ
 صَلَواتِیْ وَنَسْبِیْ وَوَحٰیایِ وَوَحٰیئِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا تَنْتَرِکَ لَهٗ وِیْدَانِکَ اُحْرِمُکَ وَاکَاوِمِ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مَنَّا
 وَاَنْتَ الْاَلَمُّ عَنْ مَحَلِّ وَاَمَّتْہِ لِبِحْمِ اللّٰهِ وَاَللّٰهُ اَکْبَرُ پھر حضرت نے ذبح کیا اور دوسری روایت جابر بن
 سے ترمذی میں یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے منیہ حافذ ذبح کیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ
 اَللّٰهُمَّ هَلَّا عَنِّیْ وَعَنْ کُلِّ نَجَسٍ عَرَبِیٍّ صر مستحب ہر اونٹ کا خر کرنا بھی گردن کے نیچے بچھا مارنا اور گائے بکری کا
 ذبح کرنا اور جو اونٹ کو ذبح کیا اور گائے بکری کو خر کیا تو درست ہے لیکن مکروہ ہر وقت بسبب مخالفت سنت کے اس لیے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری ٹیٹے کو ذبح کیا اور اونٹ کو خر کیا جیسا بہت احادیث سے مفہوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے
 بھی فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَیْہِ وَالْمُنْكَرِ اُولٰٓئِکَ اَتَاتُکُم مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَللّٰهُ یُحِبُّ
 ذُو الْاِرْحَامِ میں ذبح کا لفظ ارشاد کیا اور فرمایا فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَاصْبِرْ طَٰوِیْثًا صر اور ضرور ذبح کرنا اس
 وحشی جانور کا جو آدمیوں سے ہل گیا صر اس واسطے کہ ذکات اضطراری کی طرف تو اس صورت میں حاجت ہوتی ہے
 جب ذکات اختیاری سے عاجز ہو دین خدا صر اور کفایت کرتا ہے وحشی کرنا اس پکارا جانور کا جو وحشی ہو گیا اس لیے کہ جب جانور وحشی
 تو ذکات اختیاری صحیح ہو پس ذکات اضطراری جائز ہے صر یا کوئی میں گرے اور اس کا ذبح ناممکن ہو گیا صر یا سرکش ہو گیا اور
 آدمی پر حمل کرنے لگا تو اگر اسے اسکو قتل کیا جس پر اسے حمل کیا ذکات کی نیت سے تو وہ جانور حلال ہے دین خدا اور امام مالک
 کے نزدیک بغیر ذکات اختیاری کے حلال نہ ہوگا اور دلیل ہماری قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانور کے حق میں
 کہ اگر تو تیرہ ماہے اوسکی ران میں تو کافی ہے یعنی ذکات ضرورت میں یا صبح بخاری میں ذابن عباس نے کہا کہ جو تیرے
 ہاتھ سے کل جائے تو حکم اوسکا مثل صید کے ہے اور کہا انھوں نے کہ اونٹ اگر گرے تو زمین میں تو ذکات کر اوسکی جسطرح فائدہ
 ہو تو اور کہا کہ یہی مذہب ہے علی اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور بیان ذکات اضطراری کا مفصل انشاء اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے
 میں تو بیگا صر ایک جانور کو ذبح کیا اور اسے پیٹ سے ایک پیمردہ نکلا تو وہ حلال نہیں ہے صر البتہ اگر زندہ نکلا
 اور اوسکو بھی ذبح لیا جائے تو حلال ہے یہ مذہب امام عطاء رحمہما علیہم کا ہے اور صاحبین اور شافعی رحمہما علیہم کے نزدیک وہ بھی اگر پیمردہ نکلا
 حلال ہے جب اوسکی خلقت پوری ہو گئی ہو اس واسطے کہ وہی ہے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ذبح کرنا بچے کا ذبح کرنا اوسکی جان کا ہے اور عبارت حدیث کی یہ ہے ذَکَاةٌ الْجَنَنِیْنَ ذَکَاةٌ اَوْسَرُہَا اَخْرَجَ کَیْفَ اَوْسَعَا اَمَامَ اَحْمَدَ
 اور صحیح کیا اوسکو بن حبان نے اور دلیل امام عطاء کی آیت و کلام اللہ کی ہے صر علیہ السلام نے اور جب اس
 استدلال سے یہ ہے کہ لفظ اس حدیث کا و طرح سے منقول ہے ایک ذکاۃ امہ نہیں ذکات دوسرے ذکات اور ظاہر ہے

کہہ دینا یعنی جیسے ان کی ذکات ذبح کرنے سے ہوتی ہے ایسے ہی جنین کی بھی ذکات اوستے ذبح سے ہوگی تو یہ حدیث حجت ہمارا
 ہوئی نہ صاحبین اور شافعی کی اور نفع ذکات کی صورت میں بھی تشبیہ علی وجہ الکمال ہے اس لیے کہ جب بالذات تشبیہ میں منظور
 ہوتا ہے تو مشبہ بہ کو مشبہ پر محمول کر دیتے ہیں جیسے شاعر کا قول وعینا ک وعینا ک عینا ک جیدا ک جیدا کھا اگر کوئی کہے
 کہ بت لے سے حدیث میں یہ ہے کہ گمان ہے یا رسول اللہ ہم شکر کرتے ہیں ناقہ کو اور ذبح کرتے ہیں گلے بکری کو تو پتا ہے میں ہم
 پیٹ میں اوستے بچہ کیا وال میں ہم اوستے کھاوا وین اوستے فرمایا اپنے کھاوا کو تم روایت کیا اسکو پورا وادوں ماجہ نے تو یہ
 حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ جنین میت ہے تو ہر جانور کے جسکا ذکات اوستے ذبح کرتے ہیں اور کون سی دلیل ہے اس مقام
 پر کہ ہر ذکا و سوال وجواب میں خاص جنین میت ہے بلکہ جانور کے جنین میں طلق مراد ہوا جنین ہی اور صورت ارادہ طلق ہند لال کرنا
 محفل سے باوجود مخالفت فیض کلام اللہ کے جو طلق حیرت میرتہ پر وال ہے کمال بعید بر انصاف سے عینا ماقبل پر غیر محفل ہے

اص فصل بیان میں اون جانوروں کے جسکا کھانا درست ہے اور جسکا درست نہیں

حلال نہیں ہے ہر ذرہ جو اپنے ذائقے سے شکر کرتا ہو اور نہ ہر ذرہ جو چھپتے سے شکر کرتا ہو **بالتفاق** یعنی ابوحنیفہ شافعی و احمد رحم
 اوستے کہ روایت کی ہے اس میں اس کا معنی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ذائقے والے ذرہ سے اور ہر چھپنے والے ذرہ سے اور روایت
 کی ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ذائقے والا ذرہ حرام ہے ذائقے والے ذرہ سے جیسے غیر حیتیا پھیرا گیا بی
 لومڑی پتھر والے پرندے جیسے باز بگری شکرہ وغیرہ **اص اور حشرات الارض** یعنی جو جانور زمین کے اندر رہتے ہیں جیسے
 چرھا اور گھونس چھوڑ سہی وغیرہ جی قول ہے شافعی اور احمد کا بھی اس لیے کہ یہ جانور سب ضحیت میں آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وہی**
تکلمہ لکھا **الذکات** اور حرام کرنا ہر جانور پر ناپاک چیزیں اور امام مالک کے نزدیک سباع بہائم اور سباع طیور اور حشرات الارض سب مستہین
اص اور بستی کے گدھے یعنی پالو گدھے **بالتفاق** شافعی اور احمد کے اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہیں مکمل ہماری یہ ہے کہ روایت
 کی بخاری مسلم نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا امتعت سے اور پالو گدھوں کے گوشت سے
 روز تعمیر کے اور حدیث جاہر میں ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پالو گدھوں کے گوشت سے دن خمیر کے روایت کیا
 اوستے بخاری مسلم نے لیکن گدھا خوشی یعنی گوزر **بالتفاق** ائمہ درست ہے اس لیے کہ روایت کیا بخاری مسلم **بالتفاق** سے ماجوسی کے قصہ میں لکھا یا اوسین
 بی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **نص** اور **خیر** جسکی ان گدھی ہوا اور جوان اوستے کا ہے ہوتو وہ حلال ہے **بالتفاق** یہی قول ہے شافعی اور
 احمد کا اور امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے دلیل ہماری حدیث جاہر کی ہے کہ امام کہ حرام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن خمیر کے گوشت
 پالو گدھوں کا اور ہر ذرہ اور سچے ذائقے کا روایت کیا اوستے ترمذی نے اور کہ ماغیب ہے اور روایت کی ابن ماجہ نے خالد
 ابن الولید سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوشت سے گھوڑوں کے اور خچروں کے اور گدھوں کے **اص**
 اور گھوڑا **ف** نزدیک امام ابوحنیفہ اور بعض مالکیوں کے اور احمد اور شافعی اور صاحبین کے نزدیک حلال ہے دلیل **بالتفاق**
 جاہر کے کہ روایت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت میں گھوڑوں کے روایت کیا اوستے بخاری مسلم نے اور بھی روایت
 کیا بخاری مسلم نے اس ثابت ابی بکر سے کہ انھوں نے نحر کیا ہے محمد بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گھوڑا کھا پائے
 اوستے دلیل امام عظیم کی حدیث خالد بن الولید کی ہے جو اوپر گدھی دوسری یہ کہ گھوڑا آئے ہوا ہے اور اس کے گوشت کے

میں سے نہیں تقابل ہوا اور صحیح یہ کہ امام اعظم نے بوجھ کیا حرام سے اور قائل ہوئے اور سبکی علت کے تین دن
اپنی موت سے پیشتر اور اسی پر فتویٰ ہے کہ نہ کھنا کھانا اور چھو اور گوہ **ف** اسوائے کہ بچہ دانست والا ہے اور گوہ حشرات الارض
میں سے ہے اور روایت کی ابو داؤد نے عبد الرحمن بن شبل سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوہ کے گوشت کھانے سے
اور یہ حدیث حجت ہے مالک اور شافعی پر کہ روکنے نزدیک گوہ مباح ہے وہی کہ حدیث ابن عباس سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ حرام نہیں ہے لیکن زمین ہوتا میری قوم کی زمین میں سو میں مکروہ جانتا ہوں اور سکور روایت کیا اور کونجائی
مسئلے امام صاحب کی طرف سے اس استدلال کا یہ جواب ہے کہ یہ حدیث ابتداء سے اسلام کی ہے اور وہاں آپ کے گوہ خود کھانا
لیکن منع بھی نہیں کیا تھا بعد اس کے آپ نے منع کر دیا دوسرے ایک حدیث ابن عباس کی ہے جاتیں یہ حدیث عبد الرحمن بن شبل کی تو
نہی کو ترجیح ہوگی اس لیے کہ مقدم ہے پہلے پر تیسرے ہے کہ نہ کھانے میں گوہ کے احتیاطاً بزرگ خانات کھانے کے **ص** اور بچہ اور چھو
ف اس لیے کہ چھوئیات میں سے ہے اور بچہ و خباث حشرات میں سے ہے ہر ہلایہ **ص** اور گوہ سیاہ بڑا لگاؤ اور ابلق گوہ جو مردار
کھاتا ہے اور جو مردار بھی کھاتا ہے اور نہ بھی کھاتا ہے یا صرف دان کھاتا ہے تو وہ درست ہے امام اعظم نے بھی کہ نزدیک عینے
ص اور ہاتھی **ف** اس لیے کہ وہ دانت والا ہے اور بچہ اور بچگی چہ **ف** یا گھونس اس لیے کہ وہ حشرات الارض اور بیابان میں سے ہے اور
ص اور نیولا **ف** کیونکہ وہ بھی حشرات الارض میں سے ہے اور بچہ کا وزن دو قول ہیں ایک قول میں بلال دوسرے میں بل
ہو جائے گا کہ **ص** اور دریائی جانوروں میں سے سو اچھلی کے اور کچھ درست نہیں ہے **ف** اور امام مالک نے نزدیک سب دریائی جانور
ہیں کیونکہ اور کھانا دریائی اور سینڈر کا اور سور دریائی لیکن سور دریائی روکنے نزدیک مکروہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے
توقف کیا اور تین اور امام احمد کے نزدیک بھی سب جانور دریائی درست ہیں مگر گھریاں اور مینڈک لیکن سو اچھلی کے سور دریائی
یا کتا یا انسان دریائی فیج کرنا بچہ اور بعض اصحاب شافعی کے نزدیک بھی سب دریائی جانور درست ہیں اور یہی صحیح ہے ان کے
نہیں میں ظاہر ہے کہ ایسا آیت سے کلام اللہ کی ہے **وَأَحِلَّ لَكُم مَّا كَلَفْتُم مِّنَ الشَّيْءِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** یعنی حلال ہے اس کے سوا کھانا اور
یہ موم سب جانوروں کو شامل ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ مراد صید ہے اور طعام ہے جس سے آیات و احادیث میں مجمل ہے اس لیے کہ یہی پاکیزہ
اور باقی سب غیث ہیں اور خباث ہے وہ میں ترمذی نے دیکھو مینڈک حالانکہ دریائی ہوتا ہے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا اور سکا کہ وہ این ڈالا جاوے تو کھانا بطریق اولیٰ حرام ہوگا روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا سلطان یعنی کپڑے کی بیج سے کھا کر **ف** لیکن مجھلی بھی اگر نہ ہو جو مرد دریائی ہر تیرے تو اس کا کھانا حرام
ف اس لیے کہ وہ مینڈک ہے اور جو کسی آفت سے مثلاً پانی کی سردی یا گرمی یا کوئی دھوکے ڈالنے سے مر جاوے یا زخمی ہو کر مر جاوے
تو درست ہے اس طرح جو مجھلی ہے مین سے دوسری مجھلی کے ٹکلی وہ بھی درست ہے جو مجھلی خود ہو جو مرد تیرے سے اسکا طاقی کہتے ہیں
ہم سے نزدیک حرام ہے اور شافعی اور مالک کے نزدیک درست ہے کیونکہ مینڈک بچہ حدیث سے حلال ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے دریائے بحر پانی اسکا اور حلال ہے مردہ اسکا روایت کیا اسکو ابو داؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے کہ اسکا
کی طرف سے جواب ہے کہ مراد مینڈک ہے وہی مجھلی ہے جو جانت مر جاوے جیسے بڑا لیا ہے یا دریائے بحر سے مر جاوے یا اسکا
دیکھو اس لیے کہ موت اسکی مرصاف ہوئی طرف ہے کہ دوسرے یہ کہ روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن عدی نے کائن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہر حصہ لیکن یہ شرط ہے کہ کوئی شریک ساتویں حصے سے کم کا نہ ہو ورنہ اسے کھانا نہیں دیا جائے گا۔ اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو گا تو کسی طرف سے قربانی درست نہ ہوگی اور امام مالک کے نزدیک ایک گائے یا بیل یا اونٹ ایک گھروالوں کی طرف سے درست ہے اگرچہ سات سے زیادہ ہوں لیکن دو گھروالوں کی طرف سے درست نہیں اگرچہ سات سے کم ہوں۔ کفار الاحکام ص ۱۰۰

ص ۱۰۰ چھرب قربانی میں شرکت ہووے تو گوشت کو تول کر تقسیم کر میں نہ اٹکل سے مگر جب اگر گوشت کے ساتھ پائے یا کھال ملائے جاوین تو وزن کا برابر ہونا ضرور نہیں۔ یعنی ہر جانب میں کچھ گوشت اور کچھ پائے نہ ہوں یا کچھ گوشت اور کچھ کھال ہو یا ایک جانب میں گوشت اور پائے ہوں اور دوسری جانب میں گوشت اور کھال ہو اور ہر صورت میں اٹکل سے تقسیم اس لیے درست ہوئی کہ جنس خلایف جنس کے طرف پھر دینے کے کفار الاحکام ص ۱۰۰ ایک شخص قربانی کے لیے خریدے پھر چھتہ آدمی اوسین اور شریک لگے تو جائز ہے استعمال اور قیاساً نہیں جائز ہے اور یہی قول ہے زفر کا اس لیے کہ اسے قربانی اللہ خریدی نہیں کیونکہ جائز ہوگی بیچ اوسکی وجہ سے اس میں ہر ایک کو بھی ایک شخص کو قربانے کے لیے شریک اور سوت نہیں ملے تو وہ خرید لیتا ہے بعد اس کے شریک بچاتے ہیں تو بسبب ضرورت کے جائز ہو اصل لیکن اگر قبل خریدنے کے شریک ہو جاوین تو ہر طرف اور مروی ہے امام صاحب کہ شریک ہونا بعد خرید کے مکروہ ہے اور قربانی واجب ہر طرف اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک سنت ہے بیل حدیث اسم سلمہ کے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جسے تم میں سے چاندی کا اور راوہ کہے قربانی کا تو چاہیے کہ اپنے ہال اور ناخون روک رکھے یعنی نہ کاٹے نہ روایت کیا اوسکو جماعت نے یہ جو کہا کہ اگر ارادہ کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے اولیٰ امام غزالی نے کہا کہ اگرچہ ہر طرف کی قربانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکو وسعت ہے اور قربانی نہ کرے تو نہ قریب ہو جائے مصلے کے روایت کیا اوسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اوسکو حکم نے کیونکہ اس قسم کی وعید سوا واجب کے ترک کے سنت کے ترک پر نہیں ہوتی اور حدیث اسم سلمہ کے معنی یہ ہیں کہ جس شخص کا قصد ہو قربانی کا جو ضد ہو سو کسی تشریح کے کفار الاحکام ص ۱۰۰ جس شخص پر حسب صدقہ فطر واجب ہر طرف اور وہ شخص ہر حصے پاس جائز اور بقدر رضاب شرعی مسکن اور متاع مسکن اور سواری اور فاقوم کے سوا ہر طرف لیکن طحاوی میں ہے کہ کتابوں سے آدمی غنی نہیں ہوتا مگر جب تک ایک کتاب کے دو نسخے ہوں یا وہ کتابیں طب اور نجوم اور ادب کی ہوں جن صوابی طرف سے اپنے نبالغ لڑکے کی طرف سے کفار الاحکام ص ۱۰۰ نبالغ لڑکے کی طرف سے بطریق اولیٰ واجب نہوگی ص ۱۰۰ ظاہر ہے کہ میں اور سن بن زیاد کی روایت میں امام غزالی سے طفل نبالغ کی طرف سے بھی واجب ہے مثل صدقہ فطر کے لیکن فتویٰ ظاہر روایت پر ہے طحاوی ص ۱۰۰ بلکہ طفل نبالغ اگر مالدار ہووے تو اوسکے مال میں سے اوسکا باپ یا وصی قربانی کر دے۔ یہ نہ نہیں نہیں کا ہے اور محمد اور شافعی کے نزدیک باپ اوسکا اپنے مال سے قربانی کرے نہ اوس مال سے اور درختار میں اسی کو متہر رکھا ہے کہ باپ اوسکے مال میں سے قربانی نہ کرے ص ۱۰۰ تو اگر طفل کے مال میں سے

قربانی کی تو جب قدر اوس سے کھایا جاوے کھاوے باقی گوشت بدل ڈالا جائے اوس چیز سے کھانے
 عین سے نفع اوٹھا سکتے ہیں جیسے کہ پڑا اور موزہ وغیرہ **ف** لیکن اوس چیز سے بدل لاجاؤ
 جس سے کولت کر کے نفع اوٹھاتے ہیں مثل روٹی کے یا بدل کے جیسے روپیہ شرمی لگانا **ف** اصل
 اگر قربانی فوج کی جاکے شہر میں تو اول وقت اوسکا بعد نماز غیز کے **ف** اور شامعی اور مالک کے نزدیک جب تک
 ایام قربانی نہ کرے بعد نماز کے تو کسی کو قربانی کرنا درست نہیں ہے چیت یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے فوج
 کیا قبل نماز کے تو اس نے فوج کی اپنے نفس تک لے اور جسے فوج کیا بعد نماز کے تو پوری ہوئی عبادت اوسکی اور پائی
 اوستے سنت مسلمانوں کی اور ایک روایت میں کہ فرمایا اپنے جن شخص نے فوج کیا قبل نماز کے تو وہ اوس کے لیے
 دو سزا جانور فوج کرے اور جسے تمہیں فوج کیا تو وہ فوج کرے خدا کے نام پر روایت کیا اوسکو بخاری مسلم سے بڑا
 ابن عازب اور جناب بن عبداللہ سے اور بھی فرمایا حضرت سے کہ پہلے عبادت ہماری اس روز نماز پھر قربانی روایت
 کیا اوسکو بخاری مسلم نے لکھا **ف** اور جو شہر میں **ف** تو اول وقت اوسکا بعد طلوع فجر تک ہر دن شکر کے یعنی
 سو سو مرتبہ تالیح ذیحجہ کی اور آخر وقت اوسکا قبل غروب آفتاب کے ہر کارھون تالیح ذیحجہ کے **ف** اور شامعی کے نزدیک
 تاریخ کی شام تک تالیح شامعی کی قول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ سارے ایام تشریق فوج کے دن ہیں روایت کیا اوسکو
 امام احمد نے مسند میں اور ابن حبان نے صحیح میں جبیر بن مطعم سے کہا صاحب ہدیس نے کہ دلیل ہماری وہ ہے جو مروی ہے حضرت عمر
 اور علی اور ابن عباس سے کہ انہوں نے ایام قربانی کے تین دن افضل دن سب میں پہلا روز یعنی دسویں
 تاریخ اور روایت کی مالک نے نو ماہ میں نافع سے انھوں نے ان عمر سے کہ کہا انھوں نے ایام قربانی کے بعد یوم النحر
 کے دو دن ہیں اور کہ ایسا ہی پونچھوا علی بن ابی طالب سے اور ظاہر ہے کہ یہ بات کہ حدیث موثوث اس باب میں
 مثل مرفوع کے ہے اس لیے کہ یہ غیر قیاسی ہے بلکہ شائع کے بیان کیے جیسے معلوم نہیں ہو سکتا اور ابن عمر نہایت متفق ہیں
 طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حدیث مستدرک شامعی **ف** قطع ہے کہ ہزار نے کہ یہ حدیث مروی ہے عبدالرحمن بن ابی اسد
 سے انھوں نے جبیر بن مطعم سے حال انکہ عبدالرحمن نے نہیں ملاقات کی جبیر بن مطعم سے ڈوسرے کہ اس حدیث میں
 لفظ فوج کا وارد ہے نہ انجیبا **ف** لیکن باعتبار آخر روز کا ہر فجر اور غنا اور ولادت اور موت میں **ف** یعنی جب وہ
 غنی تھا اول روز قربانی کے پھر فلس ہو گیا آخر روز میں تو اوپر قربانی واجب نہوگی اور جو ہکا اولنا ہوا تو واجب
 ہوگی اور اگر سپر ہوا آخر روز میں تو اوپر قربانی واجب ہوگی اور جو اوس دن مر جاو گیا تو اوپر واجب نہوگی **ف** اصل
 صریح کرنا رات کو کہ وہ ہے تو اگر کسی نے قربانی ترک کی اور ایام اوس کے گذر گئے اور اس نے کسی بکری کے فوج کی
 نذر کی تھی یا وہ فقیر تھا اور قربانی خرید کر چکا تھا تو نذر نہ آوے سکو صراحت کر دیوے اور جو غنی تھا اور اس نے نذر زمین کی تھی تو
 قربانی کی قیمت تصدق کرے خواہ وہ جانور قربانی کا خرید چکا ہو یا نہ خرید چکا ہو اور حج قربانی میں حج میں کاؤنہ
ف جسکو علی بن ہنان کہتے ہیں اور وہ چکنی دار ہوتا ہے بشرطیکہ تو مندی میں اس قدر ہو کہ سال بھر کی بھٹی بکریوں میں
 بچانا چاہے دور سے چھ ماہینہ کاؤنہ اس لیے درست ہے کہ روایت کی ابو داؤد و نسائی ابن ماجہ نے جامع سے کہ نبی صلی

علیہ السلام فرماتے تھے کہ چھ مہینے کا دینہ کافی ہوتا ہے سال بھر کی بھیر بھری سے اور روایت کی ترمذی نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اچھی قربانی چھ مہینے کے دینے کی اور فرمایا آپ نے کتب و نسخہ کر کے دینے یعنی نئی جگہ بیان لگے اور کجا کر جب دشوار ہو تو تم پر تو نوح کر دو چھ مہینے کا دینہ صر اور بکری اور بھیر میں سے نئی اور نئی اونٹ پانچ برتن ہوتا ہے اور گائے بیل دو برس میں اور بکری بھیر برس بھر میں اس واسطے کہ فرمایا آپ نے نوح کر کر و گائے اور سہ شہمی کو کہتے ہیں اور بھینس کا حکم گائی کا سا ہے تو اس سے کم عمر والے جانور درست نہیں ہیں اور زیادہ عمر والے درست بلکہ افضل ہیں حال کی گوی صر اور صحیح ہر منڈی جس کے سینک نہوں اور دیوانی اور خسی اس لیے کہ سینک سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے اور دیوانی سے مراد وہ ہے جو چارہ وغیرہ کھاتی ہے نہ وہ جو چارہ نہیں کھاتی کہ وہ غیر کافی ہے اور خسی کا گوشت تو عمر ہوتا ہے بلکہ روایت کی ابن مایہ نے علیہ السلام اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی دو سیٹھوں کی نکلین رنگ کے دونوں نختے تھے ہدایہ صر اور صحیح نہیں ہے اور بھی اور کافی اور ہر قدر بلی کا دوسکی پڑیوں میں گودا انہو سے یا لنگری کہ مقام فوج تک نہ جا سکے اس واسطے کہ روایت کی امام احمد اور جبارون عالمون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حکم کیا ہلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا کہ دیکھیں ہم آنکھ اور کان کو اور نہ قربانی گزرتی ہم کافی آخر حدیث تک اور روایت کی احمد اور مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے تیرا بن عمار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے ان قربانیوں سے جس سے بچنا چاہیے سو فرمایا آپ نے چارہ میں ایک لنگری جس کا لنگھ اپن ظاہر ہووے دوسری لنگری کا لنگھ ہووے تیسری بچا جسکی تیاری صاف ظاہر ہووے چوتھی گودلی ہتھیر کہ دوسیم گودا انہو سے صر اور جب کا ہنٹھ یا پانوں کٹا ہووے یا تھانی سے زیادہ اور سکا کان یا دم کٹی ہووے یا تھانی سے زیادہ اور کئی آنکھ کی بصارت جاتی رہی ہووے یا سر میں کٹی ہووے اس لیے کہ لنگھ تک قلیل ہے اور لنگھ سے زیادہ کثیر ہے اور ایک روایت میں لنگھ سے کم قلیل ہے اور ربع میں لنگھ سے زیادہ کثیر ہے لیکن صحیح و سفی یہ یہ قول ہے کہ نصف سے زیادہ کثیر ہے اور نصف اور اس سے کم قلیل ہے سو اگر نصف یا نصف سے کم کان یا دم متعلق ہے تو جائز ہے اور تھانی بصارت جاتی رہنے کی بچان کا طریقہ یہ ہے کہ جب جانور بھوکھا ہو تو کم روشن آنکھ کو اور کئی بند کرے اور اس کے سامنے چارہ لیجاوے اور نظر کرے کہ وہ سے چارہ کھان سے دیکھا پھر تندرست آنکھ کو اور کئی بند کرے چارہ لیجاوے اور نظر کرے کہ وہ سے کھان سے چارہ دیکھا آج دو نون سکانوں کی تفاوت کا اندازہ کرے کہ اگر تھانی کا تفاوت ہو تو تھانی روشن گئی ہے سطح قلیل یا کثیر معلوم کرے گا کہ اگر صر اگر سات آدھوں نے قربانی کو خرید لیا ہے ایک شخص نہیں سے کر گیا اور اس کے وارثوں نے کہا کہ تم اسکی طرف سے بھی اور اپنی طرف سے بھی جانور کو فوج کر لو تو صحیح ہے

ف استسنا اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ صحیح ہے کہ تمہارا اور یہی قیاس ہے چنانچہ وہی وہی اصل کتاب میں مذکور ہے کہ صر جیسے ایک گائے قربانی اور قرآن اور تہہ سب کی طرف سے درست ہے اور اگر قربانی کے شریکوں میں سے کوئی کا تر ہوگا یا صرف گوشت لینا اور سکو منظور ہوگا تو کسی کی طرف سے قربانی جائز نہوگی اور قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھانا

اور دوسروں کو بھی کھلانے کا خواہ دوسرے معنی ہوں یا فقیر اور فضل ہیں کہ تمہاری گوشت خیرات کرے اور تمہاری
 میں قاصد اور دوستوں کی معافی کرے اور تمہاری اپنے واسطے اٹھارے روایت کی ابو داؤد نے بیستہ ہذلی سے کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ منع کیا تھا کھلو کہ کھاؤ تم گوشت قربانی کے تمہاری سے زیادہ تو کھاؤ اور صحیح کرو
 ص اور چکو چاہے ہبہ کرے اور تخب ہو کہ تمہاری گوشت خدا کی راہ میں دیوے واسطے کہ احوال میں قربانی میں
 ایک کھانا دوسرے رکھ چھوڑنا تیسرے تصدق کرنا سب سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَأَطِيعُوا الْقَائِلَ وَالْمَعْتَرِ كَيْفَ كُفِّرُوا
 فاعبت کرنے والے کو اور سوال کرنے والے کو تو سارا گوشت ان تینوں امر پر اٹھانا مستحب ہو گیا ہدایہ ص اور جو
 شخص عیالدار ہو تو وہ تصدق ترک کرے پس خیال پر دعوت کے لیے واسطے کہ ذوی القربی اگر محتاج ہوں
 تو وہ مقدم ہیں مساکین پر اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز صرف کرے اسکو آدمی اپنے نفس یا اہل پر
 تو اسکے لیے صدقہ لکھا جاوے گا روایت کیا اسکو نبوی نے معالمین جابر بن عبد اللہ سے اور روایت کی مسلم نے
 ابی ہریرہ سے کہ زیادہ اجر والا وہ صدقہ ہے جسکو تو صرف کرے اپنے اہل پر اور ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی اپنے اہل پر
 کچھ خرچ کرے یا مسیرواں تو وہ اسکے لیے صدقہ لکھا جاوے گا روایت کیا اسکو بخاری مسلم ترمذی نسائی نے ابی سعید و
 ص اور اگر خود خرچ کرنا چاہی جاتا ہو تو آپ ذبح کرے ورنہ دوسرے کو حکم کرے و لیکن خود بھی وقت خرچ کے
 حاضر ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے خرچ کی جیسا وہ پگوز اور روایت
 کی حاکم نے مستدرک میں عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے کہ کھڑی ہو پس دیکھ اپنی
 قربانی کو اسلئے کہ جب اس کے خون کا پہلا قطرہ ٹھیکے گا تو تیرے سب گناہ معاف ہو جائیں گے ص اور کہو ہر کہ قربانی کو کھانے
 سے خرچ کرادے و اور اگر اس سے خرچ کر دیا تو درست ہو ہدایہ اور جو کسی کا ذبح کرنا حرام ہے وہ بدعتا ص اور
 قربانی کی کھال کو بندھ دینا واسطے کہ حدیث علی بن ابی طالب سے کہ حکم کیا چکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تقسیم کرو
 میں کھانوں کو قربانی کی اوپر مساکین کے اور نہ دونوں میں اجرت قصاص کی او میں سے روایت کیا اسکو بخاری مسلم
 ابو داؤد نسائی نے ص یا اسکی کوئی چیز مثل جھولی یا موزہ یا پوتین کے بنا لیا واسطے کہ یا چھلنی یا مشک
 یا دسترخوان یا ڈول بنا لیا واسطے کہ فقہا ص یا کھال کو بدلے اس چیز سے جس سے فائدہ حاصل ہو سکے اسکو باقی
 رکھ کے نہ اس چیز سے جس سے فائدہ نہ اٹھ سکے بدون اتلاف کے جیسے سر کا کھانے پینے کی چیزیں پھر اگر کھال یا
 گوشت کو قربانی کے بیچنے والے تو اسکی شے کو تصدق کرے واسطے کہ شے قائم قائم شے کی ہے اور یہ چور روایت
 کی حاکم نے مستدرک میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے کھال اپنی قربانی کی بیچ پالی سو اسکی قربانی نہ ہوگی تو لوگوں
 کہ بہت بیچے لیکن بیچ کی جواز میں سو شہد نہیں ہے اسلئے کہ ملک قائم ہے اور تیرے عند التسلیم حال ہے ہدایہ ص اگر شخص نے
 غلطی کی راہ سے اپنے ساتھی کی بکری ذبح کر ڈالی تو دونوں کی قربانی صحیح ہوگی اور کسی بڑا دان لازم نہ آوے گا و لیکن
 ہر ایک دوسرے سے معاف کر دے اگر گوشت اسکا کھایا ہو اور بعد اسکے پھانسا ہدایہ ص اگر کسی نے بکری غصب
 کر کے اسکی قربانی کی تو صحیح ہو جائیگی اور جو کسی کی بکری امانت تھی اسکی قربانی کی تو جائز نہ ہوگی واسطے کہ غصب

میں غاصب کی ملک کا قلم نہ ہوتا ہے۔ وقت سے پہلے برطانوی امانت کے گناہ کے لئے منہمک اہل ضلیقہ مراد ہے۔ اگر قیمت میں بڑے برابر ہو تو افضل قیمت سے اگر قریبانی کا جانور قبل قریبانی کے جاتا تو اس کے پیکر کو بھی فریح کر سکتا اور جانور کو نزدیک بیرون فریح کے خیرات کر دینے قریبانی جانور نہیں ہو پیلے جانور کی جیسے دانت نہوں اور جیسے کان نہوں یا ناک نہوں قریبانی کے جانور کے بال کاٹنا یا دو دو دھو دھو دھو اور اس سے نفع اٹھانا قبل فریح کے مکروہ ہے اگر غصابت کے ہاتھ پر دو سو برس سے بھی ہاتھ رکھا فریح کرنے میں اعانت کے لئے تو دونوں پسر لنگہ میں قرآن و بیچہ حرام ہو گا۔ درخت کا پھل کھانے کی سنت ہے جو بچی کا ساتویں روز فرزند کی طرف سے دو بکری اور تھری اونٹ ایک بکری ایسا ہی روایت کی ابو داؤد و ترمذی نے ام کریم سے

کتاب الکراہۃ

بیان میں اون انورات کے جو مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں ہیں جن ہر مکروہ حرام ہے نزدیک امام محمد کے فریح یعنی جیسے حرام پر عذاب جاری ہو سکی فریح مکروہ پر ضرر لیکن حرام انہوں نے اس واسطے نہ کہا کہ وہ کسی حرمت واضح قطع سے ثابت نہیں ہوئی۔ فریح تو مکروہ کی نسبت حرام کی اتنی ہی ہے جیسی اور جب کسی فرض کی طرف اور بیخ ذہنی جیسا کہ فعل اور ترک فریح اور ضرر ان میں سے نزدیک مکروہ حرام کو نہیں کہتے ہیں لیکن وہ حرام کی طرف بہت قریب ہے کہ اس کو اس کو وہ سنت مکروہ شریک ہاں نہ کہ وہ سنت میں کوئی مکروہ طرف حلال کے قریب ہے نہ بدعت اور تشبیہ حرام کی طرف تو یہ ہے کہ وہ شریک نہیں ہے نزدیک غدا پر نہیں ہر بلکہ عتاب ہے جیسے ترک سنت مکروہ ہے پر کک ان فی الطیطاوی کے

فصل کھانے پینے کے مکروہات کے بیان میں

تو کھانا جس سے ہلاکت واقع ہو فرض ہے کہ اگر یہ کھانا مردار ہے یا سفید صوبہ ہے یا سفید یا سیاہ یا زرد یا آلود یا شہر کا یعنی کھانا اور بیوی تو اگر حالت تمحصہ میں مردار یا شراب شوربہ کھاؤ اور مردار یا کھانے کا اور مردار کھاؤ اور کھانا کھانے میں سے کسی کھانے کو کھانے سے روک کر پھر سکے تو اب ہر وقت اور بھنبوں کے نزدیک مقاربت ہے اور اس لیے کہ ایسا مردار کھانے میں فرض ہے اور اس طرح سائر عبادات بدنیہ جو فرض ہیں اس سے اور ہو سکیں درخت کا پھل اور کھانا ایسا ہی ہے سبزی اور آسورگی تک تا اور کسی قوت زیادہ ہو وے اور حرام ہے اس سے زیادہ کھانا فریح یعنی پیٹ بھر جانے کے بعد کھانا حرام ہے اس لیے کہ یہ کھانا کھانے اور اس قدر سے منع کیا اور سے فرمایا کلووا لثمر ثواکلا شرفی صر کر کل کے روزہ رکھنے کی حفاظت حاصل کرنے کے لیے یا اس کے کھانے نہ شرمائے فریح یا کسی اور عذر سے متعلق کر سکتے لیے اور اس طرح کھانے پکانے زمان کے لیے کچھ بھنا کھنہ نہیں اور بلا وجہ سرات ہے اور سنت ہے کہ لیسم اللدیکنا اول طعام میں اور احمد شد آخر میں اور ہاتھ دھونا اول کھانے اور بعد کھانے کے اور چہشم اللدیکول جائے اور کھانے میں داؤسے تو لیسم اللدیکنا اور آخر کھانے کے لیسم اللدیکول اور آگے یا سبوس ہاتھ دھونا لباس سے ہر ایک نام اور صاحبین سے منقول ہے اور اور کھانوں کا یا شام یا کھانے دھونے کے اول اور کبابی کھانا کھانا اور جو دستہ خوراک پر گراما و سکا کھالینا اور کبابی میں ایک کنارے سے کھانا شروع میں سے اور روٹی کی عظمت اور حرمت کرنا یعنی جب روٹی اچھاوے تو سالن کا خواہ مخواہ انتظار کرنا رکھی کھانے لگنا سیرب سیرب سنت میں کک و الطیطاوی یا اختصاص اور مکروہ ہے کہ بھی کا بدعت اور گورشت اور اس جانور کا جو مکروہ کھایا ہو

اس باب میں بیان ہے مکروہ کا لفظ ایسا ہے مراد اس سے مکروہ قریبی ہے جسے مکروہ مطہر

اور گھوڑی کا دو دھاریک روایت میں آورد و سہری روایت میں گھوڑی کا دو دھار حلال ہے **ص** اور پیشاب اور ع
ق اتزہیک امام غزالی کے اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے دو کے لئے اور مجہول کے نزدیک مطلقاً حلال ہے بدلیل حدیث
عینین کے کہ حضرت نے دو گھوڑوں کے پیشاب کا حکم کیا تھا روایت کیا اسکو بخاری مسلم نے اس سے امام غزالی کی دلیل
تول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوچہ پیشاب سے اسو سٹے کہ اکثر غراب قبر کا آبی سے ہوتا ہے روایت کیا اسکو حاکم نے ابو ہریرہ
اور کہا کہ صحیح ہے اور بشرط بخاری مسلم کے اور اسمین کوئی علت میں نہیں جانتا آورد روایت کیا اسکو ہزار نے عبادہ بن مسامت
سے اور تخریح کیا اسکو دائرہ طینی نے اس رضی سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیاء نے ابو ہریرہ رضی سے اور اس حدیث میں پیشاب
مطلق ہر شام ہر اون جانورون کے پیشاب کو جب تک کہ سخت حلال ہے جسے اونٹ یا گاسے وغیرہ اور جواب حدیث بخاری
سے یہ کہ یہ حدیث ابتدائے اسلام میں تھی دوسرے یہ کہ حضرت نے شفا اونٹنی اونٹ کے پیشاب سے وحی سے پہچانی تھی اولہ
یہ مکمل مقین **ص** اور مکروہ ہے چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا اور تیل لگانا خوشبو ملنا **ف** مرد اور عورت سب کے لیے
اسو سٹے کہ روایت کیا مسلم نے اس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے ہاں میں جو پیتا ہے چاندی
سونے کے برتن میں کہ وہ اتنا ہے کہ اپنے پیٹ میں آگ جہنم کی آورد روایت کیا صحیح سند میں حدیث سے کہ کہا پلایا اونکو ایک مجوسی
نے چاندی کے برتن میں سوکھا انھوں نے کہ فرمایا آنحضرت نے نہ کھاؤ اور پیو تم پر نفون میں چاندی اور سونے اور پوچھو
احمدیہ اور دیاج کو اور نہ کھاؤ اونکی رکاب چون میں اسو سٹے کہ یہ برتن کافرون کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے ہیں
آخرت میں پھر جب کھانا پینا منع ہوا تو اون برتنوں سے تیل لگانا اور خوشبو لگانا بھی منع ہوا اسی طرح مکروہ ہے چاندی سونے کے
پچھلے سے کھانا پینا اونکی سلاخی سے سمر لگانا اور جو استعمال اسکے مشابہ ہے جسے چاندی سونیکا سونہ ان اور قلم اور داوا
اور سینی اور چچی اور آفتاب اور ٹیکھی اور جس چیز کا قاندہ برن کو حاصل ہو مرد اور عورت سب کے لیے ہر شرط کیوں استعمال ہو
اپنے اپنے کاموں میں ابتداء اور جو ابتداء ہر استعمال نہ ہو جسے کھانا سونیکے برتن سے نکال کے دوسرے برتن میں کھاوے
یا تیل چاندی کی پیالی سے ہاتھ میں ڈالکر سر پر لگاوے تو کچھ مضائقہ نہیں اور قستانی وغیرہ نے چاندی سونے کے نوادوں
ازہ اور دستاؤن کو تنگ میں ضرورت کے سبب سے مستثنیٰ کیا ہے اور مکروہ ہے کھانا پینا تیل اور پیش کے برتن میں اور
افضل مٹی کا برتن ہے درختدار **ص** اور حلال ہے کھانا لگانے اور شیشے اور بورا و عقیق کے برتن سے **ف**
اور شافعی کے نزدیک اسمین بھی مکروہ ہے اسلیے کہ یہ چیزیں بھی سونے اور چاندی کے حکم میں ہیں تفاسیر کی راہ سے ہم
جواب دیتے ہیں کہ شکرین کی عادت تفاسیر کی صرف سونے اور چاندی سے تھی نہ ان چیزوں سے گناہ فی اللہ ایہ
ص اور حلال ہے کھانا پینا اوس برتن سے جس میں کوئی چیز ہو چاندی اور سونے کی اور سطح بیٹھا ایسی کرسی یا تخت یا
زین پر جب کہ چاندی اور سونے کی جگہ سے نیچے **ف** یعنی پینے میں منہ سے اور لیتے میں ہاتھ سے اور پینے میں
موضع جلو سے چاندی سونانہ لگے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ بھی مطلقاً مکروہ ہے اور محمد ایک روایت میں امام غزالی
کے شریک ہیں آورد و سہری روایت میں ابو یوسف کے ساتھ ہیں گناہ فی الاصل اور جس برتن میں چاندی سونیکا
ملح ہو تو وہ بالا جماع درست ہے اگر چاندی سونے کے حلقے کھینے کے ہوں یا زبور صحف کا یا حجر یا گام یا زین

یا وہی بارگاہ یا تلوار یا چھری یا اونٹ کے قبضے میں ہو وہ تو درست ہے بشرطیکہ اس پر ہاتھ نہ لگائے درختنا و علف گدھی
 ص مقبول ہے قول کا و کاف اگرچہ چھوٹی ہو درختنا و ص جب وہ کے کہ سینے پر گوشت مسلمان سے یا اہل کتاب سے
 خریدی ہو تو حلال ہو گا یا وہ کے کہ سینے چھوٹی سے خریدی ہو تو حرام ہو گا اس واسطے کہ قول فرما مقبول ہے معاملات میں
 حاجت کے نہ دیات میں تو اگر مشرک گوشت بیعتا ہر اور وہ یہ کہے کہ مسلمان نے اس کو فروغ کیا ہے تو قول و سکا مقبول
 ہو گا اس لیے کہ بیع دیات میں سے ہر چنانچہ عبارت سے متن کی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ کافر یہ کہے کہ سینے بہت سے
 خریدی ہو تو گوشت حرام ہو جاوے گا پس معلوم ہوا کہ ہندو و قصابوں سے گوشت خریدنا صرف اونٹ کے اس قول پر عطا کر کے
 کہ فروغ ان کا مسلمان نے کیا ہے ناجائز ہے اور وہ گوشت حرام ہے خدا ہمارے اہل زمان کو اس آفت نجات دیوے کہ ہلاک ہوں
 بعض اہل علم بھی اس میں مبتلا ہیں اور وقت فمائش اور فہار حق کے دیدہ و دانستہ اس سے غفلت اور چشم پوشی
 کر کے تاویلات رکھ کر تہن ص مقبول ہے قول ایک شخص کا اگرچہ کافر ہو یا عورت یا فاسق ہو یا غلام معاملات میں
 جیسے خریدی ہو تو قول یا تو کلیل میں و ت یعنی ایک شخص یہ کہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں اس شکی بیع میں تو صرف
 اوس کے کہے پر اوس سے وہ چیز خرید کرنا درست ہے کذا فی الاصل ص اور قول غلام اور بٹکے کا پیشہ میں اور اون میں و
 جیسے ایک لڑکا ایک چیز لاکر یہ کہے کہ فلاں نے مجھ کو یہ چیز بیعتی ہے تو قبول کرنا اوس سے ہو سکتا ہے یا غلام یہ کہے کہ میں ہاؤن
 ہوں تجارت میں تو قول اوس کا قبول کیا جاوے گا ص اور شرط ہے عدالت خبر نینے والے کی دیات میں جیسے پانی کی تجارت
 کی خبر دینا تو تم کرے اگر پانی کی نجاست کی ایک مسلمان عادل کو اپنی دیوے اگرچہ غلام ہو اور سوچ کرے اگر فاسق
 یا مستور الحال اس امر کی خبر دیوے پھر چھپرے اوس کی قرار پائے اوس کے موافق عمل کرے و ت یعنی اگر اوس کے
 گمان غالب میں یہ کہے کہ خبر اس کی سچی ہے تو ناچاری سے تم کرے ورنہ تم جائز نہیں ص اور اگر اوس پانی کو ہاؤن
 بہ تمہیں کرے جبکہ اوس فاسق یا مستور الحال کے صدق کا غلبہ نہیں ہو یا وضو اور تیمم دونوں کرے جب اوس کے جھوٹ
 ہونے کا گمان غالب ہو تو اوس میں زیادہ احتیاط ہے و لیکن احوط یہ ہے کہ پہلے وضو کر لے پھر تیمم کرے درختنا و
 آؤر جو ایک عادل شخص اوسکی طہارت کی اولیاء اوسکی نجاست کی خبر دیوے تو پانی کی طہارت کا حکم دیا جاوے گا پھر خلاف بیع
 کے کہ وہاں اختلاف میں حکم حرمت کا ہو گا اور پھر وہاں میں ہر طرح کا گمان غالب معتبر ہے ص ایک شخص مقتدی ہے و ت
 یعنی لوگ اوسکی بیوی کرتے ہیں اور سہلا تے ہیں ص وہ دعوت دہم میں گیا وہاں پر جا کے لہو و لب راگ دکھیا
 اور اوس کے منع پر قاصر نہیں تو کھل آئے اور وہاں نہ بیٹھے اور جو شخص مقتدی نہ ہو تو اگر بیٹھ کر کھایوے جائز ہے و ت
 درختنا میں ہے کہ غیر مقتدی کے لیے بیٹھ کر کھانا اوس صورت میں جائز ہے جب وہ لہو و لب راگ با جا دسترخوان
 پر نہ ہوے اور جو میں دسترخوان پر نہ ہو ہوں تو ہرگز بیٹھ بلکہ کھل جاوے ناخوش ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قلا
 تَقَعِدُ عَقْدًا لِّلَّذِکْرِ مَعِ الْعَوَالِمِ اِنَّ اَیْسَ نَبِیْہِمْ تَوْبِعُہِمْ نَصِیْحَتِہُمْ سَاخِہُ ظَالِمُوْنَ کے ص اور جو پہلے
 علم ہو گیا اس بات کا کہ وہاں راگ با جا لہو و لب ہو گا تو ہرگز نجائے منقول ہوا مابو حنیفہ سے کہ میں ایک بار اس آفت میں
 مبتلا ہوا تھا تو سینے صبر کیا اور یہ مقبل تھا اس بات کے کہ امام صاحب مقتدی وقت ہوے اور اونٹ کے اس قول سے

دینا یا بیعت صحابان مشرک

کہ میں اس آفت میں مبتلا ہوں معلوم ہوا یہ کہ سب امور و لعب حرام ہیں و مگر تین مستثنیٰ نہیں حدیث سے ایک مرد کو
کھیلنا اپنی عورت کے ساتھ دوسرے تعلیم و تادیب اپنے گھوڑے کی تیسرے تیر اندازی روایت کیا اس حدیث کو
حاکم نے مستدرک میں آور تیر اندازی کے حکم میں میں نے نکالات حرب کے مثل بندوت و ثوب وغیرہ کی مشق کرنا

حصہ فصل لباس کے مکروہات کے بیان میں

حرام ہے حریر و حریرہ کپڑا جو گل ریشم کا ہو بے حص کا ہونا مکروہ ہے و اگر چہ بدن سے متصل ہو
یا اور کپڑے پہن کر اون پر پینے اور یہی مذہب صحیح ہے اور موافق ہے حدیث کے اسواستہ کہ روایت کیا جماعت نے حذیفہ سے
کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نہ پہنو تم حریر اور دیباچہ کو اور دوسری حدیث میں ہے بخاری مسلم کی
کہ فرمایا اپنے حریر کو وہ پہنتا ہر زمانہ میں جبکہ کوئی حصہ نہیں آختر میں اور وہ جو ایک روایت ہے اگر حریر اور کپڑے پہن کر اور بیچہ
تو درست ہے تو یہ روایت حذیفہ سے قابل اعتبار اور فوق نہیں ہے حص مگر بقدر چار اونگل و اسواستہ کہ روایت
کیا مسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہننے سے حریر کے مگر بقدر دو انگشت یا تین یا چار
انگشتوں کے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنتے تھے ایک جبہ میں سفوف حریر کی تھی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے
اور بھی انہی کی یاد اور دوسرے نے ابن عباس سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کپڑے سے جو تیرا
حریر ہو لیکن نقش و نگار ریشم کے اور سفوف ریشمی واسطے کپڑے کے تو کچھ قباحت نہیں ہے اور میں تو تمام ابو حنیفہ کے نزدیک
حالت جنگ اور غیر جنگ میں سب میں حریر پہننا اور درست ہے اور صحابہ میں کے نزدیک جنگ میں درست ہے بلکہ ضرورت
کے تمام یہ جواب دیتے ہیں کہ ضرورت دفع ہو جاتی ہے اور اوس کپڑے کے پہننے سے جس کا بنا ریشم ہو اور تانا سوت ہو و کافر اللہ
اور دروغ تارین ہے کہ جس کپڑے پر نقش و نگار ریشم کے ہوں تو وہ درست ہے اگر چہ تاروں سے جوڑا ہو یا بولے ہو یا کپڑے پر لکھا ہو
سب ملا کر چار اونگل سے زبردستی روزہ مردوں کو درست ہو گا اگر مسہری کا پرہہ تیرا ریشمی ہو تو درست ہے اور زنا اور بیہوشی
مکروہ ہے اور ایسی طرح ریشمی ٹوپی یا ریشمی تہلی وغیرہ پیل کپڑے کے شہ میں اگر چاندی یا سونے کی چار اونگل تک ہو تو درست ہے
صداور نے ریشم کے کپڑے کا لکیر بنانا اور کافر میں بچھانا اور درست ہے ہفت امام کے نزدیک اس لیے کہ منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ایک تکیہ پر حریر کے ذکر کیا اسکو صاحب ہادی نے لیکن زمینی سے تخریج میں کہنا کہ یہ حدیث غریب ہے
دوسرے یہ کہ عبد الرحمن عباس نے کفر میں پر ایک تکیہ ریشمی تھا انہی کا اوسکا ابن سعد نے طبقات میں اور صحابہ میں کے نزدیک
یہ بھی مکروہ ہے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک کا و مختار میں ہے کہ یہی قول صحیح ہے لیکن یہ تصحیح مخالف ہے شہور کے اس لیے کہ
متون اور شرح سے صحت قول امام کی واضح ہے و اللہ اعلم خصوصاً جس کپڑے کا تانا ریشم ہو اور بنا ریشم ہو وہ تو اسکا
پہنا سقا درست ہے ہفت اس لیے کہ اعتبار و حرمت میں پانے کا یہ کہ قطعاً نسخہ ہے وہ کپڑے انہیں کہلانا جب تک کہ تیرا
اور بننا ہونے سے ہوتا ہے تو اسی کا اعتبار ہو اسی میں ہے کہ اس کپڑے کو اس لیے جائز رکھا کہ بہت سے صحابہ پر انہی کو
پہنتے تھے اور زنا تانا حریر کا ہوتا ہے اور بنا بال ہوتے ہیں ایک جانور کے حص اور جس کپڑے کا بنا ریشم ہو اور تانا سوت
وغیرہ ہو تو اسکو زانی میں ضرورت کے سبب پہنتا اور درست ہے ہفت اور بلکہ ضرورت مکروہ ہے اور مکروہ ہے مردوں کو

سے
چنانچہ ابن ابی شیبہ
سنا ہے حضرت
میں ان سے کہ
یہ ان کا ہے
مشرکوں کا

سینا الوان

اس کا رنگ اور عفران کا رنگ اور باقی سب رنگوں میں کچھ قباحت نہیں ہے لیکن نر اسخ رنگ بعضوں کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور درمختار میں ہے کہ سرخ رنگ میں آٹھ تولیہ میں خجلادون اتوال کے ایک قول یہ ہے کہ بزرگ سبب ہے اور بچہ کپڑا محظوظ ہو تو مکروہ بھی نہیں ہے **حصر** اور مرد کو زیور چاندی اور سونے کا پہننا حرام ہے **ف** مطلقاً حرب ہے غیر حرب میں اس لیے کہ روایت کیا ابو داؤد نے علی بن شیبہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ میں حریر اور کہا کہ یہ دونوں چیزیں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور روایت کیا ترمذی نے ابی موسیٰ سے مرفوعاً کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا پہننا حریر اور سونے کا اوپر مردوں کے میری امت سے اور حلال کیا عورتوں پر اونٹنی اور آبن جان کے اس حدیث کو معاملہ کیا اتفاق اس لیے کہ اس کے ہناد میں ابوہریرہ اور اسے ابو موسیٰ سے نہیں سنا اور احمد اور طحاوی نے نسلم بن خلیفہ سے انہوں نے ابن عامر سے روایت کیا کہ فرمایا حضرت نے سونا اور حریر حرام ہے اور مردوں کے میری امت سے نہ عورتوں کے تو تمام احادیث میں صرف سونے کی حرمت منصوص ہے اور چاندی کی سو قیاس کیا ہے حنفیہ نے اوسکا سونے اس لیے کہ چاندی کا حکم استعمال میں پینے اور کھانے کے بعد نہ مانڈ سونے کے ہے جیسا اور گدرا سوا ایسا ہی پہننے میں ہوگا اور بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ سونے کی حرمت تو کھانے اور پینے اور پہننے میں مردوں کو مطلقاً ہے اور چاندی کی حرمت صرف کھانے کے اور پینے کے حق میں ہے لیکن چاندی پہننا مردوں کو تو درست ہے ذیل و علی حدیث ہے اسل بن سعد کی مرفوعاً کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص دوست سکے ہر بات کو کہ اوسکا لڑکا انگنہ آگ کا پہنایا جاوے تو وہ اپنے لڑکا کو انگنہ سونے کا پہننا لیکن چاندی کی گھیا تو اس سے جسطح چاہو تم اور اسے شہادین عبدالرحمن بن زید بن اسلم ضعیف ہے اور اسکے معنی میں ہے جو خارج کیا اوسکا احمد نے ابی قتادہ سے مرفوعاً کہ چاندی کھیا تو تم اس کھیا تا کہ ادا ہو سکے اسناد میں مجاہیل ہیں اور ابو داؤد نے ابن عباس بن شیبہ سے اس کے روایت کیا اور رجال اوس کے نقات ہیں **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** جیسے چاندی سے حریر کا مرد کو پہننا حرام ہے ویسے ہی لڑکوں کو پہننا حرام ہے حنفیہ کے نزدیک اور بعض علماء کے نزدیک درست ہے جب تک لڑکاسات برس کا نہ ہوئے چنانچہ آگے آتا ہے **حصر** مگر انگوٹھی اور کمر بند اور تلوار کا زیور چاندی کا اور درست ہے مزین سونے کی واسطے بند کبے سورخ بگینے کے اور حلال ہے عورتوں کو سب اور نہ انگوٹھی پہننے پتھر اور لوستے اور پتیل کی **ف** یعنی حلقہ ان چیزوں کا نہ ہو جو حلقہ چاندی کا ہو اور تکیہ نہ پتھر کا جیسے عقیقہ و غیرہ تو درست ہے **وَالاِصْحٰبُ** ان چیزوں کی گنتی پہننا سونے سے منع ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص پر انگوٹھی لوستے کی دیکھا کہ شہاد فرمایا کہ یہ زیور اہل نار کا ہے اور پتیل کی دیکھا کہ فرمایا کہ میں تجھ سے بیون کی بوباتا ہوں روایت کیا اوسکو ابو داؤد ترمذی سنائی ہے **حصر** اور گنتی پہننا بہتر ہے یا قاضی اور سلطان کے لیے **ف** یا جو کوئی اسلر اٹکے کا مارا اور عمدہ اور ہوسلر کے ان لوگوں کو انگنتی کی ہر وقت ضرورت ہو اگر تری ہے برخلاف اور لوگوں کے ہدایہ **حصر** اور وایت کو سونے سے نہ بانڈے بلکہ چاندی سے بانڈے امام ابوحنیفہ کے نزدیک **ف** اور محمد بن کے نزدیک سونے سے بھی لباس پہننے ابو داؤد میں ہے کہ جو عورتیں سعد کی ناک جاتی رہی دن اُحد کے سوا انہوں نے ایک ناک چاندی کی لگائی سو وہ بربود تہو گئی تو حکم کیا اونکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا کہ لگائیں ایک ناک سونے کی ہدایہ **حصر** اس کے کو پہننا سونا اور حریر کر وہ **حصر** اس واسطے کہ پہننا اور حرام ہے تو پہننا بھی حرام ہوگا اور پہننے والے اوسکے ماخوذ ہے

دن قیامت کے جسے شراب پینا حرام ہے تو پلانا بھی وسکا حرام ہے مگر عکاوہ موائذہ فرومی موائذہ فرومی یہ ہے کہ اسکا نرسا
 کوڑو پستانا باعث تلف جان اونکی کا ہوتا ہے کہ اکثر چور بد معاش لڑکوں کو قتل کر کے زپوراٹے اور تار لیتے ہیں ص کزہ
 نہیں ہے رومال کا رکھنا وضو کے پانی پونچھنے کے واسطے یا ناک کے زینٹ پونچھنے کے لیے ف اور بعضوں کے
 نزدیک مکر وہ ہے اسواسطے کہ ہمیں ایک نوع کا تکبیر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اگر حاجت کے لیے مکھے تو مکر وہ نہیں ہے اور جو
 کہ وخت سے رکھے تو مکر وہ ہے جیسے چار زانو بیٹھنا کہ وخت سے مکر وہ ہے اور بدوں اسکے مکر وہ نہیں ہے ہدایا یہ معاذ
 بن جبل سے مروی ہے کہ ا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب وضو کر رکھتے تھے تو ٹوٹے کو پونچھتے تھے اپنے
 کپڑے کے کنارے سے اخراج کیا اور سکا تڑھی نے اور روایت کیا تڑھی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اس واسطے سوال
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک کپڑے سے پونچھتے تھے اعضا اپنے کو بعد وضو کے اور کہا کہ یہ حدیث قائم نہیں ہے اور ابو سعید
 راوی ضعیف ہے تڑھیک اہل حدیث کے ص اور تم ف یعنی وہ تا گا جو بات یاد رکھنے کے لیے اونکی پر ہانڈھا
 حاجت تو یہ مکر وہ نہیں ہے اسواسطے کہ حدیث نہیں ہے بلکہ ایک عرض صحیح یعنی یاد رکھنے کے لیے ہے اور ہسکو اسواسطے ذکر کیا
 کہ بعض لوگوں کی عادت یہ ہے کہ تانگے ہانڈھ لیتے ہیں اعضا پر سطح زنجیرین وغیرہ اور یہ مکر وہ ہے جب عیث ہو تو مصنف
 نے کہا کہ تم اس قبیل سے نہیں ہے کہ اگر لڑا اصل اس طرح تعویذ زبان عربی مکر وہ نہیں ہے اور جو غیر عربی میں ہو تو مکر وہ ہے اگر تعویذ
 میں آیت یا حدیث یا دعا ہو تو پانچا نہ جائے وقت اسکو اور تار ڈالے اور قربت کے وقت بھی اور تار بوسے عالمگیری

اور اس کا لوی

لے
 اگر یہ نظر رکھا
 تو بصورت یہ کہ
 بغیر شہادت قطع
 اور شہادت باطل
 حرام ہے کہ
 عالمگیری

فصل دیکھنے اور ہاتھ لگانے اور وطی کرنے کے بیان میں

مروم دے تمام اعضا کی طرف پھیر سکتا ہے مگر ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک ف کا سقد رستر عورت ہو تو نان
 امام کے نزدیک ستر میں دخل نہیں ہے اور گھٹنا داخل ہے اور شافعی کے نزدیک اسکے برعکس ہے اور امام مالک کے نزدیک ران ستر
 نہیں ہے اور احادیث متعلقہ اسکے کتاب الصلوٰۃ میں گز چکے علا وہ اسکے یہ ہو کہ حسن بن علی نے اپنی ناف کھولی تو
 ابو ہریرہ نے اسکو چوم لیا روایت کیا اسکو احمد نے مستند میں اس سے معلوم ہوا کہ ناف ستر نہیں ہے اور حضرت عائشہ نے
 جڑھنے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ ران عورت ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور عبد الزان نے اخراج کیا اسل اسکے
 اور اوہین ہے کہ فرمایا اپنے چھپا تو اپنی ران کو لے لیتے کہ وہ عورت ہے پس یہ حدیثیں حجت ہیں شافعی اور مالک پر
 ص اور اپنی زوجہ اور نوٹھی کی جو اسکو حلال ہے ف اس دہ نوٹھی گل گئی جسکی وطی اسکو حرام ہے مثلاً مجموعیہ
 اور سکا تہ اور شہر کہ اور سکو غنہ غیر اور محرّمہ بر صناع یا مصاہرت درختا و ص فرج تک بھی دیکھ سکتا ہے ف اس واسطے
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حفاظت کر تو اپنے عورت کی مگر اپنی زوجہ یا نوٹھی سے اور اسواسطے کہ اس سے
 زیادہ مساس اور جماع درست ہے تو نظر بطریق اولی درست ہوگی لیکن بہتر ہے کہ عورت کی شہر گاہ کی طرف نہ دیکھے
 اسلے کہ حدیث میں آیا ہے کہ کوئی اپنی زوجہ کے پاس جاوے تو چھپاوے جتنا ہو سکا اور دونوں برہنہ ہون
 گم ہون کے ماتر روایت کیا اسکو بطریق اولی صحیح میں ابی امامہ سے آرا بن عدی نے روایت کیا کہ فرمایا حضرت نے
 جسوقت جماع کرے کوئی تم میں کا اپنی زوجہ سے تو نہ نظر کرے او سکی فرج کی طرف کیونکہ ضعیف بصیر ہے اگر تیار ہے

اور اگر یہ شخص کسی عورت سے ارادہ نکاح کا کرے تو اسکو اس عورت کے لئے کہہ کر یہ کہنا درست ہے کہ تصدق سے سنت
 نہ قصتاے شہوت و اسلیحہ کہ روایت کیا ہے قرعی اور نسائی نے زنیہ بن شعبہ سے کہ جب انھوں نے پیغام دیا ایک
 عورت کو نکاح کا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بچہ لے لو اسکو تا تم دونوں میں صلح اور محبت سے جس طرح ہو
 خیریت تو وقت اور طبیب کو واسطے دو لے کہ چکنا درست ہے باوجود خون شہوت کے اسباب احتیاج کے لکن فلا اصل
 ص تو دیکھئے طبیب موضوع میں کو بقدر ضرورت کہ یہی حکم ہے اجماع میں کہ حقنہ کرنے والا مقام حقنہ کو دوسرے
 مرد کے دیکھ سکتا ہے اور ایسا ہی حکم الی جنائی کا اور حقنہ کرنے والے کا اور حکم کا واسطے نبض دریافت کرنے میں چہ
 کے ہلیمین کو اگر کسی عورت کو اس مرض کا علاج بتا دیے تو بہتر ہے لیکن جب نبض یا بلیقہ ہو تو دیکھئے ص عورت کو
 عورت سے اسی قدر دیکھنا درست ہے جتنا مرد کو مرد سے یعنی زنیہ بن زیناد سے زنیہ بن زیناد سے کہ عورت کو
 دکھا ہے پس ہاے زمانہ میں اکثر عورت میں جو رواج ہے کہ باہم ایک دوسرے کے سامنے نہاتے وقت یا اور اوقات میں
 بالکل ننگی ہو جاتی ہیں بالکل حرام ہے دیکھنے شوہر و زنیہ کو ان امور سے منع کرنا ضرور ہے ص صلیح عورت کو مرد سے
 دیکھنا درست ہے اگر نے خوف ہو شہوت سے و اور جو خون ہلٹیک ہو درست نہیں در شہوت ص اور
 جنسی اور محبوب اور محنت عورت انجینی کی طرف نظر کرنے میں مثل مرد کے ہیں و یعنی عورت کو نظر کرنا عورت پر نہیں
 کی طرف درست نہیں ہے ویسے ہی ان لوگوں کو بھی نا درست ہے جنسی وہ جسکے فوطے نکل گئے اور محبوب جسکا ڈاکٹا گیا
 اور محنت وہ جو مرد کو اپنے اوپر قادر کرے ان تینوں شخصوں سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے اسول سے کہ جنسی کو شہوت ہوتی ہے
 اور جماع کر سکتا ہے اور فرمایا حضرت عائشہ نے کہ جنسی کرنا مثلہ ہے تو نہ مباح کر گیا اس چیز کو جو حرام تھی پہلے اور جو بوجہ حق
 کر کے انزال کرتا ہے اور محنت تو مرد و بیواسق لیکن طفل نابالغ تو البتہ مستثنیٰ ہے انص کلام اللہ سے ہدایہ در تہمتا میں ہے
 کہ وہ محبوب جسکی منی خشک ہو گئی ہو تو عورت کو اس کے سامنے ہونا درست ہے لیکن جسے اسکو جائز رکھا تو قلت امتحان اور
 قلت دیانت سے اور عطاوی میں ہے کہ محنت زمانے اور نئے کو بھی کہتے ہیں جسکے اعضا اور زبان میں عورتوں کے مانند
 نرمی ہو اور عورتوں کی اسکو طلق خواہش ہو تو بعض فقہاء کے نزدیک اسے نامر و کا اختلاف عورتوں کے ساتھ
 خصت ہے لیکن اص قول ہے کہ اسکا بھی اختلاف جائز نہیں صحیحی نوٹدی سے عزل کرنا اسکی اجازت کے بہت کر
 اور عورت حرہ سے باہارت اس کے درست ہے و عزل اسکو کہتے ہیں کہ وطی کرے تو جب قریب ہو انزال کے ذکر نکال
 لیوے اور فحش میں منزل شو و مروی ہے ابو سعید خدری سے کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس نوٹدی ہے اور
 میں عزل کرتا ہوں اس سے اور میں بکر وہ جانتا ہوں کہ عامل ہو وہ اور میں چاہتا ہوں جو چاہتے ہیں مرد اور بیوہ کہتے ہیں
 کہ باہر انزال کرنا جیسے کو گاڑنا ہے تو فرمایا آپ نے مجھ سے کہ میں بیوہ اگر چاہے اللہ پیدا کرے اسکو جسکے چہرے کی تختے قات
 نہیں روایت کیا اسکو حملہ اور بودا و اور نسائی اور طحاوی نے اور راوی اسکے ثقات ہیں اور روایت کیا، بخاری مسلم نے
 چاہیے سے کہ ہم عزل کرے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور قرآن اور تہمتا تھا تو اگر یہ ممنوع ہوتا تو البتہ قرآن
 اس سے منع کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ عزل کی خبر پہنچی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سو نہ منع کیا آپ نے اور روایت

کیا ابن ماجہ نے عمر بن الخطابؓ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا غسل سے عورت حرہ سے بغیر اذن اور اسکے ساتھ

فصل استبراء کے بیان میں

یعنی لونڈی کے رحم کی بیارت طلب کرنا اس طرح کہ ایک حیض تک انتظار کرے تا معلوم ہو جاوے کہ حاملہ ہو یا نہیں ہر صبح جو شخص کسی لونڈی کا مالک ہووے خریدے سے یا وصیت سے یا میراث سے اگر چہ وہ بکر ہو یا کسی عورت کے خریدی گئی ہو یا غلام سے یا اوس لونڈی کے محرم سے **ف** جو ذی رحم ہو ورنہ وہ لونڈی اوس پر آزاد ہو گئی ہوگی تو خریدیہ کیونکر ہو سکتی ہے مثال محرم غیر ذی رحم کی جیسے ابن واطی یا اخ رضاعی **ص** یا صغیر کے مال سے تو مالک پر اہل بیعت کی واطی اور واطی واطی یعنی بوسہ مساس وغیرہ **ص** حرام ہونگے یہاں تک کہ اوس کے رحم کی صفائی عمل سے معلوم ہو جاوے ایک حیض آنے سے اوں عورتوں میں جو حاملہ نہیں ہیں اور ایک مہینے سے اوں عورتوں میں جنکو حیض نہیں آتا اور وضع حمل سے حاملہ میں **ف** یعنی ایک حیض تک انتظار کرینگے اگر حیض آگیا تو معلوم ہو جاوے گا کہ حاملہ نہیں ہے اور جو نہیں آیا اور حمل تحقق ہو گیا تو وضع حمل تک انتظار کرنا ہے جیسا ایسے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایمان لانا اور پچھلے دن پر تو چاہے اوسکو کہ نہ پلانے پانی وغیرہ کے کھیت میں یعنی حاملہ عورتوں سے جماع نہ کرے اور انہیں حلال ہے ایسے شخص کو کہ جماع کرے اوں عورتوں سے جو قید ہو کر لڑائی میں آئیں یا تاک کہ استبراء کرے اور حکایت کیا اوسکو ایوہاؤ نے اور لونڈی نے روایع بن ثابت انصاریؓ سے اور صحیح کیا اوسکو ابن حبان نے اور حسن کہا اوسکو بزار نے اور روایت کیا احمد اور ابو داؤد اور دارمی نے ابو سعید خدریؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حق میں اوں عورتوں کے جو قید ہو کر آئیں تمہیں غزوہ اوطاس میں کہ نہ جماع کی جائے **ح** و ا لیمان یہاں تک کہ جنہیں اور نہ وہ جنکو حمل نہیں ہے یہاں تک کہ ایک حیض آئے اور اوس سے اور صحیح کیا ابن ماجہ نے اور اوسکا ایک شاہد ہے ابن عباسؓ سے سنن دارقطنی میں کذا فی بیوت المرام **ص** اور استبراء میں وہ نہیں شمار نہ کیا جاوے گا جہیں اوسکا مالک ہے اور نہ وہ حیض جو حاصل ہو بعد ملک کے قبل قبض کے اور نہ وہ ولادت جو بعد ملک قبل قبض کے ہووے اور واجب ہوگا استبراء اگر اپنی مشترک لونڈی کا حصہ دوسرے شریکے خرید لیوے نہ وقت لوٹ آئے اوس لونڈی کے جو بھال گئی تھی یا چھوئے اوس لونڈی جو مضموب تھی یا مستاجرہ یا مہونہ تھی اور استبراء سے کرنے کا حیلہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک درست ہے **ف** جب مہلوم ہو جاوے گا مالک اہل نے اس مہلوم اوس سے واطی نہیں کی ورنہ جیسا کہ اسے ای کا فتویٰ ہے حدیث بخاری میں امام محمدؒ کے نزدیک نارست ہے اور قول ابو یوسفؒ یہ عمل کرے اگر اوس کے بالغ کی واطی کرنا اوس مہلوم سے جو ورنہ قول صحیح عمل کرے اور وہ حیلہ یہ ہے کہ اگر اوس کے نکاح میں عورت حرہ نہیں ہے تو اوس لونڈی سے نکاح کرے اوسکو خرید لیوے **ف** اسوائے نکاح میں آنا واجب نہیں ہے اور اپنی زوجہ کو اگر خرید لیوے تب بھی استبراء واجب نہیں اور یہ جو قید لگائی کہ اگر اوس کے پاس عورت حرہ نہ ہو سوائے کہ عورت حرہ پر لونڈی سے نکاح درست نہیں جیسا کہ گذرا **ص** اور جو اوس کے نکاح میں عورت حرہ نہ ہو سوائے کہ ماہرہ نماز سے مستثنیٰ کے ماہرہ نماز کے بعد شرکے قبل قبضہ کے اوسکا نکاح حرام ہے اگر وہ

ذہن تیر ہوتا ہے لیکن اس شرط سے کہ ناز فہم تو ہوا اور وہ میں شرط طور نہ جو اہو جاو گیا اور وہ ہر دم ہی نفس کلام اس کے
اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تیرہ شرط نہیں ہوو جب بھی اہمین ضائع کرنا ہے عمر کا اور خیال باطل کا غلبہ ہے یہاں تک کہ جو کہ پیاس بھی
جانی رہتی ہے تو اور امور کا کیا حال ہوگا دلیل اسکی مکر وہ ہونے کی یہ کہ وہ لہو ہوا اور ہر لہو ہوا درست ہوگا تو میں لہو اور شرط خاں
میں میں سے نہیں ہے ہاں میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کیلئے شرط خاں یا زور شہر کو تو گویا اسے اپنا ہاتھ
شور کے خون میں ڈبو دیا کہ ازلگی نے اس لفظ سے یہ حدیث غریب ہے اور موجود ہے صحیح مسلم میں یہ حدیث لیکن آؤں
شطح کا لفظ تین ہے اور روایت کیا ہے تھی کہ شعب الایمان میں قاسم بن محمد سے کہ انھوں نے کہا شطح کے باہر میں کہ یہ
لوہر اور جو چیز نازل کیے ذکر آئی ہے اور آثار سے وہی تیسرے کی حدیث اسکی حرمت کلام اللہ میں منصوص ہے اصل اور اس طرح ہر امر
کتاب سے جیسے کنکو یا نکل اور انما التبازی چھوڑنا آرائش شادی میں بنانا ص اور غلام کے گلے میں طوق ڈالنا اور
گلے کی زمین کو چھٹا یا کر دینا اور دعائیں یہ لفظ کہتا ہے بعد العہد عنک شاک ف یا بعد العہد عنک شاک اول کے
معنی یہ ہیں کہ عرش سے عزت اور بزرگی تیری رہا بستہ ہے اور ثانی کے معنی یہ ہیں کہ عزت کی گتیری عرش ہے و ولون لفظ
کتاب مکر وہ ہے اس لیے کہ لفظ اول سے حدیث عزت آئی کا وہم ہوتا ہے کیونکہ عرش و قریش سب حدیث
اور عزت اور جلال آئی قریم میں اور دوسری لفظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کا نکلن عرش پر ہے اور یہ قول مجتہد
مذہب اسکا ہے جو اس کے لیے مکان اور جہت ثابت کرتے ہیں فَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ و درختار میں ہے کہ ابو یوسف نے اس کے
عدم کر اہت کو کہا ہے اور اسی کو پسند کیا ہے فقہ ابو الیث نے اس واسطے کہ یہ لفظ دعا کا تاثر میں وارد ہے جو سکور وایت کیا ہے تھی
نہ بعد اللہ میں مسعود سے تو اس صورت میں لفظ غرضت عرش کی ہوگا نہ صاحب عرش کی پھر صاحب ہے مختار ہے یا
کہ زیادہ تر حدیث میں اس جملے کے شکر تیرے اس واسطے کہ یہ خارجہ واحد سے مروی ہے اور مخالف ہے اور آیات قطعہ کے جسے نفی
جہت اور کان خداوند کریم کی ثابت ہوتی ہے ص اور مکر وہ ہے کہ دعا میں یہ کہے بھیج فلان یا بحق دسبک و انبیا اللہ
ف اتنی کہ رسول اور انبیا اور ملائکہ اور اولیا سب اللہ جہت کے مخلوق ہیں اور مخلوق کا حق خالق پر کچھ نہیں ہے یعنی جو
کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمتیں اور جزا عطا کرتا ہے اور اگر کیا اسکو محض لطف اور عنایات خداوندی سے سمجھنا چاہیے
ورنہ اللہ تعالیٰ کو کیا دینا نہیں آتا البتہ یہ لفظ دعا سے تاثر میں وارد ہے تو مراد اس جگہ حق سے حرمت اور عظمت اور
وجاہت ہے نہ حق و خوبی ص اور مکر وہ ہے قرآن شریف پر بعد اس میں آیتوں کے علامت بنانا اور میں اعراب دنیا
ف اس واسطے کہ بن مسعود نے کہا خالی کرو قرآن کو یعنی قرآن میں اور کوئی چیز ملا کر نہ لکھو روایت کیا اسکو ابن ابی
نے مصنف میں ص مگر اہل عجم کو درست ہے ف اس واسطے کہ یہ لوگ اعراب زبان عرب کو بیان نہیں کئے توج
واقع ہوگی اعراب نہ لکھنے میں اور قرآن کا حفظ اور نزولت متروک ہو جاو گیا ص اور مکر وہ ہے کہ بند کر لکھا آدمی اور جانور
کی خوراک کو اس شہر میں جان پر روکنا مکرہ ہے اس واسطے کہ حدیث میں ہے الجالب مکر و ذوق والمحتک ملعون
یعنی غلام نے والا واسطے شہر والوں کے زوق دیا گیا ہے یعنی خدا نے تعالیٰ اسکو برکت دیگا اور عذر دکنے والا ملعون ہے روایت
کیا اسکو ابن ماجہ نے عن ابن خطاب سے اور روایت کی احمد نے منہ میں ابن عمر سے کہ میں شخص نے بنا کر رکھا غلام لوگوں سے

چالیس دن تک تو وہ میری ہوا اللہ سے اور اللہ میری ہوا اوس سے اور مراد یہ ہے کہ غلاف فریک کے اوسکو کچھ چھوڑے اور غلط خدا کے ہاتھ نہ پینچے اس نظر سے کہ چپ گران یا قحط ہوگا تو چین کے تھال یہ ہے کہ تجارت غلے کی کرنا خون میں ہے اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ اشکاک کچھ غلے پر منحصر نہیں ہے بلکہ جس چیز کے رکن سے عام تھا ان کو ضرر پہنچے تو اوسکو اشکاک کہتے ہیں اور عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ کپڑے میں اشکاک نہیں ہے اور مدت ہمیں کی بعضوں کے نزدیک چالیس دن ہیں اور بعضوں کے نزدیک ایک ماہ ہے لیکن یہ مدت دنیا کے احکام کے اعتبار سے ہے اور آخرت کی نظر سے گنہگار ہوگا اگر چہ چھوڑی مدت بھی ایک کھلے اور چوبیس روز کی قاضی ہو کر کے کہ چوبیسے اور اہل عیال کی قوت سے فاضل ہو اوسکو چھیلے تو اگر نہ پینچے تو اوسکو تغیر دیوے اور صحیح ہے کہ اگر وہ نہ پینچے تو قاضی جبراً اوسکو چھیلے گا **فَاَلْهٰکَ اٰیۃٌ وَاَلۡاٰحۡصٰلُ جُلُۡنِیۡنٌ مَّکْرُوۡہٌ وَاُوۡسُ غَلۡکَ کَیۡدٌ** رکھنا جو اولیٰ زمین میں خاص پیدا ہوا ہے یا دوسرے شہر سے اوسکو لایا ہو **وَف** اور ابو یوسف سے کہ نزدیک یہ بھی مکر وہ ہے کہ **فَاَلۡاٰحۡصٰلُ ص** اور عالم اپنی طرف سے کوئی نرخ مقرر نہ کرے کہ اوس سے کھٹنے اور بڑھنے نہ پائے **وَف** بلکہ خدا پر چھوڑ دیوے **ص** کو اوس صورت میں کہ غلے فروش بہت قیمت بڑھا لیں تو لوگوں کی صلاح اور شورہ سے نرخ مناسب مقرر کر دیوے **وَف** اس واسطے کہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں اس بن مالک سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! شرح گران ہو گیا سو ہمارے واسطے نرخ مقرر کر دیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نرخ کرنے والا ہے اور نبی کریم اللہ اور نبی کریم اللہ اور کفایت کرنے والا ہے میں چاہتا ہوں کہ خدا سے ملوں اور تم میں سے کوئی شخص مجھے دعا پکڑے کسی غلام یا بیوی یا غول کا کما ترفی نہ کرے کہ حدیث حسن صحیح ہے اور درمی اور بزر اور ابو یعلیٰ موسیٰ نے اپنی سندوں میں اسکو روایت کیا ہے **کَانَ فَاَلۡعٰیۡنِیۡنِ**

مَسٰئِلُ صَلٰۃٍ غیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بالاستقلال درود نہ پینچے اور ساتھ ملا کر کہہ سکتا ہے اور نہ بڑھ کرنا ذکر اور دعائیں مکر وہ کہ کبوتروں کا پالنا استیناس اور دفع وحشت کے لیے درست ہے اور اونکا اڑنا یا مرغ لڑنا حرام ہے کہ بوتران اگر قیمت پر چڑھے کے عورات مسلمین کو دیکھتا ہے تو یا ڈھیلے مارے کہ لوگوں کے شیشے توڑنا ہم ویسے تو اتھیر دیا جاوے اور نہایت سختی سے منع کیا جاوے پھر اگر باز نہ آوے تو اتھیر دیا جاوے اور کبوتر اوس کے فوج کرے الے جاوے تو پھر خرید کے چھوڑ دینا درست ہے اور بعضوں کے نزدیک مکر وہ ہے اس واسطے کہ صنایع کرنا یہ مال کا گھوڑ دوڑ درست ہے اگر شرط یک طرفہ ہو اور اگر اگر دونوں جانب شرط ہو مگر بے تیسرے شخص بھی شرط ہے وہ اسکا گھوڑا اسطرح کا ہو کہ اسکے آگے بڑھ جائے کا اتھارے پھر اگر اوس تیسرے کا گھوڑا آگے بڑھے گا تو دونوں شخصوں سے مال مشروطیہ سے اور ان دونوں شخصوں میں جو آگے بڑھے گا وہ دوسرے سے مال مشروطیہ لے لو جو وہ دونوں تیسرے سے بڑھے گا تو کچھ نہیں گے اور کشتی کرنا بقصد حصول قوت اور جہاد جائز ہے اور بقصد بازی مکر وہ ہے قصص کا وہ اور ادا بیت دوع کا ذکر مکر وہ ہے تاخون کترانا مستحب ہے دن مجھے کے بعد نماز کے مگر بے بہت بڑھے گئے ہوں اور نمازی کو تاخون اور مچھین بڑھانا یا حسین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاخون کترانا شروع کیے دسبنا تھے انکے انکشت شہادت اوس کی چھٹکلیا تک پھر بائیں ہاتھ کی چھٹکلیا سے دسبنا تھے انکو ٹھٹکے سے زہار ہونڈنا اور ہنانا ہے حسین انکے انکشت سے اور چالیس دن سے نہ پینچے گا نہ مکر وہ ہے کہ ڈاڑھی ایک ٹٹھی رکھنا مستحب ہے اس سے چھٹکلیا سے اوسکو قطع کرے تو چھپوں کو کترے تو یا منڈا کرے اگر کترے

عظام میں مثل گنگا جمن گھاگھارہ وغیرہ ص اپنی زمین کو سینچے یا او میں سے ایک نہراپنی زمین کی طرف لگانے سے پہلے
کے لیے پانی کے لیے اگر عامہ خلق کو اس سے مفرت نہ پونچے اور غیر کی نہر یا کانیر یا کوئین سے جائز نہیں کہ اپنے جانور
پانی پلاوے اگر نہر کے شراب ہونے کا خوف ہو بسبب کثرت جانوروں کے یا اپنی زمین کو سینچے یا درخت میں پانی ڈالے
مگر اسکی اجازت سے یا پتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کثرت میں پانی بھر کر اپنے گھرن یا لاکر وقت یا سببہ میں نہلے صحیح تر قول آنسٹ اور
بعضوں کے نزدیک یہ بھی درست ہے زمین بگاڑنے کے اذن سے اور عارضہ اور غیر میں اسی قول کو صحیح کہا گیا ہے
جو نہر کی جھلک ہو کہ زمین پر اسکی کھدوائی میت المال میں سے ہو جائیگی اور اگر میت المال میں روپیہ ہو تو اسے تو رعایا سے
کی جائیگی اور اگر وہ زمین تو امام اوسے جو زمین سے جیسے ہماری مالک اسلام کو اسے صحیح ہے اور جو وہ نہر کی
ہے تو رعایا میں سے کی جائیگی نہر کے اوپر کی جائیگی نہ صرف پانی پینے والوں سے بلکہ یعنی جو اس نہر میں پانی پیتے ہیں اور
کھدوائی نہ لیا جائیگی اس لیے کہ وہ نہر کے زمین میں ص اور جس شریک کی زمین سے کھودنے والے نہر جو پانی کے تو اس پر پانی
نہر کی کھدوائی لازم ہوگی و امام ابوحنیفہ کے نزدیک زمین کے نزدیک بستر کی زمین کی اور اس کی کھدوائی مقرر
کر کے حصہ سے کی جائیگی صحیح ہے و عوی شریک یا غیر عوی زمین کے ف ایہ آستانہ اس لیے کہ کبھی پانی کی
باری کا آدمی مالک ہو گا یا ارثا اور کبھی زمین ہی پالی جاتی ہے اور شراب بائع کے لیے رہتا ہے گنگا فی الاصل ص ایک
جماعت نے شراب میں جھگڑا کیا تو تقدیر رضی ہر ایک کو تقسیم کر دیے اور اوپر کی جانب والا نہر کو زمین سکنا اگر عوی اسکی
زمین میں رہتا ہے تو ہی ہو بغیر رو کے ہوئے مگر اور شراب کی رضا مندی سے اور کوئی اور زمین سے دوسری زمین میں سکنا
یا اوپر کی کھدوائی نہیں کر سکتا یا دولت بیل بنا نہیں سکتا اگر شریک کی اجازت سے العیہ اگر کسی اپنی ہی ملک میں کھدوائے
اسطرح سے کہ بطل نہر اور دونوں کنارے اوسکے ہلکے ہوں اور دوسرے نہ شریک نہ نہر پانی پہاڑ کا تین جو کھدوائے
فی الاصل ص اور نہر اور پانی کو اس ضرر نہ پہنچے تو ہو سکتا ہے اگر طرح نہر سے کھدوائی نہیں کر سکتا یا اگر نہر کا پانی
بطور سوراخوں کے منقسم تھا اور وہ دونوں کے ساتھ ساتھ نہر میں نہ ہو سکتا یا اس زمین میں پانی لیا جائے جہاں
کی باری مقرر تھی حق شراب ہو کر اور اس سے قطع اوٹھا شیکہ لیے وصیبت بھی ہو سکتی ہے اور اسکی بیج یا
ایثار یا ہر بیہ یا تصدق یا نہ یا بدل یا صلح نہیں ہو سکتا اگر ایک شخص نے اپنا نصیب پانی سے بھرا ف موافق عدا
کے ورنہ ضمان ہو گا نہ بخدا ص اور اس سے دوسرے کی زمین میں تری ہو چکے انصاف ہے یا ایڈوب گئی تو
ضمان نہ لیا گیا اسی طرح اگر دوسرے کے شراب اپنا نصیبی پہنچی تو ان وان نہ لیا جاوے اس واسطے کہ شراب غیر مقوم ہے اور یہی
قول و امام خواجہ زادہ کا اور جامع صغیر بزوی میں ہے کہ ضمان ہو گا و ضمان میں ہے کہ فتویٰ قول اول بہرہ و اللہ اعلم

کتاب الاشریۃ

یہ کتاب ہے شرابوں کے احکام کے بیان میں حرام ہے و غیر حرام اور وہ لیا پانی ہے انور کا جب وہ جو شہ مارے اور جھاگ اور کھاد
اور نشہ کرنے لگے اگر چھ لیل ہو ف یا کثیر ہو یعنی ایک قطرہ بھی اور مکہ حرام ہے اس لیے کہ وہ جنس میں ہے مثل پیاسے
و اما اللہ تعالیٰ نے فرمے کہ **انہ کھنڈہ و عا اللہ عظیم** و اولیہ بہ شیطان کا کام ہے اور احادیث میں

حرام ہو اگر تحصیل ہو اور بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ بگدر سرکار میں سے حرام گرفت لیکن یہ قول مردود ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام فرمایا ہے پس کیا گندہ اور اور سپر جمع ہمت کا ہو گیا گندہ اور اس کے حل ہے پھر خمر کا سالانہ جانے والا کافر گرفت اس لیے کہ سرکار پر نفس قطعی کا ہلاک ہے اور خمر کا تقوم یعنی قیمت دار ہونا مسلمان کے حق میں ساقط ہے و مالیت اس لیے کہ اگر خمر کسی مسلمان کا تکلف کر دیا تو ضمان لازم نہ ہو گا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی خمر کے مانع اور اس کی شہین کھانے والا پروردگار روایت کی مسلم نے اور محمد نے انارین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے خمر کو پیا تو اس کو سواو سے خرام کیا اس کی بیخ اور شہین کھانے کو حل اور خمر ہر مسلمان کو نفع اور نفع اور نفع سے اس لیے کہ اتفاق نہیں ہے خرام ہو و خمر میں ہو کہ خمر کا جانوروں کو پلانا یا اس سے مٹی حرکت دیا یا دربانے کو یا اس کا دیکھنا تاکہ کے واسطے یا درو امین اور کا ڈالنا یا تیل میں یا کھانے میں یا اسکے سوا اور طر سے استعمال کرنا بالکل حرام ہے مگر یہ کہ بنا نایا پیاس کے خوف پینا بقدر ضرورت درست ہے اور جو ضرورت سے زیادہ پیے گا تو اس پر حد مارا جاوے گی حل اور جو کوئی خمر کو پیے گا اگر یہ اس کو نشہ نہ ہوے لیکن حد مارا جاوے گا چنانچہ دلیل اس کی کتاب الحدود میں گذری اور سوا خمر کے اور شرابوں کے پینے سے حد نہ پڑے گی جب تک نشہ نہ ہوے لیکن محمد کے نزدیک پڑے گی اور اسی پر فتویٰ ہے اس زمانہ میں عالم گیتی حل اور خمر کو آگ پر پکانے سے اس کی حرمت خراب ہو گئی اس لیے کہ بعد خمر ہو جائے پکانا خمر کو خمر ہر ہلاک ہے اور جانور ہوسر کہ بنا خمر کا ف تو درست ہے وہ سر کہ اسی طرح اگر خود بخود سر کہ ہو جاوے اور شہین فنی کے نزدیک جائز نہیں دلیل شامعی کی حدیث ہے انس کی ابی طلحہ سے کہ پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کچھ تمہیں کافر میرے پاس ہے تو آپ نے فرمایا کہ بہاد سے اس کو تو کہا میں نے سر کہ بنا لوں اور اس کا آپ نے نہیں ہم پر کہتے ہیں کہ یہ حدیث قریب تر ہے اس زمانے کے جب خمر حرام ہوا تھا اور اوائل میں آپ نے واسطے نفرت دلانے کے شراب کے برتنوں کا کالا بھی منع کر دیا تھا بعد اسکے بالاتفاق درست ہو گیا اسی واسطے شامعی نے بھی ایک قول میں یہ سر کہ جائز رکھا ہے دوسرے یہ کہ حضرت نے فرمایا یا اچھا سالن سر کہ ہر رویت کیا اس کو مسلمان نے ہا پر شہ سے اور سر کہ اس حدیث میں مطاق ہے یہ ہے یہ کہ علت حرمت خمر کی سر کہ تو یہ سر کہ نائل ہو گیا تو حرمت بھی جاتی رہے گی پھر جب خمر سر کہ ہو گیا تو جہان تک سر کہ ہو جان تک تین پاک ہو گیا اور اسکے اوپر کجا جانب جہان سے خمر گھٹ گیا تو جہاں تک پاک ہو جاوے گا یہی مفتی سید اور ایک روایت میں پاک نہ ہو گا کہ جب وہ سر کہ وہاں ڈالا جاوے گا تو علی القہر پاک ہو جاوے گا ہلاک ہے اس طرح حرام ہے ہلاک یعنی انکو رکھنا پانی جب پکایا جاوے اور وہاں سے کم ہلایا جاوے ہلاک اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ شہابہ ہر اونٹ کی طار کے اور شیخ یہ کہ اس کا نام اذوق ہے اور جو نصف ہل گیا تو اس کا نام منصف ہے یہ دونوں اونٹنی کے نزدیک مباح ہیں اور ایسا راجع کے نزدیک حرام ہیں اور سر کہ یعنی کچھ کا پانی اور شہین جو شہ اور شہرت پیدا ہو جاوے یعنی طلا اور سر کہ اور تھیں یہ ہے حرام ہیں کہ ان میں جو شہ اور نشہ پیدا ہووے اور شرابیک بن عبد اللہ نے نزدیک کر درست ہے اس واسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تَعْلَمُونَ أَنَّهُ سَكْرَانٌ فَذَرُوهُ حَتَّىٰ يَضَعَهُ اللَّهُ عَلَىٰ الْأَرْضِ مَدِينًا مِّنْ دُونِهَا اس لیے کہ اس کی حرمت پر اور یہ آیت ابتدا اسلام کی ہے جب خمر حلال تھا اور بعضوں نے کہا کہ طلب اس آیت کا یہ ہے کہ کچھ سے تم سر کہ بناوے اور زرق حق کو

میں سے مٹا دیا اور فرقت میں نیز ذلت سے منع کیا تھا سو اب پھر ہر ترقی میں اس واسطے کہ ترقی کسی چیز کو
 حرام یا حلال نہیں کرتا اور نہ پھوسکے اور وہ جو حدیث ابن عباس میں ہے صحیحین میں کہ آپ نے وضو پڑھنے سے پہلے کو دبا اور نہ اور
 فرقت اور ذوق کے غروف کے حالت کی تھی سو نسخہ ہزارین حدیث سے ص اور مکروہ کی تلمیح کا پتہ اور لوگوں کو کھنی
 میں ملکر یا لون کو لگانا **ف** مراد کر است سے حرمت ہے کہ **ف** الاصل ص لیکن تلمیح کا پتہ والا جب تک است
 نہ ہوئے تو اسکو حد نہ پڑگی **ف** اور عم میں شرب قلیل سے حد سے اسلیے کہ قلیل اور سکا داغی ہوتا ہے حرمت کثیر کے اور نیز
 پخت میں نہیں ہے تو او میں حقیقت سے کہ مستحب ہو گا کہ **ف** الاصل **مسائل ملحقہ** در نماز میں کہ کھنگ اور
 ایون اور اجوائن خراسانی اور جاہل حرام کی لیکن حرمت شمر سے ان کی حرمت کثیر ہو سکتی ہے ان میں سے کھانے
 تو او سپر حد نہیں اگر چاہے سست ہو جاوے بلکہ اسکو تعزیر بجائے اور ہایہ وغیرہ سے اجوائن اور ایون کی علت معلوم
 ہوتی ہے اگر قلیل ہو جس سے سکر نہ ہوے اور نہ باکو کے باب میں علما مختلف ہوئے بعض نے بیان سے علت اور بعضوں کے
 قول سے کہ است تنزیہی اور بعضوں کی تقریر سے کہ است تحریمی مفہوم ہوتی ہے لیکن کہ است تحریمی کا قول مروج ہے اور
 کہ است تنزیہی اقرب ہے طرف علت کے پس علت کا قول مروج ہے اور یہی ستفاد ہے کہ کتب شافعیہ سے اور موافق
 ہے اس اصل کے کہ خیابین اباحت اصل ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے پھوسکے
 سے اور مفسر سے روایت کیا اسکو احمد نے نام ملکہ سے تو اس سے مانعت بنا کر کھانے کی جو واسطے دروا
 ہوئے اور قلیل ہو کہ اس سے فتور پیدا نہ ہو کہ ہمیں تکلیفی اور یہی حکم حق ہے کا واللہ اعلم بالصواب اور ان پانچوں میں شریعت اور
 حرام ہے اور جو اور کوئی چیز مسکر خواہ مووے تو بنا برزہ ہب امام کرستہ اور موافق نہ ہو ہب امام محمد کے یا نہ ہو اور یہی فتور ہے اور

کتاب الصکب

یہ کتاب ہے شکار کے بیان میں صید وہ حیوان متوحش ہے جسکا پکارتا ممکن نہیں یا بوسیلہ اور نکت صید کی غیر جو م کے لیے
 کلام اللہ سے ثابت ہے فرمایا **اذا احلکم فاصطادوا** اور فرمایا **واضحیٰ علیکم صید الالبیٰ ساد** جو حدیث صحیحہ میں ہے
 جب تم حلال ہو یعنی محرم نہ ہو تو شکار کرو اور نہ ام کہ تم شکار خشکی کا جب تم حرام میں ہو اور حدیث سے فرمایا ہے
 صلی اللہ علیہ آردو مسلم نے عدی بن حاتم سے کہ جب تو اپنا کتا چھوڑے تو بسم اللہ کہہ کر چرب و خشک کر اور کرا کر آؤ تو کھا اور
 جو وہ اس میں سے کھا کیوں تو نہ کھا روایت کیا اسکو ابوزہرہ نے اور منعقد ہے اور اسکی علت پر اجماع ص حلال ہے شکار
 ہر وقت والے جانور سے اور ہر پنجہ والے پرندے سے جیسے کتا باز وغیرہ **ت** پھر جانور کہ سورتی ہے اس سے منع ہے کہ وہ
 جس العین ہے اور امام ابو یوسف نے استسکا کیا فیر کا لب بے اسکے علوت کے اور ریحیہ کا بسبب نسا است کے اور
 بعض نے چیل کو بھی ریحیہ سے ملحق کیا ہے خناست میں اور ظاہر ہے کہ کچھ حاجت استسکا کی نہیں ہے اسلیے کہ شیر اور کچھ
 کی تعلیم نہیں ہو سکتی اسلیے کہ شیر عالی بہت زدہ ہے کہ کام نہیں کرتا اور کچھ دنی الطبع ہے وہ بھی کہ کام نہیں کرتا اور علت
 صید کی شرط نہیں پائی جاتی کہ **ف** الاصل دلیل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے **وَصَادُوا فَمَا تَمَّ** اسکو اگر کچھ کھائے
 یعنی حلال ہے کھانے واسطے کھار جانوروں کا جو زخمی کرتے ہیں جنکو تم نے تعلیم کیا اور یہ مطلق ہی شامل ہے جانوروں کو

حدیث عدی بن حاتم بن لطف کلک وارد ہوا کہ کلب کا اطلاع زبان عرب میں ہر ذریعے پر ہوتا ہے یہاں تک کہ شیر چرخی
 ہلاکہ **ص** بشرطیکہ تعلیم یافتہ ہو **ف** اس لیے کہ کلام اللہ میں ما علمتہ کی قید ہے اور سرور کربلی تعالٰی نے
 کہا حضرت صالح علیہ السلام نے کہ تم شکار کرتے ہیں اپنے کئے کئے اور غیر علم سے تو فرمایا آپ کہ جو تہ شکار کرے اسے
 کئے معلوم سے بسم اللہ کہہ سکے اور کلب اور چوہہ شکار کرے غیر علم کئے سے اور اس جانور کو ذبح کرے تو کھاہے اور کلب اور چوہہ
 وکالت اور شکار درست نہیں پروردیت کیا اور کلب کو بخاری مسلم نے **ص** اور کسی مقام پر شکار کرے اور کلب اور چوہہ
 اس واسطے کہ کلام اللہ میں جراح کا لفظ وارد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جراحت ضرور ہے اور یہی ظاہر از روایت ہے اور اسکی
 فتویٰ ہے اور ابو یوسف کے نزدیک جراحت شرط نہیں ہے **ص** اور انکو مسلمان یا اہل کتاب بسم اللہ کہہ چھوڑے **ف**
 اس واسطے کہ حدیث عدی بن بسم اللہ کہنے کا امر وارد ہے حدیث میں ہے کہ عدی نے کہا یا رسول اللہ میں اپنا کتا بسم اللہ کہہ
 چھوڑتا ہوں اور اسکے ساتھ ایک اور کتا آجاتا اور اب میں نہیں جانتا کہ شکار کون کس کئے سے پکارتا ہے تو فرمایا آپ کہ نہ کھا
 اور کلب اس لیے کہ تو نے اپنے کئے پر بسم اللہ کہی ہے نہ دوسرے کئے پر نہ اگر کتا چھوڑے تو الّا مجوسی ہو یا مسلمان لیکن
 عمدًا بسم اللہ ترک کر دیوے تو درست نہیں ہے **ص** اور وہ شکار ایک جانور ہو متنتعین جو اپنے پیانے پر قار ہو
 یا نون سے یا پروں سے اور وحشی ہو حلال جو **ف** ذکات امتیاری اور مین ہو سکے تو جو جانور لوگوں سے
 انس پکڑ گیا پر متنتعین لیکن متوحش نہیں ہے اور جو شکار جال میں پھنس گیا یا کونین میں گر گیا یا شست ہو گیا
 تو وہ متوحش ہے لیکن غیر متنتعین ہے تو ایسے جانوروں میں ذکات امتیاری یعنی ذبح کرنا حلال ہے کہ یہ ضرور ہے صرف اسل
 اور زخم سے حلال ہونے کے **ص** اور اس کلب کے ساتھ دو مہر کلب جس کا شکار نہیں درست ہے **ف** جیسے
 وہ کلب غیر علم ہو یا مجوسی کا ہو وے یا شکار کے لیے چھوڑا نہ گیا ہو یا بسم اللہ ترک کر کے چھوڑا گیا ہو
 کلابی **ف** اگر کلاب شریک ہو تو **ف** بسبب اسی حدیث عدی بن حاتم نے جو اوپر گزری **ص** اور وہ
 کلب معلوم ہونے کے بعد اسل کے **ف** تاکہ اس کا شکار کرنا انسان کی طرف منسوب ہے تو اگر وہ کلب بعد اسل
 کے آرام کے لیے ٹھہر رہا ہے یا کچھ کھانے لگے یا پیشاب پھینکے تو شکار درست نہیں رہتا اور اس کے کہتے کو
 شکار کے لیے چھوڑا اور وہ چھپ رہا بطریق حیل اور گھات کے شکار کی فکر میں نہ بطریق ستر اجت اور آرام کے پھینکار
 کو پکڑا کہ یہ درست ہے اور اگر کتب بھی ایسی عادت چیتے کی کرے تو بھی درست ہے اور غنار و مخطا **ص** اور کتا تعلیم
 یافتہ ہو جانا اگر تین با شکار کرے اور او میں سے نہ کھائے اور بار تعلیم یافتہ ہوتا ہے جب پکارنے سے آنے لگے
ف یہی ہضمون ماثور ہے ابن عباس سے کہا ثامی نے تمنع میں کہ یہ ترغیب ہے میں کہتا ہوں روایت کی امام محمد
 نے آثار میں بسند صحیح ابن عباس سے کہا انھوں نے جس جانور کو میٹھے تیرا کتا تو اگر معلوم ہو تو کھا اور کلب اور چوہہ
 او میں سے کھا یوے تو کھا اور کلب اور لیکن باز اور شاہین تو کھا اگر چہ وہ او میں سے کھا یوے اس لیے کہ تعلیم
 اور کلب پر پکارنے سے جلا آتے اور تو اسکو بار نہیں سکتا کہ کھانا چھوڑے یوے کہا امام محمد نے کہ ہم اسی قول
 سے احتذ کرتے ہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا **ص** تو اگر باز شکار میں سے کھا یوے تو وہ شکار کھانا درست ہے

زیب کتا او میں سے کھایوے کسی طرح اگر کتے تین باز کھایا چڑھتی دفعہ کے شکار میں کھالیا تو وہ شکار حرام ہو جاوگا اور اسکے بعد جتنے جانور شکار کرے گا صیہ حرام ہونگے یہاں تک کہ پھر تغیر یافتہ ہو جاوے یہی طرح قبل اوس جانور کے جتنے جانور شکار کیے ہیں اگر وہ صیاد کے پاس جو زمین حرام ہو گئے اور جو صیاد او کو کھا گیا تو اب حرمت کے ثبوت سے کیا فائدہ ہوگا اگر کوئی شخص تیر سے شکار کرے تو شرط اوس شکار کے حلال ہونے کی یہ ہے کہ لیلۃ اللہ لکھتیر مانے اور جو بھول جاوے گا تو بھی درست ہے اور جو قصداً ترک کرے گا تو وہ شکار حرام ہو جاوے گا خاص اگر وہ تیر اوس شکار کو زخمی کرے اور اگر شکار تیر کھائے ہوئے بھاگ کر کہیں غائب ہو جاوے تو اسکی سبب سے بیٹھ نہ رہے اور یعنی اوسنے شکار کو تیر بار اور پھر وہ تیر کھا کر لکھ سے غائب ہو گیا بعد اوسکے شکاری نے اوسکو مردہ پایا تو اگر اوسکی طلب سے بیٹھ رہا تھا تو وہ حلال نہیں اور جو اسکے ڈھونڈنے میں مصروف تھا تو حلال ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شکار میں جو غائب ہو جاوے شکاری سے کہ شکاری نے قتل کیا اوسکو بازمین نے روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابی زرین سے اور روایت کی مسلم اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے اگر کھنڈ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ثعلبہ سے فرمایا کہ جب لوٹے اپنا تیر بار اور لکھ کا غائب رہا پھرتے تین دن پھر لوٹے اوسکو پایا سو کھا جب تک وہ گندہ نہیں ہو اوص اگر تیر بار لکھ کے یا کتے یا باز شکار کرنے والے نے شکار کو زندہ پایا تو ضرور ہرگز اوسکو ذبح کرے یعنی جب اوسکو زندہ پاوے ہتھ کر نہ بوج سے زیادہ اوس میں حیات ہو تو وہ کات ضرور ہے خاص تو اگر ترک کر گیا عمدہ کات کو طرہ ہو جاوے گا یعنی باوجود قدرت تذکیر کے اگر کات نہ کر گیا تو حرام ہوگا اور جو قادر نہ ہو کات نہ تو حلال ہے یہی مروی ہے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے اور یہی قول ہے شافعی کا اور ظاہر الروایت میں ہے کہ حرام ہو جاوے گا اور جو اوسکی زخمی آئی ہو جیسے مذبح کی تو اوسکا اعتبار نہوگا پس تذکیر واجب نہوگا لیکن جو جانور اویس سے گریسے یا شل اسکے اور جو بکری بیمار ہو تو فوتی اس پر ہرگز کوئی حقیقہ نہیں ہے جو یہاں تک کہ اگر اوسکو ذبح کر گیا اور اوس میں تھوڑی سی بھی حیات ہوگی تو حلال ہو جاوے گا بسبب قول اللہ تعالیٰ اَلْمَاذِکَکُمْ کَانَ فَرَاغًا مِّنْکُمْ اِذَا قُتِلْتُمْ فَمَنْ سَمِعَ نَدَائَکُمْ فَاُولَئِکَ لَمْ یَحْمِلُوْا کُلِّ شَیْءٍ اِذْ یُنَادُوْکُمْ فَاُولَئِکَ لَمْ یَحْمِلُوْا کُلِّ شَیْءٍ اِذْ یُنَادُوْکُمْ فَاُولَئِکَ لَمْ یَحْمِلُوْا کُلِّ شَیْءٍ اِذْ یُنَادُوْکُمْ

تیر ہوا اور اوسنے شکار مارا تو وہ شکار حرام ہے صرف اوساطے کہ ارسال مجوسی سے ہوا اور اعتبار ارسال کا ہے نہ پھر کاتے اور تیر کرنے کا صیہ اگر نہ معارض اوس شکار کو قتل کیا اپنے عرض کی جانب سے نہ طول کی جانب سے بدھر دھار ہے اور اب بھی شکار حرام ہوگا معارض اوس تیر کو کہتے ہیں جو نہ پر کا ہووے اور نام اوسکا معارض اسلیے ہوا کہ وہ نشانے پر عرض سے جا کر لگتا ہے نہ نوک سے اور جو اسکے نوک میں تیری ہووے اور وہ نوک کی جانب سے لگے تو شکار حلال ہے کذا فی الاصل فی تفسیر اس باب میں قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدی بن حاتم کی حدیث میں کہ پوچھا میں نے آپ سے معارض سے تو فرمایا آپ نے جب لگے وہ نوک کی طرف سے بدھر تیری کہ تو لکھا اور جو عرض کی جانب سے لگے تو نہ کھا اسلیے کہ وہ موقوفہ ہے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور موقوفہ حرام ہے فیصل کلام اللہ سے موقوفہ اوس جانور کو کہتے ہیں جسکو لکڑی یا ڈھیل یا پتھر سے چھینک کر مارین ص یا قتل کیا اوسکو بخاری

نکلتے نہ اگرچہ وہ عقد دھار دار ہو وہ وقت تب بھی شکار حرام ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ وہ جانور اس وقت کے بوجھ سے
مکینا ہووے یہاں تک کہ اگر غلہ ہلکا ہو اور دھار دار ہووے تو حلال ہوگا اسلیے کہ موت جرح سے ہوگی ہرگز
میں ان مسائل کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر بوجھ سے موت جرح سے ہو تو حلال ہوگا اور جو اس کے بوجھ اور وزن سے
ہووے یقیناً تو حرام ہوگا اور جو شک ہو کہ بوجھ سے ہوئی یا جرح سے تب بھی حرام ہوگا واسطے احتیاط کے
ص یا اوس شکار کو تیر مارا پھر وہ پانی میں گر پڑا وقت تب بھی شکار حرام ہوگا اسلیے کہ شک ہے کہ وہ تیر سے مر
یا پانی میں ڈوبنے سے مر اور حدیث غدی بن حاتم میں ہے کہ اگر شکار تیر پانی میں گر پڑا تو نہ کھاؤ سکو واسطے کہ تو
نہیں جانتا کہ پانی نے قتل کیا اوسکو یا تیر نے تیر نے روایت کیا اوسکو مسلم نے **ص** یا چھت پر گرایا ہاڑ پر
پھر وہاں سے زمین پر گر پڑا تب بھی حرام ہوگا اور جو پہلے ہی سے زمین پر گرا تو حلال ہے اسطرح حلال ہے اگر مسلمان
نے کتے کو چھوڑا اور مچھوسی نے اوسکو ڈانٹ دیا اور وہ تیر ہو گیا یا کسینے اوسکو نہیں چھوڑا لیکن مسلمان نے اوسکو
ڈانٹ دیا اور وہ تیر ہو گیا تو ان صورتوں میں شکار حلال ہے **ص** جانتا چاہے کہ جان ہر سال اور زجر دونوں پائے
حالتے ہوں تو اعتبار سال ہے تو اگر ارسال مچھوسی سے ہو اور زجر مسلمان سے تو شکار حرام ہے اور جو ارسال مسلمان سے ہو
اور زجر مچھوسی سے تو شکار درست ہے اور جو ارسال وہاں بالکل نہ ہو صرف زجر ہو تو زجر کا اعتبار ہوگا پس اگر زجر مسلمان
سے ہو تو شکار حلال ہے اور جو مچھوسی سے ہو تو حرام ہے **ص** اگر انا اھل **ص** کہتے کو یا باز کو ایک جانور پر چھوڑا اور اسنے
دوسرے جانور کو کپڑا تو وہ حلال ہے یہ ہمارے نزدیک ہے واسطے کہ اس قسم کی تعلیم نہیں ہو سکتی کہ جس جانور
کو عین کر دیوں اوسے کو کپڑے اور نام مالک کے نزدیک حلال نہیں ہے اور اگر کتے کو بسم اللہ کہل ایک شکار چھوڑا اور
اوسنے جا کر اوسکو مارا پھر دوسرے شکار کو مارا تو وہ حلال ہے جیسے ایک تیر ایک شکار کو لگے پھر دوسرے کو لگے گیا
تو وہ حلال ہونگے اسطرح اگر کتے کو بہت سے جانوروں پر چھوڑا ایک ہی بار بسم اللہ کہلے اور اسنے کئی جانور
مارا تو سب حلال ہیں لیکن اگر دو بکریوں کو ایک بار بسم اللہ کہلے ذبح کرے گا تو دوسری بکری درست نہوگی لکن انا اھل
ص اگر ایک شکار کو بسم اللہ کہلے تیر مارا اور اوسکا کوئی عضو جدا ہو گیا تو شکار حلال ہے لیکن وہ عضو نہ کھایا جاوے گا
ف اور نام شافعی کے نزدیک دونوں کھائے جاوے گئے ذیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو عضو جدا
کیا جاوے جانور سے اور وہ زندہ ہو تو وہ عضو میت ہے روایت کیا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی نے ابی واقد لینی سے **ص**
اور اگر وہ جانور سطح کٹ گیا اور اسکے دو ٹکڑے ہو گئے انا اھل یعنی دو حصہ چھوڑے اور ایک حصہ سر کیٹن یا اوسکا سر
آدھا کٹ گیا یا زیادہ کٹ گیا تو وہ حلال ہے کھائے جائینگے **ص** واسطے کہ ان صورتوں میں حیوۃ اوسکی
مکمل نہیں زیادہ حیوۃ مذبح سے اور اوسکا اعتبار نہیں تو حدیث اسکو شامل نہوگی برخلاف اوس صورت کے
کہ دو حصہ اوسکے سر کی جانب میں ہوئے اور ایک حصہ سر میں کیے جانے میں کیونکہ بیان حیوۃ مکمل ہے تو سر میں والا حصہ
حرام ہوگا اور سر کی جانب کے دو حصے درست ہونگے اور برخلاف اوس صورت کے جب نصف کم سر کٹا ہو کیونکہ بیان بھی
حیوۃ کا احتمال زیادہ حیوۃ مذبح سے **ص** تو اگر شکار کو تیر مارا ایک شخص نے پھر دوسرے شخص نے تیر مارا تو اگر اول

تیرے ہونے سے وہ جائز ہے۔ ہو گیا تھا تو جانور پہلے شخص کو ملیگا اور کھانا اوسکا حرام ہو جاوے گا اور وہ اسے تیرے ہونے سے پہلے
 شخص کو کھانا دے گا اور اسکی قیمت کا جو بعد زخمی ہونیکے ہووے اور جو پہلے تیرے سے وہ جانور سست نہیں ہوا تھا تو
 وہ جانور دوسرے شخص کو ملیگا اور کھانا اوسکا حلال ہو گا۔ **ف** اول صورت میں حرام اوسو اسے ہو گا کہ جب پہلے
 تیرے سے وہ سست ہو گیا تو اب کات اختیار پر قدرت ہوگی تو دکات اختطاری ناجائز ہوگی اور دوسری صورت میں
 حلال رہے گا اسلیئے کہ پہلے تیرے سے وہ جانور سست نہیں ہوا تھا تو قدرت دکات اختطاری کی حالت میں ہونے کی
ص اور شکار کا نام جانور کا درست ہو خواہ گوشت اوسکا حلال ہو یا حلال نہ ہو **ف** جسے لوٹنی
 بھیڑ یا ریچھ سوڑ وغیرہ تو سوا سور کے اور جانورون کی کھال اور گوشت شکار سے پاک ہو جاوے گی لکن اگر لاش

کتاب رہن

یہ کتاب ہر مہینے میں پڑھنے کے بیان میں ہے۔ کلام اللہ سے شام سے پڑھنا یا اللہ تعالیٰ نے قرآن کے
 علی اسقرہ او اکتیل فا کانتا اخر اھان مقبوضۃ یعنی اگر چہ تم سے من اور نہ پاؤ تم لکھنے والا پس گروہہ قبضہ کی ہوئی
 اور حدیث سے روایت کیا بخاری مسلم نے عایشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خریدایا ایک یہودی سے غدا اور رہن کر دی
 اوسکے پاس نہ رہا اپنی لوسہ کی اور منہ تھا ہوا اجماع اسپر رہن کے معنی شرح میں یہ ہے کہ چہ کہ روک دینا جو من
 اوس حق کے جب کا حاصل کر لیا ممکن ہو اوس شرمہون سے مثلین کے **ف** اپنی من کا وصول کر لیا شرمہون
 سے ممکن ہو اوسکو بچا کر خلافت عین کے کہ وہاں صورت مطلوب ہوتی ہے اور تحصیل صورت دوسری ہے سے نہیں
 ہو سکتی جانتا چاہیے کہ شرمہون کے مالک رہن کہتے ہیں یعنی جو رہن کھتا ہے اور رہن لیتا ہے اوسکو مرہن کہتے ہیں
 اور میں چیز کو رہن رکھتے ہیں اوسکو مرہون اور رہن کہتے ہیں **ص** اور منہ عقد ہوتی ہے رہن ایجاب اور قبول
 لیکن لازم نہیں ہوتی تو رہن کو شرمہون کا تسلیم کر دینا اور عقد رہن سے بیع کی یاد درست ہے **ف** کیونکہ اگر رہن
 تمام نہیں ہوتی تسلیم کہ تمام اوسکا قبضہ سے ہے اور امام مالک کے نزدیک نفس عقد سے تمام ہو جاتی ہے اور یہی
 آیت ہے کلام اللہ کی جو اور گزری اوس میں قبضہ کی قبضہ **ص** پھر حیثیت رہن کے شرمہون کو تسلیم کر دیا ہے
 کہ اور مرہن سے اور قبضہ کر لیا اور وہ شرمہون قبضہ تھی شائع تھی اور رہن کے حق سے مشغول نہ تھی فارغ تھی
ف یہاں تک کہ اگر رہن کے حق سے مشغول ہوگی تو رہن جائز نہ ہوگی جیسے رہن کرنا زمین کا رہن اشرار کے
 جو اوس میں رہن یا رہن کرنا شجر کا رہن پھلون کے جو اوس پر رہن یا رہن کرنا اوس گھر کا رہن اسباب رہن کا رہن
 اسباب کا **ف** الاصل **ص** اور رہن تھی **ف** یعنی اگر متعلق ہووے رہن کے حق سے خلقت سے ہے
 بھیل اور قدرت کے تو وہ جب ہے کہ اوسکو حد کر دینے تو فرغ سے مقصود ہے کہ محل حال سے خالی ہو جب حال
 مرہون نہ ہو رہن کے اتصال عمل کا ساتھ حال کی خلقت سے ہو یا مجاورت سے اور تمیز سے غرض یہ ہے کہ حال جب ہو
 اوس محل سے جو غیر مرہون ہے یعنی اتصال خلقی نہ رکھتا ہو وہاں تک کہ اگر اتصال بسبب مجاورت کے ہو گا تو وہ مرہون
 نہیں ہے جیسے رہن اوس اسباب کا جو رہن کے مکان میں ہے درست ہے اگر یہ وہ اسباب حال ہی مکان میں

اور مکان اور مکان میں ہر سو اسطے کہ یا تفصیل مع تفصیل ص تو اب میں
 لازم ہوگی اور تخلیہ میں فیض ہرگز نہیں کے ف تخلیہ یہ ہے کہ راہنہ ہر مہون کو ایسے مقام میں رکھو دیوے
 کہ مہون اس کے لیے برقرار ہو جاوے اور روایت میں ہرگز ایسا نہیں ہے کہ مہون سے منقول ہرگز منقول میں قبضہ ثابت نہیں ہوتا مگر
 نقل سے اسو اسطے کہ ہر قبضہ موجب ہر واسطے ضمان کے ہرگز نہیں کے ص تو جب ہر مہون مہون کے قبضہ میں
 آگئی تو اب مہون اسو اسطے کہ ہر گویا ف اور شافعی کے نزدیک مہون پر بالکل ضمان نہیں ہے بلکہ ہر مہون اس کے
 پاس امانت ہے اور ہر مہون کے تلف ہو جانے سے دین ساقط نہوگا اسو اسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہون
 روکی جاوے گی مہون جسے اسو اسطے کہ اسی کے لیے ہر مہون سے اسو اسطے کہ اور اسی پر پوراواں اسو اسطے کہ اور ایت کیا اسو اسطے کہ ہر مہون
 نے صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے اور کہا ابو داؤد نے کہ نہیں روکی جاوے گی مہون اسی قدر ہر کلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور باقی کلام سعید بن المسیب کا نقل کیا اسکو زہری نے اس سے اور کہا کہ یہ صحیح ہے اور
 روایت کیا اسکو شافعی نے در سنن سعید بن المسیب کے شافعی نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ تاوان مہون کا راہنہ
 پر ہے اور دین اس کے ہلاک سے ساقط نہوگا اور دلیل ہرگز قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے مہون کے
 جب اس کے پاس مہون گھوڑا ہلاک ہو گیا کہ تیرا حق جاتا رہا یعنی دین ساقط ہو گیا روایت کیا اسکو ابو داؤد زہری میں
 عطا سے اور بھی روایت کی ابو داؤد نے مراسیل میں اور زعمی سے مسلا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہون پر مہون
 اوس چیز کے ہر چیز میں وہ رہیں کہ کہا ابن القطن نے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہے اور زکا لاطحاوی نے ابو الزناد سے
 سند صحیح کہا انھوں نے پایا سینے اوت فتمنا کو کہ جبکہ قول کا اعتبار ہر اون میں سے سعید بن المسیب اور عروہ بن الزبیر
 اور قاسم بن کہ کہا ابن سبحون نے مہون بے مہون اوس چیز کے ہر چیز میں وہ رہیں کہ یعنی جب مہون ہلاک ہو جاوے اور قیمت اوسکی
 پوشیدہ ہو اور رفع کرنے تھے اسکا ایک ثقہ طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ذکر کیا صاحب ہار نے کہ اجماع
 کیا سب صحابہ و تابعین نے مضمون ہوئے پر مہون کے مگر اختلاف کیا انھوں نے کیفیت ضمان میں تو قول شافعی ہے
 کا مخالف ہر اجماع کے اور فراد اوس حدیث سے یہ ہے کہ مہون کو مہون روک نہیں سکتا اسطے کہ راہنہ اسکو چھوڑنے
 یہی منقول ہے مسلف سے جیسے طاوس اور ابن عمر نے غیر ہر مہون کے اور ذکر کیا مالک نے موطا میں اس حدیث کو مسلا
 سعید بن المسیب سے اور کہا کہ تفسیر اوسکی یہ ہے کہ راہنہ ایک شے کو مہون کرے اور قیمت اوسکی دین سے زیادہ ہو
 تو مہون یہ کہے کہ اگر تو دین اس میں عا پر او انکرے گا تو وہ چیز میری ہو جاوے گی بار راہنہ یوں کہ دیوے کہ اگر مہون
 دین فلاں مدت تک او انرون گا تو وہ چیز میری ہو جاوے گی تو منع کر دیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس اگر
 راہنہ بعد میعاد کے بھی زر رہن لیکر آوے تو مہون اوسکی ہوگی پس اگر تلف ہو جاوے گی تو مہون پر
 تاوان لازم ہوگا مگر کا دین اور قیمت میں سے ف یعنی اگر دین کہ ہوگا اور قیمت زیادہ تو تاوان دین سے
 ہوگا اور قیمت کم ہوگی تو قیمت سے اور جو دونوں برابر ہوتے تو بھی دین سے جیسا بیان اسکا ہوا ہے
 ص تو اگر دین اور قیمت مہون کی دونوں برابر ہیں تو دین ساقط ہو جاوے گا اور اگر قیمت مہون کی

اس لفظ اس حدیث کا
 ہرگز اور زعمی الزہری
 سعید بن المسیب سے
 موطا میں ہے کہ
 زعمی نے کہا کہ
 روایت کیا اسکو
 سعید بن المسیب سے
 موطا میں ہے کہ
 زعمی نے کہا کہ
 روایت کیا اسکو
 سعید بن المسیب سے

زیادہ پورا زمین کو تو قبضہ زمین سے زیادہ ہر دو مرتبہ کے پاس نامنت بہت پاس نہان اور کاوتن
 کو در صورت ہلاک کچھ نہیں ہوگا **حصص** اور جو زمین زیادہ زیادہ قیمت کم ہو تو بقدر قیمت دین ساقط ہو جائیگا اور بقدر
 زمین اور کچھ قیمت پر زائد ہوتا زمین تراشیں سے اور **طیقا** مثلاً زید کے عہد کے پاس ایک گھوڑا زمین رکھا
 ستر روپیہ پر اب وہ گھوڑا ہلاک ہو گیا تو اگر گھوڑے کی قیمت بھی تیس سو روپیہ تھی تو میرا میرا برابر
 دو نو نو چھوٹ جاوینگے نہ دیکھو جو سے کچھ لیکر گزرو کچھ زید سے اور جو گھوڑے کی قیمت سو سو روپیہ
 تھی تو بھی سو روپیہ تو دین کے ساقط ہونگے اور پچیس روپیہ کے گویا نامنت تھی تو وہ پاس تو اس کا بھی تاوان نہ ہو گیا اور
 بقیمت اس کی پچیس روپیہ تھی تو پچیس روپیہ زید سے لے لیا اور کچھ ساقط ہو جائیگا **حصص** اور زمین کو جائیداد پر
 دین طلب کرنا زمین سے اور قید کرنا زمین کو اپنے دین کے بدلے میں اور محبوس رکھنا شرمیوں کا بوجہ ہے جو چاہتے ہیں
 زمین کے یہاں تک کہ اپنا زمین وصول کرے یا معاف کر دے اور زمین جائیداد زمین کو نفع اور ٹھکانہ زمین سے مثلاً
 موٹری مہوں سے خریدتے لیتا یا مکان مہوں میں سکونت کرنا یا پڑھ مہوں کو پھانسیا کرنا یا دینا یا عاقبت دینا
 اس واسطے کہ حدیث سعید بن مسیب میں ہے کہ مہوں کے نفع زمین کے ہیں روایت کیا اور سکوا بن حبان صحیح میں اور حکم
 نے مستدرک میں لکھتا ہے کہ زمین کو نفع اور ٹھکانہ کی تو درست ہے اور بعضوں نے کہا کہ زمین کو فائدہ لینا اجازت
 سے بھی زمین کی درست نہیں ہے کیونکہ یہ بوجہ درختا اور لٹھاوی میں ہے کہ قول اول مفتی بہ ہے اور قول ثانی محمول ہے تقویٰ چس
 پھر اگر زمین نے اوستہ فائدہ حاصل کیا تو وہ متعری ہو گیا لیکن زمین باطل نہ ہوگی اس بقدری سے اور جب زمین اپنا
 دین طلب کرے تو اس کو شرم مہوں کے حاضر کرنا چاہیگا **ف** اگر جب شرم مہوں کے حاضر کرنے زمین وقت ہو جو بوجہ ہے
 یا کسی ختم پاس رکھنے کے سبب درختا اور لٹھاوی میں اگر زمین نے مہوں کو حاضر کر دیا تو اس کا پورا دین اس کو دیا جائیگا
 پہلے شرم مہوں زمین کو دیا جائیگا اور اگر زمین نے اپنا دین طلب کیا کسی اور شرم مہوں سے اس شرم کے یہاں عقد
 ہوا تھا تو اگر مہوں کے لئے زمین با بر داری کی مشقت نہ ہو تو مہوں کو حاضر کرنا چاہیگا ورنہ نہ پڑیگا اور دین اس کو
 دیدیوں گے بغیر حاضر کرنے مہوں کے **ف** اور قستانی نے نقل کیا ذخیرہ سے کہ اگر زمین مہوں کے حاضر کرنا
 قازد ہو یا موجود ہو مہوں نے مہوں کے تو اس پر حاضر کرنے کا حکم نہ ہوگا لیکن اگر زمین دعوی تلف ہو جائے مہوں کا
 کرنا ہوگا تو زمین سے تلف اس کے مد تلف پرے سکتا ہے اور اگر اس کے بدلے زمین باقی باقی مہوں کو تو ہر طرف کے وقت ہوگا
 حاضر کرنا بعضوں کے نزدیک ضروری ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر زمین دعوی ہلاک مہوں کا کیا ہے تو احتیاط ضروری ہے
 ورنہ فائدہ درختا اور لٹھاوی **حصص** اور زمین کو حکم نہ ہوگا احتیاط زمین کا جب وہ دین طلب کرے اس وقت
 میں کہ اس سے مہوں کو کسی مدل کے پاس رکھا ہو تو اسی طرح حکم نہ ہوگا احتیاط زمین کا اگر زمین نے شرم مہوں کو دین
 کے حکم سے پھرا لیا ہوگا جب تک وہ کل دین اپنا وصول نہ کرے اسی طرح زمین کو حکم نہ ہوگا کہ زمین کو شرم مہوں سے بیچے دیوے
 جب تک اپنا دین وصول نہ کرے اسی طرح اگر زمین نے کچھ دین ادا کیا تو زمین کو یہ حکم نہ ہوگا کہ بقدر اس کے سبب زمین
 بے پھر دیوے سے جب تک کوڑی کوڑی اپنا روپیہ نہ پاسے اور زمین کو یہ ضروری ہے کہ حفاظت شرم مہوں کی آپ کرے یا اپنے

احکام زمین کے بیان میں
 کہ مہوں کی قیمت زمین سے زیادہ ہو تو بقدر قیمت دین ساقط ہو جائیگا اور بقدر زمین اور کچھ قیمت پر زائد ہوتا زمین تراشیں سے اور طیقا مثلاً زید کے عہد کے پاس ایک گھوڑا زمین رکھا ستر روپیہ پر اب وہ گھوڑا ہلاک ہو گیا تو اگر گھوڑے کی قیمت بھی تیس سو روپیہ تھی تو میرا میرا برابر دو نو نو چھوٹ جاوینگے نہ دیکھو جو سے کچھ لیکر گزرو کچھ زید سے اور جو گھوڑے کی قیمت سو سو روپیہ تھی تو بھی سو روپیہ تو دین کے ساقط ہونگے اور پچیس روپیہ کے گویا نامنت تھی تو وہ پاس تو اس کا بھی تاوان نہ ہو گیا اور بقیمت اس کی پچیس روپیہ تھی تو پچیس روپیہ زید سے لے لیا اور کچھ ساقط ہو جائیگا حصص اور زمین کو جائیداد پر دین طلب کرنا زمین سے اور قید کرنا زمین کو اپنے دین کے بدلے میں اور محبوس رکھنا شرمیوں کا بوجہ ہے جو چاہتے ہیں زمین کے یہاں تک کہ اپنا زمین وصول کرے یا معاف کر دے اور زمین جائیداد زمین کو نفع اور ٹھکانہ زمین سے مثلاً موٹری مہوں سے خریدتے لیتا یا مکان مہوں میں سکونت کرنا یا پڑھ مہوں کو پھانسیا کرنا یا دینا یا عاقبت دینا اس واسطے کہ حدیث سعید بن مسیب میں ہے کہ مہوں کے نفع زمین کے ہیں روایت کیا اور سکوا بن حبان صحیح میں اور حکم نے مستدرک میں لکھتا ہے کہ زمین کو نفع اور ٹھکانہ کی تو درست ہے اور بعضوں نے کہا کہ زمین کو فائدہ لینا اجازت سے بھی زمین کی درست نہیں ہے کیونکہ یہ بوجہ درختا اور لٹھاوی میں ہے کہ قول اول مفتی بہ ہے اور قول ثانی محمول ہے تقویٰ چس پھر اگر زمین نے اوستہ فائدہ حاصل کیا تو وہ متعری ہو گیا لیکن زمین باطل نہ ہوگی اس بقدری سے اور جب زمین اپنا دین طلب کرے تو اس کو شرم مہوں کے حاضر کرنا چاہیگا ف اگر جب شرم مہوں کے حاضر کرنے زمین وقت ہو جو بوجہ ہے یا کسی ختم پاس رکھنے کے سبب درختا اور لٹھاوی میں اگر زمین نے مہوں کو حاضر کر دیا تو اس کا پورا دین اس کو دیا جائیگا پہلے شرم مہوں زمین کو دیا جائیگا اور اگر زمین نے اپنا دین طلب کیا کسی اور شرم مہوں سے اس شرم کے یہاں عقد ہوا تھا تو اگر مہوں کے لئے زمین با بر داری کی مشقت نہ ہو تو مہوں کو حاضر کرنا چاہیگا ورنہ نہ پڑیگا اور دین اس کو دیدیوں گے بغیر حاضر کرنے مہوں کے ف اور قستانی نے نقل کیا ذخیرہ سے کہ اگر زمین مہوں کے حاضر کرنا قازد ہو یا موجود ہو مہوں نے مہوں کے تو اس پر حاضر کرنے کا حکم نہ ہوگا لیکن اگر زمین دعوی تلف ہو جائے مہوں کا کرنا ہوگا تو زمین سے تلف اس کے مد تلف پرے سکتا ہے اور اگر اس کے بدلے زمین باقی باقی مہوں کو تو ہر طرف کے وقت ہوگا حاضر کرنا بعضوں کے نزدیک ضروری ہے اور بعضوں کے نزدیک اگر زمین دعوی ہلاک مہوں کا کیا ہے تو احتیاط ضروری ہے ورنہ فائدہ درختا اور لٹھاوی حصص اور زمین کو حکم نہ ہوگا احتیاط زمین کا جب وہ دین طلب کرے اس وقت میں کہ اس سے مہوں کو کسی مدل کے پاس رکھا ہو تو اسی طرح حکم نہ ہوگا احتیاط زمین کا اگر زمین نے شرم مہوں کو دین کے حکم سے پھرا لیا ہوگا جب تک وہ کل دین اپنا وصول نہ کرے اسی طرح زمین کو حکم نہ ہوگا کہ زمین کو شرم مہوں سے بیچے دیوے جب تک اپنا دین وصول نہ کرے اسی طرح اگر زمین نے کچھ دین ادا کیا تو زمین کو یہ حکم نہ ہوگا کہ بقدر اس کے سبب زمین بے پھر دیوے سے جب تک کوڑی کوڑی اپنا روپیہ نہ پاسے اور زمین کو یہ ضروری ہے کہ حفاظت شرم مہوں کی آپ کرے یا اپنے

اگر وہ عیال سے کر لے مثل جو رو اور لٹ کے اور اس میں خادم کے جو اسی کے پاس رہتے ہیں اور جو ان کے سوا اوروں سے حفاظت کروا دیا مہون کو کسی کے پاس امانت رکھے گا **ف** ایسا عاریت دیکھا یا عمارت دیکھا یا خدمت لیکھا دیکھا **ص** یا دوسرے قدری کر گیا تو ضامن ہو گا **ف** اور صورت ہلاک مہون گل قیمت کا دس ہزار **ص** اگر نکلے نہ ہو تو کوئی چیز لگایا نہیں پتا اور تلف ہو گئی تو ضمان ہو گا اور جو کسی اونگی میں پہنے تو ضمان ہو گا **ف** ایسے کو بچھا میں پتا استعمال ہوا دوسری اونگی میں رکھنا استعمال نہیں ہو بلکہ حفاظت کے واسطے ہو گا **ف** اگر اس کی شکل ان کا بیہرہ کر دیا مہون کو اس طرح اپنے پاس رکھے کہ عورت میں استعمال ہو سکے تو ضمان ہو گا اور جو عورت میں استعمال کھلاوے جیسے دو تلواریں مہون باہر نہایتیں تلواریں تو ضمان لازم ہو گا **ص** اخراجات حفاظت مہون جیسے میت تحفظ کا کرنا اور نگہبان کی تنخواہ مہون پر ہوگی اسی طرح اگر مہون مہون کے پاس سے نکل جاوے جیسے غلام بھاگ جائے اور اسکے لئے مال کی اجرت تو وہ بھی مہون پر ہوگی قیمت مہون کی دین کے برابر ہوگا یا کہ مہون کو یا مہون کا کوئی چیز نکلے جیسے عضو حج کا معاملہ تو یہ بھی مہون پر ہوگی قیمت مہون کی دین کے برابر ہوگا اور جو ان دونوں صورتوں میں قیمت مہون کی دین سے زیادہ ہو تو اس کی تفسیر کیے مضمون اور امانت پر تو ضبط مضمون ہو اور قدر خرچ مہون پر ہو اور ضبط امانت ہو اور قدر خرچ مہون پر ہو **ف** مثلاً دین سو درم ہو اور غلام مہون کی قیمت سو درم ہیں اور اسکے علاج میں یا کپڑے لائے دین درم صرف ہوں تو پانچ رہیں پر ہونگے اور پانچ مہون میں صرف یہ اخراجات کرنا یہ مکان کے تیسہ حفاظت مہون کی کی جاتی ہے کہ وہ گل مہون پر ہونگے اگر چہ قیمت مہون کی دین زیادہ ہو اور اخراجات ذات مہون کی اور اسکی اصلاح منافع کی جیسے غلام مہون کا کھانا کپڑا اور ایسی کی اجرت یا دایہ کی اجرت یا بچانی باغ کی اور مثل اسکے اور مور رہیں پر ہونگے **ف** راہن نے کہا کہ یہ میرا مہون نہیں ہے اور مہون نے کہا کہ یہ میری ہے تو نہ لے یہ پاس نہیں رکھنا تھا تو مہون ہی کا قول مقبول ہو گا **ص** حاکم

باب بیان میں اون چیزوں کے جن کا ہون رکھنا اور حکم پرست نہیں

صحیح نہیں کہ میں منشاء کا **ف** مطلقاً خواہ شیوع غاری ہو یا اصلی ہو اپنے شریک پاس وغیرہ شریک پاس قیمت نہیں ہو یا نہ ہو در ہزار **ص** اور بچاؤں کا اور پرورخت کے بدون درخت اور درختوں کا یا کھیت کا یا عمارت کا بدون زمین کا اسی طرح زمین کا بدون درخت یا عمارت یا کھیت کے یا درخت کا بدون بچاؤں کے اور درخت اور کتاب اور ہر پرورم لگا **ف** اور وقف کا دس ہزار **ص** اس طرح صحیح نہیں کہ زمین میں امانت کے **ف** جیسے ودیعت یا مال مضاربت یا مال شرکت یا عاریت کے صورت اصلی یوں ہے کہ زمینے امانت یا مضاربت یا عاریت یا مال لیا عروسے اب زیادہ اسکے عرصے میں کوئی شے اپنی عمر و پاس کر دے واسطے اعتبار کے تو یہ زمین صحیح نہیں ہے **ص** اور رہیں یا لدرک **ف** صورت اصلی یہ ہے کہ زمینے ایک گھر عمر کے ہاتھ دیا اب عمر کو بیعت ہو کہ شاید یک گھر عمر کے لئے اس وقت زمین زیادہ سے وصول نہ ہو سکے تو بیکرے عمر کے تسلیں کے لیے کوئی چیز اپنی عمر و پاس کر دے تو یہ زمین باطل ہے اس طرح اگر رہیں کیا کسی چیز کو جو میں اس حق کے جو دوسرے پر نکلے تو بھی نہیں جائز ہے لیکن کھانا

اس طرح درست ہو گا اگر اصل صح اور رہن بھوش اوس عین کے جو مضمون بغیر ہا پر یعنی وہ چیز جس کا تاوان مثل
یا قیمت سے نہیں ہے جیسے رہن بھوش اوس بیع کے جو بائع کے قبضے میں ہوا یعنی بائع نے بیع کو حاکم کیا
اوسکو تسلیم نہیں کیا مشتری کو اب بائع مشتری کی تسکین کے لیے کوئی چیز بولے میں بیع کے گرد و دیوے تو یہ رہن
نا جائز ہے اوس واسطے کہ اگر بیع ہلاک ہو جاوے تو بائع اوس کا ضمان نہ لگائے مثل قیمت سے لیکر جس البتہ سے قنطاری ہو جاوے گی اور
وہ بائع کا حق ہو گا اگر اصل صح اور رہن بھوش حاضر ضمانی کے ف یعنی ایک شخص کا حاضر ضمان ہو اوس واسطے
نے کیل پاس کوئی چیز اپنی گردوی تو یہ رہن باطل ہے اور جو مال ضامن ہو اور اسے کل نہیں کی تسکین کے لیے کوئی چیز اور
پاس گردو کرے تو درست ہو گا اگر الفسخ صح اور قصاص کے خواہ قصاص بالنفس ہو یا مال دون النفس ف
بے نیہ پر قصاص واجب ہوا تو وہ مدعی کے پاس کوئی چیز اپنی گردو کر دیوے اس لیے کہ قصاص نہیں روکے گا
اور شفعہ کے ف مثلاً بائع یا مشتری نے کوئی شے گردو کر دی شفعہ پاس تا مکان کا شفعہ چھوڑ دے تو یہ رہن باطل ہے
اس لیے کہ شفعہ کا کوئی دین بائع اور مشتری پر نہیں ہے صح اور نوکری یعنی روئے پٹینے والے کی یا گائے والی کی اجرت
کے بدلے میں ف اوس واسطے کہ فیصل شرکاً ممنوع ہیں اور انکی اجرت کچھ لازم نہیں ہے صح اور غلام ربانی یعنی جس سے
کوئی قصور ہوا ہو یا غلام مرہون کے بدلے میں ف اوس واسطے کہ مولیٰ پر اوس کا ضمان نہیں ہے لہذا اگر وہ غلام ہلاک
ہو جاوے تو مولیٰ کو کچھ دینا نہ پڑے گا تو جب ان صورتوں میں رہن صح ہوا تو رہن مرہون کو مرہون سے لے سکتا ہے اور اگر طلب
رہن مرہون مرہون پاس تلف ہو جاوے تو تلفت تلف ہو جاوے گا اوس واسطے کہ رہن باطل کے لیے کوئی حکم ضمان کا نہیں ہے
تو باقی رہا بقصد مرہون کا مالک کی اجازت گناہ فی الاصل صح اور نہیں صحیح ہو سکتا اور نہ رہن لینا شکر کا مسلمان کو اگرچہ
ذمی سے رہن لیوے تو اگر مسلمان نے غیر رہن رکھا ذمی پاس اور وہ تلف ہو گیا تو ذمی پر کچھ تاوان نہیں ہے اور خود ذمی
نے مسلمان پاس شکر رکھا اور وہ تلف ہو گیا تو مسلمان پر ضمان آوے گا ف اوس واسطے کہ شکر ذمیوں کے حق میں مال منقوض ہے
نہ مسلمان کے حق میں گناہ فی الاصل صح اور صحیح جو رہن عوض میں اوس میں کے جس کا ضمان مثل یا قیمت سے لازم
آتا ہے جیسے عوض میں مضمون کے یا بدل غلے کے یا صلح کے قتل عدسے ف اس لیے کہ بیعین اگر بعدین قائم
ہوتی رہن تو بیعین واجب ہوتا ہے اور وہ تلف ہو جاتی ہیں تو ضمان یا قیمت دینا پڑتا ہے تو رہن انکے عوض میں صحیح ہو گا صح
اور برے میں دین کے اگر بیعین موجود نہ ہو ف یعنی مرہون اوس کا وعدہ کرے مثلاً زید نے ایک چیز اپنی گردو کر کے
عمر و پاس تا عمر و اوسکو اس قدر روپیہ قرض دیوے صح تو اگر اس صورت میں رہن ہلاک ہو گیا مرہون پاس تو مرہون
جس قدر روپیہ کا وعدہ کیا تھا دینا لازم آوے گا ف جب رہن موجود مرہون کی قیمت کے برابر لیا ہو اور جو کہ ہو
تو قیمت دینا لازم آوے گا بجز ہذا صح اور برے میں اس المال اور مسلمانیہ کے عقد مسلمین اور ثمن کے عقد صرف یہ
تو یہ اس المال یا ثمن صرف کے بدلے میں رہن کیا تو اگر مرہون تلف ہو گیا قبل جدا ہونے متعاقدین کے تو عقد مسلم اور صرف
تمام ہو گئی اور مرہون اپنا حق پاچکا اور جو متعاقدین جدا ہو گئی قبل داکر نے اس المال یا ثمن صرف کے اور مرہون
کے ہلاک ہونے کی تو صرف اور سل باطل ہو گئی ف اور جو رہن بے میں مسلمانیہ کے ہوا ہے تو مطلقاً صحیح ہے تو جب رہن

تلف ہو جاوے گا تو وہ عوض ہو جاوے گا مسلمانیہ کا یعنی رب المسلم اپنا حق پاچا کذا فی الاصل ص اگر مسلم فیہ کے عوض میں مسلمانیہ
نے کوئی چیز نہیں رکھی بعد اس کے عقد مکمل ہو گیا تو رب المسلم شرم چون کہ روک سکتا ہے جب تک اپنا اس المال
نہ پا لے وہ اور جو وہ شرم چون رب المسلم پاس تلف ہو گئی بعد نسخ مسلم کے تو البتہ مسلم فیہ کا مسلم الیہ کو دیکر اپنا اس المال
لے لے یوسف اس واسطے کہ زمین جب رب المسلم پاس تلف ہو گیا تو کو یا مسلم فیہ اس کو بیچ سکتی اور عقد نسخ چکا ہے
تو اور یہ مسلم فیہ کا پھیرنا اور جب یہ اس لیے مسلم فیہ کا مثل مسلم الیہ کو دیکر اپنا اس المال لے لیوے ص باب کو اپنے زمین کے
عوض میں صغیر کا غلام زمین رہتا درست ہر ف امی طرح وہی کو پھر اگر زمین تلف ہو جاوے تو بقدر زمین باب یا ہوا
صغیر کے لیے ضمان ہو گئے نہ زیادہ کے حصہ بخلاف اس اگر ایک شخص نے غلام یا سرکہ یا جانور بیع خرید اور اس کے ضمن کے
عوض میں بائع پاس کوئی چیز رکھ کر لے بعد اس کے وہ غلام تمام زاد غلا اور وہ سرکہ تمام غلا اور وہ جانور مردار غلا اور شرم چون بائع
پاس تلف ہو گئی تو بائع پر وہ ساکضان لازم آوے گا ف تو اگر قیمت مر چون کی بر زمین کے ہر یا اس سے زیادہ تو بقدر زمین
بائع کو ضمان دینا ہو گا اور جو اس سے کم ہو تو بقدر قیمت ص ایک شخص سنگ تھانہ زمین کا لیکن اس سے صلح کر لی مدعی سے
اور بدل صلح کے بدلے زمین کوئی چیز رکھ کر وہی پھر دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ واقع میں زمین تھانہ
شرم چون رہا زمین کو پھر وادیا ہو گی اور جو وہ شرم چون پاس تلف ہو گئی تو اس کا ضمان زمین پر آوے گا اور صحیح زمین رکھنا
چاندی اور سونے اور کھل اور موزوں کا تو اگر زمین رکھا ان چیزوں کو اپنی جنس کے ساتھ اور زمین ہلاک ہو گیا تو ہلاک کے بقابلہ
مثلاً اس کے زمین میں سے از روے وزن یا پیکل کے نہ باعتبار کھوئے اور کھریے پن کے ف یعنی جو دت اور رشتہ
کا اعتبار نہ ہو گا یہ تہذیب امام کا ہے اور صاحبین کے نزدیک جو دت و داریت کا اعتبار ہے تو قیمت مر چون کی لگا کر ضمانت
جنس سے اس کے زمین کو دیکھتے جو زمین مر چون کے مثلاً ایک ابرق چاندی کی جبکا وزن دس درم تھا دس درم سے عوض میں
رہا زمین رکھی اب وہ ابرق تلف ہو گئی تو امام ابو نعیمہ سے کہ نزدیک زمین کے مقابلہ میں ہلاک ہو گئی یعنی زمین ساتھ ہو گیا اور
صاحبین کے نزدیک اگر قیمت ابرق کی دس درم ہو یا زیادہ ہو تو ایسا ہی حکم ہے اور جو قیمت اس کی دس درم سے کم ہو مثلاً
آٹھ درم میں تو اون آٹھ درم کے بدلے میں سونا خرید کر کے عوض اون دس درم کے زمین کو دیکھ گئے ف الاصل
ص میں جس کوئی چیز اپنی بیعتی اس شرط پر کہ مشتری کسی معین چیز کو اس کی ضمن کے بدلے میں زمین کر دیوے
یا کسی معین شخص کی ضمانت دیدیوے تو یہ عقد صحیح ہے استسما ف اور جو مر چون یا فیصل معین نہ ہو تو عقد فاسد ہے
کذا فی الاصل ص لیکن مشتری پر جبر کیا جاوے گا یا نہیں رکھنے پر ف اس واسطے کہ زمین اور عدہ زمین لازم الوفا
نہیں ہے اور زمین کے نزدیک چیز ہو گا ص البتہ بائع کو نسخ کا اختیار ہو گا اگر مشتری زمین میں بیع کی نقد دیوے یا اس شرط
کی قیمت جسکی زمین کو زیادہ وعدہ کیا تھا بلور زمین کے بائع کے حوالے کرے تو اگر کسی ایک چیز مولا لیکر بائع سے یہ کہہ کہ
اس کو تو اپنے پاس سے لے جے جب تک میں اس کا زمین اد کروں تو وہ شرم چون کے عوض میں بائع پاس میں ہو جائے
ف اس واسطے کہ معنی نہیں پانے گئے کو الفاظ میں کے نہ زمین پھر اگر مشتری اس کو چھوڑا وہ اس کے ہر شرم کے بقابلہ
کا خوف ہو جیسے وہ چیز کو شرم ہو یا اور کوئی کھانا ہو تو بائع کو درست ہو کہ اسے ہا اور کے ہا عقد پھر پہلے تو اگر زمین اول سے

یا مہون کی موت سے وہ وکیل معزول ہو گا بلکہ وکیل مر جاوے گا تو وکالت عباتی ہوگی **ف** اور اور مسکا وارث یا وصی
 قائم مقام ہو سکے گا اور ابو یوسف نے نزدیک وصی اور مسکا بیع کر سکتا ہے کذا **ف** الاصل در مختار میں ہے کہ وکیل بالبیع اس
 مقام میں جبر کیا جاوے گا اور بیع کے یعنی ہمارے اور مسکا قید کر گیا تین روز اگر سپہی نہ بیچے تو عالم اور مسکا بیچ لایا اور اگر یہ وکالت
 بعد عقد رہن کے مشروط ہوئی ہو تو مسکا بھی حکم ہی پر جس تو اگر راہن مر گیا تو اس وکیل کو شرمہون کی بیع و رشہ کی
 قیمت میں بھی درست ہے **ف** اسلیے کہ وکیل کو راہن کی حیات میں بھی بغیر موجودگی اسکی کے بیع درست تھی دیکھنا
ص راہن اور مہون کے سے کیوں شرمہون کا بیچنا بدوین دوسرے کی مناسبت سے مندرجہ کے نہیں ہو سکتا اگر مدت مقرر کے بعد
 کی پوری ہو جاوے اور راہن غائب ہو تو وکیل پر جبر کیا جاوے گا **ف** اسلیے بیع مہون کے اگر یہ عقد وکالت بعد راہن کے
 مشروط ہو اور صحیح تر قول میں جیسے وکیل با محض و تہہ بوجب موکل غائب ہو تو واسطے خصوصیت کے جبر کیا جاوے گا تو اگر شرمہون کو
 عدل نے پھیرا تو اسکا مہون راہن رہ گیا اسکا مہون عدل کے پاس بچا تو اسکا ایسا ہو گا جیسے شرمہون
 تلف ہو جاوے اور عدل نے مہون کا مہون کو دیدیا اب وہ شرمہون سوار راہن کے اور کسی کی بھی اور مہون مشتری پر
 تلف ہو گیا اور تو شخص مستحق کو اختیار کرے اگر وہ راہن سے ایسے قیمت مہون کا اسلیے کہ وہ صاحب پر تو بیع اور قبضہ
 مہون کا مہون پر دو وزن صحیح ہو جاوے گا اسکا کہ راہن شرمہون کا لایا جو اسکا اور جو وہ وکالت کے بیچ قیمت مہون کا اسلیے کہ وہ
 مشتری پر بیع اسلیے کہ اسکو اختیار کیا اسکا اسکا اسکا قیمت مہون کا تو بیع اور قبضہ مہون کا مہون پر دو وزن صحیح ہو جائیگا اور مہون سے
 پھیر کر مہون عدل کی ہو جائیگی اور مہون اپنا مہون اسکا وصول کر لے اور جو شرمہون مشتری پاس ہو جو تو مستحق اپنی شرمہون
 لے لے اور مشتری عدل سے اپنی مہون وصول کر لے پھر عدل کو اختیار کرے وہ راہن سے مہون بھر لے تو قبضہ مہون
 کا مہون پر صحیح ہو جاوے گا خواہ مہون سے مہون بھر لے اور وہ راہن سے اپنا مہون بھر لے اور یہ اختیار عدل کو اور مہون سے
 مہون کے وکالت عقد رہن میں مشروط ہو اور جو بعد عقد رہن کے مشروط ہو تو عدل صرف راہن پر رجوع کر گیا خواہ
 مہون نے مہون پر قبضہ کیا ہو یا کیا ہو **ف** صورت اسکی یہ ہے کہ عدل نے شرمہون کو راہن کے حکم سے بیچا اور مہون
 پاس جاتی ہے اپنے اسکے مشتری کے بعد اسکے مہون کسی اور کا نکالا تو ان جو عدل پر ہو گا عدل اور مسکا جو عہد راہن پر کر گیا
 کذا **ف** الاصل **ص** اگر مہون تلف ہو گیا مہون پاس بعد اسکے معلوم ہو کہ وہ سوار راہن کے اور کسی کا تھا اور اس
 شخص مستحق قیمت اسکی راہن سے بھرنی تو مہون ہلاک ہو بعض دین کے **ف** یعنی راہن اور انہماں سے مالک
 ہو گیا اس شرمہون کا اور مہون بسبب ہلاک مہون کے گویا اپنا دین پانچکا **ص** اور مستحق نے
 قیمت اسکی مہون سے بھری تو مہون راہن مہون کی قیمت اور اپنا دین بھی وصول کر لے

باب بیان میں تصرف اور جہالت کے مہون میں

اگر راہن نے شرمہون کو پھیرا تو بیع مہون کی اجازت پریا اور مسکا دین اور اگر نے پر موقوف ہو گیا تو اگر مہون نے راہن سے
 دیدی رہو گے بیع کی تو مہون کی راہن ہوگی مہون پاس اور جو مہون نے اجازت ندی بلکہ بیع کو فسخ کیا تو فسخ ہوگا
 صحیح تر قول میں پس مشتری کو چاہیے کہ صبر کرے یہاں تک کہ مہون چھوٹ جاوے یا اس امر کا مقدمہ کرے تا مشتری تک

سنا وہ بیع کو فسخ کر دیے **ف** جاننا چاہیے کہ مرہن جب فسخ کر دے بیع ملان کو تو ایک روایت میں بیع صحیح ہو جاتی ہے لیکن اصح یہ ہے کہ فسخ نہ ہوگی **لکن فی الاصل صحیح ہے** مرہن کو آزاد کر دینا اور مدبر کر دینا اور ام ولد بنا کر مرہون کا تو اگر مرہن مالدار ہو اور مرہن کا دین بلا میعاد ہو تو مرہن اپنا دین ران سے لے لےوے اور اگر دین میعاد کی ہو تو مرہن مرہون کی قیمت ملان سے لیکر مرہون کی جگہ لے سکو میعاد تک رکھے چھوڑے اور جو مرہن منقلس ہو تو آزاد کر دینا کی صورت میں غلام سعی کرے کہ پھر مال کے ادا کرنے میں یعنی اگر قیمت کم ہو تو قیمت ادا کرے بے شققت کر کے اور جو دین کم ہو تو دین ادا کرے اور جب مالک روپیہ والا ہو جاوے تو غلام اوس سے پھر لےوے اور تدریس اور سبیلاد کی سعی کر کے ملان کے ادا کرے اور مولیٰ پر رجوع نہیں کر سکتا اور مرہن اگر مرہون کو تلف کر کے اور وہ مالدار ہو تو دین اگر بلا میعاد ہو تو اسی وقت مرہن لے لیا جاوے اور جو میعاد کی قیمت لیکر رکھے چھوڑے اور جو شخص اجنبی مرہون کو تلف کر کے تو مرہن قیمت اوس کی اوس شخص سے وصول کرے رکھے چھوڑے اور قیمت ران رہیگی دین کے وصول تک بچا مرہون کے اگر مرہن شہر مرہون کو عاریتاً دیا مرہن کو اور مرہن پاس وہ شہر تلف ہو جاوے یا مرہن ایک دوسرے کی اجازت سے کسی شخص ثالث کو مرہون عاریتاً دیوے تو ضمان شہر مرہون کا سا قہر ہو جاوے گا **ف** یعنی اوس کی ہلاک سے دین مرہن کا سا قہر ہوگا اور جو مستعیر پاس وہ شہر تلف ہو گئی تو قیمت تلف ہوگی اور مرہن ہر ایک کو پہنچتا ہے کہ چھوڑے اور سبیلاد اوس شہر کو لیکر مرہن کر دیوے تو اگر مرہن نے شہر مرہون کو رد نہیں کیا مرہن پر اور مر گیا تو مرہن زیادہ مقدار پر اوس شہر مرہون کا اور قہر مرہون سے مرہن کے **ف** اس واسطے کہ شہر مرہن کا یہ ہے کہ جب مرہن مر جاوے تو پہلے قہر مرہن کا اوس شہر کو بچکا رہے گا جس کے چھوڑے گا وہ اور قہر مرہون کو مرہن کے ہلاک سے عاریتاً ہر غیر لازم ہے **لکن فی الاصل صحیح** اور اگر مرہن مرہن کو ان دنوں دیوے مرہون کے استعمال کا یا مرہن مرہن سے مرہون کو عاریتاً دیوے واسطے استعمال کے تو اگر مرہون قبل عمل کیا بعد عمل کے ہلاک ہو جاوے تو مرہن اوس کا ضمان ہوگا **ف** یعنی دین اوس کا سا قہر ہوگا اور جو حالت استعمال میں ہلاک ہو جاوے تو ضمان ہوگا **ف** اس واسطے کہ وہ ہلاک ہو جاوے اور امانت واسطے قہر ہوئے تو قہر عاریت کے درمندان **ف** صحیح ہے عاریت لہذا شہر کا واسطے گرو رکھنے کے تو مستعیر کو پہنچتا ہے کہ اوس کو چھوڑے پر یہاں تک کہ رہے اور یہ لیکر مستعار مطلق ہو اور اگر معیر نے تنقیہ کر دیا ہو اوس مرہن کو سا قہر مقدار دین کے یا جس دین کے یا مرہن معین یا شہر معین کے تو مرہن اسی قہر کے ساتھ مقید ہوگا پھر اگر مستعیر اوس کے خلاف کرے اور معیر اوس سے تاوان لےوے تو عقد مرہن درمیان میں مستعیر کے اور مرہن کے تمام ہو جاوے گا **ف** ایسے کہ مستعیر اور ضمان سے اوس شہر مالک ہو گیا **ف** اور جو معیر مرہن سے تاوان لےوے تو مرہن دین اور جب قدر تاوان معیر کو دیا ہو تو دین مرہن سے بھریوے اور جو مستعیر نے معیر کے کہنے کے خلاف کرے تو مرہن مرہن پاس تلف ہو گئی تو مرہن اپنا دین پاچکا اگر قیمت اوس شہر میں کی ہووے یا زیادہ ہووے اور مستعیر بقدر اوس دین کے بقدر اوس سے مرہن سے پایا ہے معیر کو دیگر قیمت اور شہر کی اور جو قیمت اوس شہر کی دین سے کم ہووے تو مرہن بقدر قیمت کے اپنا دین پاچکا اور باقی ران سے اوس کا **ف** یعنی قیمت معیر نے موافق کنسے معیر کے عمل کیا اور شہر مرہون مرہن پاس ہلاک ہو گئی تو اگر قیمت اوس کی دین میں تھی

اور جو ہلاک ہو جاوے تو کچھ دین لنگے تیرے میں ساقط ہو گا اور جو اصل شے ہلاک ہو جاوے اور پیرہ جاوے تو دین کو بچا کر ہلاک
 قیمت پر جو ہلاک ہو گیا اور اصل شے کی قیمت پر جو دین قبض کے تھی تقسیم کر کے اصل شے کے حصے کو ساقط کر دینے لگا اور
 یہ چیزیں بعض اپنے حصہ دین کے ناک کی جاوے گی مثلاً دین دس درم تھا اور قیمت اصل شے کی روز قبض کے دس درم
 تھی اور قیمت بڑھوت کی ناک دین کے روز یا بیچ درم ہو تو وہ ناک دس کے حصہ اصل شے کی وہ ساقط ہو جاوے گا اور ایک
 ناک دس کا حصہ بڑھوت کا روز وہ دیکر بڑھوت کا ناک کیا جاوے گا اگر ناک اصل شے کی اور زیادہ کر دینا ہوں میں صحت
 مثلاً ایک کپڑا دس درم پر رکھا بعد اس کے ایک اور کپڑا دس درم پر رکھا اور دس درم پر رہن ہو گئے حصہ دین میں اس
 اگر رہن رکھا ایک غلام کو جو ہزار روپے کا تھا بعض ہزار کے پھر دوسرا غلام دیا کہ وہ بھی ہزار کا تھا بعض اول غلام
 تو اول غلام رہن پر چکا جب تک مرنے اور سکا رہا تو دوسرا مرنے اور مرنے دوسرا غلام میں اس پر چکا یہاں تک اس کو
 بچا اول کے کر لیا اور اگر مرنے نے رہا تو دین سے بری کر دیا وہ دین ہبہ کر دیا وہی رہا تو اب شوم ہون
 تلف ہو گئی مرنے پاس تو وقت تلف ہوئی اور جو مرنے نے اپنا کفن میں لیا یا بعض مرنے نے رہا یا غیر رہا مرنے سے یا کہ
 دین کے عوض میں کوئی چیز رہا مرنے خریدی یا صلح کر لی اس میں سے اوپر ایک مال کے یا مرنے نے اپنے دین کا جو اگر کوئی
 ایک اور شخص کو رہا مرنے پر بعد اس کے وہ مرنے تلف ہو گئی تو تلف ہوئی جو مرنے کے تو مرنے نے جو لیا یا پھر دین اور جو مال
 ہو جاوے گا یہی حکم ہے اگر مرنے نے اتفاق کیا اس بات پر کہ مرنے پر دین نہیں پھر مرنے تلف ہو گیا یعنی اب بھی
 بمقابلہ دین کے تلف ہو گا جو حکم میں صحیح کا وہی حکم رہا مرنے فاسد کا اور رہا مرنے کرنا مرنے کا باطل ہے خواہ وہ
 رہا مرنے کے یا مرنے لیکن اگر مرنے کے رہا مرنے جائز رکھے گا تو باطل ہو گا اگر وہی وہ دیکھنا

کتاب الجنایات

یہ کتاب ہو جان اور اعضا تلف کرنے کے مسائل کے بیان میں ص قتل کی پانچ قسمیں ہیں ایک قتل عمد دوسری
 قتل شہید تیسری قتل خطا چوتھی قتل جاری مجرای خطا پانچویں قتل باسبب تو ہر ایک کے احکام ص قتل جہاں
 بیان کیے قتل عمد یا نہ ہو قصداً اور سچیز سے جو جزائے بدن کو پہنچاؤں اسے جیسے ہتھیار قتل مثل تلوار
 سینہ زون پتھر یا پیش قبض تیرہ نیزہ جھالا لہجہ تیرہ کٹار توپ وغیرہ ص سے یا تیرہ چیز سے یعنی گھار وار سے
 اگر چہ لکڑی ہو یا پتھر ہو یا زکل ہو یا اک ہوت اور جو چیز ہتھیار نہ ہو اور وہار داری ہو جیسے پتھر دھار کا پتھر
 کے ہانڈ یا عمود آہنی یا اور کوئی چیز جو ہتھیار کے سبب مار ڈال مثلاً سونے کا گھڑی کا یا گدرو وغیرہ تو قتل اس
 سے قتل عمد نہ ہوگا مگر جب تہرب امام صاحب کے اور اسی پر فتویٰ ہے اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک اگر شہ
 یہ پتھر سے یا لکڑی سے مارے تو وہ بھی قتل عمد ہے ہاں میں دلیل امام صاحب کی یہ بھی ہے کہ عمد ایک امر باطنی ہے اور سبب
 اطلاع ممکن تھی تو اگر کوئی نہ تھا کیا اسکے ص قتل عمد کے سبب قائل گناہ ہوتا ہے اس واسطے کہ فرمایا اللہ
 نے وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا غَيْرَ ذَا ذَنْبٍ جَحَّمَ خَزَائِرَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَصَحَّابَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَعَدَّ اللَّهُ بِلَا عِلْمٍ مَا
 یعنی جس شخص نے قتل کیا مومن کو قصداً تو جزا اس کی جہنم ہی ہمیشہ رہے گی اور میں اور قصہ ہوا اس پر اور لغت کی

کے
 شاکہ کھاری سے
 ہر ایک کے احکام
 باطنی میں لکھا
 قتل کے سبب سے

اوسکو اور تیار کیا اوسکے واسطے بڑا عذاب اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زائل ہو جاوے دنیا کا آسان تر ہو جائے
 اللہ کے قتل سے مرد مسلمان کے روایت کیا اوسکو ترمذی اور نسائی نے عبد اللہ بن عمرو سے اور وقت اسکا صحیح ہے اور
 روایت کی ترمذی نے ابو سعید اور ابو ہریرہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر تمام آسمان اور زمین کے لوگ
 شریک ہوں ایک مؤمن کے خون میں البتہ نہ ٹگون کریگا اللہوں سب لوگ میں اور روایت کیا ابو داؤد و نسائی نے ابو ہریرہ
 اور معاویہ شہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر گناہ اللہ شہ و کچا اوسکو مگر چھ شخص مشرک مرے یا کسی مومن کو قصدا
 قتل کرے اور قتل مومن کے قتل قریبی کا ہے اور جبکو اس میں کسی گئی ہو اسلام میں روایت کی بخاری نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ شخص قتل کرے اس کا فر کو جس سے عمدہ ہو گیا ہو تو وہ نہ سوئگے گا بوجہت کی اور شریک
 بوجہت کی چالیس برس کی مسافت سے معلوم ہوتی ہے **حص** اور اس پر قصاص واجب ہوتا ہے **ق** یہ ہمارا
 نزدیک ہے اور شامی سے کہ نزدیک قصاص غیر عین پر بلکہ ولی کو اختیار ہے چاہے قصاص کیوں اور چاہے دیت اور ہم کہتے ہیں
 کہ دیت وارد ہر وقت قتل خطا میں نہ عمد میں قصاص ملتی ہے عین واجب ہوتا ہے لیکن ولی جب قصاص کو چھوڑ دیتا ہے
 تو رضامندی سے مال واجب ہوتا ہے بطریق صلح کے خواہ وہ مال بقدر دیت ہو یا کم پیش اور ولی ہماری قول ہے اللہ تعالیٰ
 کا کتب علیک والقصاص فی القتل یعنی فرض کیا گیا اور پرتھکے قصاص پنج نعتوں کے اور روایت کی ابن ابی
 نے عبد اللہ بن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے العمد هو القتل ولا ان یعقوب لی للمقتول
 یعنی موجب قتل عمد کا قصاص ہے مگر یہ کہ ولی مقتول معاف کرے **ک** فی العین شرم الہدایہ **ص** نہ کفارہ
 اور امام شافعی سے کہ نزدیک کفارہ قتل عمد میں بھی واجب ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ کفارہ اوس گناہ کو جو کفارہ یا جو ضعیف ہو
 اور قتل خطا ضعیف ہے بخرافات قتل عمد کے **ک** فی الاصل **ص** قتل شہ عہد اور کو خطا ہے عمر بھی کہتے ہیں
 چونکہ قتل خطا اور عمد کے درمیان میں ہر **ص** مارنا یا قصدا غیر سے اون چیزوں کے قتل عمد میں مذکور ہو ہیں
ف یعنی ہتھیار اور وہار اور تیز چیز ہو و **ص** صلیب لاشی یا کوڑے یا بڑے پتھر یا لکڑی سے مارنا
 اور صاحبین کے نزدیک یہ بھی عمد ہے اور دلیل امام اعظم کی حدیث ہے حسن کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل
 مقتول کا لکڑی اور کوڑے سے قتل شہ عہد ہے اور اوسین سداوت واجب ہیں روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
 مصنف میں **ص** قتل شہ عہد سے قاتل گنہگار ہوتا ہے اور اوپر کفارہ واجب ہوتا ہے اور دیت مغلطہ اوسکی عاقبہ
 پر لازم ہوتی ہے نہ قصاص **ف** یعنی قصاص عین آتا اگرچہ ورثہ قصاص طلب کرتے ہوں اور دیت مغلطہ
 اور عاقبہ کا بیان ہے کہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ **ص** اور جو شہ عہد اور انفس میں ہو وے تو وہ عمدہ **ف**
 یعنی عمدہ اور شہ عہد کا فرق قتل نفس میں ہے اور انفس انفس مثلا کسی عضو کے تلف کرنے یا مخرج کرنے میں شہ
 عمدہ اور عمدہ کیساں ہے بلکہ وہاں شہ عہد کچھ نہیں ہے سب عمدہ **ص** قتل خطا اسکی دو صورتیں ہیں ایک خطا فی **ق**
ف جبکہ خطا فی فعل بھی کہتے ہیں **ص** یعنی قاتل کے گمان اور قصد میں خطا واقع ہو وے جیسے گمان
 کو تیر مارا شکار یا حربی یا مرتد بھگت تو فعل میں خطا ہوئی اسیلئے کہ قاتل نے اپنے گمان میں فعل کو میں بھگت

اور نہ ہو دیکھنا
 یا بلایا میں زبور
 مانا یا اوس میں جن
 یا ہا سے چون
 سے گناہ کا مانا
 گناہوں کا مانا
 یا لات اور گناہوں
 سے تار یا سب
 شہ عہد میں قتل
 یا انصہ ہر

النَّفْسُ بِالنَّفْسِ کے اور شافعی کے نزدیک عید کے بدلے میں حرز قتل کیا جاوے گا ایسی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْقَتْلُ بِالنَّفْسِ
 وَالْعَيْدُ بِالْعَيْدِ تو مقابلہ حر سے ساتھ حر کے مفہوم ہوتا ہے اور حر عید کے عوض میں قتل نہ کیا جاوے گا ہم یہ کہتے ہیں کہ
 اس آیت سے صرف آسانی مفہوم ہوتا ہے کہ حر بدلے میں حر کے اور عید بدلے میں عید کے قتل کیا جاوے اب باقی رہا حر کا
 قتل یہ ہے کہ عید کے اور عید کا بدلے میں حر کے سوا آیت النَّفْسُ بِالنَّفْسِ سے معلوم ہو گیا اور اگر آیت اَلْقَتْلُ بِالنَّفْسِ
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ حر بدلے میں عید کے قتل نہ کیا جاوے تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عید بدلے میں حر کے قتل نہ کیا جاوے حالانکہ اس کے
 شافعی بھی قائل نہیں ہیں دوسری دلیل ہماری حدیث سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قتل کرے گا پھر عید
 یعنی اپنے بھائی مسلمان کے عید کو قتل کرے گا اس کو اور اس کو روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی
 اور نسائی نے سمر سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں حلال ہے قتل مسلمان کا گناہ میں سب سے ایک نہانی محسن
 دوسرے قتل کرے کسی مسلمان کو عداوت میں وہ قتل کیا جاوے گا تیسرے جو شخص کھل جائے اسلام سے روایت کیا اس کو ابو داؤد
 اور نسائی نے اور تصحیح کی اس کی حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس میں قید حرکت نہیں بَرَوَاللَّهِ اَعْلَمُ اَلْمُسْلِمَانِ
 بدلے میں ذمی کے قتل اور ذمی بدلے میں مسلمان کے اور شافعی کے نزدیک مسلمان کو بدلے میں ذمی کے قتل کرنا
 اور دلیل شافعی کی حدیث ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا جاوے گا مسلمان بدلے میں کافر کے روایت کیا
 اس کو بخاری اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور دلیل ہماری وہ حدیث ہے جس کو روایت کیا عبد اللہ بن زراق نے
 عبد اللہ بن زراق نے بن ہبلیانی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کیا مسلمان کو بدلے میں ذمی کے اور فرمایا بہتر وہ ہے جس نے
 پورا کیا ذمی کو اپنے اور یہ حدیث مرسل ہے اور عبد الرحمن بن یاسین نے ذکر کیا اس کو ابن حبان نے ثقافت میں اور اس سے
 کیا اس حدیث کو داؤد قطنی نے موصولاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور صحیح مرسل ہے اور مضمون اس حدیث کا مسند شافعی میں بھی مذکور
 ہے اور حدیث علی بن ابی طالب کا فرسے مراد کافر ہے اور دونوں روایتوں میں موافقت ہو گیا دوسرے یہ کہ بعد اس کے
 وَكَادُوهُمْ فِي قَتْلِهَا بِرَبِّهَا بِرَبِّهَا كَقَتْلِهَا بِرَبِّهَا كَقَتْلِهَا بِرَبِّهَا كَقَتْلِهَا بِرَبِّهَا كَقَتْلِهَا بِرَبِّهَا كَقَتْلِهَا بِرَبِّهَا
 وَاللَّهُ اَعْلَمُ اور قتل کیا جاوے مسلمان اور ذمی بدلے میں مسلمان کے بلکہ مسلمان بدلے میں مسلمان
 کے قتل کیا جاوے اور قتل کیا جاوے کماثل بدلے میں مجنون کے اور بالتحقیق بدلے میں نابالغ کے اور صحیح مذہب بدلے
 میں نذرے اور لٹے اور لٹے کے اور مرد بدلے میں عورت کے اور عورت بدلے میں مرد کے اور فروع
 یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسہ نواسی اصل اصل یعنی باپ اور دادا اور نانا مانی مان دادا
 صر کے اور قتل نہ کیے جاوے بیٹے اصل اصل یعنی بن فروع کے یعنی نانا باپ بیٹے کو یا دادا پوتے کو یا نانا پوتے کو
 ماہولے تو باپ اور دادا اور نانا سے قصاص نہیں لیا جاوے گا ایسی طرح مان نانی دادی کا حکم جو اصل اس باب میں
 قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نہیں قتل کیا جاوے والد بدلے میں والد کے روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی
 اور ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن الجارود اور بیہقی نے اصل اور قتل کیا جاوے
 سولی بدلے میں اپنے غلام کے قتل اس سے معلوم ہوا کہ غلام کو سکا ملک ہے تو یہ ملک شہہ ہو گئی رفع قصاص میں

عبد الرحمن بن یاسین

جیسے باپ اور بیٹے میں **ص** اور مکاتب کے اور مبر کے اور اپنے بیٹے کے غلام کے اور اوس غلام کے بیٹے میں جنکے ایک حصہ کا وہ مالک ہے اگر کوئی شخص غلام مہون کو قتل کرے تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا جب تک کہ اس میں اور مرتن جمع نہ ہوں **ف** اس واسطے کہ مرتن مالک نہیں جو قصاص کا مالک ہو اور اگر مرتن قصاص لینے پر مستقل ہو تو مرتن کا حق دین میں باطل ہوتا ہے لہذا اور جب قصاص میں اجتماع عاقدین شرط ہوتا ہے تو مرتن اوسکی رضامندی سے ساقط ہو جائے گا **ف** اگر کوئی شخص مکاتب کو قتل کرے اور وہ اتنا مال چھوڑے کہ بدل کتابت اوس سے پورا ادا ہو سکے اور وارث بھی اوس کے ہوں تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا **ف** اگر اختلاف کیا صحابہ نے ایسے مکاتب میں کہ وہ آزاد مریا ترقی تو اگر آزاد مری ہو تو ولی اوس کا وارث ہے ورنہ مولیٰ ہے تو صاحب حق مشتبہ ہو گیا پس قاتل سے قصاص نہ لیا جاوے گا اگرچہ وارث اور مولیٰ دونوں متحج ہوں **ص** اور جو مولیٰ کے اور کوئی وارث نہ ہو یا وارث ہو لیکن مال اس قدر چھوڑے جس سے بدل کتابت ادا ہو تو مولیٰ قصاص قاتل سے لے سکتا ہے اور ساقط ہو گیا ہو گا تو قصاص سب کو کوئی شخص اپنے باپ پر وراثتاً پاوے **ف** بسبب حرمت اہوت کے مثلاً اگر اسکی بہت بہنیں مثلاً ایک شخص نے اپنی زوجہ کو قتل کیا اب قاتل کا بیٹا اوس زوجہ کے لجن سے دلی قصاص ہو تو وہ باپ سے قصاص نہیں لے سکتا یا ایک شخص نے اپنے سائے کو قتل کیا اور جو رو اوش شخص کی قبل استیفا سے قصاص کے مرگئی اب اور سکا بیٹا جو قاتل کے لطف سے ہے قائم تمام ہوا اور سکا یا ایک شخص نے اپنے سائے کو قتل کیا اور زوجہ قاتل کی جو مقتول کی بیٹی تھی قبل استیفا سے قصاص کے مرگئی اب بیٹا اور سکا جو قاتل کے لطف سے ہے وارث ہو اقصاص کا اپنے باپ پر یا ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کر ڈالا اور سکا کوئی وارث سولے زوجہ قاتل کے نہیں ہے لہذا سولے زوجہ قاتل قبل استیفا سے قصاص کے مرگئے اب بیٹا اور سکا اپنے باپ پر وارث قصاص کل ہوا تو ان سب صورتوں میں قصاص ساقط ہو گا **ص** اور قصاص نہ لیا جاوے گا مگر سیف سے یعنی تلوار سے یا جو اسکے مثل ہو اگرچہ قاتل نے مقتول کو کسی اور طرح قتل کیا ہو ورنہ بخاندان اور شافعی سے کے نزدیک قاتل کو اوی طرح قتل کر سکتے جس طرح اوستے مقتول کو قتل کیا واسطے اسوات کے ہر چہ جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا قود الا بالسیف یعنی نہیں قصاص ہو مگر تلوار سے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے سنن میں حضرت صدیق اکبر سے اور دارقطنی نے سنن میں سے روایت کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لا قود فی النفس وغیرھا الا بعد ایدتائینی قتل نفس وغیرہ میں قصاص نہیں مگر یہ ہے **ص** مقتوہ **ف** یا ضعیف **ص** کے قریب ہو اگر کسی نے مار ڈالا یا تو مقتوہ کے ہاتھ یا پاؤں یا کسی عضو کو کاٹ ڈالا تو باپ کو اوس مقتوہ کے پوچھا ہے کہ اوسکے قاتل یا قاتل سے قصاص لیوے یا صلح کر لیوے **ف** مقدار دیت پر اور اوس سے زیادہ پر نہ دیت کہ پر دین بخاندان اور معاف نہیں لے سکتا اور صبی کو مقتوہ کے صرف صلح پوچھتی ہے اور صبی کا حکم مثل مقتوہ کے ہے اور قاضی مثل باپ کے یہی صلح ہے **ف** تو اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو حاکم قصاص لے سکتا ہے اور صلح کر سکتا ہے نہ مقتوہ دین بخاندان اگر مقتول کے چند وارث ہوں بعض دین میں سے نابالغ اور بعض بالغ تو وارث کہا کہ وہ پوچھا ہے کہ قبل بیوع غصہ کے قاتل سے قصاص کیوں

یہ بیٹے اور باپ کے درمیان میں قتل ہے

بہت مشکل ہے بعض وارث بالغ ہوں اور بعض نابالغ

پھر کا جب وہ اس کے مال لینے کا قصد کرے اور اس کے دفع پر بدون قتل کے قادر نہ ہو یا کوئی ایسے مکان میں مسلح شخص
اور اس کو یقین ہو کہ میرے قتل کرنے کے لیے آیا ہے تو اس کا قتل حلال ہے **کذا فی الاصل** ص اگر ایک شخص نے زہر پر
لاٹھی مارنے کے لیے اوشٹائی شہر کے اندرون کے وقت اور زہر نے اس شخص کو مار ڈالا تو زہر قتل کیا جاوے گا
تقصا ص اس واسطے کہ لاٹھی مارنے سے فوراً آدمی نہیں مرنا دوسرے یہ کہ دن کے وقت فریاد رس پہنچ سکا
شہر میں اور اس میں خلافت پر صاحبین **کذا فی الاصل** ص اگر زہر نے عمر و نزلو اور کھنچی اور مار بھی دی لیکن عمر و مر
نہیں بھلاو سکے زہر لوٹ گیا تب عمر نے جا کر اس کو مار ڈالا تو عمر و **تقصا ص** قتل کیا جاوے گا **تقصا ص** اس لیے کہ جب زہر سے مار
ماری اور عمر و مقتول نہیں ہوا اور زہر لوٹ گیا تو اس کی عصمت پھرائی پھر جو اس کو قتل کر گیا قتل کیا جاوے گا اور جو زہر
لوٹا نہیں اور پھر مارنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کا مار ڈالنا درست ہے **کذا فی الاصل** مع زیادہ **ص** اگر مجنون یا بالائے
نے کسی پر تلوار اوشٹائی مارنے کے لیے اور اس شخص نے مجنون یا بھی کو مار ڈالا تو اسپر دیت لازم آوے گی اس کے مال پر
اور جو کسی جانور نے مثلاً اوتٹ نے اس پر حمل کیا اور اس شخص نے اس جانور کو مار ڈالا تو اس کی قیمت اس پر لازم آوے گی
ن اور شافعی کے نزدیک نہ دیت لازم آوے گی مجنون اور مسی بن اور نہ قیمت جانور میں اس لیے کہ اس سے قتل کیا دین
شہر کے لیے اور دلیل بھاری اصل کتاب میں مذکور ہے **مسائل ملحقہ** اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرے اور وہ
قتل عمل ثابت ہو جاوے و شہادت سے یا قرار سے تو حاکم کو ضرور ہے کہ حکم **تقصا ص** کا نہ دیوے جب تک کہ ان شرطوں میں جو
مذکور ہوے ایک یہ کہ قاتل عاقل بالغ ہو و دوسرے یہ کہ مقتول مسلمان یا ذمی ہو تیسرے یہ کہ تمام ورثہ حاضر ہوں چوتھے
یہ کہ سب وارث **تقصا ص** کے خواہاں ہو وین اور اگر ایک وارث بھی دیت کا خواہاں ہو جاوے گا یا عفو کر گیا صلح کر گیا
کسی قدر مال پر تو **تقصا ص** ساقط ہو جاوے گا یا چھوین یہ کہ ورثہ بالغ نہ ہوں یا بعض نابالغ ہوں اور بعض بالغ **تقصا ص** چاہتے
ہوں اور جو سب نابالغ ہونگے یا بعض بالغ اور بعض نابالغ اور ورثہ بالغین عفو کرے ہو گے یا کسی قدر رقم دیت سے
کہ کے خواہاں ہونگے تو ورثہ نابالغین کے بلوغ تک حکم قطعاً ملتوی رکھے چھٹے یہ کہ قاتل مقتول کے اصول میں سے نہ ہو
جیسے اپنے دادا یا نانا یا مان دادی نانی پر نانی پر دادی وغیرہ ساتویں یہ کہ قاتل کے ساتھ کوئی نابالغ یا مجنون
قتل میں شریک نہ ہو ورنہ قاتل کے ذمے سے بھی **تقصا ص** ساقط ہو جاوے گا آٹھویں یہ کہ قاتل کے ساتھ مقتول
کا باپ یا اور کوئی اس کے اصول میں سے شریک قتل نہ ہو ورنہ قاتل کے ذمے سے بھی **تقصا ص** ساقط ہو گا
نویں یہ کہ قاتل کے ساتھ اور کوئی قتل میں ایسا شخص شریک نہ ہو جس کا قتل شہید یا غلام یا دسویں یہ کہ مقتول نے قاتل
پر تلوار یا اور کسی ہتھیار یا آلہ سے قبل قتل کے حملہ کیا ہو کہ قاتل نے اپنے تین بچانے کے لیے اس کو قتل کر ڈالا ہو ورنہ **تقصا ص**
نہو گا گیارہویں یہ کہ مقتول کوئی حرکت وقت قتل کے ایسی نہ کرنا ہو جس سے اس کا قتل صحیح ہو جاوے جیسے مال قاتل کا چورتا ہو
یا لوٹتا ہو وے یا اس کی چوری سے زنا کر رہا ہو وے یا اس کے گھر میں سے اذن باوجود منع کے جبراً گھس آیا ہو و یا چور
یہ کہ قاتل کسی وارث کے اصول میں سے نہ ہو تیرہویں یہ کہ مقتول نے قاتل کو حکم نہ کیا ہو اپنے قتل کا ورنہ دیت واجب
ہوگی چودھویں یہ کہ وارث مقتول نے حکم نہ کیا ہو قاتل کو واسطے قتل مقتول کے ورنہ دیت واجب ہوگی آٹھواں پندرہویں

یہ کہ قاتل و زخمی مقتول میں سے کسی کا وارث نہ ہو جائے قبل استیفاء قصاص کے سولہویں یہ کہ مقتول قبل قاتل کے ایسی حالت فرج میں نہ ہو جس سے اس کی زندگی کی امید نہ ہو مگر یہ کہ قاتل تا سپرد کرنے اسکے کے طرف ولی کے واسطے استیفاء قصاص کے مجنون ہو جاوے اور جو بعد ولی کے حوالے کر نیکی مجنون ہو جاوے تو قصاص سا قوت نہ ہوگا **مسئلہ** اگر کسی نے دوسرے کو زخم کھلایا تو یہ قاتل شہید عمر ہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں پہلی یہ کہ نہر دیتے والے کو اس چیز کے زہر ہونے کا علم نہ ہو تو اس صورت میں زہر کھلائے جانے پر کچھ لازم نہ آوے گا دوسری یہ کہ اس کو علم ہو اس چیز کے زہر ہونے کا تو اگر قاتل نے مقتول کو نہر دیا یا کسی چیز میں ملا کر دیا اور اس نے خود کھا لیا تو قصاص نہ ہوتا ہے لیکن وہ قید رکھا جاوے گا اور اس کو تفریح دیا جائے اور مدت قید کی امام کی رائے کے مطابق مفوض ہے اور جو نہر دیتی زہر اس کے حلق میں ڈال دیا تو دیت واجب ہوگی قاتل کی عاقل پر کٹاؤنی الدار الخنازور الا نفودی **مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی پانی میں ڈبوے تو اگر پانی کم ہو جس سے غالباً نہیں مرنے اور نجات ممکن ہو وہاں سے تیر کر اور وہ مر گیا تو یہ شہید عمر ہے نزدیک اور اگر پانی زیادہ ہو تو اگر وہ نجات ممکن ہو مقتول کو تیر کرے اسکے ہاتھ پانوں کھلے ہیں اور وہ تیرنا جانتا اور مر گیا تو یہی شہید عمر ہے ورنہ عمری صاحبین کے نزدیک اور امام کے نزدیک شہید عمری **مسئلہ** اگر کسی نے دوسرے کو چھری سے زخم کھلایا اور وہ بھوک کے مارے وہاں مر گیا یا اسکے ہاتھ پانوں باندھ کر اس کو شیر کے سامنے یا اور کوئی زندہ کے ڈال دیا اور اس نے اس کو مار ڈالا یا اس کو اور سانپ یا بچھو یا کسی اور موذی کو مارا کہ ایک چیز میں بند کر دیا اور اس کو مٹی کو اسے قتل کیا تو ان سب صورتوں میں قصاص اور دیت نہیں ہے لیکن اس شخص پر تفریح واجب ہے اور جس مادہ امیحات درختناہ **مسئلہ** فتاویٰ عالمگیری اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص قتل کرے اس طرح کہ اوپر نہ قصاص آئے صورت تو وہ اگر وارث ہوگا مقتول کا نزدیک یا دیگر **مسئلہ** اگر زخمی نے بکر کو ایک زخم ایسا مارا کہ اس سے زندگی بکر کی متصور نہ تھی بعد اسکے عورت نے اس کو ایک زخم مارا تو قاتل بکر کا زخم سمجھا جاوے گا جب بکر دو دن جراثیم لگے پیچھے ہوں اور جو ایک ساتھ دو دنوں نے زخم ہو چکے تو دو دنوں قاتل ہیں اگر وہ ایک شخص جس زخم مارے اور دوسرا ایک ہی مارے کٹاؤنی الخلاصہ **مسئلہ** اگر کسی نے کسی کو زندہ درگور کر دیا اور وہ مر گیا تو دیت لیا جائے ایسی پر فتویٰ ہے اور محمد کے نزدیک قتل کیا جاوے گا کٹاؤنی الظہیر **مسئلہ** اگر کسی کے گھر میں دروازے سے جھانکا اور صاحب خانہ نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑی تو تین ماہوں کا قصاص اس کو پھوڑنے کے دفع نہیں کر سکتا اور جو دفع کر سکتا ہے تو تین ماہوں کا درختناہ **مسئلہ** اگر کوئی ایک کے پلے میں قتل کیے جاوے یا اگر شخص مقتول کو جرحت ہلک مارے ایک ساتھ اور جو لگے پیچھے مارے پھر وہ مر جاوے اور معلوم نہ ہو کہ لگے کا زخم کاری تھا اور کسی کا کاری تھا تو سب قصاص لیا جاوے گا اس لئے کہ اس پر اطلاع ہونا متصور ہے اور جو یہ معلوم ہو جاوے کہ کسی کا کاری ہے اور کسی کا غیر کاری اور نہ ہوگا یہ مگر قبل مر جانے مقتول کے تو قصاص اس شخص پر ہوگا جب کہ زخم کاری ہے اور جن لوگوں کا کاری نہیں ہے اور نہ تیسرے واجب ہوگی اور جو کسی کا زخم کاری نہ ہو لیکن مقتول سب زخموں کے مر جاوے تو کسی پر قصاص نہ ہوگا لیکن دیت اون پر ہوگی کٹاؤنی اللشابی اور جو لوگ قتل میں شریک تھے وہاں تین ماہوں

سائل و مقتضای
سائل و مقتضای

قصاص اور نفس کے بیان میں

صدر اور نہیں قصاص ہر زبان میں اور ذمہ میں مگر جب حشفہ کاٹا جاوے اور ذمی اور مسلمان کے اعضاء ہر میں اور جو ہاتھ کاٹے والے کا ہاتھ مشیل ہو یا اذگیان اسکی کم ہون یا ساڑھا ہوا اور مجروح کے ہاتھ اور اذگیان سالم ہیں اور سر اور سکا چھوٹا ہو تو مجروح کو اختیار خواہ جراح سے قصاص ہوے یا تاوان کیوںے اور سا قطع ہو جانا تو قصاص قاتل کی موت سے اور ورثہ مقتول کے عفو سے اور اوکی صلح کرنے سے مال پر قلیل ہو یا کثیر اور واجب ہو گا بدل صلح فی القوم دینا قاتل کو اگر اسکی میعاد یا نقد ہو سکی تصدیق نہ ہوتی ہو اور جو ایک وارث بھی عفو کر دیکھا یا صلح کر لیا تو قاتل کے ذمے سے قصاص سا قطع ہو گیا اور باقی وارثوں کو وصیت یا لگ اگر ایک آزاد اور غلام نے ملکر ایک شخص کو مار ڈالا بعد اسکے اس شخص آزاد نے اور اس غلام کے مولیٰ نے ایک شخص کو مار لیا اس خون کے بدلے ہزار روپے صلح کر دیوے اور اسنے صلح کرادی تو مولیٰ کو اور اس شخص آزاد کو دونوں کو پان پان سو روپے دینا ہوتے اور پندرہ آدمی قتل کیے جاوے تنگ ایک کے بدلے اور ایک آدمی بے چند آدمیوں کے تو اگر اون مقتولوں کے وارثوں میں سے ایک مقتول کے وارث نے اگر قصاص لے لیا تو باقی مقتولوں کے ورثہ کو اب کچھ نیک اور شافی سے کے نزدیک اون کو مال دلا یا جاوے گا اگر وہ شخصوں نے ملکر لیا یا ہاتھ کاٹا یا سطرہ کھینک لیا تو دونوں کی لگ اسکے ہاتھ پر چلا دی تو اسکے عوض میں اون دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں بلکہ یہ اون دونوں دلائی جاوے گی اور جو ایک شخص نے وہ شخصوں کے دہنے ہاتھ کاٹے تو اون دونوں کو پندرہ سو روپے دینا ہوتا ہے اور ایک ہاتھ کی دیت لیکر آدھون و طہارت لین اگر دونوں ساتھی نہ ہوں اور جو پہلا ایک حاضر ہوا اور اسکے ہاتھ کے عوض میں قطع کا ہاتھ کاٹا جاوے اور دوسرا آوے تو اسکو دیت ملے گی اور جو غلام اقرار کرے قتل عہد کا تو اسکو قتل کرینگے اور جس شخص نے تیر بار ایک مرد کو تو وہ تیراوس مرد کو لگ کے پارگل کے دوسرے کے لگ گیا اور دونوں مر گئے تو اول شخص کے بدلے میں قصاص لیا جاوے گا کیونکہ وہ قتل عمد تھا اور دوسرے کے بدلے میں دیت آوے گی لے لے کہ وہ قتل خطا ہوتی ہے چند یہ فعل واحد ہے لیکن تعداد اثر سے متعدد ہو گیا ذیل سے **صدر** بڑے عمر کا ہاتھ کاٹ ڈالا کھراو سکوا مار ڈالا تو اسکی آٹھ صورتیں ہیں اسوسطے کہ قطع یا عمد یا خطا اور ای طرح قتل یا عمد یا خطا بڑھ چاروں صورتوں میں عمر و سچ میں بخت ہو رہی یا نہیں نواگر دونوں فعل عمد آئیے پس اگر سچ میں عمر و خطا ہو گیا تو قصاص دونوں فعلوں کا زید سے لیا جاوے گا یعنی پہلے قطع کا پھر قتل کا اور اگر صحت مابین میں حاصل نہیں ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم ہے کہ قطع پہلے کے بعد قتل ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہوگا نہ قطع تو جزا سے قطع قتل کی جزا میں داخل ہو جاوے گی اور اگر قطع اور قتل دونوں خطا ہوں تو اگر درمیان میں صحت ہو گئی ہو تو قطع اور قتل دونوں کی دیت واجب ہوگی یعنی نصف دیت قطع کی اور پوری دیت قتل کی اور اگر درمیان میں صحت نہ ہوئی ہو تو فقط قتل کی دیت کافی ہوگی اور اگر قطع عمد ہو اور قتل خطا خواہ درمیان میں صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹنا جاوے گا اور دیت نفس کی دینا ہوگی اور جو قطع خطا ہے اور قتل عمد خواہ صحت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو تو قطع کی دیت واجب ہوگی اور قتل کا قصاص لیا جاوے گا زید نے عمر کو تو سو کوڑے مارے اسطرح کہ پہلے نوٹے مارے اس سے وہ چنکا ہو گیا بعد دس مارے اس سے گریا تو ایک ہی دیت لازم آوے گی اسوسطے کہ وہ جب چنکا ہو گیا تو نوٹے کوڑے سے تو اونکا مارنا معتبر نہ ہاگر تغیر ہر کے حق میں البتہ معتبر ہے اور اسطرح غیر معتبر ہے ہر ایک دیت زخم و جرح

اور اور سکا نشان باقی نہ رہا ہو دے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک اسکے مانند زمین حکومت عدل پر
اور محمد ہے روایت ہے کہ طیب کی اجرت اور دو ایون کا شن واجب ہوگا کذا فی الاصل ص اور جو پہلے اوسے
کوٹھے مارے اوسے وہ اچھا ہو گیا لیکن اثر اوس کا باقی رہا بعد اوس کے دس کوٹھے مارے اوس کے مر گیا تو حکومت
عدل اور دیت نفس دونوں واجب ہونگے باتفاق امام اور صاحبین کے کذا فی الدار الخمار اور حکومت
عدل کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الدیات میں آویگا ص اور ایک شخص کا کوئی عضو کاٹا گیا اوسے سے معاف کر دیا پھر
اوس قطع کے سبب وہ مر گیا تو قاطع کو دیت دینا پڑے گی یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور صاحبین کے
نزدیک قاطع کو کچھ نہیں دیا ہوگا اس لیے کہ عفو قطع سے عفو ہونے کے موجب امام صاحب یہ کہتے ہیں کہ قطع سے عفو کیا
صرف قطع سے توجب ہریت کر گیا معلوم ہوا کہ وہ قتل تھا نہ قطع پس ہریت واجب ہوگی اس لیے کہ قصاص سبب شیعہ عفو
کے ساقط ہو گیا کذا فی الاصل ص اور جو اوسے عفو کر دیا جنابت سے یا قطع سے اور جو اوسے پیدا ہو تو وہ عفو ہوگا
نفس سے پس قاتل کو دیت نہیں دینا ہوگی لیکن اگر تیرے قطع خطا سے ہو تو ثلث مال سے معتبر ہوگا اور جو عفو نہ کر لے لے سے یہی حکم
سیر کے زخم کا تو اگر کسی عورت نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹ ڈالا اوسے اس عورت سے نکاح کیا پستہ ہاتھ پڑتی ہے پستہ ہاتھ
کی دیت بیٹے میں پھر وہ مر گیا تو مرد پر اوس عورت کا مثل واجب ہوا اور اوس کے ہاتھ کی دیت عورت کے مال میں دیا دیگی اگر
اوسے عفو ہاتھ کا اور اوس کے عاقلہ پر ہو اگر خطا سے کاٹا اور جو نکاح کیا اوس کے ہاتھ پر اور جو اوسے پیدا ہوا یا جنابت پر
پھر مر گیا تو عہد میں مثل ہوا اور خطا میں عورت کے عاقلہ سے بقدر ہر ساقط ہو کر باقی اٹکنے لیے بطور وصیت کے
سمجھا جاویگا تو اگر ثلث مال سے باقی نکلے تو کل ساقط ہوگا ورنہ بقدر ثلث ساقط ہوگا اگر زید نے عمر کا ہاتھ کاٹا اور
اوس کے عوض میں عمر کا ہاتھ کاٹا گیا اب زید مر گیا تو عمر بھی مارا جاویگا اور جو عمر مر گیا تو زید کو دیت نفس دینا ہوگی
یہ جب ہے کہ زید نے بغیر حکم کے خود عمر کا ہاتھ کاٹا اور صاحبین کے نزدیک زید کو کچھ نہیں دینا ہوگا اس لیے کہ اوسے اپنا
حق وصول کیا اور ہریت کے سبب اوس کے اختیار میں نہیں ہوا اسی واسطے اگر باپ نے بیٹے کو یا معلم باپ کے اذن سے
اٹکے کو تیلیہ کے لیے ضرب متعا کرے اور وہ مر جاوے تو اوپر ضمان نہیں البتہ اگر حد معروف سے زیادہ مارا گیا اور کھا
ہلاک ہو جاویگا تو اوس کو تاوان دینا ہوگا درہنہ ص اگر مستول کے وارث نے قاتل کا ہاتھ
کاٹا پھر عفو کر دیا قتل سے تو اوس کو دیت دینا پڑے گی ہاتھ کی اور صاحبین کے نزدیک نہ دینا پڑے گی

باب قتل کی گواہی اور حالت قتل کے اعتبار سے

حق شہدائے قصاص وارثوں کے لیے ثابت ہوتا ہر وقت یعنی در شہدائے مقتول کے لیے حق حاصل ہوتا ہوا سبب
کا کہ قاتل سے قصاص لیون اور یہ حق ثابت ہوتا ہر وارثوں کے لیے بموجب فرائض اللہ کے تو جو وارث ترکہ کا حق ہے
اوس کو یہ حق بھی حاصل ہے اور جو ترکہ سے محروم ہے وہ اس حق سے بھی محروم ہے مثلاً مقتول کا بیٹا اگر موجود ہے تو بیٹا ہی بھتیجے چاہے
ماتون محروم ہونگے اسی طرح باپ کے اوپر چاہے ماتون وغیرہ اور مان سے نانی محروم ہوگی و علی ہذا القیاس ص
ابتداء سے نہ بطور ہریت کے تو ایک وارث دوسرے کی طرف سے قصہ نہیں ہو سکتا پس اگر مقتول کے دو بیٹے تھے تو ہر

قتل کی گواہی اور حالت قتل کے اعتبار سے

سے ایک حاضر اور موجود تھا اور سننے کو اہوں سے قتل عمدہ قائل پر شہادت کروایا اب دوسرا بھائی آیا تو گواہوں کی گواہی کا اعادہ ضروری ہے امام صاحب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک صحت اور جو قتل خطا ہو دینے کا تو دوسرے بھائی کو اعادہ شہود کی شہادت کا بالاجماع ضرور نہیں ہے پھر اگر قاتل نے وارث غائب کے عقو پر گواہ قائم کر دیے تو وارث حاضر اور صحت کا قصہ ہو جاوے گا اور قصاص سا قسط ہو گا یہی حکم ہے اگر غلام مشترک قتل کیا جاوے اور ایک شریک غائب ہو گیا پس اگر قصاص کے دو وارثوں میں سے وارث کے عقو پر گواہی دی تو شہادت باطل ہوگی لیکن یہ شہادت اولیٰ دونوں کی طرف سے عفو قصاص ہوگی تو اگر قاتل نے ان دو وارثوں کی تصدیق کی تو تینوں وارثوں کو ایک ایک ثلث دیت کا لیکھا اور اگر دونوں کی تکذیب کی تو ان دو وارثوں کو کچھ لیکھا اور تیسرے کو تیسرا حصہ دیت کا لیکھا اور جو اولیٰ تصدیق صرف تیسرے وارث نے کی اور قاتل نے تکذیب کی تو اسکو تہائی حصہ دیت کا لیکھا لیکن تیسرا حصہ ان دو وارثوں کو دیا جاوے گا استحساناً نہ بخیر اور ایک چوتھی صورت ہے اسکو نصف حصہ چھوڑ دیا وہ یہ وارث قاتل نے اور تیسرے وارث نے دونوں تصدیق کی اور ان دو وارثوں کی تو اس صورت میں تیسرے وارث کو کچھ لیکھا اور ان دو وارثوں کو ایک ایک ثلث دیت کا لیکھا اور اصل کتاب میں اسکے لائل تفصیل مذکور ہے جس اگر اختلافات کیا قتل کے گواہوں نے زمان قتل میں یا آگے قتل میں یا ایک سے کما کہ قاتل نے مقبول کو لائی سے مارا اور دوسرے نے کما کہ لیکھا معلوم نہیں کس ہتھیار سے مارا یا ایک سے گواہی دی معاینہ قتل پر اور دوسرے نے اقرار قتل چھوڑنا جس تو ان سب صورتوں میں شہادت لغو ہو جاوے گی اور جو شاہدوں نے قتل کی شہادت دی اور کما کہ آگے قتل ہو معلوم نہیں تو دیت واجب ہوگی اور قیاس یہ ہے کہ کچھ واجب ہو سلیے کہ قتل کا مختلف ہوتا ہے یا اختلاف آگے ہتھیار کی یہ ہے کہ گواہوں نے گواہی دی مطلق قتل کی اور مطلق جمل نہیں ہے تو ثابت ہوگا قتل موجب ہو سکتا اور وہ دیت ہے اور واجب ہوگی دیت مال میں قاتل کے لیے کہ اصل قتل میں عمدہ اور عاقلہ نہیں بار اوٹھاتے ہیں عمدہ کا کتا اور اقلہ صحت اگر قتل مقبول کا دو شخصوں میں سے ہر ایک نے اقرار کیا اور ولی مقبول نے یہ کہا کہ تم دونوں نے اسکو مارا تو دونوں قتل کیے جاویں گے اور جو ایک شہادت گزری کہ زہد کو عمر نے مارا ہے اور دوسری شہادت یہ گزری کہ زہد کو خالد نے مارا ہے اور ولی نے یہ کہا کہ زہد کو عمر اور خالد دونوں نے مارا ہے تو دونوں شہادتیں انجہ ہو جائیں گی اس واسطے کہ ولی کا قول تکذیب اور تفسیق ہے شہود کی اور وہ بطل شہادت ہے جس اور اعتبار و عدم وجوب دیت وغیرہ میں حالت تیر اندازی کا ہر تیر لگنے کا وقت تو واجب ہوگی دیت جس شخص نے تیر مارا ایک مسلمان کو اور وہ قتل تیر لگنے کے مرتد ہو گیا پھر تیر لگا اور تیرت غلام کی مولیٰ کو جب تیر مارا غلام کے اور وہ قتل تیر لگنے کے ارتداد ہو گیا اور جزا اس مجرم پر جس نے تیر مارا حالت اہرام میں اور قتل تیر لگنے کے حلال ہو گیا اور نہ واجب ہوگی جزا اس حلال پر جس نے تیر مارا بعد اسکے مجرم ہو گیا قتل تیر لگنے کے اور نہیں ضمان دیکھا وہ شخص جس نے تیر مارا اسکو جسکے سنگسار کرنے کا قاضی حکم کر چکا تھا جب گواہ دہم کے قتل تیر ہو چنے کے اپنی شہادت سے پھر جاوے اور حلال کردہ شکار تیر مارا اسکو مسلمان نے پھر کچھ ہی ہو گیا قتل تیر ہو چنے کے نہ وہ شکار تیر مارا کچھ ہی پھر مسلمان ہو گیا قتل تیر لگنے کے

یاسا معہ ما صرہ جاتی رہی تب بھی پوری دیت لازم ہوگی **ف** اس لیے کہ ہر ایک سے ایک منفعت جداگانہ مقصود ہے
 ابن ابی شیبہ نے تصنیف میں روایت کی عورت اعرابی سے کہ ایک شخص نے پھر مارا دوسرے شخص کے زمانے میں
 حضرت عمر بن الخطابؓ کے تو مضموب کی سمع اور عقل اور زبان اور ذکر جاتی رہی تو نہ قریب ہو سکتا تھا عورتوں کے
 تو حکم کیا حضرت عمرؓ نے اوسمیں چار دیتوں کا ہدایہ میں اس کا قاعدہ کلیہ یہ تحریر ہے کہ جب جنس منفعت کی بالکل
 فوت ہو جاوے یا جمال و حسن ظاہری یا ناسخ تو پوری دیت واجب ہوگی **ص** اگر زبان پوری کاٹ ڈالی یا استقدر
 کہ گویائی اوس سے جاتی رہے یا اکثر حروف کلنا ہو تو قوت ہو گئے تو پوری دیت واجب ہوگی **و** اس واسطے
 کہ حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ زبان میں پوری دیت ہے **ص** اگر دڑھی کسی کی ہو تو ڈالی اور پھر وہ نہ کھلی یا سر کے
 بال ہو تو ڈالے اور پھر وہ نہ جمے تو پوری دیت واجب ہوگی **ف** اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک حکومت
 عدل واجب ہوگی **کذا فی الاصل ص** جو عضو انسان کے بدن میں دو دو ہیں **ف** جیسے ہاتھ اور آنکھ اور
 کان اور پانوں اور ہونٹ اور فوطے ہلایہ **ص** تو اگر دونوں کو تلف کر دیوے تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر
 ایک کو تلف کرے تو نصف دیت واجب ہوگی **و** مثلاً اگر دونوں آنکھیں بچوڑے تو پوری دیت اور جو
 ایک آنکھ بچوڑے تو نصف دیت واجب کی حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ دونوں آنکھوں میں پوری دیت ہے اور دونوں
 بھینٹوں میں پوری دیت ہے اور ایک آنکھ میں اور ایک پریم نصف دیت ہے **و** لکن فی شرح النفاہ ص اور بلکہ میں اگر چاروں تلف ہو جائیں تو پوری
 دیت ہے اور جو ایک تلف ہو تو پوری دیت ہے **و** اس لیے کہ بلکہ میں ہلایہ **ص** اور ہر لڑکی میں خواہ ہاتھ کی ہو پانوں کی ہو ان
 حصہ میں ہر طرف اس لیے کہ وہ یکساں ہیں اور حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ ہر لڑکی میں خواہ ہاتھ کی ہو پانوں کی ہو ان دونوں میں
 اور روایت کی ترمذی اور ابن حبان نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً مثل اسکے **ص** اور جس کو ٹنگلی میں تین جوڑے ہیں
 سو اس کے ایک جوڑے تلف کرنے سے دسویں حصہ کاٹھ ہے اور جس میں دو جوڑے ہیں اس کے ایک جوڑے تلف کرنے سے
 دسویں حصہ کا نصف ہے **و** اس واسطے کہ اونگلی کی دیت جوڑوں پر تقسیم کر دی گئی ہلایہ **ص** جیسے ہر ہونٹ
 میں بیسواں حصہ دیت کا ہے **و** اس واسطے کہ حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور
 روایت کی ابو داؤد نے ابو موسیٰ اشعری سے مثل اسکے مرفوعاً اگر کوئی کسے کہ دانت تو تیس ہیں پھر ہر دانت
 میں بیسویں حصے کے جو بکے کیا و جہر بلکہ چاہے تھا کہ تیسواں حصہ لازم تھا چاہے وہ سکا یا نہ سکا یہ کہ دانتوں کا عدد
 اگر تیس ہے بلکہ ان کے چار دانت یعنی عقل کی دڑھیں تو بعض دمیوں کے نہیں نکلتے اور بعض دمیوں میں چار
 ہوتی ہیں اور بعضوں میں کم تو عدد متوسط دانتوں کا تیس ٹھہرا پھر دانت سے دو نفع ہیں ایک زینت اور دوسرا
 دوسرے چنانچہ جب ایک دانت تلف ہو گیا تو اسکی منفعت تو بالکل زائل ہو گئی یعنی زینت بھی گئی اور چنانچہ
 بھی گیا اور اس کے پاس والے دانت کی ایک منفعت یعنی چبائی جاتی رہی اور زینت کی منفعت باقی رہی پھر جب عدد
 متوسط دانتوں کا تیس ٹھہرا تو ایک دانت کی دیت تیسواں حصہ ہوا اور نصف منفعت جو دوسرے دانت کی
 جاتی رہی اسکی نصف دیت ساٹھواں حصہ ہوا اور تیسواں اور ساٹھواں حصہ ملا کر بیسواں حصہ ہوا اس لیے ایک

پانچ اونٹ میں ہر اونٹ
 دانت چھوڑتے کار

وانت کے تلف ہونے میں بیوان حصہ واجب ہو اور اللہ اعلم کذا فی الاصل شہادہ ولی اس صاحب محدث ہاوی
 نے حجۃ اللہ البالغہ میں طہرہ کی بیان کی ہے کہ دانت کبھی اٹھائیس ہوتے ہیں کبھی پچیس ہوتے ہیں اور ایک کی نسبت
 کما فی النہی ان اعداد کی طرف مشکل تھی محتاج تھی طرف غور و غوض کے حساب میں تو مقرر کردیا شہادہ نے بیس کو اور واجب
 کیا ہر دانت میں نصف عشر دیت واللہ اعلم ص جس عضو کا نفع مارنے سے جانا ہے تو او میں دیت اوس عضو
 کی واجب ہوگی مثلاً ہاتھ شل ہو جاوے یا آنکھ کی بصارت جاتی ہے اور سر اور پرہ کے زخموں میں قصاص میں نہ کر جاتا
 موضع میں جب عمدہ ہو تو موضع زخم ہو جوتھی کو طہرہ کر دیوے کذا فی الاصل ص اور جو جراحت موضع
 خطا سے ہو تو بیس بیوان حصہ دیت کا واجب ہے اور ہاتھ میں قتی جو زخم کی کو تو دیکھو سوال حصہ دیت کا اور قتل میں
 قتی جو زخم ہری کو تو طہرہ کرانی جائز ہے منتقل کر دیوے سوال حصہ دیت کا واجب ہے اور آئینہ میں یعنی جو زخم ہے کمال
 تک پہنچ گیا ہو اور جانی میں یعنی جو زخم ٹپ کے اثر تک پہنچے خواہ کچھ طرف سے یا پشت کی طرف سے یا گردن
 کی طرف سے یا اور طرف سے ص ثلث دیت کا واجب ہے اور جو جائفہ دوسری جانب پار ہو جاوے تو او میں دو ثلث دیت
 ہیں و اس واسطے کہ حدیث عمرو بن حزم میں ہے کہ آئینہ میں ثلث دیت ہے اور جائفہ میں ثلث دیت ہے اور فرقہ میں پندرہ
 اونٹ ہیں اور موضع میں پانچ اونٹ ہیں اور او میں ذکر ہاتھ کا نہیں ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے مصنف میں
 زبیر بن ثابت سے کہ ہاتھ میں دسواں حصہ دیت کا ہر شہ زقایہ ص اور حارصہ ف یعنی کھرو پنا جس سے
 کھال قطع چھل جاوے اور دامنہ ف یعنی جو خون کو طہرہ کر دیوے لیکن نہ بہا و کسٹل آئسو کے ص اور دیت
 ف جو خون کو بہا و کس اور باضغہ ف یعنی جو جلد کو قطع کر دیوے اور دتلا حمہ ف یعنی جو گوشت میں
 پہنچ جاوے ص اور شحاق ف یعنی جو زخم سحاق تک پہنچ جاوے سحاق وہا کیکھال ہے جو گوشت اور سر کی ہری
 کے درمیان میں ہے ص میں حکومت عدل ہے یعنی مجروح کہ غلام فرض کر کے بلا جرحت اوس کے قیمت لگاؤنگے بعد اس
 جرحت تو بعد تفاوت دونوں قیمتوں میں ہوگا وہی دیت ہے اسی پر فتویٰ ہے ف یہ ترازو قول سے کرتی کے کہ
 اس زخم کا جرحت موضع سے دیکھ کر بقدر اوس کے بیسوں حصہ میں سے واجب ہوگا ص اگر ایک ہاتھ کی سب کیوں
 کو کاٹ ڈالا خواہ بغیر ہتھیلی کے یا ہتھیلی سمیت تو نصف دیت واجب ہوگی اور جو نصف ساعد سمیت کاٹ ڈالا تو
 دیت اور حکومت عدل واجب ہوگی اگر اوس ہتھیلی کو کاٹا جس میں ایک ہی اونگی تھی تو دسواں حصہ دیت کا واجب ہوگا
 اور جو دو اونگیوں میں تھیں تو پانچواں حصہ اور کف کا بدلہ کچھ واجب ہوگا اگر کسی نے زاید انگشت کو قطع کر ڈالا یا لٹکے کی
 آنکھ یا ذکر یا زبان کو تلف کیا اور ان اعضا کی صحت و سلامتی معلوم نہ ہوئی تھی مثلاً آنکھ سے اوستے ایسا فعل بھی نہیں
 تھا جس سے دیکھنا اوس کا سمجھا جاتا یا ذکر نے اوس کے جنبش کی تھی اور زبان سے بات نہیں کی تھی تو حکومت عدل واجب
 ہوگی اگر جرحت موضع سے اوس کی عقل جاتی رہی یا سر کے بال جاتے رہے تو موضع کی دیت اوس کی پوری دیت میں داخل ہوگی
 الگ نہ دینا پڑے گی اور جو سماعت یا بصارت یا یوں چال و سکی جاتی رہی تو داخل ہوگی اور جو موضع سے اوس کی دونوں آنکھیں
 جاتی رہیں تو موضع اور آنکھوں کی دونوں کی دیت واجب ہوگی یہ ہوگا کہ موضع کا قصاص لبا جاوے اور آنکھوں کی

دیت جیسا کہ مذہب صاحبین کا ہر اور قصاص نہیں اور اس اونگلی کے قطع سے جسکے پاس کی اونگلی خشک ہو گئی بلکہ دونوں کی دیت واجب ہوگی و یا یہ مذہب امام کا ہر اور صاحبین اور زفر کے نزدیک پہلی اونگلی کا قصاص اور دوسری کی دیت واجب ہوگی کذا فی الاصل حص الاقصاص نہیں اور اس اونگلی میں جسکا اوپر کا جوڑ کا ناگیا سو باقی اونگلی بھی خشک ہو گئی بلکہ جوڑ کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہوگی اور اس و انت میں جسکا نصف توڑا گیا سو باقی سیاہ ہو کر رہ گیا بلکہ جوڑ کی دیت واجب کی جس شخص نے اپنے و انت کا قصاص لیا پھر قصاص لینے والے کا و انت جبراً آیا تو اس پر دیت واجب کی اسی طرح اگر ایک شخص نے و انت دوسرے کا اوکھا ڈالا دوسرے اٹھا کر رکھ لیا اور گوشت اور سپرہم آیا تو دیت و کھینے والے پر ساقط ہوگی البتہ اگر دوسرا و انت اس کے عین جرم آیا تو دیت ساقط ہوگی اسی طرح ساقط ہوگی دیت اگر سپرہم نہ کا خرچہ کیا اور چنگا ہو گیا یا مارنے سے جو زخم پیدا ہوا تھا وہ اس طرح اچھا ہو گیا کہ لاشہ ہو سکا باقی نہ رہا اور امام محمد کے نزدیک اجرت طیب کی اور دوا کی نیسا پڑیگی حص اور کسی زخم کا قصاص نہ لیا جاوے گا جب تک وہ تندرست نہ ہوئی و اسلئے کہ احتمال ہے مجروح کی موت کا زخم کے صدر سے پس اس وقت قصاص بالنفس واجب ہوگا اسلئے انتظار چاہیے صحت کا اور روایت کی امام احمد اور دارقطنی نے عربین شعیب بن ابی عین جده کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ قصاص لیا جاوے زخم کا جب تک اچھا نہ ہو زخمی اور سکا اور شافعی کے نزدیک فی الحال قصاص لینا چاہیے اور حجت ہے اور ان پر یہ حدیث حص اور وہی اور مجنون کا عمدہ مثل خطلے کے ہر تو دیت ادنیٰ حاقہ پر واجب ہوگی و اور شافعی کے نزدیک اس کے مال میں واجب ہوگی اور ہماری دلیل روایت ہے بیہوشی کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ عاصی اور جبنون کا خیار حص اور کفارہ اور نواگا اور محروم ہونے میراث سے و اور جو قاتل بے قتل کے مجنون ہو گیا تو قتل کیا جاوے گا کذا فی اللہ الخ

فصل جنین کے بیان میں

اگر ایک شخص نے ایک عورت کے پیٹ میں ضرب لگائی سو کچھ مردہ نکلے بڑا تو ضرب کی عاقلہ پر عرقہ یعنی بیسیدان حصہ دیت پانچواں دم ہم لازم آوے گا و اس واسطے کہ روایت کی ایڑہ سے ہے حدیث ابی ہریرہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا جنین میں غنہ کا غلام ہو یا لونڈی لیکن اس میں پانسو درہم کا ذکر نہیں ہے البتہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے منصف میں زید بن اسلم سے کہ عمر بن الخطاب نے قیمت لگائی غنہ کی پچاس دینار اور ہر دینار دس درہم کا اور روایت کی ہزار نے جریرہ سے کہ ایک عورت نے مارا ایک عورت کو تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیٹ میں پان سو کا اور روایت کی ابو داؤد نے سنن میں ابراہیم نخعی سے کہ غنہ یا نسو درہم میں کذا فی شرح النقایص ایک سال کے عرصے میں و اور امام مالک کے نزدیک غنہ قاتل کے مال میں سے واجب ہوگا اور شافعی کے نزدیک تین سال میں قتل کیا جاوے گا مثل دیت نفس کے دلیل ہماری حدیث غیرہ بن شعیبہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت جنین کی مقرر کی اور عاقلہ کے روایت کیا اور سو کو تفریحی اور ابو داؤد نے اور مردی جو صحیحین میں ماخذ اسکے اور ہائیں ہے کہ کہا محمد بن حسن نے پونہجا ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مقرر کیا اور عاقلہ کے ایک سال میں حص اور جو بچہ زندہ پیٹ سے گرے پھر گر گیا تو پوری دیت نفس کی واجب ہوگی اور جو بچہ مردہ گر اچھا نہ ہو بھی اس کی مرگی تو غنہ اور دیت دونوں واجب ہوئے

ف غزوہ جین کے لیے اور دیت اوسکی ماں کی روایت کی بخاری سلم ابو ہریرہ کہ نبیل کی زوجہ تین تیسین ٹون تو ایک نے دوسری کے پتھر مارا اور مر گئی وہ اور جو اسکے پیٹ میں تھا مر گیا تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیت جین کی غزوه خواہ غلام ہو یا اونڈی اور حکم کیا دیت کا عورت کی اوسکی عاقلہ پر ص اور جو ماں مر گئی پھر بچے کے مردہ اسکے پیٹ میں سے گر پڑا تو ایک دیت واجب ہوگی ف یعنی صرف دیت ماں کی اسلیے کہ حکم ہے کہ موت جین کی ضرب سے نہوئی ہو بلکہ دم گھٹنے سے اور شافی کے نزدیک غزوه بھی واجب ہوگا ص اور جو ماں مر گئی پھر بچہ اور سکا زندہ پیٹ سے گر کر مر گیا تو دودھ میں نفس کی پوری واجب ہوگی اور جین کی دیت سب ورثہ اسکے پادیکے سوا انصار کے ف اسلیے کہ مناب قاتل اور قاتل کو میراث نہیں ملتی ص اور جو غزوه جین اونڈی کا تھا تو اوسکی قیمت حالت حیات کی لگا کر بیسواں حصہ قیمت کا دینا ہوگا اگر جین مرد ہووے اور دسواں حصہ دینا ہوگا اگر عورت ہو اگر جینی اگر زندہ رہتا تو اوسکی قیمت لگا پڑتا اور قاتل کا حصہ اسکی ایک اونڈی کو ضرب پڑی پھر موئی اسکے عمل کو ازاد کر دینا بعد اسکے عمل کر اور بچہ زندہ پیدا ہوا کہ مر گیا تو قیمت اسکی حالت حیات کی واجب ہوگی نہ دیت ف اسلیے کہ موت اوس بچے کی ضرب سے ہوئی اور اوس وقت میں وہ غلام تھا آزاد نہیں ہوا تھا ص اور جین کے قتل میں کفارہ قاتل پر نہیں ہر اور جو جین ایسا ہو کر اوسکے بعض اعضا میں گئے ہوں تو وہ مثل پوسے جین کے ہر تیس عورت نے عمرہ جین کو مردہ گرا کسی دور سے یا کسی عمل سے بغیر اذن شوہر کے تو اوسکی عاقلہ پر غزوه لازم آویگا اور جو عورت کا عاقلہ ہووے تو اوسکی ذات پر لازم آویگا ایک سال میں اور جو خاوند کا ان گرایا تو غزوه واجب ہوگا ف جانتا چاہیے کہ جین کے اعضا ظاہر شو ہوں تو اسکے استقامت گننا نہوگی ورنہ گننا ہوگی دیکھنا

باب راہ میں کوئی امر جدید کرنے کے بیان میں ص

جو شخص شارع عام میں سنت اس یا پرنالہ یا بروج یا مہری یا چھوڑے یا دوکان بناوے تو ہو سکتا ہے اگر لوگوں کو ضرر نہ کرے ف یعنی اگر ضرر نہ کرے تو درست ہے اور جو ضرر کرے تو بالکل درست نہیں گذر آئی الاصل اسواسطے کہ رہا بیت کی طرانی نے صحیح اوسط میں فرمایا حضرت نے نہیں ضرر پونہا ناہو اسلام میں ص اور وصف اسکے شخص کو ف اگر وہ ذمی ہو درختدار ص اوسکا توڑ ڈالنا پھو پتیا ہے ف کیونکہ شارع عام میں شخص کو جن مر و محال ہے تو خواہ ضرر نہ کرے یا کہ ہر حال میں اوسکا توڑ ڈالنا جائز ہے شخص کو ص اور کوئی غیر نافذہ میں ایسے کرنا درست نہیں ہے اگرچہ ضرر نہ کرے مگر اور شرک کی اجازت درست نہیں ہے اگر ان چیزوں کے گرنے کے سبب کوئی آدمی مر جائے تو بتانے والے کے عاقلہ پر اوسکی دیت لازم آویگی جیسے کوئی پتھر راہ میں رکھے پورے یا کٹوان راہ میں کھوے اور اوس میں کوئی گر کر مر جاوے اور جو کوئی جانور مر جاوے تو اوسکا قتل بتانے والے پر اویگا سب صورتیں جب میں کہو سنے بغیر اذن امام کے ان چیزوں کو بنایا ہووے ف اپنے نفس کے لیے اور جو مسلمانوں کے نفع کے لیے بنایا ہو جیسے مسجد یا امام کے اذن سے تو وہ توڑا جاوے گا درختدار ص اور جو امام کے اذن سے بنایا ہو جو بارہ کے کوئین میں کرنے والا کرنے سے نہ مرے بلکہ بھوکہ سے یا دم کے گھٹنے سے مر جاوے تو ہاتھ نہ آویگا ف امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور ای پر فتویٰ ہے درختدار ص جن شخص نے راستے کے پتھر کو اوٹھا کر دوسری جگہ رکھا اوسکے سب سے کہا آوے تلف ہوگا اور اٹھا کے رکھنے والا ضامن ہوگا نہ بیمار رکھنے والا جیسے ضامن ہوگا وہ

شخص جسے بوجھ لاد اپنے سر یا پیٹھ پر راہ میں اور وہ کسی پر گریزا یا بوری یا قندیل یا پتھر یا غیر کی مسجد میں گیا یا مسجد میں سو اٹھا تو فصل کے لیے بیٹھا اور ان امور سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو مثلاً اوس بوجھ کے گرنے سے یا بوری یا قندیل یا پتھر یوں کے تلف کرنے سے کوئی مر گیا یا سو اٹھا تو نازکے اور کام کے لیے مسجد میں بیٹھا تھا امین ایک لہ نہاٹا یا اور اسپر گریٹا اور مر گیا تو ضمان ہو گا خاص اخص نہ ہو گا تو شخص جو چار دیوڑھے ہو تھا او سکی چاروں کے سبب کوئی مر گیا یا قندیل بوری یا پتھر یا غیر اپنے محل کی مسجد میں لگ گیا یا نہانکے یہ مسجد میں بیٹھا تھا سو اس کے سبب کوئی مر گیا

فصل جھکی دیوار کے مسائل میں حص

اگر دیوار جھک جائے شارع عام کی طرف یا کسی مکان کی طرف لیکن بہ صورت میں حق طلب این مکان ہالوں کا ہو گا خاص اور اوس کے ٹوڑنے کے لیے کوئی شخص ملان یا ذمی مالک دیوار سے کہہ پوے تو یعنی اوس شخص سے کہہ پوے جسکو ٹوڑنے کا اختیار ہو جسے راہن سے کہ وہ تک رہن کر کے توڑ سکنا ہے یا وہی فصل سے یا وہی سے یا نہاٹا سے یا نہاٹا جسے کذا ذرا وقت حص اور وہ اوسکو نہ توڑے اوس نہانے تک جہن توڑے انا اوسکا ممکن ہے تو ضمان ہو گا اوس شخص کا یا مال کا جو اوس دیوار تکلف ہو تو لیکن ضمان مالک مالک دیوار کی ذات پر ہو گا اور ضمان شخص کا عاقلہ پر اوس کے اور بعض کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ گدیہ کر دینا بھی ضرور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ شہاد و شہرہ نہیں ہے بلکہ اس واسطے چاہیے تاکہنے والا اپنے قول کے اثبات پر قادر ہو وے اگر مالک دیوار اوس سے انکار کرے تو یہ احتیاطاً خاص اور ضمان نہ ہو گا اگر بعد شہاد کے اوشے وہ دیوار بیٹھالی اور شہری سے اوشہ قبضہ کر لیا پھر گری یا توڑ ڈالنے کی درخواست اوس سے کی گئی جو توڑنے پر قادر نہیں رہی جیسے تہن اور کر ایہ دار اور شرف اور گھر میں رہنے والا تو اگر وہ دیوار کسی کے گھر کی طرف جھکی ہوئی ہو تو اوس گھر والے کو توڑنے کی درخواست ہو چکی ہو اور اوسکو مہلت دینے اور ضمان معاف کر دینے کا اختیار ہو اور جو دوسنے پہلے ہی سے دیوار جھکی ہوئی بنائی تو ضمان ہو گا بدون درخواست کے چنانچہ برآمدہ وغیرہ نکلنے میں و یا یا پٹھانہ یا پر ناہن کذا ذرا فصل صوابک دیوار ہا پنجہ او میون میں شریک تھی ایک شریک سے درخواست اوسکو توڑنے کی کی گئی پھر وہ گری یا ایک شخص پر تو جس شریک سے درخواست توڑنے کی کی گئی تھی او سکی مالکہ پر پانچواں حدیث کا لازم آویگا جیسے دو ٹل دیت کے لازم آویگا جب تین شریکوں میں سے ایک نے ضمان مشترک میں کھوان گھروا یا یا دیوار اوٹھائی اور اوسکے سبب سے کوئی ہلاک ہو گیا

باب جانور کی جنابت اور جانور پر جنابت کرنے کے بیان

اگر سوار کی سواری کا جانور کیسے رو نہ ڈالے یا ہاتھ یا پاؤں یا سر سے تلف کرے یا ٹھنڈے کاٹ لگائے یا ہاتھ سے مارے یا دھکا دیوے تو سوار پر ضمان لازم آویگا اور جوات یا دم سے لے تو سوار اوسکا ضمان نہ دیگا کیونکہ روٹنا وغیرہ سے بچاؤ ممکن ہے نہ لات اور دم کی ضرب سے یہ مذہب ہمارا ہے اور شافعی کے نزدیک لات کی ضرب کا بھی ضمان نہ دیگا کیونکہ مثل جانور کا مشوبہ ہر طرف سوار کے کذا ذرا فصل صوابک جانور نے جلتے جلتے لید یا پٹیا سب کی پٹیا سے

کچھ تلف ہو گیا یا اوسکو کھڑکیا لید یا پیشیا کے لیے تو ضمان نہوگا اور جو کسی اور کام کے لیے کھڑا کرے گا تو ضمان نہوگا اگر کسی نے جانور لے چنے میں ہاتھ یا پاؤں سے نکلری گئی اور اسی یا عبا را اور یا یا چھوٹا پتھر اور اس کے سب سے کسی کی آنکھ پھوٹ گئی یا کپڑا بڑھ گیا تو سوار پر ضمان نہوگا اور جو بڑا پتھر اور یا یا تو ضمان نہوگا اس لیے کہ بڑے پتھر کے اڑانے سے بچاؤ ممکن ہے نہ نکلری اور پتھری کے اڑانے سے گتہ فی الاصل ص جانور کا تیچھے سے ہانکنے والا اور گے سے کھینچنے والا نکل سوار کے ہن ضمان اور عدم ضمان میں لیکن سوار پر کھارے نکل بھی لازم اور پکا نہوان دونوں پر اور سوار محروم ہوگا میراث سے مقتول کی ضرورہ دونوں اگر دو سوار لیس میں ایک دوسرے کی دھکے سے مر جاوے تو ہر ایک کی دیت دوسرے کے عاقل پر ہوگی اگر ایک شخص نے اپنے جانور کو پیچھے سے ہانکا اور دوسکا زین کسی پر گرا وہ مر گیا یا گے سے اونٹ کی قطار کو کھینچا اور سین سے ایک اونٹ کے ٹک پکروند ڈالا تو دیت دینا ہوگی اور جو قطار کو پیچھے سے بھی کوئی ہانکتا تھا تو دونوں پر دیت لوگی اگر زید اونٹ کی قطار لے جاتا تھا عموماً نے اوسکے اطلاع کے ایک اونٹ ہاندھنے یا اور اوس اونٹ کے کسی کو روند کر تلف کیا تو دیت تری کی عاقل سے لیا ہوگی پھر زید کا عاقل وہ دیت عمرو کی عاقل سے پھر لگا کر کہینے کے کسی پر چھوڑا اور پیچھے سے اوسکو ہانکا سوار اس کے لئے اسی وقت جا کر کچھ تلف کیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا اور جو اس کے کو ہانکا نہیں ہا پرینہ چھوڑا خواہ اوسکو ہانکا یا نہ ہانکا تو ضمان لازم نہ آویگا جیسے کوئی جانور خود بخود چھوٹ بھاگا سوار سے مال یا جان کو تلف کیا رات کو یا دن کو تو ضمان نہوگا اس واسطے کہ روایت کیا بخاری ابو داؤد ابن ماجہ نے ابو ہریرہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے العجماء جن جنہا اجباد یعنی نے زبان کا زخمی کرنا یا لگان ہر ص اگر کسی شخص نے اوس جانور کو مارا جس پر سوار ہو گیا نکلری سے اوسکو کو پاؤں سے ہاتھ یا پاؤں سے کسی کو مارا یا بٹک کر کسی کو صدمہ یا اور اڈالا تو ضمان چھپنے سے لے کر ہر نہ سوار پر یہ نہ ہر ہمارا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں پر ضمان نصف ہر یہ حکم ہے کہ بغیر اوزن سوار کے نہیں کیا ہوگا اور جو اسکے اوزن سے ہو تو ضمان نہوگا اور جو وہ جانور اسی چھپنے والے کو مارا لے تو خون اوسکا لگا ہوگا یعنی کسی تیراوان اسکا لازم نہوگا پھر اگر قصاب کی بکری کی آنکھ پھوڑی تو بے قصد قیمت میں اوسکی نقصان ہو گیا دینا اور گاہیل اونٹ کی آنکھ پھوڑی خواہ قصاب ہو دین یا اوسکے تو چھٹائی قیمت دینا ہوگی ایسا ہی حکم ہے خیر اور گھوڑے میں

باب لوڈی غلام کی جنایت اور اونپر جنایت کرنے کے بیان ہیں

اگر غلام کوئی جنایت کرے خطا سے تو مالک کو اختیار ہے خواہ اوس غلام کو جوارا کر دیوے ابوحنیفہ جنایت کے اور ولی جنایت اوسکا مالک ہو جاوے یا دیت اوس جنایت کی بطور قدیہ کے غلام کو میراث سے ادا کرے فی القورین اگر مالک نے قدیہ دیدیا بعد اوسکے غلام نے اور دوسری جنایت کی تو پھر قدیہ دیوے یا غلام حوا کرے الکنہ اگر غلام دو جنائتیں یا زیادہ کین تو ولی کو اختیار ہے خواہ اول سب جنائتوں کے بلے میں غلام کو دیدیا باہر ایک کی دیت جدا گانہ دیوے پس اگر مولی نے اوسکو ہمہ کر دیا یا آزاد یا دیر یا ام ولد بنایا اور اوسکو جنایت کی خبر پھری تو دیت اور قیمت غلام میں سے کتر کتاوان دیدیوے اور جو پتھری تو دیت دیوے جیسے مولی نے اوس غلام کی آزادی کو معلق کر دیا یا بے قصد قتل یا جرح پر اور اوس غلام نے وہ کام کیا تو مولی کو دیت دینا ہوگی اگر غلام نے آزاد کا ہاتھ عدا کاٹا اور غلام اوسکو دیوے یا گیا سوار سے آزاد کر دیا پھر ہاتھ سے

زخم سے وہ مر گیا تو غلام صلح ٹھہر گیا بعض جنایت کے اور جو اسے آزاد نہیں کیا لیکن ہاتھ کے زخم سے مر گیا تو غلام بچ گیا اور یا اور کیا مولیٰ کو سو وہ قتل ہو گا قصاص میں یا معاف کیا جاوے گا اگر غلام مازون مدین کوئی جنایت کرے خطا سے اور مالک کو ہر کا علم ہو وہ اس کو آزاد کر دیوے تو مالک کٹر کا تاوان دیوے قیمت اور زمین میں تو فرسخوا ہون کو اور کٹر کا قیمت اور دیت میں سے ولی جنایت کو پس اگر نوٹدی مازون مدین بچے تو فرسخوا ہون کے ساتھ چھپی بچا جاوے گا اور جنایت میں بچہ نہ دیا جاوے گا زید کے غلام کی عمرو نے آزادی کا اقرار کیا پھر اسے عمرو کی کوئی جنایت کی تو عمرو کو کچھ نہ لیا گیا نہ غلام سے نہ اس کے مولیٰ سے اگر غلام نے کہا کہ میں نے زید کے بھائی کو قتل آزادی کے خطا سے مازون اور زید نے کہا کہ میں بلکہ بعد آزادی کے تو قول غلام کا سچ سمجھا جاوے گا زید نے اپنی نوٹدی کو آزاد کیا پھر کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کا مایا مال تیرا لیا قتل آزادی کے اور نوٹدی نے کہا بعد آزادی کے تو قول نوٹدی کا مقبول ہو گا مگر حجاج اور نوٹدی کی کمائی میں کہ میں قول مولیٰ کا مقبول ہو گا اگر غلام مجھ سے یا کسی نے ایک صبی کو سیکے قتل کے لیے کہا اور اس میں ہی نے قتل کر ڈالا تو دیت قاتل کی عاقبت پر ہوگی اور وہ عاقبت قاتل اس غلام سے بعد متعلق کے پھر یہ بیگنہ نہ سمجھی آہ سے اور جو غلام مجھ سے غلام مجھ کو حکم کیا قتل کا تو قاتل کا مولیٰ اس غلام کو جملے کر دیوے یا فریہ دیدیوے قتل خطا میں اور اگر مرد پر جمع اب نہیں ہو سکتا لیکن بعد آزادی کے کٹر قیمت اور فرسخوا میں سے لے سکتا ہے ایسا ہی قتل میں اگر غلام قتل صغیر سن ہوا اور بوجہ بالغ ہو گا تو قصاص صحتا قتل کیا جاوے گا اگر ایک غلام نے دو آزاد شخصوں کو قصداً مار ڈالا اور تیرے قتل کے دو دہلی تھی ایک ایک سے اونچین سے عفو کر دیا تو باقی دو وارثوں کو چاہے مالک نصف غلام دیدیوے چاہے ایک پوری دیت ادا کرے اور جو ایک شخص کو مجھ اور دو سہ کو خطا قتل کیا اور عمر کے دو وارثوں میں سے ایک نے عفو کر دیا تو مالک پوری دیت دیوے قتل خطا کے وارثوں کو اور نصف دیت قتل عفو کے اس وارث کو جسے عفو نہیں کیا یا غلام کو اون تینوں کے جملے کر دیوے تو اس غلام کے میں حصے کے بانٹ دینگے تینوں میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک چھ حصے کے تین حصے خطا کے وارثوں کو اور ایک عمر کے وارث کو ملیگا اگر دو شخصوں میں ایک غلام مشترک تھا اسے اون دو وارثوں کے ایک حصے وارثوں کو اور ایک نے عفو کر دیا تو سب باطل ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک عفو کرنے والا نصف حصہ لے پنا دوسرے کو دیدیوے چاہے دیت فریہ دیدیوے غلام کی دیت اس کی قیمت پر نہیں اگر قیمت اس کی آزاد شخص کی دیت تک پہنچ جاوے گی تو اس میں سے دس درم کم کر لینگے امام ابوحنیفہ اور محمد کے نزدیک اور ایسی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے عبدالسیر بن مسعود سے اور ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک جہاں تک قیمت اس کی ہوگی دینا پڑے گی حصہ اور غصب میں کہ نہ کرے بلکہ یہ قدر قیمت ہوگی دینا پڑے گی باجماع سب علماء کے اور شخص آزاد میں جو حصہ دیت کا جنایت میں مترازا غلام میں وہ حصہ قیمت سے مقرر کیا جاوے گا مثلاً اگر کوئی غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو نصف قیمت اس کی لازم آوے گی

فصل اگر اس کی قیمت دس ہزار یا زائد ہوگی تو بیچ کم پانچ ہزار درم دینا ہوگی کذا فی الاصل حصہ اگر غلام کا ہاتھ کاٹا گیا پھر وہ آزاد کیا گیا بعد اس کے اس زخم سے مر گیا تو قاتل سے قصاص لیا جاوے گا اگر غلام کا وارث صرف مولیٰ ہو ورنہ نہ لیا جاوے گا اگر ایک شخص نے اپنے دو غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا پھر دونوں غلام مجھ سے

بہتر ہو سکے مولیٰ نے مقرر کیا کہ مرد میری فلا ناما غلام تھا تو دونوں کی دیت مولیٰ کو بیگی اور جوان دونوں غلاموں کو
کسینے ماڑالا تو دیت آزاد کی اور قیمت غلام کی بیٹیا ہوگی اور چوہر ایک غلام کو ایک ایک شخص نے ماڑالا تو قیمت اولوں
دونوں کی لازم آوے گی اگر ایک شخص نے ایک غلام کی دونوں انگلیوں پھوڑا لیکن تو مولیٰ کو اختیار ہے خواہ غلام کو چھانی
کے جو الے کرے اور اس پوری قیمت اس کی لے لیتے اور چاہے غلام کو اپنے پاس سے ہٹے اور نقصان نہیں
نے سکتا اور صاحبین کے نزدیک نقصان نہ لے گا اور شافی رہے کہ نزدیک ہی قیمت لے گا اور غلام کو بھی کچھ ہو گیا
کذا فی الاصل فصل اگر مرد یا ام ولد نے جنابت کی تو مولیٰ کسے کا تاوان دیکھ دیت اور قیمت میں تو اگر مولیٰ
نے قاضی حکم سے تاوان ولی جنابت کو دیدیا بعد اس کے پھر انھوں نے جنابت کی تو پوری جنابت والا پہلی جنابت
والے کا شریک ہو جاوے گا اس قیمت میں جو اسکو قاضی کے حکم سے ملی ہو اور جو مالک نے برون حکم قاضی کے دیا تو دوسری
جنابت والا پہلی جنابت والا لیکھا چھپا کرے خواہ مولیٰ کاف لیکن اگر مولیٰ سے لیکھا تو وہ پہلی جنابت سے پہلے
لیگا اس واسطے کہ مولیٰ پھر نہ ایک قیمت واجب ہے در بدینہ نادر ص مالک نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹا اس واسطے کہ غلام
کیا ایک شخص نے اور زخم کے مراتب سے وہ غلام مر گیا غاصب پہلے غاصب ان ویرتو ہاتھ غلام کی قیمت کا اور مولیٰ نے
ہاتھ کاٹا اپنے غلام کا اور وہ غلام غاصب پاس تھا تو غاصب ہی ہو گیا تاوان اگر غلام چھوڑے غلام چھوڑ کر غاصب کا پھر
مغضوب غاصب پاس مر گیا تو غاصب پر تاوان اوکیا اس لیے کہ مجھ سے مواخذہ کیا جاتا ہے افعال میں اس اگر
غاصب غلام مرے گا تو وہ او میں بیچ کیا جاوے گا اور جو غاصب صرف اس کے اقرار سے ثابت ہو تو مواخذہ ہو گا اور
اپنے آزاد کی کذا فی الاصل فصل اگر مرد نے اپنے غاصب پاس جنابت کی پھر مولیٰ پاس نکرو دوسری جنابت کی آیا
اسکا اولیا ہو تو مالک اس کی قیمت کا تاوان دیوے دونوں ولی جنابت تو اور نصف قیمت پھر لے گا غاصب اور مولیٰ
کرے اسکو پہلی جنابت والوں کے پھر جو ع کر لیتے اسکا غاصب پر صورت اولیٰ میں نہ ثانی میں
اور غاصب غلام بھی یعنی قتل مدبر کے ہر دونوں صورتوں میں لیکن مولیٰ یہاں خود غلام کو جو اسے کرے چلے
مدبر میں اس کی قیمت دیتا ہے اگر زید کے مدبر کو عرو نے غضب کیا اور اس سے جنابت کی عرو پاس پھر عرو نے
رہ کر دیا اسکو طرف زید کے بعد اس کے پھر غضب کیا پھر اس سے جنابت کی تو مالک پھر پوری قیمت اس
مدبر کی دونوں اولیاے جنابت کے لیے لازم آوے گی پھر وہ پوری قیمت عرو سے بھگے لے گا اور
اس میں سے نصف پہلی جنابت والوں کو دیکر پھر وہ نصف غاصب سے بھگے لے گا اگر زید نے لیکھا
آزاد لے گا غضب کی پھر وہ لے گا دیکر پاس اگر ناگمان یا حارس مر گیا تو زید یا من تہو کا اور جو چلی کے گرنے یا سناپ
کاتے سے مر گیا تو زید کے عاقلہ پر دیت لے کے کی اوگی کف آزاد لے کے کا غضب عبارت ہو سکے لے جانے سے
کیونکہ غضب شخص آزاد میں تصور نہیں ہو درختار میں ہو لیکر کا حکم بھی بصورت میں مثل صغیر کے اگر غاصب اسکو
ایسے مسکات کی طرف حیر لے گیا کہ اسکو حفاظت اپنی عنق نہیں ہو اور اگر کسینے صغیر کو غضب کیا پھر وہ صغیر
پاس غاصب ہو گیا تو غاصب قید رکھا جاوے گا یا مالک اسکو صغیر کو لے یا اسکی موت معلوم ہو جاوے گا اگر ختم

صغیر کا حقیقہ کاٹ ڈالا تو اگر لڑکا مر گیا تو خنان کے عاقلہ پر نصف دیت لازم ہوگی اور جو زندہ رہا تو پوری دیت اور جو چھوٹا ہو چھوٹا کاکہ وہ کون سا جاننی ہوگا اگر وہ کسی جنسیت سے معنی علیہ مر جاوے تو نصف دیت ہو اور چونکہ مرے تو پوری دیت ہو
 حصہ حصیہ ایک لڑکے کے پاس غلام رکھا گیا بطور رمانت کے اور اس لڑکے نے اس غلام کو مار ڈالا تو عاقلہ پر لڑکے کے
 دیت غلام کی آویلی اور اگر لڑکے کے کسی مال تلف کیا بغیر بیع کے تو وہ بیہر ضمان ہو اور جو اسکے پاس بیع ہو اسنی بطور
 امانت کے رکھا گیا اور اسے تلف کیا تو ضمان نہیں ہے لڑکا جب نہیں لڑسی عاقل ہوا اور غیر عاقل پر مطلقاً تاوان نہیں ہوتا

باب قاست بیان میں

وہ مڑوہ جس پر اثر ضرب کا جبراحت کا جو دیکھا دبا نے کا نشان ہو یا خون بہتا ہو لڑکے کا یا آنکھ سے کسی محل میں پایا گیا یا اسکا
 اکثر بدن یا نصف بدن سر کے ساتھ ملا اور وہ کاقائل معلوم نہیں ہے اور وہی مقتول دعوی قتل کا حکم تھا جو کل اہل محلہ سے یا بعض
 پر تو وہی پچاس آدمیوں کو حملہ الون میں سے چھٹے اور لوہے تیسہ لچا ہے کہ وہ اندر ہتھ سکو قتل نہیں کیا اور وہ اسکے قائل کو ہم چاروں
 میں سے یعنی ہر شخص ان میں سے اس طرح قسم کمانے کہ کہنے اسکو قتل نہیں کیا اور زمین قائل کو اسکے جانا ہوا
 اور نام شامی اسکے نزدیک اگر اہل محلہ پر لوث ہو قتل کا یعنی ناوین میں سے کسی پر علامت قتل پائی جاوے یا ظاہر حال اسکا
 شاہد ہو مثلاً مقتول سے اونکو عدالت ہو یا ایک شخص عادل شہادت دیوے قتل کی یا جماعت غیر عادلہ شہادت دیوے اسکا
 کہ اہل محلہ نے اسکو قتل کیا ہے تو اولیا مقتول کو پچاس علفین دیجا دینگے اس امر پر کہ وہ عدل اہل محلہ نے اسکو قتل کیا ہے جو حکم کیا جاوے
 دیت کا دعوی علیہ مر پر یہ کہ دعوی قتل عمر کا ہو یا خنا کا اور نام مالک کے لڑکا کہ حکم کیا جاوے یا قصاص کا اگر دعوی قتل عمر کا ہو
 اور یہی ایک قتل ہے شامی کا اگر چلوت نہ تو تدریب مالک کا مثل جابہ نہ ہوگا ہر گرفت آسانہ کہ وہ ایمان کو مکر نہیں
 کرتے اہل محلہ پر بلکہ روکے زمین ایکو اولیا مقتول پر پس اگر حلف کر لیوں اہل محلہ تو وہ دیت نہیں دلائے اور وہی لڑکا
 قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گواہ مدعی پرین اور قسم منکر پر روایت کیا اسکو پہنچی نے این عباس اور صحاح ستہ
 والوں نے ماتہ او کہتے تو شیعین اہل محلہ پر ایسے مقرر ہوئیں تا اگر انھوں نے قتل کیا ہے تو قسم دروغ سے بچکا اور اگر قتل کا
 پس واجب ہے و قصاص اور جو حلف کر لیوں تو قصاص سے برت ہو جاوے لیکن دیت واجب ہوگی ان پر اس واسطے
 کہ مقتول انکے بیچ میں برہمی پس سب اہل محلہ حلف کر لیوں تو ان پر دیت کا حکم کیا جاوے گا اس واسطے کہ روایت میں
 میں نے عمر بن شعیب عن ابیہ عن عبدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت مقرر کی یہود پر جب بھیجکا بیجا دیکھے دروازوں
 مقتول پایا گیا تھا اور روایت کی ہزارے سعید بن مسیب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع کیا یہود سے ساتھ ساتھ
 کے اور مقرر کی اور دیت اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور شامی نے عمر بن اکھاشب کہ انھوں نے پچاس آدمیوں
 حلف کا حکم کیا قاست میں پس حلف دلائی اونکو اور مقرر کی اور دیت میں تو اگر وہی نے دعوی کیا قتل کا
 اس شخص پر چار اہل محلہ میں سے نہیں ہے تو قاست اہل محلہ سے ساقط ہو جاوے گی پس اگر اہل محلہ پچاس کہ ہوں تو مکر
 اون سے قسم پچاسے یہاں تک کہ پچاس تھیں پوری ہو جاوے ف اس واسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے
 ابی بلیح سے کہ عمر بن الخطاب نے مکر کرین تھیں یہاں تک کہ پوری ہو گئیں اور روایت کیا عبد الرزاق نے کہ حضرت

حضرت عمر نے ایک عورت کو پچاس مہینہ دلائل میں جب اس کا مولیٰ مار گیا تھا پھر اس پر دیت مقرر کی اور روایت کی کہ
 ابن ابی شیبہ نے شرح سے اور عبدالرزاق نے ابراہیم بخاری سے مثل اسکے صل اور جو شخص اہل محلہ میں سے اٹھا کر سے
 قسم کا تو وہ قید رکھا جائے یہاں تک کہ قسم کھائے اور قصاص میں بھی اور مجنون اور عورت اور غلام شریک نہ ہونگے
 اور زمین پر قصاص اور دیت اس شخص میں جس پر زخم کا نہیں ہی یا خون اس کے منہ یا دہریا ذکر سے نکلا ہی
 و اس واسطے کہ ان اعضاء سے خون نکلتا ہو خود بخود بھی بخلکاف کان اور آنکھ کے گرد بے غیرت کے خون اور زمین سے
 نہیں نکلتا **کذا فی الاصل** صل اگر مقتول جانور پر پایا گیا اور اس کے ساتھ ایک ہانکتے والا یا کھینچنے والا یا
 سوار پر تو اس کی دیت ساقن یا قانڈا یا کس کے عاقلہ پر چوگی اور چوتھون ہوں تو دون سب کو دیت دینا ہوگا اور اگر ایک جانور
 پایا گیا دو فریون کے درمیان میں اور اسپر ایک مقتول ہو تو جو گاؤں دیان سے قریب تر ہوگا اور قصاص اور دیت
 و اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی حکم کیا جب ایک مقتول دو گاؤں کے بیچ میں پایا گیا تھا روایت
 کیا اس کو ابوہریرہ اور علی بن ابی طالب نے اور اس وقت بن راہوہ اور ہریرہ نے اپنے مسانید میں اور بیہقی نے اپنے سنن میں اور حضرت عمر نے
 بھی ایسا ہی حکم کیا تھا اس وقتہ میں اخصاج کیا اور اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ذیل **صل** اور جو مقتول کسی گھر
 میں ملا تو گھر کے پر قصاص ہے اور اس کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اگر ثابت ہو یا گھر گھر اور کسی کا ملک پر چیت سے اور اگر
 اپنے ہی گھر میں ملے تو دیت اس کی وارثوں کے عاقلہ پر ہوگی **و** امام ابو حنیفہ نے نزدیک اور صاحبین اور زفر نے نزدیک
 کچھ ایسے صورت میں لازم نہ آویگا اور یہی حق ہے **کذا فی الاصل** صل اور دیت اور قصاص اہل خطہ پر **و** جنکا امام
 سند لکھدی ملکیت کی استبداد فتح اسلام کی وقت اگر چاہو زمین سے ایک ہی شخص باقی ہو دینا **صل** اندر سے والوں
 اور خریداروں پر پھر اگر سب مالکوں نے اس کو بیچ کر والا ہو تو دیت اور قصاص خریداروں پر **و** باجماع سب علما
 ہمارے **صل** اگر مقتول مکان مشترک میں پایا گیا اور بعضوں کا حصہ زیادہ ہو تو قصاص اور دیت شراک کی شمار کے
 موافق ہوگی **و** ان حصوں کے لحاظ سے یعنی حصہ قلیل والے اور حصہ کثیر والے دیت اور قصاص میں برابر ہونگے **صل**
 اگر گھر بچا گیا لیکن مشتری کے قبضہ میں نہیں آیا تھا اور زمین مقتول نکلا تو قصاص اور دیت بالغ کی عاقلہ پر ہے اور بیع
 بائع یا زمین قالیض کی عاقلہ پر مشتری میں اہل کشتی پر یعنی جو زمین سوار زمین یا ملاح اور سب جملہ میں اہل خطہ پر اور دو گاؤں کے
 بیچ میں قریب گاؤں والوں پر اور بازار خاص میں جو کسی ملک ہو مالک بازار پر اور بازار غیر ملک اور شارع عام اور قیلاں
 اور جامع مسجد **و** اور جو مکان عامہ مسلمین سے متعلق ہو دینا **صل** میں اگر مقتول ملے تو قصاص میں برابر
 اور دیت اس کی بہت المال میں بیگی اور جو ایک قوم باہم گھر گئی تلواریں کھینچ کر پھر ایک مقتول کو چھوڑ کر چلا ہو گئی تو
 اہل محلہ پر قصاص اور دیت ہے اس واسطے کہ حفاظت محلہ کی اونکے ذمے ہو مگر سیکہ وارث مقتول کو قوم پر یا اون میں سے
 کسی شخص معین پر دعویٰ کرے تو اہل محلہ پر کچھ واجب ہوگا اور خون دانگان ہوگا اور اس کی دیت وغیرہ کچھ نہ بیگی اگر مقتول
 جنگل میں یا آب جاری میں بہتا ہو لے اگر جن لوگوں سے حلف طلب ہو قصاص میں اور زمین سے ایک لے کہا کہ مقتول
 کو زرنے مارا ہو تو اس کو ان حلف لیاوگی **و** اللہ سے مقتول کو قتل نہیں کیا اور زمین اس کے قائل کو سوار پر کے

اور کسی کو جانتا ہوں لیکن یہ ظہار اور سگازید پر قبول نہ کیا جاوے گا اور باطل ہے شہادت اہل محلہ کی اور لوگوں پر بابت قتل کے
 پانچے میں سے کسی پر اور جو شخص کسی محکمہ میں مجروح ہو یا پھر وہ ان سے اونٹن یا گیا لیکن صاحب فراش رو کر گیا تو دیت اور
 قسامت اونٹین محلوہ اولوں پر ہوگی جہاں پر زخمی ہو تھا اگر ایک مکان میں صرف دو ہی شخص تھے ایک اونٹین سے مقتول
 پایا گیا تو دوسرا ضامن ہوگا دیت کا نزدیک ابو یوسف نے کہ مجروح کے اور جو مقتول کسی عورت کا نوئی میں بلا تو اس عورت
 پر نہیں مگر زکی جاوے گی اور دیت او سکی عاقلہ پر ہوگی **ف** یہ تہربہب طرفین کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک
 قسامت بھی عاقلہ پر ہوگی اس واسطے کہ قسامت اون لوگوں پر جو عورت سے نہ تھوڑے اور عورت اسکی اہل نہیں ہے

کتاب العاقل

یہ کتاب ہے اون لوگوں کے بیان میں جن پر دیت واجب ہوتی ہے یعنی عواقل کے بیان میں جو جمع ہے عاقلہ کی ص
 شخص لشکری ہو تو اس کے عاقلہ وہ لوگ ہیں جنکا نام دیوان میں مرقوم ہے **ف** دیوان عبارت ہے اون اوراق سے
 جنہیں اہل لشکر کے نام اور ان کا سالانہ پیشہ ناما ہی یا ماہانہ لکھا جاتا ہے یعنی دفتر لشکر اہل سلام تو لشکر کی عاقلہ بھی لشکر کی
 لوگ ہیں **ص** اور یہ ہمارے نزدیک ہے اور شامی کے نزدیک عاقلہ قاتل کے اس کے کہنے والے میں اس لیے کہ ایسا ہی
 تھا زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **ف** روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ شعبی سے مسلمان کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم دیت قریش کی مقرر کی اور قریش کے اور دیت انصار کی انصار پر **ص** اور نسخ نہیں ہو سکتا بعد از آنحضرت
 علیہ السلام کے اور ہجرتی اہل بیت پر عاقلہ ہر گاہ دفاتر مرتب کیے محض میں ضحاک کرام کے تو دیت اہل دیوان پر مقرر کی **ف**
 روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے اور شعبی سے کہ اول جسے عاقلہ مقرر کیا عمر بن الخطاب ہیں اور مقرر کی دیت اون
 عطا میں تین سال میں اور روایت کی عبدالرزاق نے مصنف میں عمر سے کہ انھوں نے دیت مقرر کی عطاؤں میں تین
 سال کے اندر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے حکم کیا دیت کا تین سال میں ہر سال میں ایک ثلث اور اہل دیوان کے
 اونکی عطاؤں میں **ص** اور فیصل حضرت عمر کا نسخ نہیں ہے بلکہ تقریر ہے اس کی کہ دیت اوپر وہ وگاردن کے ہے اور سگازی
 کی صورتیں مختلف ہیں مثل قرابت کے اور انہ اسکے تو حضرت عمر کے زمانے میں حضرت دیوان کٹھری اسی طرح اگر حضرت عمر سے
 ہو تو اہل حرفہ اس کے عاقلہ کٹھری کے پس وصول کیا جوگی دیت اونکی عطاؤں سے تین سال کے عرصے میں **ف** اسی طرح
 جو دیت قاتل کے مال میں واجب ہو تو وہ بھی تین سال کے عرصے میں لجاوے گی جیسے باپ بیٹے کو عدا قتل کرے اور امام
 شامی کے نزدیک فی القور لجاوے گی کذا فی الاحکام **ص** پھر اگر عطاؤں تین سال سے زیادہ یا کمین بیت المال میں سے
 نکلیں تو اسی طرح دیت لجاوے گی مثلاً اگر تین سال کی عطا پہلے ہی سال میں پیشگی مل گئی تو کل دیت اوس لجاوے گی اور
 جو چار برس میں ملی تو چار سال میں دیت وصول کیا جوگی **ص** اور جو شخص لشکر میں نہیں ہے تو اسکا عاقلہ اس کے کہنے والے
 میں اور دیت اون پر تقسیم کیا جوگی سطر چکر ہر ایک سے تین سال میں تین دم لیاوے گی یا تین سال میں چار دم سے
 زیادہ کسی سے نہ لینگے یہی صحیح ہے پس اگر کتبہ والے استفادہ نمودن کر دیت پوری اون سے وصول ہو سکے تو اس کے تہ
 جو دیت کتبہ والوں کو پھر تیس کے کہنے والوں کو اسی طرح بلائے جاوے گی یہاں تک کہ دیت پوری ہو جاوے اور قاتل عاقلہ میں سے

دونوں دو تہائی مال کا فرمایا آپ نے نہیں پھر کہا میں نے صدقہ دونوں میں نصف مال کا فرمایا نہیں کہا میں نے تصدق کروں میں
تہائی مال فرمایا صدقہ کر تہائی اور تہائی بہت ہی بیشک تیرا چھوڑ جانا وارثوں کو غنی بہتر ہے اس کے چھوڑ جاؤ تو انکو بغلنہ
پھیلاویں لوگوں کے سامنے اور معاوضہ قتل سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہ
تم پر تہائی مال کا تمہارے لئے کے وقت واسطے بڑھانے نیکیوں کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے اور امام احمد نے اور ابو یوسف
نے ابوالدرداء کی حدیث سے اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے لیکن یہ روایتیں ضعیف ہیں اور قوی کرتی ہیں ایک
روایت دوسری روایت کو واللہ اعلم بلوغ المرام ص اور درست نہیں ہے وصیت وارث کے لیے یعنی جو
شخص میت کے ترکہ میں سے حصہ کا مستحق ہو اوسکے لیے وصیت درست نہیں ہے اور جو وہ محروم ہو جاوے جیسے بھائی کے
کے لیے وصیت کی باوجود بیٹے ہونے کے تو درست ہے دلیل اس باب میں حدیث ہے ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہما کہ سنا میں نے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا یا ہر حق دار کو اوسکا حق پس جب وصیت نہیں ہے وارث کے لیے
روایت کیا اوسکو امام احمد اور چاروں عالموں نے فرمایا ہے اور حسن نے اور حسن نے اور ترمذی نے اور قوی کہا اوسکو
ابن حجر نے اور ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو دارقطنی نے ابن عباس اور زیادہ کیا اوسکے آخرین مگر یہ کہ چاہیں
سب وارث اور اسناد اوسکا حسن ہے بلوغ المرام اور آیت کتب علیکم ان تارثوا حصہکم ان تارثوا ان تارثوا
یا الوصیۃ للوالدین والاکثرین منسوخ ہے اس حدیث سے یا آیت موارث سے یا اول ہے اور قاتل کے
لیے جو مباشر ہو قاتل اس واسطے کہ ہر ایسے میں ہو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے وصیت قاتل کے لیے
کہا زبلی نے تخریج ہر ایسے میں کہ خارج کیا اس حدیث کا دارقطنی نے بشیر بن عبید سے انھوں نے حجاج بن اطاق سے
انھوں نے حکم سے انھوں نے ابن عبید سے انھوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے فرمایا اوسکو
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں درست ہے قاتل کے لیے وصیت کہا دارقطنی نے کہ بشیر بن عبید نے روایت کیا کہ حدیث کہتے
سب اشرفی قبیل سے اکثر زہرا قاتل بال سببے مثل فریہ کے اور امام شافعی کے نزدیک قاتل کے لیے وصیت درست ہے اور
اسی خلاف ہے اگر ایک شخص کے لیے وصیت کی پھر اوسنے موسیٰ کو مار ڈالا اکذا انزل فصل وصیت نہیں درست ہے
اگر موسیٰ صبی ہو یا سکتا ہے ہر اگر چاہے بقدر وفا چھوڑ جاوے اور مقدم ہو گا او ادین وصیت پر ف اس واسطے کہ او کو ادین کا
ضروری اور فرض ہے اور وصیت تو زیادتی حسنات کے لیے مستحب ہے اور قرآن شریف میں اگرچہ وصیت ذکر میں مقدم ہے
دین پر لیکن حکم میں مؤخر ہے باجماع مفسرین کے اور وصیت قبول کی جاتی ہے بعد وراثت اور باطل ہے قبول اور اسکا حیات میں ہو سکتی ہے اور موسیٰ
مالک نہیں ہوا وصیت کا جب اوسکو قبول کرے مگر اسیے رت میں وہ یہ ہے کہ موسیٰ بعد موسیٰ کہ جابو قبول سے پہلے تو وصیت موسیٰ کے وارثوں یا بیوی
اور وصیوں کو جائز ہے پھر با وصیت سے صحیح قول سے یا ایسے فعل سے جو مالک کے حق کو قطع کر دیتا ہو موصوب سے فاشا ایسی موسیٰ بین ایسا تصرف کہ اوس
سے نام بدل جاوے اور اعظم منافع جاتے رہیں ص یا ایسے فعل سے کہ موسیٰ میں ایسا امر زائد ہو جاوے کہ بغیر اوسکے
تسلیم موسیٰ ہی کی ممکن نہ ہو سکے مثلاً موسیٰ پستو کو گھسی لیت کر ڈالے یا موسیٰ بگھریں عمارت بنائے یا ایسے تصرف سے جو موسیٰ کی
ملکوتی زائل کر دے مثلاً موسیٰ یہ کو بیچ یا سہ کر لوے اور کٹے موسیٰ بہ کا ڈھلانا جمع نہوگا وصیت سے اس طرح انکار کرنا درست ہے

انھوں نے حکم سے انھوں نے ابن عبید سے انھوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے فرمایا اوسکو

ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا کرنا موصی کا وصیت سے رجوع ہر اور دونوں قول مفتی بین دسٹ ٹھنٹا کہ
 ص اور مرین کا ہبہ اور وہی وصیت باطل ہے اور اس صورت کے واسطے جس موصی نے نکاح کیا بعد وصیت اور ہبہ کے
 اسی طرح باطل ہے اور وصیت اور ہبہ اور سکا اپنے کا فریٹے کے لیے یا غلام کے لیے اگر بنا کہ مسلمان ہو گیا یا غلام کو آزاد کر دیا
 بعد اسکے اور چنانچہ ہبہ و وصیت کا جسکے پائون رکھے یا اسکے فوج نے مال یا اسکے ہاتھ رکھے یا اسکے سہل ہو گئی
 تمام مال سے اگر ایک سال تک یہ مراض ممتد ہوئے اور موت کا خوف نہ اور نہ تالی مال سے نافذ ہوگا اگر کسی قسم کی
 وصیتیں جمع ہوئیں اور تالی مال اور سب کو کافی نہیں ہے تو جو وصیت فرض ہے اور سکو مقدم کرے تھکے نقل پر اور جو سب
 وصیتیں یکساں ہو وین تو جسکو موصی نے مقدم کیا ہو وہی تالی اولی جاوے گی تو اگر وصیت کی حج کی تو اسکی طرف
 سے ایک شخص کو سوار کر کے موصی کے شہر سے حج کر دینگے اور جو شہر ہتھکے اور تو جس شہر سے کافی ہو وہاں سے اور پوٹیا
 اور جو حج کرنے والا راستے میں مر گیا اور وصیت کی اوستی حج کی تو اسکے شہر سے حج کر لیا جاوے گا و امام ابو یوسف کے نزدیک
 اگر حج ہتھکے اور وہ نہ ہاں کافی ہو وہاں سے اور پوٹیا اور جو شہر ہتھکے اور تو جس شہر سے کافی ہو وہاں سے اور پوٹیا
 کافی ہو وہ نہ ہاں سے کافی ہو وہاں سے اور پوٹیا اور جو شہر ہتھکے اور تو جس شہر سے کافی ہو وہاں سے اور پوٹیا

باب ثلث مال کی وصیت کے بیان میں

جب اپنے تالی مال کی وصیت کی زیر کے ثلث مال اور دوسرے شخص کے واسطے بھی تالی مال کی وصیت کی اور دونوں
 اجازت نہ دی تو تالی مال دونوں شخصوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا اور اگر تالی مال کی وصیت کی زیر کے لیے اور
 سدس مال کی چہر کے لیے تو ثلث مال سب سے زیادہ کو دینگے اور ایک عمر کو اور جو ثلث مال کی وصیت کی برکے
 لیے اور کل مال کی وصیت کی خالہ کو یہ تو امام صاحب کے نزدیک ثلث مال کو نصف نصف بکر اور خالہ بانٹ دینگے اور
 صاحبین کے نزدیک ثلث مال کے چار حصے کے ایک حصہ بکر اور تین حصے خالہ کو دینگے و امام صاحب نے کہا
 کہ وصیت ثلث سے زیادہ کی جب اسکو ورثہ نے جائز نہ کیا باطل ٹھہری تو ایسا ہوگا کہ موصی نے وصیت کی
 ثلث کی بکر اور خالہ کے لیے تو ثلث کو نصف نصف بانٹ دینگے اور صاحبین نے یہ کہا کہ ثلث سے زیادہ وصیت باطل
 اس سنی کہ موصی اور سکا سنی نہیں ہے بسبب حق ورثہ سے اور خبر ہوں اب بین کہ موصی ثلث میں سے بقدر اسکے
 حصہ ایسا علیہ اسکے باطل ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے تو کل کے تین ثلث ہو اور تین ثلث و ایک ثلث بلکہ چار ہوے
 تو اسی طرح ثلث مال چار حصوں پر تقسیم ہوگا کہ ان اکل صلا امام غزالی کے نزدیک موصی لہ کا حصہ ثلث سے زیادہ ہوگا
 جاوے گا یعنی ثلث سے زیادہ میں ضرب نہوگی پس جب وصیت ثلث مال کی ایک کے لیے اور کل مال کی ایک کے لیے
 تو امام ابو یوسف کے نزدیک سہاہ وصیت کے دو ہو ہر ایک کو نصف بلکہ پانچ حصہ کہ ضرب دینگے ثلث میں تو نصف ثلث
 یعنی سدس خالہ ہوگا وہی ہر ایک بلکہ اور صاحبین کے نزدیک سہاہ وصیت چار ہونگی اور چار کا ایک راج ہے تو سب کے ثلث
 مال میں ضرب کرینگے خالہ ہوگا راج ثلث کا وہی بلکہ صاحب ثلث کو چھ صاحب کل کے تین ہیں چار میں سے یعنی تین
 راج ثلث کے وہ اسکا دینگے ہی سنی ہے حضرت اور سہاہ وصیت سے علمائے حیران ہو گئے ہیں کہ ان اکل صلا

مقاموں میں حجاب اور سعادت اور دراہم مسلمین کی صحابہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے دو غلام تھے ایک تیس روپے کا ایک ساٹھ روپے کا ساواو سے وصیت کی کہ تیس روپے کا غلام زید کے ہاتھ دس روپے کو بیجا جاو اور ساٹھ والا عمر کے ہاتھ میں کو بیجا جاو اور سو امان دو غلاموں کے اور کوئی جائیداد موصی کی تھی تو زید کے حقیقین میں درم کی وصیت ہوئی اور عمر کے حقیقین چالیس درم کی ہوئی تو ثلث مال دو لون موصی امین میں تھا تو تیس روپے کا تیس روپے والا غلام زید کے بیس میں دیا جاوگا اور دس درم اوسکی وصیت کے ٹھہرے اور ساٹھ والا غلام عمر کو چالیس میں ملے گا اور بیس درم اوسکی وصیت میں ٹھہرے اور عمر کے ثلث میں سے بقدر اپنے وصیت کے لیا اگرچہ وصیت زائد تھی ثلث پر یعنی یہاں پر اہم غلام نے زید اور عمر کو برابر قائم نہ دلایا بلکہ بقدر حصوں کے تقسیم ہوا اور اگر اوسط پر بیان عمل ہوتا تو زید اور عمر کو برابر لیا اور صورت سعادت کی یہ ہے کہ ایک شخص نے اسی قیمت کے دو غلاموں کو زاد کیا اور سو امان دو غلاموں کے اور کچھ مال اوسکے پاس نہیں ہے تو اول غلام کے لیے وصیت ثلث مال کی ہوئی اور باقی دو لون غلاموں کے لیے دو ثلث کی وصیت ٹھہری تو وصیت کے سہا مت میں تھا تو ہونے لیکے ایک سہم اول کا اور دو سہم ثانی کے تو ثلث مال بھی اسی طرح اونی تقسیم کیا جاوگا تو اول غلام کا ثلث آزاد ہوگا اور دس درم ہوا اور وہ سعادت اور کوشش کرے بیس درم میں اور ثانی کا بھی ثلث آزاد ہوگا اور وہ بیس درم ہو تو وہ سہمی کہ چالیس درم میں تو ہر ایک موصی لے لے نصیب کی بقدر اپنے وصیت کے اگر چند روپے ثلث پر اور سعادت دراہم مسلمہ کی یہ ہے کہ ایک شخص نے زید کے لیے تیس درم کی وصیت کی اور عمر کے لیے ساٹھ درم کی اور کل مال موصی کا صرف اسی قدر ہے تو ہر موصی لے لے کر بیجا بقدر اپنی وصیت کے اور دراہم مسلمہ سے غرض یہ ہے کہ مطلق میں ان میں سے فیصد اور ثلث کی نہیں ہوگا فی الاصل مع اختصاص حصہ اور صحیح ہے وصیت اپنے بیٹے کے حصے کے مانند کی نہ اپنی بیٹی کے حصے کی ہے اگر بیٹا موجود ہو کیونکہ بیٹے کا حصہ غیر کو کیسے مل سکتا ہے برخلاف اوسکے مثل کے حصے تو اگر موصی کے دو بیٹے ہوں تو ثلث مال موصی کو ملے گا اور جو وصیت کی اپنے مال میں سے ایک جز کی تو وہ سکا بیان وارثوں کی طرف ہے تو وارثوں سے کہا جاوگا کہ بقدر تمہارا جی چاہے اوسکو دیدو اوسو اوسط کے جزو مال قبول ہوا ہوتا صحت وصیت کو مانع نہیں ہے تو بیان اوسکو وارثوں کی طرف ہوگا کذا فی الاصل حصہ اور جو وصیت کی ایک سہم اپنے مال میں سے تو مراد اوس سہم مال ہوگا عرف میں عرب کے اور سہم مثل جز کے ہے ہاں عرف میں پھر اگر موصی نے کہا کہ میرے مال کا سہم فلان شخص کے لیے ہے پھر بولالکہ میرے مال کی تمہاری اوسکے لیے ہو اور وارثوں نے اجازت دی تو موصی کو ثلث ملے گا یعنی سہم داخل ہو جاوگا ثلث میں حصہ اور جو سہم مال کی دو بار وصیت کی تو وہ سکو سہم ہی ملے گا اور جو وصیت کی اپنے تمہاری روپیوں کی یا تمہاری بکریوں کی یا تمہاری کپڑوں کی جو مختلف ہیں یا تمہاری غلاموں کی پھر دو ثلث تلف ہو گئے باقی کل روپے اور بکریاں اوسکو مل جاوین گی اور کپڑوں اور غلاموں میں ثلث باقی کا ثلث ملے گا اگر ہزار درم کی وصیت کی اور موصی کا مال عین بھی ہو اور دین بھی ہو لوگوں پر تو اگر ہزار درم عین مال کے ثلث میں سے نکل سکتے تو وصیت جاوینگے ورنہ تمہاری عین کی نکال کر باقی جو رہے گا دین میں سے وصول کر کے دیا جاوے گا اگر وصیت کی ثلث مال کی زید اور عمر کے لیے اور عمر مرد ہے تو زید کو پورے ثلث ملے گا اور جو کہ ثلث درمیاں میں زید اور عمر کے ہے

توزید کو نصف ثلث ملیگا اگر وصیت کی ثلث مال کی اور موصی اس وقت تہاج ہو تو موصی کو ثلث اس مال کا ملیگا جو تو
 کے پاس وقت موت کے ہو اگر چاہے وہ مال بعد وصیت گیا ہو وہ آجرو وصیت کی تہائی بکریوں کی اور موصی کے پاس
 بکریاں نہیں ہیں یا بچھین لیکن قبل موت کے اگر مین تو وصیت باطل ہو گئی اور جو وصیت کی ایک بکری کی ہے مال
 میں سے تو قیمت اس کی اسکے مال میں سے دلائی جاوے گی اور جو وصیت کی ایک بکری کی ہے بکریوں میں سے اور اس کے
 پاس بکریاں نہیں ہیں تو وصیت باطل ہے اگر ثلث کی وصیت کی اپنی اہمات اولاد کے لیے اور فقیروں اور
 مسکینوں کے لیے حال انکام ولد اور اسکے تین ہیں تو ثلث مال کے پانچ حصے کر کے تین حصے اہمات اولاد کو اور دو حصے
 فقرا اور مسکین کو دینگے اور جو ثلث کی وصیت کی زیادہ اور فقرا کے لیے تو نصف زیادہ اور نصف فقرا کو ملیگا اگر سورہ پور کی وصیت
 کی ہے تو اس کے لیے اور سورہ پور کی ہے تو اس کے لیے پھر ایک سے شخص کو ان دنوں کا شریک کرے یا تو تیس کو سیکڑے کی تہائی لے لے اس واسطے کہ چلے دو مرد
 حصہ برابر ہو اور ایک سے اور نئے ساتھ شریک ہو گیا تو مکن ہو گئی تینوں کی برابر ہی تو ہر ایک کو سو کی دو تہائیاں یعنی حصہ جو موصی کے
 کی ہے اس کے لیے اور پھر اس کے لیے پھر ایک سے اور نئے ساتھ شریک کرے یا تو تیس کو سیکڑے کی تہائی لے لے اس واسطے کہ چلے دو مرد
 کما لگا کا پچھتر فرض ہے تو اس کی تصدین کیجیو تو تصدیق کیجاوے گی مقدار دین میں ثلث مال تک اور چار حصے سو اور چھتین بھی
 مین تو تہائی مال جدا کیا جاوے گا وصیت کے لیے اور دو تہائیاں وارثوں کے لیے اور کما جاوے گا اہل وصایا اور وارثوں
 سے کہ دینی کے دین کی تصدیق کرو جو بقدر مین کہ تم چاہو پھر بقدر کا اہل وصایا اقرار کریں اور سا ثلث ان کے حصے میں
 لیا جاوے اور جو بچے وہ انکو ملے اور بقدر کا وارث اقرار کریں اسکے و ثلث ورثہ کے حصے میں سے لیے جاوے جو بچے انکو
 ملے اور صحاب و وصایا اور وارث اور نئے حلف ایسا ہے اگر دینی دعوی زیادہ کا کرنا ہو تو انکے علم اور دانست پر ف یعنی
 اپنے علم پر قسم کھاوے کہ والد ہم سے بقدر دین کو جلتے ہیں اور وصیت کی کسی شے میں کی وارث اور اجنبی کے لیے
 تو نصف اس شے کا اجنبی کو ملیگا اور وارث کو کچھ نہ ملیگا اجنبی کے واسطے نصف اس صورت میں ملا سلیے اگر
 قابل ہے وصیت کے برخلاف اس صورت کے جب وصیت کی تھی اور وصیت کے لیے کہ جو کہ وصیت ان نہیں ہے وصیت کے
 کتا و الاصل حص اگر ایک شخص نے وصیت کی تھی تھانوں کے کپڑے کی اوس میں ایک عمدہ ہو دوسرا متوسط تیسرا
 ناقص میں شخصوں کے لیے ہر چہ کہ عمدہ زید کا ہو اور متوسط عمر و کا اور ناقص بکر کا پھر ایک تھاں تلف ہو گیا اور معلوم نہیں
 کہ وہ عمدہ تھا یا متوسط یا ناقص اور وارث ہر ایک سے یہ کہتے ہیں کہ تیرا حق تلف ہو گیا تو وصیت باطل ہو گئی لیکن اگر وارث
 درگزر کے باقی دو تھاں کو تینوں کے حصے لے کر دین تو زیادہ دنوں تھانوں میں جو عمدہ ہے اسکے و ثلث لیوے اور
 بکر ناقص تھاں کے و ثلث اور عمدہ ایک تھاں کا ایک ایک ثلث لیوے اگر زید نے ایک مکان میں سے جو اسکے اور
 بکر کے درمیان میں مشترک تھا ایک کو طہری کی وصیت کی عمر کے لیے تو اس مکان کو تقسیم کرے اسکے اگر وہ کو طہری
 زید کے حصے میں لے لے تو عمر و لے لیا اور جو بکر کے حصے میں آوے تو اسقدر جگہ گزروں سے تا بکر زید کے حصے میں سے
 عمر و کو مل جاوے گی یہی حکم قرار میں ہے یعنی اگر وصیت کی جگہ اقرار کیا احد الشریکین سے ایک میت کا د مشترک سے

دیجاویگی **ص** اگر ہر روپیہ معین کی جو غیر کے ملک میں وصیت کی تو اس غیر کو جائز ہے کہ بعد مر جانے موسیٰ کے اجازت دیجاو اور بعد اجازت کے پھر منع بھی کر سکتا ہے اگر نہ تو کہ تقسیم ہو گیا سمیت کا اسکے دونوں میں پھر ایک فریضہ اپنے باپ کی وصیت بالثلث کا اقرار کیا تو اپنے حصے میں سے ثلث ادا کرے اگر ٹوٹری کی وصیت کی پھر اس کا لڑکا پیدا ہوا بعد مر جانے موسیٰ کے تو ٹوٹری اور اس کا لڑکا دونوں موسیٰ کے ہونگے اگر وہ دونوں ثلث مال سے کل روپے ورنہ موسیٰ نہ تہائی لگا ٹوٹری سے پھر اسکے والد سے **ف** یہ نہ بہ امام کا ہر اس واسطے کہ تابع مزاج نہیں ہوتا اس کا اور صاحبز کے نزدیک دونوں پر صحیح ہر حصہ لگا مثلاً موسیٰ کے پاس چھ سو روپے نقد تھے اور ٹوٹری میں سو کی تھی اور اس کا لڑکا تین سو کا پیدا ہوا بعد مر جانے موسیٰ کے یہاں تک مال اس کا بارہ سو کا ہو گیا تو ثلث مال کا چار سو ہوئے پس امام صاحب نے فرمایا کہ ٹوٹری کو لگا اور تہائی لگنے کی اور صاحبین کے نزدیک ٹوٹری کا لڑکا لگا کر لڑکا لگا کر

باب بیماری میں آزاد کرنے کے بیان میں

اگر تصرف منجز یعنی فی الحال ہووے سوا دین اعتبار حالت عقد کا ہو پس اگر صحت میں ہو تو کل مال سے نافذ ہوگا ورنہ ثلث مال سے اور جو تصرف مضاف ہو طرف موت کے تو وہ ثلث مال میں سے نافذ ہوگا اگر چھت میں ہو ورنہ تصرف منجز وہ ہے جس کا حکم فی الحال ثابت ہو جاوے اور مضاف الی الموت وہ تصرف ہے کہ وہ اپنے حکم کو موجب ہو بعد موت کے چھت سے کہے کہ تو آزاد ہو بعد میری موت کے یا یہ زیادہ ہے بعد میری موت کے پس منجز میں حالت تصرف کا اعتبار ہے تو اگر اس وقت صحیح اور تندرست ہے نافذ ہوگا کل مال سے اور اگر بیمار ہے نافذ ہوگا ثلث سے پس مراد تصرف سے وہ تصرف ہے جو عین انشا اور حادث ہے ایک عقد کا اور دوسرے معنی جمع اور احسان کے پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ آزاد کیا گیا کہ دین کا مرض میں تو وہ نافذ ہوگا کل مال میں اور سیطہ اگر کراچ کیا مرض میں مندرجہ توفیق ہوگا کل مال سے لیکر تصرف مضاف الی الموت تو وہ نافذ ہوگا ثلث مال سے خواہ وصیت میں کرے یا مرض میں لگا کر فی الحال **ص** جو بیماری کہ اسکے بعد صحت ہو جاوے وہ مثل صحت کے اور مرین کا اعتناق اور مجاہد **ف** یعنی قیمت و اجبی سے کہ جو بیجا یا زیادہ کو خرید کر ناط **ص** اور یہ اور ضمان حکم وصیت کا کہتے ہیں تو اگر مجاہدہ کے بعثت ہو تو مجاہدہ مقدم ہے اور جو عتق کے بعد مجاہدہ کی تو دونوں برابر ہیں **ف** مجاہدہ کے بعد اعتناق کی صورت یہ ہے کہ ایک غلام کو جسکی قیمت دوسور پڑ تھی سو کو بیجا پھر ایک غلام کو جسکی قیمت سورد پڑ تھی آزاد کیا اور سو ان دو غلاموں کے اور کچھ مال نہیں رکھتا تو ثلث مال کو پہلے مجاہدہ کی طرف صرف کرینگے اور جس غلام کو آزاد کیا ہے وہ اپنی کل قیمت میں سعی کرے گا اور عتق کے بعد مجاہدہ کی صورت یہ ہے کہ سورد پڑے غلام کو آزاد کیا پھر دوسور پڑے کو سو کو بیچ ڈالا تو ثلث مال یعنی سورد پڑے کو تقسیم کرینگے دونوں میں نصف نصف تو جس غلام کو آزاد کیا ہے نصف اس کا منت آزاد ہوگا اور نصف قیمت میں سعی کرے گا اور صاحب مجاہدہ دوسرے غلام کو بیچ کر سو میں لگا کذا فی الحال **ص** اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں عتق مقدم ہوگا تو اگر دو مجاہدوں کے بیچ میں ایک عتق ہو تو نصف ثلث صرف کیا جاوے گا پہلے مجاہدہ کی طرف اور باقی دونوں کی طرف اور جو ایک مجاہدہ دو عتقوں کے بیچ میں ہوئی تو نصف مجاہدہ میں نصف دو عتقوں میں صرف

کے لیے اور اس کے آزاد کرنے کے لیے بھی ہیں اور آزاد کیے ہوئے بھی ہیں تو وصیت باطل ہوگی **ف** اس واسطے کہ جہاں کا لفظ مشترک ہو معتق بالکفر معتق بالفتح ہیں اور بعض کتب شافعیہ میں ہے کہ وصیت کُل کے لیے ہو جاوے گی

باب خدمت اور سکونت اور پھلون کی وصیت کے بیان میں

صحیح ہے وصیت کرنا اپنے غلام کی خدمت کا اور اپنے گھر کی سکونت کا مدت میں تک اور ہمیشہ کو اور غلام اور گھر کے محل اور کرایہ کی وصیت سو اگر غلام یا گھر کی ذات تھائی مال سے نکل آئے تو موصی کہ کو تسلیم کیے جاویں شرط اجر لے وصیت کے اور چوٹ سے نہ نکل سکیں تو گھر کی تفسیر کیا جائے **ف** یعنی موصی کہ کو گھر میں سے بقدر کثرت مال حوالے کر دینا کہ وہاں اجراء وصیت ہو و کس اور غلام میں مہایا کر لین **ف** یعنی باری باری نفع میں تو موصی کہ کو اپنے لیے بوسے اور مقدار غلام سے جس میں وصیت صحیح ہوئی اور وارث خدمت ایوں اس مقدار میں جس میں وصیت صحیح نہیں ہوئی **کذا فی الاصل** ضرور موصی کہ موصی کے زندگی میں مر جاوے تو وصیت باطل ہوگی اور جو بعد موصی کے مرنے کے مرے تو موصی کہ کے وارثوں کو پھر آوگی اور اگر موصی نے اپنے باغ کے پھل کی وصیت کی پھر موصی مر گیا اور حال آنکہ باغ میں پھل موجود ہے تو موصی کہ کو صرف یہی پھل لینے کے آئندہ البتہ اگر موصی نے لفظ پھل کا یعنی ہمیشہ بڑھا دیا تو اسکو یہ پھل بھی لینے اور آئندہ بھی ماکر لینے جیسے غلام باغ کی وصیت میں خواہ اہل کا لفظ کے یا نہ کہ پھل بھی لینے اور آئندہ بھی ماکر لینے اور پھیروں کے مال کی وصیت میں اور ان کے بچوں اور وادھ کی وصیت میں وہی مال اور سچے اور رومہ پاویگا جو موصی کے مرتے وقت موجود تھا خواہ اہل کا لفظ کہہ یا نہ کہ **ف** شرطہ یعنی پھل اور غلام و صوف یعنی بالوں میں فرق یہ ہے کہ غلام باغ آمدنی باغ کو کہتے ہیں خواہ بافضل ہو یا آئندہ اور شرطہ اور صوف موجود کو کہتے مگر جیسا کہ آہل کا لفظ کہتا ہے تو یہ فرق نہیں ہو گیا اسل مر یہ کہ شرطہ اور صوف شامل ہیں موجود کو اور معدوم کو بھی لیکن شرطہ معدوم پر عقد صحیح ہے جیسے مساقاۃ میں نہ صوف معدوم اور ولد معدوم میں **کذا فی الاصل** صل کا فرق اپنی صحت میں عبادت گاہ بنائی تو وہ بعد اس کے اس کے وارثوں کو لینے اور اگر کافر نے وصیت کی عبادت گاہ کے بنانے کے لیے خواہ مسعین لوگوں کے لیے یا غیر مسعین لوگوں کے لیے تو صحیح ہے جیسے وصیت مستامن کی جسکا کوئی وارث نہیں ہے ساتھ مال کے کسی مسلمان یا ذمی کے لیے صحیح ہے

باب وصی کے بیان میں

کہتے ہیں اوصی لے فلان جب اسکو اپنے مال میں اختیار دیا تصرف کا بعد موت کے اور اسکو موصی الیہ اور وصی کہتے ہیں ضرور یہ کہ ایک شخص نے اپنا وصی بنایا اور زیر نے قبول کیا وصایت کو موصی کے پاس تو صحیح ہو گیا پھر اگر رد کیا موصی کے سامنے تو وصایت رد ہو گئی ورنہ رد نہ ہوگی **ف** یعنی موصی کے پیچھے پھر وصایت سے انکار کرے تو صحیح نہوگا بلکہ وصایت باقی رہے گی اسلئے کہ موصی نے اس پر پھر وصایت کیا اب وہ اگر اسے غلبت میں رد کرے تو نہیں ہی ہوگا **کذا فی الاصل** ضرور جو زیر نے سکوت کیا یہاں تک کہ موصی مر گیا تو زیر کو رد اور قبول دونوں جائز ہیں اگر موصی نے ترک نہیں سے کوئی چیز تہی تو وصایت لازم ہو گئی اگرچہ وہ اپنے وصی ہونے سے ناواقف ہو پھر اگر موصی نے

قبول سے وصایت کے سکوت کیا پھر رد کیا موصی کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جب کہ قاضی نے
 اس کے رد کرنے کو نافذ کر دیا اور اگر موصی نے وصی کیا غلام یا کافر یا فاسق کو تو قاضی ان کے ہرے میں اور کسی دیگر سے اور جو اپنے
 غلام کو وصی کیا تو صحیح ہے اگر وارث موصی کے نابالغ ہیں ورنہ نہیں اور جو وصی کے حقوق وصایت کے ادا کرنے سے عاجز ہو
 تو قاضی اس کے ساتھ دوسرے کو ملا واپس اگر وصی ایمن ہے اور حقوق وصایت کے ادا کرنے پر قادر ہے تو قاضی اس کو مقرر کیا
 کرے بلکہ واجب ہے وصی رکھنا اور سکا ف اور جو قاضی نے بالہنمہ و سلو معزول کر دیا تو سوال فہم لیکن قاضی نے
 ظلم کیا اور گنہگار ہوا درہنڈا اصل اگر وصی میت کے درخص میں تو ایک وصی بغیر دوسرے کے کوئی کام نہیں
 کر سکتا مگر میت کے واسطے کفن خرید کر سکتا ہے اور اس کی تہہ بیکر سکتا ہے اور اس کے حقوق کی تصدیق اور اس کے قرضے کا اقداد اور مطالبہ اور
 طفل کو بیٹھ خرید و عراج اور اس کے لیے بیہ قبول کرنا اور غلام معین کا آزاد کرنا جسکی آزادی کی موصی نے وصیت کی ہو وہی
 اور وصیت معین کا پیچہ دینا اور وصیت معینہ کا جاری کرنا اور اسوا مال ضائعہ کا جمع کرنا اور جسکے تلف ہوئے یا جو خیر
 اور سکا بیچنا یہ کام بھی کر سکتا ہے **ف** امام ابوحنیفہ اور محمد کا یہ نزدیک ہے اور ابو یوسف کے نزدیک سب کام کر سکتا
 لکن **ف** اچھی صص موصی کوئی خواہ وہی ہو اسکو اپنے مال میں وصی کیا ہو یا اپنے موصی کے مال میں وصی کیا ہو وہ ہر صورت و ہونون ترکون وصی
 اور صحیح ہے تقسیم وصی کی ساتھ موصی کے ورثہ گبار کی طرف سے جب غائب ہوں یا عہدہ ادا کرنا ہے پھر وصی نے
 وصی کے حصہ ترکے میں سے بیکہ وارثوں کا حصہ لیا اور وہ وصی کے پاس تلف ہو گیا تو وارث موصی کے کچھ نہیں
ف اسوا سے کہ قسمت صحیح ہو گئی ہوں اور وصی کی قسمت موصی کے ساتھ ورثہ کے درست نہیں ہے تو اب
 نے موصی کے حصہ لیا اور وہ اس کے پاس تلف ہو گیا تو موصی کے باقی مال میں سے پھر اس کے حصہ لیا اور وہ اس کے پاس
 کی طرف سے تقسیم کر کے حصہ دسکا لے سکتا ہے اگر وصی نے وارثوں کے ساتھ قسمت کی اور جب کی وصیت کا مال نکال لیا
 اب وہ مال تلف ہو گیا تو وہ وصی کے پاس یا جسکو ج کرنے کو دیا تھا اس کے پاس تو پھر بچا یا جاوے باقی مال کے ثبات میں
 اور وصی کو درست ہے کہ ایک غلام کو ترکے میں سے بیچ کر ڈالے اگر چہ بیچ کر خریدا ہو یا حاضر نہ ہو **ف** اس لیے کہ قرضہ
 حق مالیت متعلق ہے زمین ترکے سے درہنڈا اصل اگر میت نے وصیت کی کہ اس غلام کو بیچ کر اسکی قیمت تصدق
 کرنا پس وصی نے اس غلام کو بیچا اور شن اسکی لے لی بعد اسکے وہن وصی کے پاس سے جاتی رہی
 اور غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری شن وصی سے پھر بیوے اور وصی ترکے میں سے لے لیوے استیضاح اگر مشتری نے تقسیم
 اور نابالغ کو ایک غلام سے بیچا اور اسکو وصی نے بیچ کر شن اسکی لے لی پھر وہ شن وصی کے پاس سے جاتی رہی بعد
 اس کے غلام کسی اور کا نکلا تو مشتری شن وصی سے لیکہ اور وصی نابالغ کے مال میں سے اور نابالغ اور وارثوں سے
 حصہ سے بیچ لیا ہے اور وصی کی بیچ اور شر انہیں سے بیچ نہیں ہے بلکہ اسکی قدر میں سے جو لوگوں کو خریدیے
 میں ہوا کرتی ہے نہ عنین فاحش سے اور وصی مال کو بطور مضارت اور شرکت اور بیعت کے حصے سکتا ہے اور اول
 قبول کر سکتا ہے اور سپر جو پہلے مدیون سے زیادہ یعنی ہونہ نفلس پر اور قرض نہیں دیکتا اور وصی وارث کبیر کا مال
 جو غائب ہے اسکی بیچ کر سکتا ہے مگر عقار کی کہ اسکی حفاظت ضرور نہیں ہے اور اس کے مال میں تجارت نہیں کر سکتا

اور باطل ہے گو ایہ دو وصیوں کی وارث صغیر کے مال کی ہر طرح خواہ صغیر کو میراث سے مال ملا ہو یا اور کسی طریق سے اور وارث کبیر کے متمین مال نہ کہ میں سے اسکے سوا اور جگہ دست ہر جیسے صحیح ہے گو ایہ دو مردوں کی اور دو شخصوں کے لیے ہر اور مرد میں ہونے کی میت پر اور اور دو شخصوں دونوں شخصوں کی پہلے دونوں مردوں کے لیے ہر اور مرد میں ہونے کی میت پر ایسی زیا اور عمر و نے شہادت دی کہ بکر اور خالد کے ہر اور مرد میت پر آتے ہیں اور بکر اور خالد نے شہادت دی کہ زید اور عمر و کے ہر اور مرد میت پر آتے ہیں تو دونوں شہادتیں صحیح ہیں ص اور جو ہر فرق نے شہادت دی دوسرے کے یہ اس بات کی کہ میت نے ان کے لیے ہر اور مرد کی وصیت کی ہے تو یہ شہادت باطل ہے یا ایک نے گو ایہ دی کہ دوسرے کے لیے ایک غلام کی وصیت کی ہے اور دوسرے فرق نے گو ایہ دی کہ اول کے یہ ثلث مال کی وصیت کی ہے تب بھی باطل ہے اگر

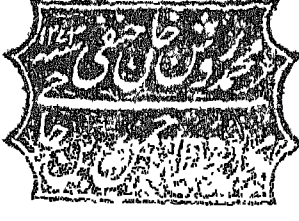
کتاب الجنائے

یہ کتاب ہر جنسی کے حکام میں ص جنسی وہ ہے جو فرج اور ذکر دونوں رکھتا ہو و پس اگر شیباب کرے ذکر سے تو وہ مرد ہے اور اگر شیباب کرے فرج سے تو وہ عورت ہے ہر اس لیے کہ روایت کیا ابن عدی نے کامل میں ابن عباس سے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام پوچھے گئے او کی میراث سے تب فرمایا آپ نے کہا کہ جہاں سے شیباب کرتا ہو سو اسکا اعتبار ہوگا اور وراثت کیا عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت علیؓ علیہ السلام کے ککا فریضیہ علیہ السلام ص اور جو دونوں جگہ سے شیباب کرتا ہے تو جہاں سے اول شیباب کیا ہے اسی کا اعتبار ہوگا اور جو دونوں جگہ سے ساتھی شیباب نکلتا ہو تو وہ جنسا میں شکل ہے اور صحابہ میں کے نزدیک پھر کثرت کا اعتبار ہوگا یعنی نکلیا جاگا کہ کس مقام سے زیادہ شیباب آتا ہے ص یہ سب باتیں قبل بلوغ کے ہیں پھر جب بالغ ہوا اور اسکی واہمی عمل آئی یا کسی عورت سے او سے جماع کیا تو وہ مرد اور جو اسکی جو چچیان اور بھڑائیں یا دودھ اور تر آیا یا حیض آگیا یا حمل رہ گیا یا اوسکے کسی شخص نے ذلی کی تو وہ عورت ہے اور جو کوئی علامت ان میں سے ظاہر نہیں ہوتی یا دونوں قسم کی علامتیں پائی گئیں مثلاً واہمی یعنی نکلی اور جو چچیان بھی اور بھڑائیں تو وہ جنسا میں شکل ہے ہر آگے اسی کے احکام ہر کو رہتے ہیں وہ احکام ہیں جنس اگر عورتوں کی صفت میں کھرا ہے تو ناز کا مادہ کرے اور جو مردوں کی صفت میں کھرا ہے تو اوسکے وائیں بائیں والا اور بچے والا شخص ناز کا مادہ کرے ناز پڑھ ٹھکانا اور زینتی کپڑا اور زین نہ پہنے اور اپنا بدن نہ کھولے عورت اور مرد کے سامنے اور اوس سے خلوت نہ کرے کوئی غیر محرم مرد یا غیر محرم عورت اور سفر نہ کرے بغیر محرم اور مرد یا عورت کو او سکا ختنہ نہ کرے اور وہ ہلکا ہو سکوا یک تو ٹھری خرید زین کہ وہ اوسکا ختنہ کرے اگر اسکے پاس مال ہو ورنہ میت المال سے خریدین پھر پیکر روپ اور سکا میت المال میں داخل کر لین اور جو قبل اوسکے مال کھانے کے کہ وہی یا عورت مر جا تو او سکو غسل نہ دیں بلکہ تیمم کر دیں اور یہاں پر او سکو غسل کرانے کے لیے لٹوی خرید نہیں سکتے کیونکہ لٹوی اول تو میت کی ملک نہیں ہو سکتی دوسرے لٹوی کو اپنے سید کا غسل موت ورنہ میت ہے اور جنسی جب قریب بلوغ کے ہو تو عورت یا مرد کے غسل کے وقت نہ آوے اور مستحب ہے اوسکی قبر پر پھیر کرنا

اور خوشنسی اور ایک مرد اور عورت کا جائزہ نماز پڑھنے کے لیے آئے تو امام کے قریب پہنچے اور کھینچ کر خوشنسی کو
 پھر عورت کو **ف** واسطے رعایت تشریح کے تاکہ عورت کا جائزہ دور تر ہو وگرنہ کسی آنکھ سے خوشنسی کا گناہ
ف **الاصح** کل ص اگر خوشنسی کل کا باپ مر گیا اور ایک بیٹا اور خوشنسی کو چھوڑا تو بیٹے کو دو حصے اور خوشنسی کو ایک حصہ
 ملیگا **ف** ایہ نہ میری نام کا ہوا اس واسطے کہ خوشنسی کو اور مکے نزدیک قبل ایسے میں ملیگا اسی پر فتویٰ ہے درختنا اور
 اصل کتاب میں یہ مقام تفصیل کی ہے جو کما حقہ چاہیے دیکھ لیوے **مسائل متصرف** گوئیے گناہ
 اور شاہ کہ نا واسطہ پر کہ اوس سے نکاح یا طلاق یا بیع اوسکی معلوم ہووے مثل زبان سے کہنے کے **ف**
 لیکن کتابت تین قسم ہے ایک غیر مستبتین یعنی جو معلوم نہیں ہوتی جیسے کتابت صحیفہ نہ ہو اور باپ یا بیٹے کا اعتبار
 نہیں ہر دو مستبتین غیر مرسوم جیسے ذرعت کے پتے پیر یا دیو اور پیر یا کا فخر لیکن نہ بطور رسم کتابت کے تیسرے
 مستبتین مرسوم ہیں بلکہ کاغذ پر ہووے اور جنوں ہو جیسے فلان کی طرف سے فلان کو تو مثل زبان سے کہنے
 پر خواہ قلم سے ہو یا حاضر سے کہنا **ف** **الاصح** کل ص لیکن گوئیے پر شہادت سے حد نہ پڑیگی اور جسکی زبان بند
 ہوگی ہو تو اگر یہ ایک مدت تک ہے اور اوسکے اشارے معلوم ہونے لگیں تو مثل گوئیے کے اوسکا حکم اور نہ
 نہیں **ف** اور مقدار امتداد بعضوں کے نزدیک ایک سال ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ پندرہ ماہ نسبت تک
 ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ **ف** **الاصح** کل ص چند بکریاں بیچ کی ہوئی ہیں اور اوس میں بکریاں مردار بھی ہیں لیکن مردار
 کہ ہیں تو سوچ کر کھاؤ اگر **ف** **الاصح** کل ص اس واسطے کہ حالت اضطرار میں تو مردار بھی کھنا حلال
 ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاصہ ہے اور دلیل ہماری اصل کتاب میں مذکور ہے **ف**
 الحمد للہ واللہ کہ جلد رابع نور اللہ راجع ترجمہ شرح وقایہ بھی اختتام کو پہنچی خدا اس کتاب کو مقبول فرماوے
 اور صنف و ترجمہ اور کتاب اور اسکے چھاپنے والے کو اور مسلمانوں کو تو مسیحاں شیعہ عطا فرماوے اور خانہ کعبہ کا نیکو سے
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ
 الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ الْيَوْمَ وَالْآخِرِ وَعَقْرُ كِنَا مَعَهُمُ الْجَنَّةِ

ف

اچھریذہ اللہ کہ ایت حاسی دلی حاصل ہو اپنی ترجمہ شرح وقایہ مع چار دن جلد ون کے چھپ کر کامل ہو کہ یہ جو نسخہ جلد اول
 ہاتھ تمام راجی مخفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان منور مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۹۳ ہجری میں چھپی

	<p>وجہ مہر و دستخط</p> <p>واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہو مہر و دستخط مہتمم کے آخر میں ثبت کیے گئے</p>
-------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

محمد رفیع بن محمد عثمانی کانپور

ص ۲۱ و ۲۰

۲۴۵

۲۹۷

DUE DATE
